يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ
ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ عزوجل سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

تجلیاتِ صوفیاء

تالیف

پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت نثار الحق نقشبندی سیفی مجددی مدظلہ العالی

ناشر
تبلیغ صوفیاء دعوت الی الخیر

450

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ
ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ عزوجل سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

تجلیاتِ صوفیاء

---- تالیف ----

پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت نثار الحق نقشبندی سیفی مجددی مدظلہ العالی

---- ناشر ----

تبلیغ صوفیاء دعوت الی الخیر

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں:

نام کتاب : تجلیاتِ صوفیاء
تالیف : پیر طریقت رہبرِ شریعت حضرت نثار الحق نقشبندی مجددی سیفی مدظلہ العالی
اشاعت بارِ اوّل : 1998ء
اشاعت بارِ دوم : 2003ء
اشاعت بار سوم : جنوری 2009ء
تعداد : 1100
صفحات : 784
ناشر : تبلیغ صوفیاء دعوت الی الخیر
باہتمام : مجدد الف ثانی ویلفیئر ٹرسٹ
قیمت :

کتاب ملنے کے پتہ

- **مرکزی خانقاہ شریف:**

پلاٹ نمبر 83 سیکٹر 4F مجاہد کالونی نزد پلے گراؤنڈ اورنگی ٹاؤن کراچی
رابطہ نمبرز: 021-6740009,0300-2771683

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَم

ترتیب ابواب
تجلیات صوفیاء

●	پہلا باب علم، عمل اور خشیت الٰہی کا بیان	1 سے 32
●	دوسرا باب تقویٰ اور پرہیزگاری کا بیان	33 سے 74
●	تیسرا باب کا بیان نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اور شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اُڑانے	75 سے 92
●	چوتھا باب تزکیۂ نفس کا بیان	93 سے 122
●	پانچواں باب تصوف (یعنی سلوک واحسان) کا بیان	123 سے 162
●	چھٹا باب تصوف فرض عین کا بیان	163 سے 168
●	ساتواں باب ذکر حقیقی (یعنی ذکر قلبی) کا بیان	169 سے 250
●	آٹھواں باب فضائل نقشبندیہ کا بیان	251 سے 330
●	نواں باب وجد کے ثبوت کا بیان	331 سے 360
●	دسواں باب تصور شیخ کا بیان	361 سے 368
●	گیارہواں باب پیر طریقت کا بیان	369 سے 426
●	بارہواں باب مریدین کی اصلاح کا بیان	427 سے 452
●	تیراہوں باب آداب مریدین کا بیان	453 سے 482
●	چودھواں باب اہل علم، مرشدین اور والدین کی تعظیم وتکریم کے لئے ہاتھ چومنا قیام کرنے کا بیان	483 سے 494
●	پندرہواں باب عمامہ شریف کا بیان	495 سے 506

●	سولھواں باب تہبند (شلوار ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے کا بیان	507 سے 512
●	سترواں باب تذکرہ صالحین کا بیان	513 سے 528
●	ایں کتاب ماخوذ از کتب مذکورہ	529 سے 546
●	فہرست	547 سے 717

پیش لفظ

اللہ عزوجل کی حمد اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بے حد و حساب اللہ عزوجل کی توفیق اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص نظر کرم اور صالحین کی صحبتوں کی برکت سے الحمد للہ دو ایڈیشن کے بعد اب تیسرا ایڈیشن (تجلیات صوفیاء) قرآن، حدیث، صالحین، وعلماء کرام کی کتب سے تالیف کردہ بہترین اور مدلل دلائل کے ساتھ قارئین کرام کیلئے پیش کیا جا رہا ہے۔

حضرات گرامی: پہلا ایڈیشن (انوار اولیاء الٰی فیضان صوفیاء) مختصراً ایک رسالہ کی صورت میں پیش کیا گیا، اور قارئین نے اسے بے حد پسند کیا۔

پھر دوسرا ایڈیشن (انوار اولیاء الٰی فیضان صوفیاء) مسلسل محنت کے ساتھ ایک کتاب کی صورت میں 13 ابواب پر مشتمل قارئین کرام کے لئے پیش کیا گیا جیسے ہر فرد خاص و عام اور اس کے ساتھ ساتھ علماء ومشائخ نے بے حد پسند کیا۔

اور اب تیسرا ایڈیشن (تجلیات صوفیاء) کے نام سے قارئین کے بے حد اصرار پر قرآن، حدیث، صالحین، وعلماء کرام کی کتب سے تالیف کردہ بہترین اور مدلل دلائل کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے، جس میں شب و روز محنت کی گئی اور کتاب میں 17 ابواب کو جمع کیا گیا، ہر ایک باب احسن طریقے، اور سب سے اہم بات حوالہ جات کا خاص طور پر خیال کیا گیا، کیونکہ اکثر کم علم اور کم فہم لوگ دوست احباب پر اعتراضات کرتے تھے جس میں خاص طور پر یہ چیزیں سامنے آتی تھیں، وجد سے متعلق، تصوف (یعنی سلوک و احسان) کے متعلق، ذکر خفی سے متعلق، سلسلہ نقشبندیہ کی فضیلت سے متعلق، ہاتھ چومنے، صالحین کے ذکر کرنے سے متعلق، اور سلوک کے راستے پر چلنے والوں کے لئے آداب ذکر اور آداب شیخ سے متعلق، مسائل کا سامنا تھا۔

الحمد للہ ہر بات کو دلائل کے ساتھ دوست احباب کے سامنے پیش کیا گیا، تاکہ اعتراض کرنے والوں کو ان کے اعتراضات کا جواب بھی مل جائے اور اس کتاب سے ہر خاص اور عام کو نفع اٹھانے کی توفیق بھی مل جائے۔

آخر میں میری تمام دوست احباب سے گذارش عرض ہے کہ کتاب میں ہم نے ہر ممکن کوشش کی کہ کوئی کمی بیشی نہ رہے جائے پھر بھی اگر قرآنی آیت میں زیر زبر کی غلطی یا حدیث شریف میں کوئی غلطی نظر آئے، یا حوالہ جات کے معاملے میں تو ضرور بالضرور شکریہ اور مہربانی کے ساتھ آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازلہ ہو سکے۔

اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ کے طفیل میری اس (تجلیات صوفیاء) کاوش کو قبول فرما کر ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔ (آمین)

والسلام

نثار الحق

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا

(پارہ 22، سورۃ فاطر، آیت 20)

ترجمہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے علماء بندے ہی ڈرتے ہیں

پہلا باب

علم، عمل اور خشیت الٰہی کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد: حضرت شیخ الشیوخ خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے فصل الخطاب میں اور اسی طرح اکابر محققین رحمہم اللہ نے دوسری کتابوں میں آیت کریمہ "**إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا**" (پارہ 22، سورۃ فاطر آیت 20) ترجمہ: اللہ ﷻ سے اس کے علماء بندے ہی ڈرتے ہیں۔ کہ ضمن میں ذکر کیا ہے کہ علماء کے تین گروہ ہیں۔ بعض علم ظاہر کے عالم ہیں اور بعض علم باطن کے اور کچھ ایسے ہیں جو علم باطن اور علم ظاہر دونوں کے عالم ہیں اور یہ تیسری قسم بہت کم ہوتی ہے۔ اگر ہر صدی میں ایک بھی ہو تو اس کی برکت مشرق ومغرب کو پہنچتی ہے۔ اور وہ اپنے وقت کا قطب ہوتا ہے اور تمام عالم والے اس کی دولت کے پناہ میں ہوتے ہیں۔

(زبدۃ المقامات ص 204)

جب ہم شریعت اسلامی اور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال واحوال پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو حصوں میں منقسم (تقسیم) تھے۔

ایک قسم کا تعلق افعال وحرکات اور امورِ محسوسہ سے تھا، مثلاً قیام وقعود، رکوع وسجود، تلاوت و تسبیح، اذکار وادعیہ، احکام ومناسک۔ فن حدیث نے اس کی روایت اور تدوین کی خدمت انجام دی، علم فقہ نے اس سے مسائل وجزئیات استخراج (نکالنے کا) کرنے کا بیڑا اُٹھایا اور محدثین اور فقہائے امت نے (اللہ تعالیٰ ان کو اس کارِ عظیم کا بہترین صلہ عطا فرمائے) دین کو اس طرح محفوظ کر دیا کہ اُمت کیلئے اس پر عمل پیرا ہونا آسان ہو گیا۔

دوسری قِسم وہ ہے کہ جس کا تعلق ان باطنی کیفیات سے ہے، جو ان افعال وحرکات کے ساتھ لازم وملزوم ہیں، اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں قیام وقعود، رکوع وسجود، ذکر ودعا، وعظ ونصیحت، گھر کے ماحول، میدانِ جہاد، غرض ہر جگہ نمایاں نظر آتی ہیں۔ ان کیفیات کی تعبیر ہم اخلاص، واحتساب، صبر وتوکل، زہد واستغناء، ایثار وسخاوت، ادب وحیاء، خشوع و

www.maktaban.org

خضوع، انابت وتضرع، دعا کے وقت شکستگی، دنیا پر آخرت کو ترجیح، رضائے الٰہی، دیدار کا شوق، اور اس طرح کی دیگر باطنی کیفیات اور ایمانی اخلاق سے کر سکتے ہیں جن کی حیثیت جسمِ انسانی میں روح کی اور ظاہر میں باطن کی ہے۔ پھر ان عنوانات کے تحت اور بہت سی جزئیات اور آداب واحکام ہیں، جنہوں نے اس کو ایک مستقل علم اور علیحدہ فقہ کا درجہ دیا ہے۔ چنانچہ اگر اس علم کو جو اول الذکر کی شرح وتفصیل سے متعلق ہے فقہ ظاہر کہا جا سکتا ہے تو وہ علم جو ان کیفیات کی تشریح کرتا ہے اور ان کے حصول کیلئے رہنمائی کرتا ہے ''فقہ باطن'' قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہی تزکیہ واحسان کا نظام، اصطلاحاً ''تصوف'' کہلاتا ہے۔

(سلوک وتصوف کا عملی دستور، ص 14)

مفسر جلیل علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ یعنی اللہ تعالیٰ کی خشیت کے لئے علم شرط ہے۔ چنانچہ جس قدر علم زیادہ ہوگا اتنی ہی خشیت بڑھے گی حدیث شریف میں ہے اَنَا اَخْشَاکُمْ بِاللّٰہِ وَ اَتْقَاکُمْ البتہ علم کے لئے خشیت لازم نہیں ہے۔ چنانچہ بہت سے اہل علم ہیں۔ جن میں خشیت نہیں ہوتی مگر خشیت بغیر علم نہیں ہو سکتی۔

(کمالین ترجمہ وشرح اردو جلالین ص 254 ج 5 پارہ 22)

تفسیر احکام القرآن میں لکھا ہے علامہ مفتی ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓءُ'' ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے ڈرتے بس وہی بندے ہیں جو علم والے ہیں۔ آیت میں علم کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ نیز یہ کہ علم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ تک رسائی ہوتی ہے اس لیے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کے عدل کی معرفت حاصل کر لیتا ہے اس کی یہ معرفت اسے خشیت اور تقویٰ تک پہنچا دیتی ہے کیونکہ جو شخص اللہ کی معرفت اس کی عدل اور کائنات کی تخلیق میں اس کے مقصد سے ناآشنا ہو وہ نہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور نہ ہی اس کے دل میں تقویٰ یعنی خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے۔

ایک اور جگہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (پارہ 28 سورۃ المجادلۃ آیت 11) ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو تم میں

سے ایمان لے آئے اور ان لوگوں کو جنہیں علم کی دولت دی گئی کئی درجے بلند کرتا ہے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ (پارہ 30، سورۃ البینہ، آیت 7) ترجمہ: جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے عمل صالح کیے وہی لوگ بہترین مخلوق ہیں۔ اور ارشاد باری تعالیٰ: ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ، (پارہ 30، سورۃ البینہ، آیت 8) ترجمہ: یہ سب باتیں اس شخص کے لئے ہیں جو اپنے رب ﷻ سے ڈرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا کہ بہترین مخلوق وہ لوگ ہیں جو اپنے رب ﷻ سے ڈرتے ہیں۔ آیت زیر بحث میں یہ خبر دی کہ علم والے لوگ ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ ان دونوں آیتوں کے مجموعی مفہوم سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے لوگ ہی بہترین مخلوق ہیں اگرچہ معرفت الٰہی کے لحاظ سے ان کے آگے کئی طبقات ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے معرفت الٰہی رکھنے والے اہل علم کی جو خشیت باری تعالیٰ کی صفت سے متصف ہوتے ہیں مزید توصیف کرتے ہوئے فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ" (پارہ 22، سورۃ فاطر، آیت 29) ترجمہ: جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کی آس لگائے ہوئے ہیں۔ جو کبھی ماند نہ پڑے گی۔ یہ بات ان لوگوں کی توصیف میں بیان کی گئی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اور اپنے علم کے مطابق عمل کرنے والے ہیں۔

ایک اور آیت میں اس شخص کا ذکر ہوا ہے۔ جو اپنے علم کے بموجب عمل سے گریزاں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَکَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰکِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ (پارہ 9، سورۃ الاعراف، آیت 75-76) ترجمہ: اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنایئے جس کو ہم نے اپنی نشانیاں دی تھیں پھر وہ ان سے بالکل نکل گیا اور شیطان اس کے پیچھے لگ گیا اور گمراہوں میں داخل ہوگیا اور اگر ہم چاہتے تو اس کا مرتبہ ان

نشانیوں کے ذریعے اونچا کر دیتے لیکن وہ زمین کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہشِ نفسانی کی پیروی کرنے لگا۔

یہ اس شخص کی کیفیت ہے جو عالم ہے لیکن بے عمل جبکہ پہلی آیت عالم باعمل کی کیفیت میں بیان ہوئی ہے۔ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے۔ پہلے گروہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کئے گئے وعدے پر پورا بھروسہ ہے اور اپنے اعمال پر ثواب کا پورا یقین ہے کیونکہ قول باری تعالیٰ ہے یَرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ"

(احکام القرآن اردو ترجمہ جلد 6 ص 337)

خدا عزوجل سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔ کی تفسیر میں علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں خشیت ایک قوت ہوتی ہے جو بندے کے اور خدا کی نافرمانی کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ عالم کہتے ہی اسے ہیں جو در پردہ بھی خدا عزوجل سے ڈرتا ہو اور خدا عزوجل کی رضامندی کی رغبت کرے اور اس کی ناراضگی کے کاموں سے نفرت رکھے۔

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ باتوں کی زیادتی کا نام علم نہیں علم نام ہے بکثرت خدا عزوجل سے ڈرنے کا۔

حضرت سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ کثرت روایات کا نام علم نہیں۔ علم تو ایک نور ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے دل میں ڈال دیتا ہے۔

حضرت سیدنا علامہ احمد بن صالح مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علم کثرتِ روایات کا نام نہیں بلکہ علم نام ہے اس کا جس کی تابعداری خدا عزوجل کی طرف سے فرض ہے۔ یعنی کتاب و سنت اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور آئمہ رحمۃ اللہ علیہم سے پہنچا ہو۔ وہ روایت سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ نور جو بندے کے آگے آگے ہوتا ہے۔ وہ علم کو اور اس کے مطلب کو سمجھ لیتا ہے۔

مروی ہے کہ علماء کی تین قسمیں ہیں:

(۱) عالم باللہ

(۲) عالم بامر اللہ

(۳) عالم باللہ و بامر اللہ۔

عالم باللہ، عالم بامر اللہ نہیں اور اعالم بامر اللہ، عالم باللہ نہیں، ہاں عالم باللہ و بامر اللہ وہ ہے، جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور حدود و فرائض کو جانتا ہو۔

عالم باللہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو لیکن حدود و فرائض کو نہ جانتا ہو۔

عالم بامر اللہ وہ ہے جو حدود و فرائض کو تو جانتا ہو لیکن دل اس کا خشیت خدا عزوجل سے خالی ہو۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 ص 366 پارہ 22 سورہ فاطر)

"اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ بیشک خدائے تعالیٰ سے ڈرتے ہیں مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓءُ اس کے کل بندوں میں جاننے والے کیونکہ ڈرنے کی شرط یہ ہے کہ جس سے ڈرا جائے اس کو جاننا اور اس کے صفات و افعال کا علم ہونا ضروری ہے۔ جو کوئی اسے زیادہ جانتا ہوگا اس کا خوف بھی زیادہ ہوگا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِسی لحاظ سے فرمایا ہے کہ اِنِّیۡ اَعۡلَمُکُمۡ وَ اَخۡشَاکُمۡ بِاللّٰہِ ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں ڈرتا ہوں۔

(تفسیر حسینی الموسوم بہ تفسیر سعیدی ص 239 جلد 2)

دست لطفش نسخہ علم و حکم	بے قلم در صفحہ دل زد رقم
علم اہل دل نہ از مکتب بود	بلکہ از تلقین خاص رب بود

ترجمہ: اس کے لطف و عنایت کے ہاتھ نے علم و حکمت کے نسخہ کو دل کے صفحہ پر بغیر قلم کے لکھ دیا اہلِ دل کا علم مکتب کے ذریعہ سے نہیں ہوتا بلکہ خاص خدا عزوجل کے بتلانے سے ہوتا ہے۔

(تفسیر حسینی ص 235 جلد 2)

حضرت فاضل اجل مولانا محمد نبی بخش حلوائی نقشبندی تفسیر نبوی میں لکھتے ہیں کہ علماء کرام ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے علماء کرام کا ایک ایسا طبقہ پیدا فرمایا ہے جو منفرد ہے علماء کرام ہی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں مفسرین نے لکھا ہے کہ علماء کرام اپنے علم کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے ڈر کی خشیت کو جانتے ہیں اور وہ اس کی ذات سے ڈرتے ہیں جاہل لوگ جنہیں شعور ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کیا ہے انہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا بھی سلیقہ

نہیں ہے۔ وہ مجہول لوگ کیا جانیں کہ اللہ تعالیٰ کا ڈر کیا ہوتا ہے۔ سرورِ کون و مکان ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ لوگو! میں تم میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہوں۔ لوگو! جو مجھے علم ہے اگر میں تم پر ظاہر کر دوں تو تم زندگی بھر ہنسنا اور مسکرانا چھوڑ دو۔

ڈرنے کے مختلف انداز:

بعض لوگ صرف اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

بعض جہنم کی آگ سے ڈرتے ہیں۔

بعض انعامات نہ ملنے پر ڈرتے ہیں۔

بعض ناکامیوں اور محرومیوں سے ڈرنے والے ہیں۔

ایسے لوگ علماء نہیں ہوتے وہ کتابی اور روایتی مولوی ہوتے ہیں وہ علمی سندیں تو حاصل کر لیتے ہیں۔ مگر عالم نہیں ہوتے وہ علماء کے منصب تو پا لیتے ہیں مگر عالم نہیں ہوتے حقیقت میں علماء وہ ہوتے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے ڈرتے ہیں اس کے جلال سے ڈرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت سے ڈرتے ہیں وہ اس کی صفتوں سے ڈرتے ہیں ان کے دلوں میں انوار ایمان کی شمعیں روشن ہوتی ہیں وہ عرفان الٰہی سے سرشار ہوتے ہیں جو علماء علم حاصل کرنے کے بعد عمل سے عاری (خالی) ہیں وہ اپنی عمر عزیز ضائع کرتے رہتے ہیں عالم اور جاہل میں یہی امتیاز ہے کہ عالم اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور جاہل کو اللہ ﷻ کی معرفت کا شعور نہیں ہوتا وہ حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرتا رہتا ہے صوفیاء کرام شب بیدار زاہد، عالم باعمل اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جانتے ہوئے اس سے ڈرتے ہیں آج دنیا میں ایسے بیشمار علماء موجود ہیں مگر عالم ربانی خال خال (بہت ہی کم) ہیں۔ اگر کوئی عالم ربانی مل جائے تو اس کے پاؤں دھو کر پینے کو مل جائے تو پیو دنیا پرست عالم اور زر اندوز مولوی سے دور ہی رہنا چاہیے۔

(تفسیر نبوی، جلد 10,9 ص 345)

تفسیر مظہری میں حضرت علامہ محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ

الْعُلَمٰٓؤُا ؕ (پارہ22، سورۂ فاطر، آیت28) ترجمہ: اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی بعض کے رنگ مختلف ہیں اور خدا عَزَّوَجَلَّ سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو (اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظمت کا) علم رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے آسمان سے بارش ہونے کا ذکر فرمایا پھر اس سے مختلف اجناس و اصناف اور کثیر انواع والوان کی مخلوق کی نشو ونما پانے کا اظہار کیا یہ تمام اجناس وانواع خلق صانع کی ہستی قدرت، معبودیت اور دوسری صفات پر دلالت کر رہی ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا خوف وہی علماء کرتے ہیں جو خلق اللہ کی حالت کا مطالعہ غور وفکر سے کرتے ہیں اور مصنوع سے صانع کی ذات صفات افعال اور انعامات پر استدلال کرتے ہیں ان کے خلاف وہ جاہل (کفار مکہ ومدینہ) اور وہ جاہل بننے والے ہیں جن کو یا تو علم نہیں یا علوم کی ان کے دلوں تک خلوص کے ساتھ رسائی نہیں۔ جیسے علماء یہود ونصاریٰ۔

شیخ اجل شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: اس آیت میں در پردہ بیان کیا گیا ہے جس کے دل میں خشیت نہیں وہ عالم نہیں میں کہتا ہوں (قاضی ثناء اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظمت وجلالت اور صفاتِ کمالیہ کو جاننا مستلزم خشیت ہے خشیت علم کے لیے لازمی ہے اور لازم کی نفی ملزوم کی نفی پر دلالت کرتی ہے۔

بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مراد یہ ہے کہ مجھ سے وہی ڈرتا ہے جس کو میرے قہر غلبہ اور سطوت کا علم ہو جو شخص جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کو جانتا ہے وہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

شیخین نے حضرت سیدہ عابدہ عالمہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بیان کیا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بعض کام کئے اور لوگوں کو اس کی اجازت دے دی لیکن بعض لوگوں نے ان کاموں سے پاک رہنا چاہا (یعنی جائز مناسب نہ سمجھا)۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو ایک خطبہ دیا جس میں اللہ تعالیٰ

کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کیا وجہ ہے کہ کچھ لوگ اس کام سے پرہیز رکھتے ہیں جو میں کرتا ہوں۔ خدا عزوجل کی قسم میں ان سے زیادہ اللہ عزوجل کو جانتا ہوں اور ان سے بڑھ کر اللہ عزوجل سے ڈرتا ہوں۔

دارمی نے بروایت مکحول رضی اللہ عنہ مرسل حدیث بیان کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ آدمی پر پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارک تلاوت فرمائی: اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا
صحیح بخاری شریف میں حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو روتے بہت ہنستے کم اس بیان سے ثابت ہوا کہ کامل خشیت انبیاء کرام علیہم السلام کو ہوتا ہے اس کے بعد اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کا درجہ ہے حقیقت شناس یہی ہوتے ہیں اس کے بعد علماء کا نمبر ہے۔

حضرت سیدنا مسروق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: خشیت اللہ عزوجل ہونا ہی بڑا علم ہے اور فریب خوردہ ہونا بڑی جہالت۔ حضرت سیدنا شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: عالم وہی ہے جو اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے۔

(تفسیر مظہری ج 9 ص 512)

حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ہم میں سے کون زیادہ عالم ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تم میں خدا تعالیٰ سے زیادہ خشیت والا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔ پھر عرض کی گئی ہم میں شریر کون ہے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو تمہارے سامنے اس کا ذکر ہو تو وہ تمہاری اعانت نہ کریں اور جب تم بھول جاؤ تو وہ یاد نہ دلائے۔ پھر عرض کی گئی لوگوں میں شریر ترین کون ہے۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے اللہ عزوجل! علماء کو معاف کر دو کیونکہ عالم دین ٹیڑھا ہو تو تمام لوگ فساد کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔

علم چنداں کہ بیشتر توانی	چوں عمل در تو نیست نادانی

ترجمہ: علم چاہے کتنا زیادہ ہی پڑھ لو اگر عمل نہ ہو تو نادان ہو۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں

وہ ہمیں عالم و محقق اور خوف و خشیت میں صادق و مصدوق بنائے (آمین)

(فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان، پارہ 22، ص509)

حضرت سیدنا پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ شہرآفاق تفسیر میں لکھتے ہیں: اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ترجمہ: اللہ عزوجل کے بندوں میں صرف علماء ہی (پوری طرح) اس سے ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اعجاز آفرینیوں کا جتنی دقت نگاہ سے لوگ مطالعہ کریں گے حکمت ربانی کے نئے نئے جلوے رونما ہوتے جائیں گے انہیں اس تدبر اور مطالعہ سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا ایسا علم نصیب ہوگا جو انہیں عین الیقین کی منزل تک پہنچائے گا اور وہاں سے حق الیقین کی منزل زیادہ دور نہیں طلب صادق ہوگی تو توفیق کا ہاتھ بڑھے گا اور انہیں ان بلندیوں پر فائز کردے گا جہاں حق الیقین کی روشنی ہر سو پھیلی ہوئی ہے جہاں شک وشبہ کا غبار نہیں وہاں پہنچ کر انہیں اپنے رب ذوالجلال والاکرام کی معرفت نصیب ہوگی پھر جس خشیت سے ان کے دل معمور ہوں گے ہمارے لئے اس کا اندازہ لگانا ہی مشکل ہے۔

حکمائے اسلام کے نزدیک علم کی حقیقت کیا ہے

اس کے لئے چند اقوال ملاحظہ فرمائیے

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زیادہ باتیں بنانا علم نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے خشیت (ڈرنا) کو علم کہتے ہیں۔

حضرت سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بکثرت روایت کرنے کا نام علم نہیں بلکہ علم ایک نور ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی دل میں ڈال دیتا ہے۔

حضرت سیدنا امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

حضرت سیدنا ربیع بن انس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں وہ عالم نہیں۔

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک قول مروی ہے: اگر دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے تو انسان کے لئے اتنا علم ہی کافی ہے اور اس سے بڑی جہالت اور کوئی نہیں کہ انسان

خدا عَزَّوَجَلَّ سے غرور کرنے لگے۔

حضرت سیدنا سعد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اس شہر میں سب سے بڑا فقیہہ کون ہے۔ فرمایا: جو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔

حضرت سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ارشاد گرامی آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے:

ترجمہ: یعنی صحیح معنوں میں فقیہہ اور عالم وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور خدا عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی پر انہیں جری نہ کرے۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے انہیں بے خوف نہ کرے اور قرآن کے بغیر اسے کوئی چیز اپنی طرف راغب نہ کر سکے۔

(ضیاء القرآن ج 4، ص 154)

وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ (پارہ 3، سورۂ ال عمران، آیت 18) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: آپ فرماتے معلوم ہوا کہ علماء بڑی عزت والے ہیں کہ رب عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنی توحید کا گواہ اپنے ساتھ بنایا، مگر علماء دین جو علماء ربانی ہیں نہ وہ جو اخوان الشیاطین ہیں، علماء ربانی وہ ہیں جو خود اللہ والے ہیں اور لوگوں کو اللہ والے بناتے ہیں جن کی صحبت سے خدا عَزَّوَجَلَّ کی کامل محبت نصیب ہوتی ہے، جس عالم کی صحبت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں کمی آئے وہ عالم نہیں، ظالم ہے۔ خیال رہے کہ اُولُوا الْعِلْمِ میں انبیاء کرام علیہم السلام، اولیاء عظام (رحمۃ اللہ علیہم) علماء اعلام تمام حضرات شامل ہیں۔

(تفسیر نور العرفان پارہ 3، ص 81)

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ (پارہ 1، سورۂ بقرہ، آیت 98) ترجمہ: جو کوئی دشمن ہو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے فرشتوں علیہم السلام اور اس کے رسولوں علیہم السلام اور جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام بلکہ سارے فرشتوں علیہم السلام سے افضل

ہیں اسی لئے ان کا ذکر پہلے ہوا کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام غذائے روح یعنی وحی لاتے ہیں اور حضرت میکائیل علیہ السلام غذائے جسم یعنی بارش لاتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں باپ سے استاد و پیر کا درجہ زیادہ ہے کہ جسم ماں باپ سے ملا اور علم و ایمان استاد و پیر سے۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ وَ مَا یَکْفُرُ بِھَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ۔ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ خدا عزوجل کے پیاروں سے عداوت خدا سے عداوت ہے اور خدا عزوجل کے پیاروں کی محبت رب عزوجل کی محبت ہے۔ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یہ بھی معلوم ہوا کہ محبوب کے خدام بھی پیارے ہوتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام خادم انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اسی لئے خدا عزوجل کو اتنے پیارے ہیں کہ ان کا دشمن رب عزوجل کا دشمن ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک فرشتہ سے عداوت سارے فرشتوں سے عداوت ہے۔ یہی حال انبیاء (علیہم السلام) اولیاء (رحمۃ اللہ علیہم) سے عداوت رکھنے کا ہے۔

(کنزالایمان تفسیر نورالعرفان، ص 23)

تفسیر معارف القرآن میں علامہ مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں: اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ (اس) میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن کو اللہ تعالیٰ کی خشیت حاصل ہے۔ اور جیسا پہلے کفار و منکرین کا اور ان کے احوال کا ذکر آیا ہے۔ اس میں خاص اولیاء اللہ کا ذکر ہے۔ لفظ اِنَّمَا عربی زبان میں حصر کرنے کے لئے آتا ہے۔ اس لئے اس جملے کے معنی بظاہر یہ ہیں کہ صرف علماء ہی اللہ عزوجل سے ڈرتے ہیں۔ مگر حضرت سیدنا امام ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ آئمہ تفسیر نے فرمایا کہ حرف اِنَّمَا جیسے حصر کے لئے آتا ہے ایسے ہی کسی کی خصوصیت کے بیان کرنے کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے اور یہاں یہی مراد ہے کہ خشیۃ اللہ عزوجل علماء کا وصفِ خاص اور لازم ہے یہ ضروری نہیں کہ غیر عالم میں خشیت نہ ہو۔

اور آیت میں لفظ عُلَمَاءْ سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ عزوجل کی ذات و صفات کا کما حقہ علم رکھتے ہیں اور مخلوقاتِ علم میں اس کے تصرفات پر اور اس کے احسانات و انعامات پر نظر رکھتے ہیں۔ صرف عربی زبان یا اس کے صرف و نحو اور فنونِ بلاغت جاننے والوں کو قرآن کی

اصطلاح میں عالم نہیں کہا جاتا جب تک اس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت مذکورہ طریق پر حاصل نہ ہو حضرت شیخ المشائخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا کہ عالم وہ شخص ہے جو خلوت وجلوت میں اللہ عزوجل سے ڈرے اور جس چیز کی اللہ تعالیٰ نے ترغیب دی ہے وہ اس کو مرغوب ہو اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہے اس کو اس سے نفرت ہو۔

اس کے بعد مفتی صاحب چند اقوال نقل کر کے لکھتے ہیں۔ مذکورہ تصریحات سے یہ شبہ بھی جاتا رہا کہ بہت سے علماء کو دیکھا جاتا ہے کہ ان میں خدا عزوجل کا خوف وخشیت نہیں۔ کیونکہ تصریحات بالا سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف عربی جاننے کا نام علم اور جاننے والے کا نام عالم نہیں جس میں خشیت نہ ہو وہ قرآن کی اصطلاح میں عالم ہی نہیں البتہ خشیت کبھی صرف اعتقادی اور عقلی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے آدمی بہ تکلف احکامِ شرعیہ کا پابند ہوتا ہے۔ اور کبھی یہ خشیت حالی اور ملکہ راسخہ کے درجہ میں ہو جاتی ہے۔ جس میں اتباع شریعت ایک تقاضائے طبیعت بن جاتا ہے۔ خشیت کا پہلا درجہ مامور بہ اور عالم کے لئے ضروری ہے دوسرا درجہ افضل واعلیٰ یہ ضروری نہیں۔

(معارف القرآن ج 7، ص 336)

حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ترجمہ: اللہ عزوجل سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو عالم ہیں۔

اس ارشاد ربانی میں علماء کا ذکر اِنَّمَا کے حکم کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو اللہ عزوجل سے نہیں ڈرتے۔ ان سے علم کا انتفاع نہیں ہوتا۔ میں یہاں ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ ایک شخص نے جس وقت یہ کہا کہ **انما یدخل الدار بغدادی** اس کے معنی یہ ہوئے کہ غیر بغدادی کو گھر میں داخل ہونا منع ہے یا سوائے بغدادی کے کسی دوسرے کا گھر میں آنا منع ہے۔ پس علمائے آخرت کے لئے یہ بات واضح ہوگئی کہ بغیر مقامات قرب اور مواقع عرفان تک راہ نہیں مل سکتی زہد وتقویٰ کے بغیر یہ راستے مسدود (بند) ہیں۔ شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ علیہ نے

ایک مثال دی اور بعد میں فرمایا: صفائے تقویٰ اور دنیا سے بے رغبتی سے علم راسخ ہوتا ہے۔

پس یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ صفائے تقویٰ اور دنیا سے کمال درجہ بے رغبتی رکھنے ہی سے بندہ علم میں راسخ ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا شیخ المشائخ واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ علم میں راسخ وہی لوگ ہیں جو اپنی ارواح کے ساتھ غیب الغیب میں رازوں کے راز سے راسخ ہو گئے۔ پس ہر کس و ناکس ان کو نہیں پہچان سکتا ان کو بس وہی پہچان سکتے ہیں جو اس شناخت کی صلاحیت واہلیت رکھتے ہیں۔ یہ حضرات (الراسخون فی العلم) وہ ہیں جو فہم کے ساتھ دریائے علم میں ڈوب گئے تاکہ ترقی حاصل کریں اس وقت ان کے لئے جمع شدہ خزانے (علم ومعرفت) کے کھل گئے ان خزانوں کے ہر ایک حرف کے نیچے کلام اور خطاب کے عجائبات فہم موجود تھے پھر اس آگاہی کے بعد حاکم کے ساتھ گفتگو کی گئی (جب ان راسخون فی العلم کے فہم نے ان جمع شدہ خزانوں کی معرفت حاصل کر لی جہاں عجائبات فہم کی ایک کائنات موجود تھی اس وقت پھر وہ مامور ہوئے ان کو حکم دیا گیا۔

بعض صوفیائے کبار (رحمۃ اللہ علیہم) فرماتے ہیں کہ راسخ وہ شخص ہے۔ جو خطاب کے محل مراد سے واقف ہو (یعنی خطاب کا محل مراد کیا ہے اور اس کا منشائے خطاب کیا ہے)

حضرت سیدنا سراج السالکین شیخ فراز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو تمام علوم میں کامل ہیں اور تمام علوم کی معرفت سے بہرہ ور ہیں اس طرح وہ تمام خلائق کی ہمتوں سے آگاہ ہوئے۔

حضرت سیدنا مقبول یزدانی ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کا اس سلسلہ میں جو قول ہے اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ راسخ فی العلم کو تمام جزئیات علوم سے بھی آگاہ ہونا چاہئے۔ ہر چند کہ انہوں نے تمام علوم میں کمال حاصل کر لیا ہے اور وہ تمام خلائق کی ہمتوں سے آگاہ ہو چکے ہیں اور یہ قول جو حضرت سیدنا ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ راسخ فی العلم کا لازم ہے کہ تمام کی جزئیات سے بھی آگاہی رکھتا ہو اور ان علوم پر پورا کمال اور عبور رکھتا ہو۔ اس لئے کہ حضرت سیدنا امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ راسخین فی العلم سے تھے اس پر بھی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے معنی میں توقف کیا فالهةً و ابا (طرح طرح

کے میوے اور گھاس) اور فرمایا اب کیا چیز ہے۔ پھر خود ہی کہا یہ بجز "تکلیف" اور کچھ نہیں ہے۔

بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ "اب" کے معنی میں یہ توقف حضرت سیدنا امیر المؤمنین ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا نہ کہ حضرت سیدنا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے! پس اس علم سے حضرت سیدنا شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کی مراد تمام جزئیات کا علم نہیں ہے بلکہ ان کی مراد وہی ہے جو اس سے قبل بیان کر چکے ہیں۔ **اطلعوا علی ھمم الخلائق کلھم اجمعین** (وہ آگاہ ہیں تمام مخلوق کی ہمتوں سے پورے طور پر) اب اگر کوئی امر جزی امر احاطہ سے رہ جائے تو اس سے کل کی نفی نہیں ہو سکتی جیسا کہ (اب) کے معنی کے سلسلہ میں بیان کیا گیا)۔

اس لئے کہ متقی نے تقویٰ کے حق کا اور زاہد نے زہد کے حق کا اثبات کر دیا جس سے اس کا باطن صاف اور قلب کا آئینہ روشن ہو گیا اور لوح محفوظ سے کسی قدر اس کا آمنا سامنا ہو گیا اور اس نے اپنی صفائے باطن سے علوم واصول علوم کا ادراک کر لی پس علوم میں علماء کا جو منتہائے اقدام ہو سکتا ہے۔ (یعنی علماء علوم میں جس حد تک جا سکتے ہیں اور جہاں تک پہنچ سکتے ہیں) اس سے وہ واقف ہے اور اس طرح کل علم کا فائدہ اس کو حاصل ہے۔

اب علم جزئیہ سے عدم آگاہی کے سلسلے میں کہا جا سکتا ہے علوم جزئیہ تعلیم اور ممارست سے نفوس انسانی میں منقسم ہیں ان علوم کلی نے ان کو اس امر سے مستغنی کر دیا ہے۔ کہ وہ جزئیات کی طرف توجہ کریں اور ان میں مشغول رہیں اور صاف ظاہر ہے کہ جزی کلی کو منقطع نہیں کر سکتا یعنی اگر علم جزی حاصل نہیں تو اس کو اس امر کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا کہ چونکہ علم جزی حاصل نہیں اس لئے علم کلی بھی حاصل نہیں یا اس کے اہل تو وہی ہیں جو اس کے ظروف ہیں۔

پس ان لوگوں کے ظروف نفوس ان جزئیات سے بھر گئے اور اسی میں مشغول ہو کر رہ گئے اسی طرح جزی کے سبب وہ کلی سے منقطع ہو اور الگ ہو گئے۔

علمائے زاہدین کے نفوس نے اصل دین کی ضروری چیزیں تھیں اور جس کی بنیاد شرع پر رکھی گئی تھی اخذ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کیا اور اشیاء سے قطع تعلق کر لیا اس وقت ان کی ارواح قرب الٰہی کے مقام سے واصل ہو گئیں۔ اس وقت ان ارواح نے

جو مقام قرب سے اتصال پا چکی تھی ان کے دلوں پر انوار پہنچائے جس کے باعث وہ قلوب ادراک علوم کے لئے آمادہ اور صاحب استعداد بن گئے پس ان کی ارواح نے عالم ازلی کی توجہ کے باعث ادراک علوم کی حد سے قدم آگے بڑھایا اور اس دم وہ ایسے وجود سے مجرد اور منفرد ہو گئیں جو علم کے لئے ظرفیت کی صلاحیت رکھتا تھا اور اس وقت ان کے قلوب اس کی نسبت کے باعث جو ان کو اپنے نفوس کے ساتھ ہے ظروف وجودی بن گئے۔ اب یہ قلوب علوم سے اور علوم ان قلوب سے باہم مل جل گئے علوم کا یہ تآلف اس اتصال علوم کی مناسبت سے ہے۔ جو لوح محفوظ سے اتصال کے نتیجہ سے پیدا ہوا یہاں یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ اتصال کے معنی یہاں صرف یہ ہیں کہ ان کا انتقاش لوح محفوظ میں ہے اور کسی دوسرے میں نہیں اور قلوب کا اتصال تمام ارواح سے یہ معنی رکھتا ہے کہ قلوب انجذاب نفوس کی طرف ہوتا ہے۔ پس ان دونوں متصل ہونے والوں یعنی قلوب اور علوم میں ایک نسبت اشتراک موجود ہے یہی نسبت اشتراک امتزاج اور تآلف کا موجب ہے جب یہ امتزاج وتآلف پیدا ہوا تو علوم خود بخود حاصل ہو گئے اور عالم ربانی اس طرح راسخ فی العلم ہو گیا۔

(عوارف المعارف، ص 182)

چونکہ ”علم وراثت“ کی بحث درمیان میں آ گئی ہے اس لئے چند کلمے وقتی ضرورت کی بنا پر تحریر کئے جاتے ہیں حدیث شریف میں وارد ہے ”اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ“ (علماء انبیاء کے وارث ہیں) واضح ہو کہ جو علم انبیاء (علیہم الصلوات والتسلیمات) سے باقی وجاری ہے دو قسم کا ہے (ایک) علم احکام (دوسرا) علم اسرار اور (انبیاء کی) وراثت کا عالم (کہلانے کا مستحق) وہی شخص ہو سکتا ہے جو دونوں قسم کے علم سے بہرہ ور ہو نہ یہ کہ صرف ایک قسم کا علم حاصل ہو اور دوسری قسم سے محروم ہو یہ بات وراثت کے منافی ہے کیونکہ وراثت کو مورث کے ہر قسم کے ترکہ میں سے حصہ ملتا ہے نہ کہ بعض میں حصہ ہو اور بعض میں نہ ہو اور وہ شخص جس کا حصہ کسی خاص معین تک محدود ہو وہ (وارث نہیں بلکہ) غرماء (قرض خواہ) میں داخل ہے جس کا حصہ اس کے حق کی جنس سے متعلق ہے اسی طرح حضور پر نور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ”عُلَمَاءُ

اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْلَ'' (میری امت کے علماء بنی اسرئیل کے انبیاء کے مانند ہیں)

(مکتوب، ن، 268، ج، 1)

تفسیر حسینی میں لکھا ہے: فَادْعُ پس مخلوق کو مذہب اسلام پر متفق ہونے کے لئے بلایئے وَ اسْتَقِمْ اور دعوت پر قائم رہیئے کَمَآ اُمِرْتَ، جیسا کہ اس کا حکم آپ کو دیا گیا ہے۔

تبیان میں روایت ہے کہ ولید بن مغیرہ نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: دین ودعوت اسلام سے جو آپ کا ہے رجوع کیجئے۔ تب میں اپنا آدھا مال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دوں گا۔ اور شیبہ بن ربیعہ نے کہا اپنے باپوں کے دین پر عمل کیجئے تو میں اپنی لڑکی بیاہ دونگا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دین پر قائم رہیئے اور دین وملت پر مستقیم رہیئے۔

(تفسیر حسینی ج2، ص 309)

حضرت قدوۃ الاولیاء مفسرِ قرآن علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ:

علم چندانکہ بیشتر خوانی	چوں عمل در نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند	چار پایے بروکتابے چند
آن تہی مغز راچہ علم وخبر	کہ برو ہیزم است ویا دفتر

ترجمہ:

علم کتنا ہی زیادہ پڑھو، عمل نہ ہو تو تم نادان ہو۔

وہ نہ محقق ہے نہ دانشمند وہ تو جانور ہے، اس پر چند کتابیں لادی ہیں۔

وہ خالی مغز ہے اس کے لئے علم وخبر کی کیا خبر، اس پر لکڑیاں لادی ہیں یا کتابیں۔

فائدہ: صوفیاء کرام فرماتے ہیں جمیع علوم کا نچوڑ معرفت الٰہی ہے۔ اس کے سوا اگر اچھے علوم ہوں تو سبحان اللہ ورنہ وبالِ علم کا حصول فی نفسہ بے سود ہے لیکن علم سے اصلی مقصد عمل ہے صرف علم پڑھنا اور اس پر عمل نہ کرنا بالکل بے سود ہے مستحقِ مبارک وہ انسان ہے جسے علم کے ساتھ نیک عمل کی توفیق نصیب ہو۔

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خوف دل کا چراغ ہے جس کے ذریعے سے دل کے خیر و شر کو دیکھا جا سکتا ہے۔

(رسالہ قشیریہ، ص 293)

حضرت سیدنا ولیوں کے سرتاج ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا، بندہ کے لئے خوف کی راہ کب آسان ہو جاتی ہے؟ فرمایا جب وہ اپنے آپ کو بمنزلہ ایک بیمار کے سمجھے تو وہ اس ڈر سے کہیں بیماری طول نہ پکڑ جائے ہر چیز سے پرہیز کرتا ہے۔

حضرت سیدنا شیخ المشائخ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خوف ایک فرشتہ ہے جو صرف متقی کے دل میں رہتا ہے۔

حضرت شیخ المشائخ واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خوف اللہ عزوجل اور بندے کے درمیان ایک حجاب ہے

(رسالہ قشیریہ، ص 294)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس دل سے خوف ہٹ گیا تباہ ہو گیا اور فرمایا، سچا خوف یہ ہے کہ ظاہری اور باطنی طور پر گناہوں سے پرہیز کیا جائے۔

حضرت سیدنا شیخ المشائخ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہر چیز کی زینت ہوتی ہے۔ اور خوف عبادت کی زینت ہے خوف کی علامت امید کو کوتاہ (چھوٹا) کرنا ہے۔

(رسالہ قشیریہ، ص 295)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ: غروب کے وقت سورج زرد کیوں پڑ جاتا ہے۔ فرمایا کیوں کہ اسے مقامِ کمال سے معزول کیا جاتا ہے۔ اس لئے اپنے مقام کے ڈر سے زرد پڑ جاتا ہے۔ یہی حال مومن کا ہے جس کا اس دنیا سے نکلنے کا وقت قریب آتا ہے تو اس کا رنگ زرد ہو جاتا ہے کیونکہ اسے مقام کا ڈر ہوتا ہے۔ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو چمکدار ہوتا ہے۔ اسی طرح جب مومن قبر سے اٹھے گا تو اس کا چہرہ چمکتا ہوا ہو گا۔

(رسالہ قشیریہ، ص 300)

حضرت سیدنا شیخ الاسلام ابو یحییٰ ذکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس فقیہ کو صوفیہ

کرام کے احوال واصطلاحات کا علم نہ ہو وہ خشک روٹی کی طرح ہے جس کے ساتھ سالن نہ ہو۔

(مشائخ نقشبندیہ، ص 484)

حضرت مجاہد صحابی ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے ''کسی علمی مجلس میں حاضر ہونا ایک ہزار رکعت (نفل) سے بہتر ہے۔'' ایک اور روایت ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی علم کی بات سیکھے یا کسی کو سکھائے اس کیلئے یہ بات ایک ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔

(قوت القلوب، جلد اوّل، ص 279)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ''عالم کی نیند عبادت ہے اور اس کا سانس لینا تسبیح ہے۔'' ایک اور روایت ہے کہ ''شیطان پر ایک عالم، ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے۔'' ایک مقطوع خبر میں آتا ہے ''اگر اس پر یعنی آسمان زمین پر گر جائے تو بھی عالم کسی چیز کیلئے اپنا علم نہ چھوڑے گا اور اگر عابد پر دنیا فراخ ہو جائے تو وہ اپنے رب عزوجل کی عبادت چھوڑ بیٹھے گا۔'' اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عالم کو آیات وعبر کے ذریعے خواب میں مکاشفہ حاصل ہوتا ہے اور اسے ملکوتِ اعلیٰ واسفل کا مکاشفہ بھی ہو جاتا ہے۔ علم کا القاء ہوتا ہے اور جس طرح انبیاء علیہم السلام بیداری میں بعض باتوں کا مشاہدہ فرماتے، علمائے کرام خواب میں قدرتِ الٰہی کا مشاہدہ کرتے ہیں، اس لئے عارف کی نیند بھی بیداری ہے، اس لئے اس کا دل زندہ ہے اور غافل کی بیداری بھی نیند ہے، اس لئے اس کا دل مردہ ہے۔ چنانچہ عالم کی نیند جاہل کی بیداری کے برابر ہوئی اور غافل جاہل کی بیداری عالم کی نیند سے قریب ہے۔ حضرت سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد (پہاڑ) کی طرف دیکھا اور فرمایا ''یہ احد کا پہاڑ ہے۔ مخلوق اس کا وزن نہیں جانتی اور میری اُمت میں سے بعض ایسے ہیں کہ جن کی تسبیح وتحلیل کا وزن، اللہ عزوجل کے نزدیک اس سے زیادہ ہے۔''

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ میں اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ ایک بندے کا عمل ایک روز میں ہر (اس چیز) سے بھاری ہے جو کہ آسمانوں اور زمین میں ہے، پھر اس کی تعریف کرتے

ہوئے بتایا کہ وہ آدمی اللہ تعالیٰ سے سمجھنے والا یقین کرنے والا اور اس کا عالم (عارف) ہے۔

(قوت القلوب، جلد اوّل، ص 332)

ایک خبر مشہور میں ہے کہ ''جس قدر اعمال کرنے کی طاقت رکھتے ہو اسی قدر (اپنے پر) لازم کرلو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا حتیٰ کہ تم اکتا نہ جاؤ۔'' ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین عمل وہ ہے کہ جس پر دوام کیا جائے، چاہے وہ تھوڑا ہو۔'' ایک حدیث میں مروی ہے ''اللہ تعالیٰ نے کسی کو جس عبادت کی عادت ڈال دی، پھر اس نے اکتا کر اسے چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوا'' حضرت سیدہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے مروی ہے اور بعض روایات نے اسے ایک طریق سے مسند بتایا ''جس دن میرے علم میں زیادتی نہ ہو، اس دن کی صبح میں میرے لئے برکت نہیں ہوئی۔''

حدیث میں ایک کلام آتا ہے، گاہے (کبھی) وہ حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جاتا ہے اور گاہے (کبھی) حضرت سیدنا شیخ المشائخ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جاتا ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی روایت کیا گیا (راوی) نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ''جس کے دو دن برابر ہیں وہ خسارے میں ہے اور جس کا آج، گزشتہ کل سے بُرا ہے وہ محروم ہے اور جو مزید اعلیٰ درجات میں نہیں بڑھا، وہ نقصان میں ہے۔'' (حدیث) دوسرے الفاظ میں اس طرح مروی ہے ''جس نے اپنے نفس سے نقصان تلاش نہ کیا تو وہ نقصان میں ہے اور جو نقصان میں ہے، اس کیلئے موت بہتر ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم، مومن شکر گزار ہے اور شکر گزار مزید (درجات) حاصل کر رہا ہے۔''

(قوت القلوب، جلد اوّل، ص 337)

حدیث میں آتا ہے ''ایمان برہنہ ہے، اس کا لباس تقویٰ ہے، اس کی زینت حیاء ہے اور علم اس کا پھل ہے۔''

(قوت القلوب، جلد اوّل، ص 340)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے راسخین فی العلم کی تفسیر دریافت کی گئی تو

آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ مراد ہیں جو اپنے علم پر عمل کرتے اور اپنے سلف کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔

(احوال الصادقین، ص289)

حضرت سیدنا شیخ الشیوخ خواجہ شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب تک تم زندہ ہو طلب علم سے ایک قدم دور نہ رہو۔ کیونکہ طلب علم تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اول علم ایمان، دوم علم نماز، سوم علم روزہ، چہارم علم زکوٰۃ، پنجم علم حج اگر استطاعت ہو، ششم والدین کی خدمت کا علم، ہفتم صلہ رحم اور رعایت ہمسایہ کا علم، ہشتم خرید وفروخت کا علم اگر ضرورت ہو، نہم حلال وحرام کا علم، کیونکہ بہت سے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ بے علمی کے سبب سے تباہی کے بھنور میں گر پڑتے ہیں اور گر پڑے۔

(مشائخ نقشبندیہ، ص 98)

حضرت سیدنا ولی نعمت حاتم عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تو کسی نیک جگہ پر دھوکا نہ کھا۔ کیونکہ جنت سے بڑھ کر کوئی جگہ اچھی نہیں ہوسکتی۔ پھر بھی اس میں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے ساتھ جو گزری سو گزری اور نہ ہی کثرت عبادت پر غرور کر کیونکہ ابلیس کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ بھی اس قدر طویل عبادت کے بعد ہوا اور اپنے زیادہ علم پر غرور نہ کر۔ کیونکہ بلغام اسم اعظم اچھی طرح جانتا تھا۔ دیکھ لو اس کے ساتھ کیا ہوا صالحین کے دیدار پر بھی دھوکا نہ کھا۔ کیونکہ شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کس کی شان ہوسکتی ہے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار اور دشمن آپ کے دیدار سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے۔

(رسالہ قشیریہ، ص299)

حضرت شیخ الشیوخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء زمانوں کے چراغ ہیں اور ہر عالم اپنے زمانہ کا چراغ ہے جس سے اس کے زمانہ کے لوگ روشنی حاصل کرتے ہیں اور اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ ڈھوروں (چوپایوں) کی طرح ہوتے (کہ ان کو نہ اچھے کی خبر ہوتی نہ برے کی اور اس لیے دن رات شہوات نفسانیہ میں مصروف رہتے۔)

حضرت شیخ المشائخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ علم کی زندگی دو باتوں سے

ہے ایک تو اس کے متعلق سوال سے اور دوسرے اس پر عمل سے اور اس کی موت ان کے چھوڑ دینے سے ہے۔ (پس جب تک تحقیق اور عمل قائم رہیں گے علم زندہ رہے گا اور جب یہ دونوں باتیں نہ رہیں گی علم مردہ ہو جاوے گا)۔

(احوال الصادقین، ص 31)

حضرت الصوفی امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا انوار قدسیہ صفحہ نمبر 139 پر کہ علم سے زیادہ اُس پر عمل کی ضرورت ہے۔ (اور یاد رکھو کہ آخرت میں تنہا علم سے نجات نہ ہوگی بلکہ بہ نسبت علم کے عمل کی ضرورت زیادہ ہوگی) جیسا کہ ایک شخص نے احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قیامت کب آوے گی۔ الحدیث بطولہ اور حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ'' (سورۃ الحجرات 13) ترجمہ: کہ تم میں سے زیادہ معزز خدا عزوجل کی نزدیک وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہو۔ یہ نہیں فرمایا کہ جس کو سب سے زیادہ علم حاصل ہو۔

اور (عزیز من!) قرآن میں جتنی آیتیں جزاء (وثواب) کے متعلق ہیں تم ان سب میں غور کرو تو تم کو معلوم ہوگا کہ وہ سب آیات عمل ہی کے متعلق ہیں (علم کے متعلق نہیں ہیں) چنانچہ کہیں ارشاد ہے ''ھَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ'' (پارہ 20، سورۃ النمل آیت 90) ترجمہ: وہی بدلہ پاؤ گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔ کہیں فرماتے ہیں جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (پارہ 27، سورۃ الواقعہ، آیت 24) ترجمہ: بدلہ ان کاموں کا جو کرتے تھے۔ جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (پارہ 10، سورۃ التوبہ، آیت 82) ترجمہ: بدلہ ان کے کاموں کا۔ بھلا کہیں ایک آیت میں بھی حق سبحانہ وتعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جَزَآءً بِمَا کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ان تمام آیات میں یہی فرمایا گیا ہے کہ تمہارے اعمال کا یہ بدلہ یا یہ ثواب ہوگا اس کو خوب سمجھ جاؤ۔

اور (یاد رکھو! کہ) کتابوں کے نازل کرنے اور رسولوں علیہم السلام کے بھیجنے سے مقصود خود عمل کرنا ہے اور دوسروں کو نیک عمل کی ترغیب دینا مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْھَا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا (پارہ 28، سورۃ الجمعہ، آیت 5) ترجمہ: مثال ان

لوگوں کی جن پر تورات کا بوجھ لادا گیا پھر وہ اس کو اٹھا نہ سکے (یعنی اس کے موافق عمل نہ کیا) اس گدھے کی طرح جو کتابیں لادے ہوئی (جا رہا ہے اسی طرح جب عالم دین اپنے علم پر عمل نہ کرے تو اس کے اوپر کتابیں لدی ہوئی ہیں، مگر گدھے کی طرح اسے خبر نہیں کہ میرے اوپر کیا لدا ہوا ہے) پس اہل اللہ عزوجل نے سمجھ لیا کہ علم اور تلاوت قرآن سے اور اس کے الفاظ اور زجر و تخویف سے مقصود یہ ہے کہ جس مسئلہ کو جاننے کے بعد اس پر عمل نہ کیا جائے گا اس کی بابت سوال ہوگا۔

علم کے بغیر عمل کرنا مشکل ہے

پس علم سے مقصود محض مسائل کا جاننا اور ان کی تقریر کر دینا نہیں بلکہ اصل مقصود عمل ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ علم کوئی ضروری چیز نہیں، فضول شے ہے، حاشا و کلا (ہرگز ایسی بات نہیں)۔ کیونکہ عمل جس کو ہم مقصود اصلی کہہ رہے ہیں اس کا صحیح طور پر ادا ہونا بدون (بغیر) علم کے مشکل اور سخت دشوار ہے اس لئے ضرورت اس کی بھی ہے گو آلہ اور مقصود ہونے کا فرق ضرور ہے عمل مقصود ہے اور علم اس کا آلہ اور ذریعہ ہے۔

حضرت شیخ المشائخ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ علم اس کو سکھاؤ جو اس کی قیمت ادا کرے اس پر ان سے پوچھا گیا کہ قیمت کیا ہے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ عالم علم کو اس کے سپرد کر دے جو اس پر عمل کرے (پس عمل کرنا اس کی قیمت ہے)۔

(احوال الصادقین، ص 31)

حضرت شیخ المشائخ شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ علماء کا قاعدہ یہ ہے کہ جب وہ علم حاصل کر لیتے ہیں تو اس پر عمل کرتے ہیں اور جب وہ عمل کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں سے ملنے کی فرصت نہیں ہوتی اور جب ان کو لوگوں سے ملنے کی فرصت نہیں ہوتی تو وہ لوگوں سے گم ہو جاتے ہیں اور جب وہ کھوئے جاتے ہیں تو لوگ انہیں ڈھونڈتے ہیں۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت میں سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے علم سے نفع نہیں پہنچایا نیز حدیث شریف میں ہے کہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے

www.maktaban.org

گا کہ اس کے جاہل عبادت گذار ہوں گے (جن کو یہ خبر نہ ہوگی کہ عبادت کس طرح کرتے ہیں اور ان کے عالم بدکار ہوں گے اس لیے اس زمانہ کے جاہل بھی خراب ہوں گے اور عالم بھی)۔

حضرت شیخ الشیوخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تم ان لوگوں میں نہ ہو جو علماء کا علم جمع کرتے اور اس میں احمقوں کی چال چلتے ہیں (یعنی اس پر عمل نہیں کرتے) اور ہمیں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ملفوظ پہنچا ہے کہ علم بہت ہے مگر سارا نافع نہیں (کیونکہ سب پر عمل نہیں کیا جاتا) اور علماء بھی بہت ہیں مگر سب ہدایت یافتہ نہیں (بلکہ بہت سے گمراہ بھی ہیں)

(احوال الصادقین، ص32)

حضرت مجاہد صوفیاء ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرا ایک پتھر پر گذر ہوا تو میں نے اس پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ تو جو کچھ جانتا ہے اس پر بھی عمل نہیں کرتا اور زیادہ علم کیسے طلب کرتا ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ علم سے مقصود عمل ہے اور جب کہ علم ہو اور عمل نہ ہو تو وہ علم بندہ پر خدا جل جلالہ کی حجت ہوتا ہے پس جبکہ حاصل شدہ علم پر عمل نہیں تو تیری سزا کے لیے یہی کافی ہے۔ پھر کیا ضرورت ہے کہ مزید علم حاصل کر کے زیادہ سزا کا مستحق ہو)۔

(احوال الصادقین، ص39)

مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وہ علم جس سے عمل مقصود ہے علم فقہ اس کا کفیل ہے۔

(تجلیات امام ربانی، ص157)

میں (حضرت ابو العباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفاعی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ) تم سے کہہ دینا چاہتا ہوں، کہ دائمی سعادت کی کنجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ہے، تمام افعال میں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیے ہیں اور جن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکے ہیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وضع کا کھانے پینے۔ اٹھنے بیٹھنے، سونے بولنے میں بھی اتباع کیا جائے تاکہ تم کو اتباع کامل نصیب ہو جائے۔ ہم کو ایک بزرگ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے (عمر بھر) خربوزہ نہیں کھایا، کیونکہ ان کو کسی حدیث سے یہ معلوم نہ ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خربوزہ کس طرح کھایا ہے۔ اسی طرح ایک بزرگ نے بھولے سے موزہ کو بائیں پیر میں

پہلے پہننا شروع کر دیا تو اس (خلاف سنت حرکت) کے کفارہ میں کس قدر گیہوں خیرات کیا۔

(البیان المشید، ص156)

حضرت شیخ المشائخ شیخ یوسف بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ ''ادب سے علم سمجھ میں آتا ہے۔ علم کے ذریعے عمل درست ہے اور عمل کے ذریعے حصول حکمت ہوتا ہے۔ حکمت کے ذریعے زہد و ترک دنیا حاصل ہوتی ہے جس سے آخرت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور آخرت کے شوق سے خدا عزوجل کے قرب کا رتبہ ملتا ہے''۔

حضرت شیخ الشیوخ شیخ ابوالحسن النوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بندہ حق کیلئے کوئی ایسا مقام، روحانی حالت یا کوئی ایسا علم نہیں ہے۔ جو شریعت کے آداب کو ساقط کر دے بلکہ شرعی آداب ظاہری حالت کا زیور ہیں اس لیے خدا عزوجل اس کی اجازت نہیں دیتا کہ اعضائے انسانی آداب کی خوبیوں سے خالی ہو جائیں۔

(عوارف المعارف، ص296)

حضرت شیخ المشائخ ابن عطا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو آداب شریعت کا پابند رہا۔ اللہ عزوجل نے اس کے دل کو نور معرفت سے منور کر دیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان و افعال اور اخلاق میں ان کی تابعداری کرنے سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں ہوسکتا۔

(رسالۂ قشیریہ، ص172)

غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے شرافت و نجابت کے مرتبے والے تمام وعظوں کا خلاصہ اور تمام نصائح کا لُبِّ لباب دیندار لوگوں اور شریعت والے حضرات کے ساتھ میل جول میں خوش رہنا ہے۔ دین اور شریعت کا پابند ہونا اہل سنت و جماعت کے طریقہ حقہ کے سلوک پر وابستہ ہے جو تمام فرقہ ہائے اسلامیہ کے درمیان ''فرقہ ناجیہ'' (کے نام سے منسوب) ہے۔ ان بزرگوں کی اتباع و پیروی کے بغیر نجات ناممکن ہے اور ان لوگوں کی آرا کی پیروی کے بغیر فلاح دشوار ہے اس بات پر تمام عقلی و نقلی اور کشفی دلائل شاہد ہیں اور ان میں اختلاف کی کوئی گنجایش نہیں ہے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی

شخص ان بزرگوں کے صراط مستقیم سے رائی کے دانے برابر بھی ہٹ گیا ہے تو اس کی صحبت کو زہر قاتل جاننا چاہئے اور اس کی مجالست کو سانپ کا زہر سمجھنا چاہئے۔ بیباک (آزاد خیال) طالب علم خواہ کسی فرقہ سے ہوں دین کے چور ہیں ان کی صحبت سے پرہیز کرنا ضروریات دین میں سے ہے، یہ فتنہ وفساد جو دین میں پیدا ہو گیا ہے اسی جماعت کی بدبختی کی وجہ سے ہے کیونکہ انھوں نے دنیاوی اسباب کی خاطر اپنی آخرت کو تباہ و برباد کر دیا ہے ''أُولَـٰئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ'' (یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو خرید لیا پس ان کی اس تجارت نے ان کو کچھ نفع نہیں دیا اور نہ ہی انھوں نے ہدایت پائی)۔ کسی شخص نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ آرام سے فارغ بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے سے اپنے ہاتھوں کو روکے ہوئے ہے۔ اس کا سبب دریافت کیا تو اس لعین نے جواب دیا کہ اس زمانے کے علماء سو میرا کام کر رہے ہیں اور گمراہی و بہکانے کے ذمہ دار بن گئے ہیں

(مکتوب 213، ج 1)

حضرت شیخ المشائخ عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ آدمی اس وقت تک عالم رہتا ہے جب تک وہ یہ سمجھتا ہے کہ شہر میں اس سے زیادہ جاننے والے بھی ہیں اور جب وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ وہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے اس وقت وہ جاہل ہو جاتا ہے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اعلمیت مطلقہ کسی کو عطا نہیں فرمائی بلکہ لوگوں کے علم میں عام وخاص من وجہ کی نسبت رکھی ہے یعنی بہت سے تو ایسے علوم ہیں جو دو شخصوں میں مشترک ہوتے ہیں اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو ایک کو حاصل ہوتے ہیں اور دوسرے کو نہیں ہوتے اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو بالعکس ہوتے ہیں پس جو علوم مشترک ہیں ان میں تو دونوں برابر ہیں اور جو علم مخصوص ہیں ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت ہوتی ہے بعض وجوہ سے ایک شخص عالم ہوتا ہے اور بعض وجوہ سے دوسرا شخص۔ اس لیے جب تک آدمی یہ سمجھے گا کہ مجھ سے بھی کوئی زیادہ جاننے والا ہے اس وقت تک اس کا علم صحیح ہے۔ اور جب اس نے یہ سمجھ لیا کہ

میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں تو اب یہ جہل مرکب ہو گیا اور وہ عالم سے جاہل بن گیا۔

(احوال الصادقین، ص 33)

مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صاحب شریعت کی اتباع کے بغیر نجات محال ہے۔

(تجلیات امام ربانی، ص، 155)

حضرت شیخ المشائخ ابراہیم بن جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ شریف آدمی کو چار باتوں سے ہچکچانا نہ چاہیئے۔ خواہ وہ خود حاکم ہی کیوں نہ ہو۔

(۱) باپ کیلئے اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہونا۔
(۲) مہمان کی خدمت کرنا۔
(۳) اس عالم کی خدمت کرنا جس سے تعلیم حاصل کرتا ہو۔
(۴) اس چیز کی نسبت سوال کرنا جس کا اسے علم نہیں۔

(رسالۂ قشیریہ، ص 471)

حضرت سیدنا علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر میں صبح صبح کچھ لوگوں سے ملوں جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے متعلق مجھ سے کچھ پوچھیں اور اسی طرح کے کچھ سوال میں ان سے کروں تو میرے نزدیک یہ اللہ عزوجل کی راہ میں سو مجاہدوں کو سواریاں دینے سے بہتر ہے۔

(تنبیہ الغافلین، ص 462)

یہ فقیر (حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) اپنی سعادت اسی میں سمجھتا ہے کہ کسی بات میں آنحضرت (علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام) کا تشبہ حاصل ہو جائے اگرچہ یہ تشبہ صرف صورت کے طور پر ہی ہو لوگ بعض سنتوں کے سلسلہ میں شب بیداری کی نیت اور اس جیسی باتوں کو دخل دیتے ہیں ان لوگوں کی کوتاہ اندیشی سے تعجب ہوتا ہے ہم تو ہزار شب بیداریوں کو بھی پیروی رسول (تاجدار مدینہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نصف دانۂ جو کے عوض نہ خریدیں۔

(مبدو معاد، منہا 36)

سعادت ابدی اور نجات سرمدی انبیاء کرام (علیهم الصلوة و السلام سبحانه علیٰ اجمعهم عموماً و علیٰ افضلهم خصوصاً) کی تابعداری کے ساتھ وابستہ ہے اگر بفرضِ محال ہزار سال عبادت کی جائے اور سخت قسم کی ریاضتیں اور مجاہدات کئے جائیں لیکن ان بزرگواروں (انبیاء علیهم الصلوة والسلام) کی متابعت کے نور سے منور نہ ہوں تو اس کی قیمت جو کے برابر بھی نہیں۔

(مکتوب، ج 1، ن 191)

سعادت مند وہ شخص ہے جو اس غربت کے زمانے میں ترک شدہ سنتوں میں سے کسی سنت کو زندہ کرے اور مروجہ و معمولہ بدعتوں میں سے کسی بدعت کو ختم کردے۔

(مکتوب، ج، 2، ن 23)

شکر بجالانے سے مراد احکام شرعیہ کا قبول کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا ہے نجات کا طریقہ اور چھٹکارے کا راستہ اعتقاد و عمل میں صاحب شریعت (مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی متابعت ہے استاد اور پیر کو بھی اس غرض میں پکڑتے ہیں کہ شریعت کی طرف رہنمائی کریں اور ان کی برکت سے شریعت پر اعتقاد اور عمل میں آسانی اور سہولت پیدا ہو نہ یہ کہ مرید جو چاہیں کرتے رہیں اور جو جی چاہے کھاتے پھریں اور پیران کے لئے سپر بن جائیں اور ان کو عذاب سے بچائیں یہ معنی محض ایک دھوکہ اور آرزو ہے وہاں کوئی بھی (حق تعالیٰ کی) اجازت کے بغیر سفارش نہیں کرسکتا اور جب تک رضامندی نہیں ہوگی اس کی سفارش نہیں کرسکتا اور راضی اس وقت ہوگا جب شریعت کے مطابق عمل والا ہوگا۔ البتہ بشریت کے تقاضے کی بنا پر اگر کوئی لغزش اس سے ہوئی ہے تو شفاعت کے ذریعے اس کا تدارک ممکن ہے۔

(مکتوب، ج، 3، ن، 41)

یہ فقیر (شمس العارفین مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) اپنے موجودہ حال کی نسبت لکھتا ہے۔ بہت عرصے تک علوم و معارف اور احوال و مواجید ماہ نیساں کے بادل کی طرح بکثرت ولگاتار وارد ہوتے رہے اور جو کام کہ کرنا چاہیے تھا حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت سے ہوگیا اور اب اس کے سوا اور کوئی آرزو باقی نہیں رہی کہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں

میں سے کوئی سنت زندہ کی جائے اور احوال و مواجید اہل ذوق کے سپرد ہیں۔

(مکتوب، ج، 1، ن، 37)

شریعت کے تین جز ہیں علم، عمل اور اخلاص پس طریقت اور حقیقت دونوں شریعت کے جزو اخلاص کو کامل کرنے میں شریعت کے خادم ہیں اصلی مقصد تو یہی ہے مگر ہر شخص کی سمجھ یہاں تک نہیں پہنچتی اکثر اہل دنیا خواب وخیال کے ساتھ مطمئن ہو گئے ہیں اور انھوں نے اخروٹ اور منقّی (یعنی معمولی چیزوں) کو کافی سمجھ لیا ہے وہ شریعت کے کمالات کو کیا جانیں اور طریقت وحقیقت کی اصلیت تک کیسے پہنچ سکتے ہیں یہ لوگ شریعت کو پوست خیال کرتے ہیں اور حقیقت کو مغز (گودا) جانتے ہیں اور نہیں جانتے کہ معاملہ کی حقیقت کیا ہے وہ صوفیوں کی (حالت سکر میں کہی ہوئی) باطل باتوں پر دھوکا کھائے ہوئے اور احوال و مقامات پر فریفتہ ہیں۔

(مکتوب، ج، 1، ن، 40)

اور طالب علموں کے مقدم کرنے میں شریعت کو رواج دینا ہے (کیونکہ) شریعت کے اٹھانے اور قائم کرنے والے یہی لوگ ہیں اور احمد مصطفیٰ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذہب وملت انہی کے ساتھ قائم ہے کل قیامت کے روز شریعت کی بابت پوچھیں گے تصوف کے متعلق نہیں پوچھیں گے جنت میں داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا شریعت کے احکام بجالانے پر منحصر ہے انبیاء (صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہم) نے جو کہ تمام کائنات میں سب سے بہتر ہیں (اپنی اپنی) شریعتوں کی طرف دعوت دی ہے اور نجات کا انحصار اسی پر رہا ہے اور ان بزرگوں کی پیدائش سے مقصود شریعتوں کی طرف تبلیغ ہے پس سب سے بڑی نیکی شریعت کو رواج دینے اور اس کے حکموں میں سے کسی حکم کے زندہ کرنے میں کوشش کرنا ہے خصوصاً ایسے زمانے میں جبکہ اسلامی شعائر (نشانات وارکان) بالکل مٹ گئے ہوں اللہ ﷻ کے راستہ میں کروڑوں روپیہ خرچ کرنا بھی شرعی مسائل میں سے کسی ایک مسئلہ کو رواج دینے کے برابر نہیں ہے کیونکہ اس فعل (شرعی مسائل کی ترویج) میں انبیائے کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

کی اقتدا (پیروی کرنا) ہے جو کہ مخلوقات میں سے سب سے زیادہ بزرگ ہیں اور اس فعل میں ان بزرگوں کے ساتھ شریک ہونا ہے اور یہ بات ثابت ہے کہ سب سے کامل نیکیاں انہی بزرگوں کو عطا ہوئی ہیں اور کروڑوں روپیہ خرچ کرنا تو ان بزرگوں کے علاوہ دوسروں کو بھی میسر ہے اور (ایک دلیل) یہ بھی ہے کہ احکام شریعت کے بجالانے میں نفس کی پوری پوری مخالفت ہوتی ہے کیونکہ شریعت نفس کے مخالف وارد ہوئی ہے اور اموال کے خرچ کرنے میں تو کبھی نفس بھی موافقت کر لیتا ہے ہاں البتہ اموال کا خرچ کرنا اگر شریعت کی تائید اور مذہب کی ترویج کیلئے ہو تو اس کو بہت بڑا درجہ ہے اور اس نیت کے ساتھ ایک جیتل (دام) کو خرچ کرنا کسی اور نیت سے کئی لاکھ (روپیہ) خرچ کرنے کے برابر ہے۔

(مکتوب، ج، 1، ن 48)

کہتے ہیں کہ تین طرح کی نیند اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

(۱) مجلس ذکر میں سونا
(۲) نماز فجر کے بعد اور نماز عشاء سے پہلے سونا
(۳) فرض نماز میں سونا۔

اور تین طرح کی ہنسی اللہ تعالیٰ کو مبغوض ہے۔

(۱) ہنسی جنازہ کے پیچھے
(۲) مجلس ذکر میں
(۳) قبرستان میں۔

(تنبیہ الغافلین، ص 463)

ایک بڑے صوفی نے حضرت شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے جب وہ لوگوں کو وعظ کر رہے تھے کہا اے ابو القاسم! اللہ تعالیٰ عالم کے علم پر اس وقت تک خوش نہیں ہوتے جب تک اسے اس کے علم کے اندر نہ پائیں اگر تو اپنے علم کے اندر ہے تو اپنی جگہ پر قائم رہ ورنہ نیچے اُتر آ۔ یہ سن کر حضرت شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے اُٹھ کر چلے آئے اور دو ماہ تک لوگوں کو

وعظ نہیں کیا۔ اس کے بعد پھر نکل کر آئے اور کہا اگر مجھے یہ خبر نہ پہنچی ہوتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں فرمایا ہے آخر زمانہ میں قوم کا سرداران کا رذیل ترین انسان ہوگا تو کبھی بھی نکل کر نہ آتا۔

(تعرف، ص 234)

حضرت شیخ المشائخ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ آجکل مساجد میں تعلیم علم کے لیے صرف دو قسم کے لوگ بیٹھتے ہیں ایک وہ جو دنیا سمیٹنا چاہتے ہیں اور دوسرے وہ جن کو یہ خبر نہیں کہ اس بارے میں ان کے فرائض کیا ہوئے۔

(احوال الصادقین، ص 30)

مومنِ کامل کی نِشانی

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے رِوایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لَا یُؤمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًالِّمَا جِئْتُ بِہٖ '' ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنی خواہشات کو میرے لائے ہوئے احکام کے تابع نہ کردے۔

(عشق مجازی کی تباکاریاں، ص، 45)

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص مشکلات میں بے توقف اور بے تامل فتوے دیتا ہے وہ اپنے آپ کو دخولِ نار کے لیے پیش کش کرتا ہے نیز وہ فرماتے تھے کہ جو شخص ہر ایسی بات کا جواب دیتا ہے جو لوگ اس سے پوچھیں وہ دیوانہ ہے۔

(احوال الصادقین، ص، 32)

حضرت سیدنا قطب الارشاد ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہر عبادت کا ثواب معین ہے۔ لیکن اولیاء کرام کی عبادت کا ثواب نہ مقرر ہے نہ ظاہر بلکہ خدا جتنا اجر دینا چاہے دے دے گا۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے جس عبادت کا اجر خدا عزوجل کے دین پر موقوف ہو اس کے برابر کون سی عبادت ہوسکتی ہے لہٰذا بندوں کو چاہئے کہ خدا عزوجل کے محبوب بن کر

ہر وقت اس کی عبادت میں مشغول رہیں۔

(تذکرۃ الاولیاء ص354)

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا شیخ المشائخ منصور بن خلف مغربی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ دو شخص کچھ مدت تک ایک ہی پیر کے مرید بن کر اکھٹے رہے پھر ایک کہیں سفر پر چلا گیا۔ اور اپنے ساتھی سے جدا ہو گیا اور کچھ مدت تک اس کی طرف سے کوئی خبر نہ سنی۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ دوسرا مرید جہاد کے لئے جنگ کو گیا ہوا تھا اور رومیوں کی فوج کے ساتھ جنگ کر رہا تھا کہ رومیوں کی طرف سے ایک مسلح شخص نے مسلمانوں کو دعوتِ جنگ دیتے ہوئے للکارا۔ اور ایک مسلمان بہادر اس کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ رومی نے اسے شہید کر دیا پھر دوسرا نکلا۔ وہ بھی شہید ہو گیا۔ پھر تیسرا نکلا اس کو بھی شہید کر دیا گیا۔ پھر یہ صوفی نکل کر گیا اور دونوں نے تلواروں سے جنگ شروع کی۔ اس رومی نے اپنا چہرہ کھولا تو معلوم ہوا کہ یہ وہی شخص تھا جو اس صوفی کا کئی سال تک پیر بھائی رہ چکا تھا۔ صوفی نے اس سے اس کی وجہ دریافت کی تو اس نے بتلایا کہ وہ اپنا مذہب چھوڑ کر ان لوگوں کے ساتھ مل گیا ہے اب اس کی اولاد ہے اور اس نے بہت سا مال جمع کر لیا ہے۔ صوفی نے کہا تُو تو کئی قراءتوں کے ساتھ قرآن پڑھا کرتا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ اب مجھے تو اس کا ایک حرف بھی یاد نہیں۔ پھر صوفی نے کہا ایسا مت کرو اور اسلام کی طرف لوٹ آؤ۔ اس نے انکار کیا اور کہا میری وہاں بڑی عزت ہے اور مجھے دولت ملی ہوئی ہے لہٰذا اب تو واپس چلا جا ورنہ تمہارے ساتھ بھی وہی کروں گا جو دوسروں کے ساتھ کیا ہے۔ صوفی نے جواب دیا یاد رکھ تو نے تین مسلمانوں کو قتل کر دیا ہے۔ اور اب تجھے واپس چلے جانے میں کوئی عار نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا تو واپس چلا جا اور میں تجھے مہلت دیتا ہوں۔ وہ شخص واپس چلا گیا صوفی نے پیچھا کیا تیر مارا اور اسے مار ڈالا۔

یہ شخص بے حساب مجاہدات اور ریاضت کی تکلیف برداشت کرنے کے بعد عیسائیت پر مرا کہتے ہیں۔ کہ جب ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے راندہ درگاہ بنا دیا تو حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہ السلام ایک مدت تک روتے رہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہیں ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

میرے حیلوں سے نڈر نہ ہو جانا۔ (اللہ تعالیٰ اسلام میں زندہ رکھے اور اسلام میں موت دے)

(رسالہ قشیریہ ص 298)

آٹھ آدمیوں کی صحبت سے آٹھ باتیں پیدا ہوتی ہیں

جو شخص آٹھ قسم کے لوگوں کے پاس بیٹھے گا اس میں اللہ تعالیٰ آٹھ باتیں زیادہ کر دے گا،

جو حکام کے پاس بیٹھے گا اللہ تعالیٰ اس میں تکبر اور سنگدلی بڑھا دے گا۔

جو مالداروں کے پاس بیٹھے گا اس میں دنیا اور دنیا کے ساز و سامان کی حرص،

جو فقراء کے پاس بیٹھے گا اس میں تقدیر پر رضا،

جو بچوں کے پاس بیٹھے گا اس میں لہو و لعب (کھیل کود) کا شوق،

اور جو عورتوں کے پاس زیادہ بیٹھے گا اس میں جہالت اور شہوت بڑھا دے گا۔

اور جو نیک لوگوں کے پاس بیٹھے گا اس میں طاعات کی رغبت،

اور جو اہل علم کے پاس بیٹھے گا اس میں علم اور احتیاط بڑھا دے گا۔

اور جو فاسقوں کی پاس بیٹھے گا اس میں گناہ (کی رغبت) اور توبہ کی ٹال مٹول زیادہ کر دے گا۔

(البیان المشید، ص، 159)

غوث صمدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اپنے ساتھیوں کو فقہ کی معتبر کتابوں کے مطالعہ کی ہدایت کرتے اور فرماتے کہ علمائے دین سے شرع مبین کے احکام کی تحقیق کرنی چاہیئے کہ کونسا حکم مفتیٰ بہ (جس پر فتویٰ دیا گیا) ہے، کون سا عمل مسنون و معمول ہے اور کونسا بدعت اور مردود ہے۔ کیونکہ حضور پر نور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے زمانہ بہت دور ہو گیا ہے اور فاسد ہو گیا ہے۔ اور بدعت و فجور کی تاریکیاں شامل ہو گئی ہیں۔ ان تاریکیوں میں چراغ سنت کی روشنی کے بغیر نجات کی راہ نہیں پا سکتے۔

(زبدۃ المقامات، ص، 281)

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ

(پارہ 11، سورہ یونس، آیت 62-63)

ترجمہ: سنو! بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (عمر بھر) پرہیزگاری کرتے رہے

دوسرا باب

تقویٰ اور پرہیزگاری کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد: حضرت علامہ امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر درمنثور میں اولیاء اللہ کے بارے میں لکھا کہ۔ **اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ** (پارہ 11، سورہ یونس، آیت 62-63)

ترجمہ: سنو! بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (عمر بھر) پرہیز گاری کرتے رہے“۔

امام احمد نے الزہد میں، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سیدنا وہب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حواریوں نے کہا: اے عیسیٰ علیہ السلام وہ اولیاء اللہ کون ہیں جنہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے؟ تو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اس وقت دنیا کے باطن کی طرف دیکھتے ہیں جب کہ عام لوگ اس کے ظاہر کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور وہ ہیں جو دنیا کے انجام کی طرف دیکھتے ہیں جب کہ لوگ اس کی ابتدا کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور وہ دنیا کی ان چیزوں کو مار دیتے ہیں جن کے بارے میں انہیں یہ خوف ہوتا ہے کہ وہ انہیں مار دیں گی اور ایسی چیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں جن کے بارے میں وہ یہ جانتے ہیں کہ عن قریب وہ انہیں چھوڑ دیں گی۔ پس ان کے نزدیک دنیا کی کثرت کی طلب قلت کی طلب ہوتی ہے۔ ان کا دنیا کو یاد کرنا موت ہوتی ہے۔ دنیا کی کسی شے کے سبب انہیں پہنچنے والی فرحت حزن اور غم ہوتا ہے۔ دنیا کی نعمتوں میں سے جو انہیں عارض ہو وہ اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ اور بغیر حق کے دنیوی رفعتوں میں سے جو انہیں عارض ہو وہ اسی کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ دنیا کو گراتے ہیں اور اس کے عوض اپنی آخرت کو بناتے ہیں۔ وہ دنیا کو بیچتے ہیں اور اس کے عوض وہ چیز خریدتے ہیں جو ان کے لیے باقی رہتی ہے۔ وہ دنیا کو چھوڑتے ہیں اور اسے چھوڑنے کے سبب وہ خوش ہوتے ہیں۔ وہ اسے بیچتے ہیں اور اسے

بیچنے کے سبب وہ نفع کمانے والے ہوتے ہیں انہوں نے اہل دنیا کو نیچے گرا پڑا دیکھا ہے کہ ان پر کئی زمانے گزر گئے ہیں۔ پس انہوں نے موت کے ذکر کو پسند کیا اور زندگی کے ذکر کو چھوڑ دیا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں، اس کے نور سے روشنی طلب کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ روشن کرتے ہیں۔ ان کے لیے عجیب خبر ہے اور ان پاس خبر عجیب ہے۔ ان کے ساتھ کتاب قائم ہے اور کتاب کے ساتھ وہ قائم ہیں ان کے ساتھ کتاب گفتگو کرتی ہے اور اس کتاب کے ساتھ وہ گفتگو کرتے ہیں۔ ان کے سبب کتاب کا علم ہے اور اس کے سبب وہ عالم ہیں۔ جس چیز کو انہوں نے نہیں پایا اسے پانے کی وہ خواہش نہیں رکھتے اور جس شے کی وہ امید رکھتے ہیں اس سے کم کی وہ آرزو نہیں کرتے اور جن چیزوں سے وہ خود احتیاط اور پرہیز کرتے ہیں ان کے سوا وہ کوئی خوف نہیں رکھتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سیدنا ابن زید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اولیاء اللہ وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد آ جائے "ھُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُئُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ"

امام طبرانی، ابو الشیخ، ابن مردویہ ور الضیاء نے رضی اللہ عنہم المختارہ میں حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع اور موقوف دونوں طرح روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اولیاء اللہ وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو ان کے دیدار کے سبب اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے۔

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اولیاء اللہ کو دیکھنے کے سبب بندہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے لگتا ہے۔

امام ابن مبارک، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عرض کی گئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولیاء اللہ کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ

لوگ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے۔

امام ابوالشیخ نے مسعر کی سند سے حضرت سیدنا سہل بن اسد ؓ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اولیاء اللہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے۔

امام ابن مردویہ نے مسعر بن اخنس ؓ کی سند سے حضرت سیدنا سعد ؓ سے یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ دریافت کیا گیا اولیاء اللہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ یاد آ جائے۔

امام ابن ابی شیبہ ؒ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت سیدنا ابوالضحیٰ ؓ نے یہ کہا ہے کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جن کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری کر دے۔

امام احمد، ابن ماجہ، حکیم ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے اخیار اور اولیاء کے بارے میں خبر نہ دوں؟ تمام نے عرض کی: کیوں نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے باکمال (اولیاء) وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ کا ذکر جاری ہو جائے۔

امام حاکم ؒ نے حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث بیان کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں، نہ وہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء ہیں۔ لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ان کے قرب اور مجلس کے سبب انبیاء علیہم السلام اور شہدا بھی ان پر رشک کریں گے۔ پس ایک اعرابی اپنے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر سامنے بیٹھ گیا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں ان کے اوصاف بتائیے۔ ہمارے لیے انہیں وضاحت سے بیان فرمائیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایسی قوم ہے جو قبائل سے دور مختلف اطراف کے لوگ ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم ایک دوسرے سے دوستی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہی ایک دوسرے سے محبت

کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے قیامت کے دن نور کے منبر بچھائے گا اور وہ ان پر بیٹھیں گے۔ لوگ خوف زدہ ہوں گے اور انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا۔ وہی وہ اولیاء اللہ ہیں جنہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ "قَالَ: مِنْ اِفْنَاءِ النَّاسِ مِنْ نِزَاعِ الْقَبَائِلِ قَوْمٌ فِی اللّٰهِ وَتَحَابُوْا فِی اللّٰهِ یَضَعُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ فَیُجْلِسُهُمْ، یَخَافُ النَّاسُ وَلَا یَخَافُوْنَ، هُمْ اَوْلِیَاءُ اللّٰهِ الَّذِیْنَ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ"

امام احمد اور حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بندہ صریح ایمان کا حق ادا نہیں کر سکے گا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہی بغض رکھے۔ اور جب کوئی اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے بغض رکھتا ہے پس وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوستی کا مستحق ہو جاتا ہے۔ بے شک میرے بندوں میں سے میرے دوست اور میری مخلوق میں سے میرے محبوب وہ ہیں جو میرا ذکر کرتے ہیں اور میں ان کا ذکر کرتا ہوں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اولیاء اللہ وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے شریر وہ ہیں جو چغل خوری کرتے ہیں، دوستوں کے درمیان تفریق پیدا کرتے ہیں اور گناہ سے بری لوگوں کو گناہ کا الزام دیتے ہیں۔

امام حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے خیار اور باکمال لوگ وہ ہیں کہ جن کی رؤیت تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے ان کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کر دے۔ اور ان کا عمل آخرت کی جانب تمہیں راغب کر دے۔

امام حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عرض کی گئی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کن کے ساتھ ہمارا بیٹھنا اچھا اور بہتر ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی جسے دیکھنا تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلادے جس کا بولنا تمہارے اعمال میں اضافہ کرے اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

امام حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے کون افضل ہے تاکہ ہم اسے ہم نشین اور معلم بنائیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ کہ جب اسے دیکھا جائے تو اس کی روئیت کے سبب اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہوجائے۔ "قَالُوْا: "یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّنَا اَفْضَلُ کَیْ نَتَّخِذَہٗ جَلِیْسًا مُعَلِّمًا؟ قَالَ: اَلَّذِیْ اِذَا رُئِیَ ذُکِرَ اللّٰہُ بِرُؤْیَتِہٖ"

امام ابوداؤد، ہناد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ لوگ ہیں جن پر انبیاء علیہم السلام اور شہدا بھی رشک کرتے ہیں۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ ہیں جو بغیر اموال وانساب کے خالصتۃً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں انہیں کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی جب لوگ گھبرا رہے ہوں گے اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔ جب لوگ غمزدہ ہوں گے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ (پارہ 11، سورۂ یونس، آیت 62-63)

امام ابن ابی الدنیا، ابن جریری، ابن منذر، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں کچھ بندے ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے مقام ومرتبہ پر انبیاء علیہم السلام اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ عرض

کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ قوم ہے جو اموال و انساب کے تعلق کے بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ نور کے منبروں پر ان کے چہرے منور اور روشن ہوں گے۔ انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا جب لوگ خوف زدہ ہوں گے اور وہ غمگین نہیں ہوں گے جب لوگ غم زدہ ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ آیت طیبہ پڑھی۔

امام احمد، ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخوان میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں جو نہ انبیاء ہیں اور نہ ہی شہداء ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے ان کے قرب اور ان کی مجالست پر انبیاء علیہم السلام اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ ایک اعرابی نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے اوصاف بیان فرمائیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ دور دراز قبائل کے مسافر اور لوگوں کی اولاد میں سے متفرق لوگ ہیں۔ ان کے درمیان باہم قرابتداری کا کوئی رشتہ موجود نہیں۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے وہ ایک دوسرے کے پاس جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے لیے نور کے منبر بچھائے گا اور وہ ان پر بیٹھیں گے۔ لوگ گھبرا جائیں گے اور انہیں کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی۔ وہی اولیاء اللہ ہیں جنہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میری محبت میری رضا کے لیے باہم محبت کرنے والوں کے لیے ثابت ہو چکی ہے۔ میری رضا کے لیے باہم ملاقات کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہو چکی ہے اور میری رضا کے لیے باہم مل کر بیٹھنے والوں کے لیے میری محبت ثابت

ہو چکی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو میری مساجد کو میرے ذکر سے آباد کرتے ہیں، لوگوں کو خیر اور نیکی کی تعلیم دیتے ہیں اور انہیں میری اطاعت و فرمانبرداری کی طرف بلاتے ہیں وہی میرے اولیاء ہیں جنہیں میں اپنے عرش کے سائے میں سایہ عطا فرماؤں گا انہیں اپنے جوار میں سکونت عطا کروں گا، انہیں اپنے عذاب سے محفوظ رکھوں گا اور انہیں عام لوگوں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل کروں گا وہ اس میں طرح طرح کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ آیت طیبہ پڑھی۔

امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے مذکورہ ارشاد کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد اللہ بن احمد رحمہما اللہ نے زوائد المسند میں حضرت سیدنا ابو مسلم رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حمص میں ملا تو میں نے کہا: قسم بخدا! بلاشبہ میں تجھ سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا تجھے بشارت ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم محبت کرنے والے اس دن عرش کے سائے میں ہوں گے جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ان کے مقام و مرتبہ کے سبب انبیاء علیہم السلام اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔ پھر میں نکلا اور میں حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے جا ملا اور میں نے ان کے ساتھ گفتگو کی جو حضرت

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہی۔ تو پھر حضرت سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ وہ اپنے رب عزوجل سے روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری رضا کے لیے باہم محبت کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہوچکی ہے۔ میری خوشنودی کے لیے باہم ملاقات کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہوچکی ہے۔ اور میری رضا میں خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہوچکی ہے وہ نور کے منبروں پر ہوں گے اور انبیاء علیہم السلام اور صدیقین ان پر رشک کریں گے۔

امام ابن ابی شیبہ اور حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نوادر الاصول میں حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم محبت کرنے والوں کے لیے سرخ یاقوت کے ستون ہوں گے اور ستون کے سرے میں ستر ہزار کمرے ہیں۔ ان کا حسن اہل جنت کو اس طرح روشن کردے گا جس طرح سورج اہل دنیا کو روشن کرتا ہے۔ تو ان میں بعض بعض کو کہیں گے: ہمیں لے چلو یہاں تک کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا میں باہم محبت کرنے والوں کو دیکھ لیں۔ پس جب وہ اس پر جھانکیں گے، تو ان کا حسن اہل جنت کو اس طرح روشن کردے گا جس طرح سورج اہل دنیا کو روشن کرتا ہے وہ اطلس کے سبز کپڑے پہنے ہوں گے اور ان کی پیشانیوں پر لکھا ہوگا: یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے ہیں. "هٰٓؤُلَاءِ الْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللهِ"

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سیدنا ابن سابط رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے خبر دی گئی کہ رحمٰن کی دائیں جانب اور اللہ تعالیٰ کے دونوں دست قدرت دائیں ہی ہیں۔ نور کے منبروں پر ایک قوم ہوگی۔ ان کے چہرے منور ہوں گے اور ان پر سبز لباس ہوگا۔ دیکھنے والوں کی آنکھوں کے لیے ان کی رؤیت سے حجاب بن جائے گا وہ نہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء۔ یہ قوم ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی عظمت جلال کے سبب اس وقت باہم محبت کی جب کہ زمین میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو رہی تھی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا علاء بن زیاد رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ بندے ہیں جو نہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء۔ لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ان کے قرب کے سبب انبیاء علیہم السلام اور شہداء پوچھیں گے۔ یہ کون ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہی وہ لوگ ہیں جو بغیر کسی مالی منفعت کے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے، وہ ایک دوسرے کا ساتھ مال کی مہربانی کرتے تھے حالانکہ ان کے درمیان کوئی رشتہ داری نہ تھی۔

امام احمد نے حضرت سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے حدیث کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر باہم محبت کرنے والوں کے کمرے جنت میں ہم اس طرح دیکھیں گے جیسا کہ وہ ستارہ جو مشرق یا مغرب کی جانب سے طلوع ہوتا ہے۔ تو کہا جائے گا: یہ کون ہیں؟ جواب دیا جائے گا: یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم محبت کرنے والے ہیں۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ O (پارہ 11، سورۂ یونس، آیت 62-63)

ترجمہ: خوب سن لو کہ قیامت کے دن جب سب لوگوں کو مصیبت میں مبتلا ہونے کا خوف ہوگا اللہ عزوجل کے دوستوں کو (عذاب کا) کوئی اندیشہ نہ ہوگا اور نہ وہ (اپنی کسی امید کی ناکامی کے) غم میں مبتلا ہوں گے (یعنی ان کی ہر امید پوری کی جائے گی)

تنقیح: یوں تو ہر شخص بلکہ ہر چیز کا اللہ عزوجل سے قرب ہے جس کی کیفیت نہیں جانی جا سکتی

اللہ عزوجل نے فرمایا نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ۔ (پارہ 26، سورۂ ق، آیت 16)

رگِ جان سے بھی زیادہ ہم بندہ کے قریب ہیں۔ اسی قرب کی وجہ سے یہ کائنات جامۂ ہستی پہنتی اور دائرہ وجود میں آتی ہے اگر یہ قرب نہ ہوتا تو کوئی وجود کی بو بھی نہیں سونگھ سکتا اصل ذات کے اعتبار سے ہر چیز نیست ہے سب کی اصل عدم ہے لیکن خاص بندوں کو ایک بے کیف

قرب اور بھی حاصل ہے یہ قرب محبت ہے عالم مثال میں اہل کشف کو یہ بے کیف محبت قرب جسمانی کی شکل میں نظر آتی ہے لفظ قرب کا قرب خلقی اور قرب محبت دونوں پر اطلاق بطور اشتراک لفظی کے ہوتا ہے حقیقت قرب دونوں جگہ جدا جدا ہے مؤخر الذکر قرب کے ان گنت غیر محدود درجات ہیں۔

ایک حدیث قدسی ہے (اللہ عزوجل نے فرمایا) میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے پیار کرنے لگتا ہوں جب میں اس کو پیار کرتا ہوں تو پھر میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے الی آخر الحدیث (یعنی اسوقت وہ جو کام کرتا ہے وہ گویا میرا عمل ہوتا ہے) روہ البخاری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ اس قرب کا ابتدائی درجہ صرف ایمان سے حاصل ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (پارہ 3، سورۃ بقرہ، آیت 257) اور آخری انتہائی درجہ انبیاء کا خصوصی حصہ ہے جن کے سردار حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات ترقی پذیر ہیں جن کی کوئی انتہا نہیں صوفیہ کی اصلاح میں کم سے کم وہ درجہ جس پر لفظ ولی کا اطلاق ہوسکتا ہے اس شخص کا ہے جس کا دل اللہ عزوجل کی یاد میں ہر وقت ڈوبا رہتا ہے وہ صبح شام اللہ کی پاکی بیان کرنے میں مشغول رہتا ہے اللہ عزوجل کی محبت سے سرشار رہتا ہے کسی اور کی محبت کی اس میں گنجائش نہیں ہوتی خواہ باپ ہو یا بیٹا یا بھائی یا بیوی یا دوسرے کنبہ والے کسی سے اس کو محبت نہیں ہوتی اگر کسی سے محبت ہوتی ہے تو محض اللہ عزوجل کے لیے اور نفرت ہوتی ہے تب بھی خوشنودی مولیٰ کے حصول کے لیے وہ کسی کو کچھ دیتا ہے تو صرف اللہ عزوجل کے لیے اور نہیں دیتا ہے تب بھی اللہ عزوجل کی مرضی کے لیے اس گروہ کی آپس میں محبت لوجہ اللہ ہوتی ہے صوفیہ کی اصلاح میں اس صفت کو فنائے قلب کہا جاتا ہے ولی کا ظاہر و باطن تقویٰ سے آراستہ ہوتا ہے جو اعمال واخلاق اللہ عزوجل کو ناپسند ہیں اس سے وہ پرہیز رکھتا ہے شرکِ خفی وجلی سے پاک رہتا ہے بلکہ وہ شرک جو چیونٹی کی رفتار کی

آواز سے بھی زیادہ خفی ہوتا ہے اس سے بچتا ہے غرور، کینہ، حسد حرص اور ہوس سے منزہ ہوتا ہے اور انہی کے ساتھ عمدہ اخلاق و اعمال سے متصف ہوتا ہے اس مرتبہ کو صوفیہ فناء نفس کا مرتبہ کہتے ہیں صوفیہ کا قول ہے کہ اس درجہ پر جب ولی پہنچ جاتا ہے تو اس کا شیطان اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے اور فرمانبردار بن جاتا ہے ولایت کے ابتدائی درجہ کی طرف اللہ ﷻ نے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے اشارہ فرمایا اولیاء اللہ وہ ہیں جو ایمان لے آئے یعنی حقیقت ایمان ان کے اندر پیدا ہوگئی ایمان کا محل قلب ہے کمال ایمان یہ ہے کہ اللہ ﷻ کی یاد سے دل میں اطمینان پیدا ہو جائے اللہ ﷻ کے ذکر سے لمحہ بھر بھی غافل نہ ہو کسی دوسرے کی طرف توجہ ہی نہ ہو، دوسرے مرتبہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ اور (شرک اور معاصی سے) پرہیز رکھتے ہیں یعنی اللہ ﷻ کے اوامر و نواہی کی ظاہری اور باطنی ہر طرح پابندی کرتے ہیں حضرت مفسر قدس سرہ نے اس جگہ حاشیہ پر فارسی کے دو شعر نقل کیے ہیں

ہر کس کہ ترا شناخت جاں را چہ کند	فرزند و عیال و خان و ماں را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی	دیوانہ تو ہر دو جہاں را چہ کند

ترجمہ:

جس نے تجھے پہچان لیا اس کو جان، اہل وعیال اور خاندان سے کیا تعلق وہ ان کو لے کر کیا کرے گا اپنی محبت کا دیوانہ کرنے کے بعد اگر دو جہاں تو دیوانہ محبت کو دے دے تو اس کے کس کام کے۔

حضرت سیدنا ابن عمر ؓ نے فرمایا تقویٰ یہ ہے کہ تم اپنے کو کسی سے بہتر نہ سمجھو

حضرت مجدد الف ثانی ؒ نے فرمایا جو شخص اپنی جان کو فرنگی کافر سے بھی بہتر خیال کرتا ہو اس کے لیے اللہ کی معرفت حرام ہے

امام ابوداؤد نے حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب ؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت سرور کونین ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ کے بندوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو

نہ انبیاء ہیں نہ شہداء لیکن قیامت کے دن ان کے مرتبہ قرب کو دیکھ کر انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں فرمایا جو بندگانِ خدا عزوجل سے محض اللہ عزوجل کے لیے محبت رکھتے ہیں نہ ان کی باہم رشتہ داریاں ہیں نہ مالی لین دین (کہ قرابت یا مالی لالچ کی وجہ سے ایک کو دوسرے سے محبت ہو) خدا عزوجل کی قسم ان کے چہرے (قیامت کے دن مجسم) نور ہوں گے بالائے نور جب اور لوگوں کو (عذاب کا) خوف ہوگا ان کو خوف نہ ہوگا جب اور لوگ غم میں مبتلا ہوں گے وہ غمگین نہیں ہوں گے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ (پارہ 11، سورۂ یونس، آیت 62-63)

حضرت سیدنا ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی یہ حدیث اسی طرح نقل کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں یہی لکھا ہے

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت مدنی تاجدار ﷺ سے آیت اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ کا معنی دریافت کیا گیا فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ عزوجل کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں ابن مردویہ نے حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ایسا ہی لکھا ہے

فصل حصول ولایت کے ذرائع:

مرتبہ ولایت کا حصول حضرت نور مجسم ﷺ کی پرتو اندازی سے ہوتا ہے خواہ عکس رسالت براہ راست پڑے یا کسی ایک واسطہ سے یا چند واسطوں سے حضرت تاجدارِ رسالت ﷺ یا آپ کے نائبوں سے محبت اور ان کی ہم نشینی واطاعت حصول ولایت کے لیے ضروری ہے حضرت سیدی آقا ﷺ کے قلب، نفس اور جسم کا رنگ ولی کے قلب قالب اور جسم پر ان ہی دونوں اوصاف کی وجہ سے چڑھ جاتا ہے اور یہی صبغۃ اللہ ہے جس کے متعلق فرمایا صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً (پارہ 1، سورۂ البقرہ، آیت 138) طریق مسنون کے

مطابق ذکر اللہ عزوجل کی کثرت عکس پذیری کے لیے مددگار ہوتی ہے اس سے دل کا میل دور ہو جاتا ہے اور آئینہ قلب کی صفائی ہو کر عکس پذیری کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے حضرت تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کی منجھائی ہوتی ہے اور دل کو مانجھنے والا اللہ کا ذکر ہے (رواہ البیہقی)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص، امام مالک، امام احمد اور بیہقی رضی اللہ عنہم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا حضرت معاذ نے فرمایا میں نے خود حضرت مدنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا جو دو آدمی میرے لیے باہم محبت کرتے ہیں میرے لیے مل کر بیٹھتے ہیں میرے لیے خرچ کرتے ہیں ان سے میری محبت واجب ہو جاتی ہے۔ امام احمد طبرانی اور حاکم نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی یہ حدیث بیان کی ہے (صحیحین)

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہے کہ ایک شخص نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہے مگر اس قوم (کے عمل) تک اس کی رسائی نہیں ہوئی فرمایا آدمی کا شمار انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے اس کو محبت ہوگی رسائی نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کے عمل اس قوم کے اعمال کی طرح نہ ہو سکے ہوں صحیحین میں حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ایسی ہی حدیث آئی ہے

بیہقی نے شعب الایمان میں لکھا ہے کہ حضرت سیدنا ابو رزین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا مجھے حضرت نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں تجھے بتاؤں کہ اس کام کا مدار کس چیز پر ہے جس سے تجھے دنیا اور آخرت کی بھلائی مل جائے (مدار خیر یہ ہے کہ) اہل ذکر کی مجلسوں میں حاضری کی پابندی کر اور تنہائی ہو تو جہاں تک ہو سکے اللہ عزوجل کے ذکر سے زبان کو ہلاتا رہ اور اللہ عزوجل کے واسطے محبت اور اللہ عزوجل کے واسطے نفرت کر (یعنی اللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے لوگوں سے محبت وعداوت رکھ ذاتی غرض کوئی نہ ہو)

امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ

حضرت شفیع محشر ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے پیارا عمل یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی خوشنودی کے لیے محبت اور بغض کیا جائے.

اللہ عزوجل کا محبوب کون ہے

اولیاء میں ایک جماعت اللہ عزوجل کی محبوبیت کے درجہ پر بھی فائز ہو جاتی ہے مسلم نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت رحمۃ للعلمین ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل جب کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو طلب فرما کر حکم دیتا ہے میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر حسب الحکم جبرائیل علیہ السلام اس بندے سے پیار کرنے لگتے ہیں پھر جبرائیل علیہ السلام آسمان پر (اھل سمٰوات کو) ندا دیتے ہیں کہ اللہ عزوجل فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ حسب الارشاد اہل سماء اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین (والوں) میں اس کو مقبولیت عطا کر دی جاتی ہے اور جب اللہ عزوجل کسی بندہ سے نفرت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو طلب فرما کر حکم دیتا ہے میں فلاں شخص سے نفرت کرتا ہوں تو بھی اس سے نفرت کر حسب الحکم جبرائیل علیہ السلام اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں پھر آسمان والوں کو جبرائیل علیہ السلام ندا کرتے اور کہتے ہیں اللہ عزوجل فلاں شخص سے نفرت کرتا ہے تم بھی اس سے نفرت کرو لوگ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں پھر زمین والوں میں اس سے نفرت پیدا کر دی جاتی ہے (اور زمین والے اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں)

اولیاء اللہ کی علامات کیا ہیں

حضرت سرکار عالی وقار ﷺ سے دریافت کیا گیا اولیاء اللہ کون ہوتے ہیں فرمایا جن کو دیکھنے سے اللہ عزوجل کی یاد ہوتی ہے (بغوی) حضرت سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا میرے بندوں میں میرے اولیاء وہ ہیں جن کی یاد میرے ذکر سے اور میری یاد ان کا ذکر کرنے سے ہوتی ہے۔ (بغوی)

حضرت سیدہ اسماء بنت یزید (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے حضرت سیدی آقا ﷺ

کو فرماتے سنا سنو، کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ تم میں سب سے اچھے کون لوگ ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ضرور فرمائیے جب ان کو دیکھنے سے اللہ عزوجل کی یاد ہوتی ہو۔

(رواہ ابن ماجہ)

فائدہ: اس کا فائدہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ کو اللہ عزوجل سے قرب اور بے کیف مصاحبت حاصل ہوتی ہے اسی وجہ سے ان کی ہم نشینی اور ان کا دیدار اللہ عزوجل کی یاد دلانے والا اور ان کا ذکر اللہ عزوجل کے ذکر کا موجب (سبب) ہوتا ہے ان کی مثال ایسی ہے جیسے سورج کے سامنے رکھا ہوا آئینہ جو سورج کی شعاعوں سے جگمگا جاتا ہے اور اس آئینہ کے سامنے جو چیز رکھی جاتی ہے آئینہ کی عکس ریزی سے وہ چیز بھی روشن ہو جاتی ہے بلکہ اگر روئی کو اس آئینے کے سامنے زیادہ قریب رکھا جائے تو آئینہ کے قرب کی وجہ سے روئی جل جاتی ہے اور سورج چونکہ دور ہوتا ہے اس لیے دھوپ میں روئی نہیں جلتی ایک بات یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل نے اولیاء کے اندر اثر پزیری اور اثر اندازی کی قوی طاقت رکھی ہے اللہ عزوجل سے قرب اور بے کیف مناسبت رکھنے کی وجہ سے اولیاء میں اثر اندازی کی صلاحیت زیادہ قوی ہوتی ہے اور جنسیت نوعیت اور شخصیت کے اشتراک کی وجہ سے دوسرے ہم جنس ہم نوع اور مناسب التشخص افراد پر اثر اندازی کی استعداد بھی ان میں قوی ہوتی ہے یہی تاثیر و اثر کا تعلق اس امر کا باعث ہوتا ہے کہ ان کا حضور اللہ عزوجل کے سامنے حضور کا ذریعہ اور ان کو دیکھنا اور ان کے ساتھ بیٹھنا اللہ عزوجل کی یاد کا موجب (سبب) ہوتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ دیکھنے والے اور بیٹھنے والے کے دل میں انکار نہ ہو (منکروں کو کوئی فیض حاصل نہیں ہوتا) وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ اللہ عزوجل ایمان واطاعت کی حدود سے باہر نکل جانے والوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

حضرت شہنشاہ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں نے اس کو اپنی طرف سے جنگ کا الٹی میٹم دے دیا ہے (رواہ بخاری عن ابی ہریرہ)

حضرت سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں موجود ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوزخ اور جنت کی ہم کو یاد دلاتے ہیں تو

گویا ہم اپنی آنکھوں سے جنت اور دوزخ کو دیکھ لیتے ہیں لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے نکل کر ہم باہر جاتے ہیں اور بیویوں، بچوں اور زمینوں کے جھگڑوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو بہت کچھ (جنت اور دوزخ) کو بھول جاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ہر وقت تم ایسی حالت پر رہو جس حالت پر میرے پاس اور میرے نصیحت کرنے کے وقت ہوتے ہو تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کریں مگر حضرت سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ وقت وقت ہوتا ہے ایک حضور کا وقت ایک غیوبیت کا وقت) یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائے۔ (رواہ مسلم)

(تفسیر مظہری جلد 5، ص 517)

آیت ۲۹ سورۃ الانفال اے ایمان والو! اگر تم ڈرتے رہو گے اللہ عزوجل سے تو وہ پیدا کرے گا تم میں حق و باطل میں تمیز کی قوت اور ڈھانپ دے گا تمھارے گناہ اور بخش دے گا تمھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پرہیزگار بندوں کو جن انعامات سے سرفراز فرماتا ہے اس آیت میں ان کا بیان ہے۔

۱۔ نعمت فرقان

۲۔ ستر عیب

۳۔ آمرزش گناہ

فرقان مصدر ہے اور حق و باطل میں تمیز کرنے والی قوت کو فرقان کہتے ہیں۔ عارفین کاملین کا ارشاد ہے۔ کہ ذکر الٰہی سے ایک نور پیدا ہوتا ہے جس سے حقائق اشیاء منکشف ہو جاتی ہیں اور غلط و صحیح میں فرق محسوس ہونے لگتا ہے۔ صوفیاء کرام کی اصطلاح میں اسے کشف کہتے ہیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے مومن کی فراست سے ڈرا کرو وہ تو اللہ عزوجل کے نور سے دیکھتا ہے۔

پرہیزگاروں پر دوسرا انعام یہ کیا جائے گا کہ ان کے گناہوں کو چھپا دیا جائے گا تاکہ کسی کی نگاہ ان پر نہ پڑ سکے۔ پیر کرم شاہ صاحب آگے ایک مولوی کی تشریح لکھنے کے بعد تحریر

فرماتے ہیں۔ بیشک تقویٰ کے تقاضے بڑے گراں ہیں۔ لیکن ان پر جن انعامات کی بارش کی جاتی ہے ان کے باعث ان کی تلخی۔ ان کی گرانی کا تصور تک محو ہو جاتا ہے۔ یعنی اپنے پرہیز گار بندوں پر اس کی یہ بخشش بے انداز محض اس کا فضل و کرم ہے کسی کا اس پر کوئی حق نہیں جس کا ادا کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہو۔ راہ تقویٰ پر گامزن ہونا بھی تو محض اس کی توفیق و دستگیری کا ہی مرہونِ منت ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد 2، ص 144)

تقویٰ شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

پھر (دل و جان سے) رجوع کرو اس کی طرف۔ وہ اتارے گا آسمان سے تم پر موسلا دھار بارش اور بڑھا دے گا تمھیں قوت میں تمھاری پہلی قوت سے اور نہ منہ موڑو (اللہ تعالیٰ سے) جرم کرتے ہوئے۔ (سورۃ ھود آیت نمبر 52)

اگر تم گزشتہ گناہوں کی مغفرت طلب کرو گے اور آئندہ کے لیے اپنی عبادت و اطاعت اور توجہ کا قبلہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو بنا لو گے تو عقبیٰ کی سرخروئی کے ساتھ ساتھ تمھیں اس دنیا میں خوشحال کر دیا جائے گا۔ بارشیں برسیں گی۔ تمھاری بنجر زمین ان سے سیراب ہو کر سونا اگلنے لگے گی۔ ہر طرف سرسبز کھیت لہلہانے لگیں گے۔ معاشی خوشحالی کا ایک زرّیں دور شروع ہو جائے گا۔ جب تمھاری مالی حالت سدھر گئی تو اولاد بھی صحت مند۔ خوبرو۔ اور بکثرت پیدا ہوگی۔ دولت کی فراوانی اور قبیلہ کے افراد کی کثرت سے قوت میں بے پناہ اضافہ ہو جائے گا۔ یہ خیال اپنے دل سے نکال دو کہ اگر تم نے اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کی شریعت کی پابندی شروع کر دی تو تم مفلس اور قلاش ہو جاؤ گے۔ سوچیے کیا اسی قسم کے غلط تصورات کے باعث ہی ہم دینِ اسلام سے کھنچے کھنچے نہیں رہتے۔ شریعتِ اسلامیہ کی پیروکاری کا تصور کرتے ہی غربت و افلاس کے خوفناک سائے ہماری آنکھوں کے سامنے پھیلنے لگتے ہیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد 2، ص 368)

سورۃ الاعراف آیت نمبر 96 کی تفسیر میں فرمایا: یعنی ایمان اور تقویٰ کسی قوم کی

ترقی کے راستہ میں حائل نہیں ہوتے جیسے عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ اس کے باعث تو رحمت الٰہی کا دریا جوش میں آجاتا ہے۔ اور ہر جانب سے خیر و برکت کی فراوانی ہوجاتی ہے۔ زمین اپنے شکم میں پوشیدہ خزانوں کو اس کے قدموں میں ڈھیر کر دیتی ہے۔ اور آسمان اپنی نعمتیں اور برکتوں کو بے دریغ نچھاور کر دیتا ہے۔

تفسیر مظہری میں ہم ہر طرف سے ان پر خیر و برکت کی فراوانی کر دیتے اور جو نعمتیں انہیں بخشی ہیں وہ ہمیشہ برقرار رہتیں۔ برکات آسمان سے مراد بارش ہے اور برکات زمین سے مراد زراعت و نباتات ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد 2، ص 62)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو (میرے) کسی ولی کی اہانت کرتا ہے دوسری روایت کا لفظ ہے۔ جو (میرے) ولی سے دشمنی کرتا ہے۔ وہ جنگ کے لیے میرے مقابلہ پر آتا ہے۔ اور جو کام میں کرنے والا ہوتا ہوں اس میں مجھے (کبھی) اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا تردد اپنے مومن بندہ کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے کہ وہ مرنا پسند نہیں کرتا اور میں اس کو ناراض کرنا نہیں چاہتا اور مرنا اس کے لیے لازم ہوتا ہے۔

میرے مومن بندہ کو میرا قرب (کسی عمل سے) اتنا حاصل نہیں ہوتا جتنا دنیا سے بے رغبت رہنے سے ہوتا ہے۔ اور بندہ مومن میری کوئی عبادت ایسی نہیں کرتا جیسی میرے عائد کیے ہوئے فرض کو ادا کر کے کرتا ہے۔ (رواہ البخاری)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس بیانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار ہوا مگر تو نے میری عیادت نہیں کی بندہ عرض کرے گا۔ اے میرے رب عزوجل میں تیری عیادت کیسے کرتا تو تو رب العالمین ہے (ہر بیماری سے پاک ہے) اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی کیا تجھے علم نہیں کہ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اس کے پاس موجود پاتا اے ابن آدم علیہ السلام میں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے مجھے کھانا نہیں دیا۔ الی آلاخرالحدیث رواہ مسلم۔

میں کہتا ہوں (حضرت علامہ الصوفی قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ) کہ جب اولیاء سے دشمنی اللہ عزوجل سے دشمنی اور جنگ ہے اور اپنے اولیاء کی بیماری کو اللہ عزوجل نے اپنا مرض قرار دیا ہے۔ حالانکہ وہ ان تمام حوادث سے پاک اور بالا ہے تو اس کی وجہ اللہ عزوجل کے ساتھ اولیاء کا وہ وصل ہے جو ہر کیفیت سے پاک ہے جب (عام) اولیاء کی حالت ہے۔ تو ایذاءِ رسول ﷺ کو ایذاءِ خدا عزوجل کہنا تو بدرجہ اولیٰ مناسب اور صحیح ہے۔

(تفسیر مظہری جلد 9، ص428)

وَ اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ (پارہ 29، سورۃ الحاقہ، آیت 48) بلاشبہ قرآن اہل تقویٰ کے لیے ایک یادداشت ہے کیونکہ اہل تقویٰ کو ہی اس سے فائدہ پہنچتا ہے۔

فائدہ: حضرت سیدنا قیوم اول امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لِلْمُتَّقِيْنَ میں لام تخصیص کا ہے یعنی صرف متقیوں کے لیے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تلاوت قرآن (مرید کے لیے) فناء نفس کے بعد موجب ترقی درجات ہے۔ کیونکہ تقویٰ کا (کامل) تصور فناءِ نفس سے پہلے ممکن نہیں اور قرآن صرف اہل تقویٰ کے لیے تذکرہ ہے (اس سے نتیجہ نکلا کہ قرآن فناء نفس کے بعد ہی موجبِ ترقی ہے) فناء نفس سے پہلے تلاوت (قرآن اگر مرید کے لیے) اگرچہ نیک کام ہے۔ اور نیکیوں کا عمل ہے مگر رذائل نفس سے اجتناب رکھنے والے اہل قربت کے لیے نیکی نہیں ہے۔

(تفسیر مظہری ج 12، ص80)

مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاِنْ تَكْفُرُوْا (پارہ 5، سورۃ النساء، آیت 131) تم سے پہلے اور (حکم دیا) تمھیں بھی کہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور اگر کفر کرو۔ جو کتابیں مختلف زمانوں میں انبیاء و رسل علیہ السلام پر نازل ہوئیں اور کتاب جو تمھاری ہدایت کے لیے اتاری گئی ہے۔ ان سب میں تمام امتوں کو تقویٰ کا ہی حکم دیا گیا ہے اگر غور کیا جائے تو اس میں شک ہی نہیں رہتا کہ دین الٰہی کا دارومدار ہی تقویٰ پر ہے۔ دل میں خوفِ خدا عزوجل پیدا ہو گیا تو انسان کا ظاہر و باطن سنور گیا اور اگر دل خوف خدا عزوجل سے ہی آشنا نہیں تو پھر زبان سے پارسائی کے

ہزاروں دعوے کیے جائیں نفس اصلاح پذیر نہیں ہوسکتا۔

خِرد نے کہہ بھی دیا لا اِلٰہ تو کیا حاصل
دِل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

حضرت علامہ مفسر قرآن قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یعنی کاملینِ امت نے اس آیت کو سارے قرآن کا محور قرار دیا ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد 1، ص 401)

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (پارہ 6، سورۃ المائدۃ، آیت 27) اللہ انہی کی (قربانی) قبول فرماتا ہے جو اس سے ڈرتے ہیں۔

حضرت علامہ شیخ مفسر موسیٰ بن اعین رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کا معنی پوچھا گیا تو فرمایا متقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو حلال چیزوں سے بھی حرام چیزوں میں مبتلا ہو جانے کے ڈر سے بچتے ہیں۔

ابن ابی الدینا نے حضرت امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تقویٰ کے ساتھ کوئی (چھوٹا اور بڑا) عمل بھی قلیل نہیں ہوتا جو عمل قبول ہو جائے وہ قلیل کیسے ہوسکتا ہے۔ ابن ابی الدینا نے بیان کیا کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو لکھا میں تجھے اس تقویٰ کو اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں جس کے سوا کوئی چیز مقبول نہیں اور صرف انہی لوگوں پر رحم کیا جاتا ہے۔ جو اہل تقویٰ ہوں اور محض تقویٰ کا ہی ثواب ملے گا۔ (اس کے بغیر کسی عمل کا ثواب نہیں) تقویٰ کا وعظ کہنے والے بہت ہیں مگر اس پر عمل کرنے والے تھوڑے ہیں۔

(تفسیر مظہری ج 3، ص 440)

متقی کا شرف قیامت میں

حضرت سیدنا مفسر جلیل امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جس متقی کا کوئی گناہ نہ ہوگا اس کے اعمال بھی تولے جائیں گے تا کہ اس کا شرف (لوگوں پر) ظاہر کر دیا

جائے اور کافر کے اعمال بھی اُس کی ذلت کے (اظہار کے) لئے تو لے جائیں گے۔

میں کہتا ہوں (حضرت علامہ الصوفی قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ) کہ قرآن میں صالح مومنوں کے ثواب کے مقابلہ میں کافروں کی سزا کا ذکر اکثر آیا ہے لیکن جس مومن کے ایک نیک کام کے ساتھ ایک برا کام مخلوط ہو (کچھ نیکیاں اور کچھ بدیاں ہوں) انکی طرف سے خاموشی اختیار کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہ' سے مراد کافر ہی ہیں انہی کی سزا کا بیان اگلی آیت میں ہے۔

(تفسیر مظہری ج12، ص512)

تفسیر ابن کثیر میں علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ o اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ o ترجمہ: یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری اختیار کی ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لانے کے بعد پرہیزگاری بھی اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ جو پرہیزگار ہے۔ خدا عزوجل کا ولی ہے۔ احوال آخرت سے اگر انہیں سابقہ پڑے تو ان کو کوئی خوفِ دامن گیر نہ ہوگا۔ اور نہ دنیا میں انہیں کوئی حزن وغم گھیرے گا۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو ہر وقت ذکر وفکرِ خداوندی میں دیکھے جاتے ہیں حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولیاء اللہ کون ہیں؟ تو فرمایا: (میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) کہ وہ لوگ کہ جب دیکھو یادِ خدا عزوجل میں مصروف۔

(تفسیر ابن کثیر ج2، ص492)

ولی کے معنی

ولی کا معنی دوست مددگار کے ہیں یہ لوگ چونکہ محتاجوں کی مدد کرنے پر مامور ہوتے

ہیں لہٰذا ولی کہلاتے ہیں۔ عین المعانی میں لکھا ہوا ہے۔ کہ ولی اجماع مفسر کے مطابق وہ شخص کہلائے گا جس کو دیکھنے سے خدا عزوجل یاد آئے اور انسان سے اپنی ذات کا احساس کوسوں دور بھاگ جائے دنیا تو دنیا خود اپنا آپ بھی اس محفل میں اسے یاد نہ رہے۔ (جب تک شریک محفل رہے) بحر الحقائق میں ہے کہ ولی وہ شخص کہلا سکتا ہے جو اپنے نفس کا دشمن ہو اور چونکہ اولیاء نے اپنی زندگیاں زہد و ورع اور سخت مشقتوں میں گزاری ہوتی ہیں بنا بریں (اس بنا پر) ان سے پیار کرتے ہیں کشف الاسرار میں اولیاء کی تعریف یوں کی گئی ہے۔ کہ شریعت ظاہرہ میں ثابت قدم اور وسیع علم رکھتے ہوں اور روشن ضمیر ہوں۔

(تفسیر نبوی ج4/5ص 218)

روح المعانی میں حضرت سیدنا ولی نعمت مفسرِ قرآن علامہ الصوفی محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا کہ حضرات اولیاء کا دنیا میں خوف وغم سے محفوظ ہونا اس اعتبار سے ہے کہ جن چیزوں کے خوف وغم میں عام طور سے اہل دنیا مبتلا رہتے ہیں۔ کہ دنیوی مقاصد آرام و راحت عزت و دولت میں ذرا سی کمی ہو جانے پر مرنے لگتے ہیں اور ذرا سی تکلیف و پریشانی کے خوف سے ان سے بچنے کی تدبیروں میں رات دن کھوئے رہتے ہیں۔ اولیاء اللہ کا مقام ان سب سے بلند و بالا ہوتا ہے۔ ان کی نظر میں نہ دنیا کی فانی عزت و دولت۔ راحت و آرام کوئی چیز ہے۔ جس کے حاصل کرنے میں سرگرداں ہوں اور نہ یہاں کی محنت و کلفت اور رنج کچھ قابل التفات ہے۔ جس کی مدافعت میں پریشان ہوں بلکہ ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ:

نہ شادی داد سامانے نہ غم آورد نقصانے
بہ پیش ہمت ما ہر چہ آمد بود مہمانے

(معارف القرآن ج4، ص547)

حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ۝ مبنی بر سوال یہ جملہ مستانفہ ہے اور الذین مرفوع اور خبر ہے۔ اس کا مبتدا محذوف ہے۔ گویا سوال پیدا ہوا کہ اولیاء کون حضرات ہیں اور انہوں نے اتنا بڑا

مقام کیسے پایا؟ جواب ملا: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ ٥ یعنی اولیاء اللہ وہ حضرات ہیں جو ایماندار اور پرہیزگار ہیں یعنی انہیں اتنا بڑا مقام ایمان وتقویٰ سے نصیب ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے جمیع احکام کو تہِ دل سے قبول کر کے ان پر عمل کرتے ہیں اور اس کی ہر بتائی ہوئی بھلائی کو حاصل کرتے اور ہر برائی سے بچتے ہیں۔

(روح البیان ج 11، ص319 پارہ 11)

حضرت شیخ طریقت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان کی ظاہری شکل کو ہر کوئی دیکھتا ہے لیکن ان کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں ہوتی کسی خوش بخت کو ان کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ عوام کو ان کی حقیقت سے محروم رکھا جاتا ہے۔ اگر کسی قوم کو ان حقیقت معلوم ہو جاتی ہے تو وہ ان لوگوں کے لئے بمنزلہٗ حجت ہو جاتے ہیں۔ کہ اگر انہوں نے ان کی قدر ومنزلت کے مطابق تعظیم وتکریم کی تو کامیاب وکامران رہیں گے اگر ان کی مخالفت سرزد ہوئی یا معمولی گستاخی وبے ادبی ہوئی تو مارے جائیں گے اور خاتمہ خراب ہوگا۔

(روح البیان ج 11، ص323 پارہ 11)

حضرت آفتاب صوفیاء ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی معرفت آسان ہے۔ لیکن ولی اللہ کی حقیقت کی معرفت مشکل ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کمال وجمال کی وجہ سے معروف ہے لیکن ولی اللہ ایک مخلوق ہے اس لئے مخلوق کو مخلوق کی معرفت مشکل ہے۔ اس لئے وہ انہی کی طرح احکامِ شرعی کی پابندی کرتا ہے لیکن اس کا باطن انوار فقر میں مشغول ہے۔ اسی لئے اس کی معرفت مشکل ہو جاتی ہے۔

(روح البیان ج 11، ص334 پارہ 11)

کبھی تقویٰ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے:

جیسے هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰی وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ (المدثر۔56) ترجمہ:- وہ اس کا حق دار ہے کہ اس سے تقویٰ کیا جائے اور اس کا اہل ہے کہ (تقویٰ کرنے والوں کو) بخش

دے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور اس کی تعظیم کی جائے اس کی عظمت و بڑائی، اس کی طاقت اور پکڑنے کی صلاحیت اور دیگر صفات کو دل میں بسایا جائے، اور اس تعظیم کے نتیجہ میں اس کی عبادت و اطاعت کی جائے۔

ترمذی میں حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کے بارے میں فرمایا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں ہی ڈرنے کے لائق ہوں، جو مجھ سے ڈرے گا اور میرے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہیں بنائے گا تو میں ہی اس لائق ہوں کہ اس کی بخشش کردوں۔

(گنجینہ حکمت، ص196)

تقویٰ میں فرائض کی ادا اور حرام و مشتبہ چیزوں سے پرہیز شامل ہے۔ اس کے بعد نفل و مستحب چیزوں کا کرنا اور مکروہ چیزوں سے بچنا تقویٰ کا اعلیٰ درجہ ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ اور سیدنا ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ متقی لوگ وہ ہیں جو جس چیز کو ہدایت جانتے ہیں اسے چھوڑنے میں اللہ تعالیٰ کی سزا سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی تصدیق میں اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ متقی وہ لوگ ہیں جنھوں نے وہ چیزیں چھوڑ دیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام کردی ہیں اور جو کچھ ان پر فرض کیا ہے وہ ادا کرتے ہیں۔

حضرت طلق بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، اس کی ہدایت کی روشنی میں اور اسی کے ثواب کی امید میں اور اللہ تعالیٰ کی معصیت چھوڑ دو، اس کی ہدایت کی روشنی میں اور اس کی سزا کے ڈر سے۔

حضرت سیدنا ابو الدردا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کمال تقویٰ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے یہاں تک کہ ایک ذرہ برابر کی چیز میں بھی اور یہاں تک کہ ایسی چیزوں کو بھی چھوڑ دے جنھیں وہ حلال سمجھتا ہے لیکن یہ اندیشہ محسوس کرے کہ کہیں حرام نہ ہوں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے واضح کردیا ہے۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَّرَه، وَ

مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ (پارہ 30، سورۃ الزلزال، آیت 8-7) ترجمہ:- پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

نیکی کی کوئی چیز بھی معمولی سمجھ کر نہ چھوڑو اور برائی کی کوئی بھی چیز معمولی سمجھ کر نہ کر ڈالو۔

حضرت سیدنا امام حسن ؓ کہتے ہیں کہ اہل تقویٰ نے بہت سی حلال چیزیں اس ڈر سے چھوڑ دی کہ کہیں حرام نہ ہوں۔

حضرت سیدنا میمون بن مہران ؒ کہتے ہیں، جتنا ایک بخیل (تجارت میں شریک) حصہ دار اپنے دوسرے حصہ دار سے حساب کتاب کرتا ہے، متقی آدمی اس سے زیادہ اپنے نفس سے حساب کتاب کرتا ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ اس آیت، اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ۔ (پ 4، سورہ ال عمران، آیت 102) ترجمہ:- اللہ ﷻ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ کے تعلق سے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس طرح کی جائے کہ کبھی نافرمانی نہ کی جائے اور اسے اس طرح یاد کیا جائے کہ کبھی بھولا نہ جائے اور اس کا اس طرح شکر ادا کیا جائے کہ کبھی ناشکری نہ ہو۔

کبھی تقویٰ کے مفہوم میں حرام چیزوں سے پرہیز غالب ہوتا ہے جیسے کسی نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے تقویٰ کے بارے میں پوچھا تو آپ ؓ نے فرمایا: کیا تم کبھی کانٹوں والے راستے پر چلتے ہو؟ اس نے کہا، ہاں۔ آپ ؓ نے فرمایا: تب کیا، کیا تھا؟ اس نے کہا جب کانٹے دیکھے تو ان سے کنارے ہو گیا یا قدم ان سے آگے بڑھا لیے یا پیچھے ہٹا لیے۔ آپ ؓ نے فرمایا: یہی تقویٰ ہے۔

اسی مفہوم کو عربی شاعر ابن المعتز نے یوں، بیان کیا ہے۔ (ترجمہ) چھوٹے بڑے گناہ چھوڑ دو یہی تقویٰ ہے۔ جیسے کانٹوں والی زمین پر چلنے والا بچتا ہے ویسے ہی بچو، کسی چھوٹی چیز کو حقیر نہ سمجھو (بڑے بڑے) پہاڑ کنکریوں سے ہی بنے ہوئے ہیں۔

سرورِ کون و مکاں ﷺ جب کسی کو کسی جنگی مہم کا سردار بنا کر بھیجتے تھے تو اسے

خاص طور پر تقویٰ (اللہ تعالیٰ سے ڈرنے) اور اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کی نصیحت فرماتے تھے۔ یہی نصیحت تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمائی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب لوگوں کو نصیحت فرمائی تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تو گویا رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے تو ہمیں وصیت فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمھیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے (تقویٰ) اور اطاعت و فرماں برداری کی وصیت کرتا ہوں

ابن حبان میں حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کی طویل روایت میں یہ بھی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے وصیت فرمایئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ یہی سارے معاملے کی جان ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ تقویٰ ہی ہر بھلائی کا مجموعہ ہے۔

حضرت سیدنا امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحب زادے حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو لکھا میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ کیوں کہ جو اس سے ڈرا اس کو اللہ تعالیٰ نے بچایا اور جس نے اسے قرض دیا اللہ تعالیٰ نے اسے اس کا بدلہ کیا اور جس نے اس کا شکر ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زیادہ دیا۔ تقویٰ کو اپنا نصب العین اور اپنے دل کی روشنی بنالو۔

سیدنا امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو لکھا! میں تمھیں تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ کوئی چیز قبول نہیں کرتا نہ اہل تقویٰ کے علاوہ کسی پر رحم کرتا ہے۔ نہ تقویٰ کے علاوہ کسی چیز پر ثواب دیتا ہے تقویٰ کی نصیحت کرنے والے تو بہت ہیں اس پر عمل کرنے والے کم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں متقیوں میں بنائے۔ (آمین)

حضرت سیدنا امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب سفر کا ارادہ کرتا تھا تو حکم سے کہتا تھا۔ کچھ کہنا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے! میں تمھیں وہی نصیحت کرتا ہوں جو سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو کی تھی! جہاں رہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور

برائی سرزد ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرلو اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

سید دو عالم ﷺ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ پاک دامنی اور غنا مانگتا ہوں اور حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے آقا ﷺ نے یہ آیت پڑھی وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجاً .... الخ (پارہ28، سورۃ الطلاق، آیت2) ترجمہ: اور جو اللہ عزوجل سے ڈرے اللہ عزوجل اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا۔ پھر فرمایا! حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ! اگر تمام کے تمام لوگ تقویٰ اختیار کرلیتے تو وہ سب کے لیے کافی ہو جاتا۔

حضرت سیدنا ابو الجلد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نبی علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی! اپنی قوم سے کہو کہ تمھیں کیا ہوا ہے۔ کہ میری ہی مخلوق سے تو گناہوں کو چھپاتے ہو اور خود مجھ پر ظاہر کرتے ہو۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں دیکھ نہیں رہا ہوں تو تم شرک میں مبتلا ہو اور اگر یہ سمجھتے ہو کہ میں تمھیں دیکھ رہا ہوں تو تم وہ طرزِ عمل نہیں اختیار کررہے ہو جس کی وجہ سے میں تمھیں انتہائی نرمی سے دیکھوں۔

حضرت سیدنا وہب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا وہ تم پر قدرت رکھتا ہے اور اس سے اتنی شرم کرو جتنا وہ تم سے قریب ہے۔

حضرت سیدنا ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ ترجمہ: اے مسلسل گناہ کرنے والے! کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ خلوت میں اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ ہوتا ہے۔ خدا عزوجل کی ڈھیل اور تمھارے گناہوں کی پردہ پوشی نے تمھیں دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے۔

حضرت سیدنا سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آدمی چھپ کر گناہ کرتا ہے۔ لیکن جب باہر آتا ہے تو اس کی ذلت کا اثر اس پر رہتا ہے۔

(گنجینہ حکمت جامع الحدیث ص 196 سے 207)

حضرت شمس العارفین شیخ ابو نصر سراج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ ورع (پرہیزگاری) ایک بلند مقام سلوک ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: تمہارے دین کا سرمایہ

ورع ہے۔ اہل ورع کے تین طبقے ہیں ایک وہ شبہات سے اجتناب کرتا ہے۔ اور یہ شبہات حلال وحرام کے واضح احکامات یا مبہم احکامات سے تعلق رکھتے ہیں۔

حضرت سید شمس العلماء علامہ ابن سرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ورع سے بڑھ کر کوئی چیز آسان نہیں جب بھی مجھے کسی چیز میں شک ہو جائے اسے بلا تردد ترک کر دیتا ہوں۔ اہل ورع کا دوسرا طبقہ ہر اس شے سے اجتناب کرتا ہے جس سے ان کا قلب دوری چاہے اور جسے اختیار کرنا انہیں ناگوار ہو یہ مقام صرف اہل تصدق اور ارباب قلوب (اہلِ دل) کو حاصل ہوتا ہے جیسا کہ احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے۔

حضرت شیخ المشائخ ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ نے ورع کے بارے میں فرمایا: ورع یہ ہے کہ لوگوں پر تم سے ادنیٰ سا ظلم بھی نہ ہونے پائے اور یہاں تک کہ بھی کوئی بھی تیرے خلاف ظلم یا کسی زیادتی کی دھائی نہ دے۔

حضرت شیخ کامل حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کا ہاتھ ساری زندگی کبھی مشکوک طعام کی طرف نہیں اٹھا۔ حضرت سیدنا جعفر خلدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت سیدنا حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ مشتبہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے تو ان کی انگشتِ شہادت کی رگ زور زور سے پھڑکنے لگتی اور اس طرح وہ مشکوک طعام سے خبردار ہو جاتے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت سیدنا ولی نعمت الصوفی بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ انہیں کسی دعوت پر بلایا گیا اور جب ان کے سامنے کھانا چنا گیا تو باوجود کوشش کے ان کا ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھ سکا۔ انہوں نے تین بار کوشش کی مگر بے سود ایک صوفی شخص نے جو اس راز سے آشنا تھا میزبان سے کہا اس طرح کے باکمال صوفی کو حرام یا مشکوک طعام پر بلانا مناسب نہیں تھا۔

حضرت سیدنا شمس العارفین سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حلال کی تعریف پوچھی گئی: فرمایا حلال کی تعریف یہ ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا اندیشہ نہ ہو۔ جس چیز میں معصیت خدا عزوجل کا اندازہ نہ ہو اس کے بارے میں فقط اشارۂ قلب ہی سے

جانا جا سکتا ہے۔ اور اس کے لئے بطور دلیل میں سرکار مدینہ ﷺ کا یہ قول پیش کرتا ہوں آپ ﷺ نے حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اپنے دل ہی سے پوچھ لیا کرو دوسرے لوگ تو جو چاہیں گے کہیں گے اور مزید فرمایا (میرے آقا ﷺ نے) گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے۔ شفیع اعظم ﷺ کے مذکورہ دونوں اقوال سے آپ بخوبی جان سکتے ہیں کہ جائز اور ناجائز معلوم کرنے کے لئے قلبی اشارے کی طرف رجوع کرنے کی تلقین کی گئی۔

اہل ورع کا تیسرا طبقہ عارفین و واجدین کا ہے۔ ان کے ورع کی کیفیت کے بارے میں حضرت شیخ المشائخ ابو سلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ورع یہ ہے کہ تو ہر اس چیز کو برا سمجھے جو تجھے اللہ تعالیٰ سے دور کر دے۔

حضرت قبلہ عالم سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ ورع کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں: حلال یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا اندیشہ نہ ہو اور حلالِ خالص یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کو بھلا دینے کا شائبہ نہ ہو۔

حضرت سیدنا امام ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ورع کے بارے میں فرمایا: تیرا قلب ایک لمحے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہے یہی ورع ہے۔

حضرت سیدنا شیخ ابو نصر سراج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کے تینوں طبقات اہل ورع کی ورع کو اقسام میں ظاہر کیا جائے تو پہلی ورع عام دوسری ورع خاص اور تیسری خاص الخاص ورع ہے۔

(کتاب اللمع فی التصوف ص 81 تک)

حضرت امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مدنی تاجدار ﷺ نے فرمایا کہ ایک انسان کے اچھے ہونے کی یہ پہچان ہے کہ وہ ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے ان کو کوئی مطلب نہیں۔ حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد فرماتے ہیں کہ ہر مشتبہ چیز کو چھوڑ دینا ورع ہے۔ حضرت باکمال صوفی ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہر مشتبہ بات کو چھوڑ دینا ورع ہے۔ اور تَرکُ مَا لَا یَعْنِیکَ سے مراد فضول باتوں کو چھوڑ دینا ہے۔

حضرت سیدنا عارف باللہ اسحاق بن خلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے گفتار میں پرہیز گاری ،سونے چاندی میں پرہیز گاری سے سخت ہے، اور ریاست سے زہد کرنا سونے اور چاندی کے زہد سے زیادہ مشکل ہے، کیونکہ تو تو سونے اور چاندی کو ریاست کی خاطر خرچ کر دیتا ہے۔

حضرت سیدنا سراج ولایت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ورع زہد کی ابتداء ہے۔ یعنی اسی طرح جس طرح قناعت رضا کا ایک کنارہ یا حد ہے۔

حضرت سراج السالکین سیدنا یحیٰی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ورع کی دو قسمیں ہیں

ایک ظاہری ورع: وہ یہ ہے کہ انسان حرکت کرے تو صرف اللہ عزوجل کے لئے۔

دوسرا باطنی ورع: جو یہ ہے کہ تمہارے دل میں اللہ عزوجل کے سوا کوئی اور داخل ہی نہ ہو۔

حضرت یحیٰی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص ورع کی باریکیوں میں غور نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کے بڑے عطیوں تک نہیں پہنچ سکتا۔ کہا جاتا ہے کہ جو شخص دین میں باریک بین ہوگا قیامت میں اس کا مرتبہ بڑا ہوگا۔

حضرت سراج السالکین سیدنا ابن الجلاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جس شخص میں محتاجی کی حالت میں تقویٰ نہ ہو۔ وہ قطعی حرام کا مال کھائے گا۔

حضرسیدنا مقبول یزدانی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے ورع سے زیادہ آسان کوئی چیز نہیں دیکھی جو چیز تمہارے دل میں کھٹکے اسے چھوڑ دو۔

حضرت سیدنا محبوب ربانی معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس طرح تو اپنی زبان کو مذمت سے بچاتا ہے اسی طرح مدح سے بچا۔

حضرت سیدنا شیخ الشیوخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مکہ میں آئے اور وہاں حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک بچے کو کعبہ سے پیٹھ لگا کر لوگوں کو وعظ کرتے دیکھا۔

حضرت سیدنا شیخ الشیوخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوگئے اور بچے سے پوچھا دین کا دارومدار کس چیز پر ہے؟ بچے نے جواب دیا طمع میں یہ سن کر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو تعجب ہوا۔

حضرت شیخ الشیوخ ابوعثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ سے ورع کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا

کہ حضرت شیخ الشیوخ ابو صالح حمدون رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک دوست کے پاس اس کی حالت نزع میں موجود تھے جب وہ شخص مر گیا تو حضرت شیخ الشیوخ ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے چراغ کو پھونک مار کر بجھا دیا۔ کسی نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ اب تک چراغ کے تیل کا مالک وہ خود تھا مگر اب یہ تیل اس کے وارثوں کا ہے۔ لہٰذا کوئی اور تیل لاؤ تب چراغ جلاؤں گا۔

حضرت سیدہ رابعہ بصری (رحمۃ اللہ علیہا) نے کپڑے کا ایک ٹکڑا شاہی مشعل کی روشنی میں اپنی قمیص پر سیا جس کی وجہ سے مدت تک اس نے اپنے دل کا سکون نہ پایا۔ یہاں تک کہ جب اسے یاد آیا (کہ اس کی وجہ تو کپڑے کا ٹکڑا ہے جو میں نے شاہی مشعل کی روشنی میں سیا تھا) اس پر اس نے قمیص پھاڑ ڈالی تو پھر اسے دل کا سکون مل گیا۔

حضرت محبوب ربانی سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ ان کے دو پر لگے ہوئے ہیں۔ اور جنت میں ایک درخت سے اڑ کر دوسرے درخت پر جاتے ہیں۔ اس شخص نے پوچھا: آپ کو یہ مرتبہ کیونکر ملا؟ فرمایا پرہیز گاری کے سبب۔

(رسالہ قشیریہ ص 268 سے 274)

حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب عوارف المعارف میں ورع یعنی پرہیز گاری کی تعریف فرماتے ہیں سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **ملاک دینکم ورع**۔ تمہاری دینداری کی اصل دارومدار پرہیز گاری ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نہر پر بیٹھ کر وضو فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو سے فارغ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو سے بچا ہوا پانی نہر میں ڈال دیا اور فرمایا کہ خدائے بزرگ و برتر یہ پانی ان لوگوں تک پہنچائے گا جن کے لئے یہ نافع ہو گا

حضرت سیدنا امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کو یہ بات شایان نہیں جس نے تقویٰ حاصل کیا اور پرہیز گاری کی ترازو میں اس کا وزن ہوا ہو (پرہیز گار ہو) کہ وہ کسی صاحب دنیا کے لئے ذلت گوارا کرے۔

حضرت سیدنا شیخ المشائخ شیخ خواص رحمۃ اللہ علیہ سے ورع کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ورع یہ ہے کہ بندہ حق خواہ غصہ کی حالت میں ہو یا رضامندی کی حالت۔ حق بات کے سوا اور کچھ منہ سے نہ نکالے اور اس کی ساری جدوجہد محض حق تعالیٰ کی رضامندی کے لئے ہو۔ اور انہوں نے فرمایا: کہ ورع خوف کی نشانی ہے۔ اور خوف خدا شناسی کی علامت ہے۔ اور معرفت حق کی دلیل ہے۔

(عوارف المعارف، ص 695)

حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ بعض مشائخ (رحمۃ اللہ علیہم) نے فرمایا کہ نسبت کی دو قسم ہے۔

(۱) طینیہ (۲) دینیہ

(۱) طینیہ یعنی وہ جو ظاہری نسب ہوتا ہے۔

(۲) دینیہ وہ جو مقام معرفت و مشابہت اخلاق سے مقام طریقت میں ارواح کی مناسبت سے اور مقامِ شریعت میں اعمال کی ایک دوسرے سے مناسبت ہوتی ہے۔ جیسے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آلِ **محمد کل تقی و نقی**۔ آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ تمام ہیں جو پرہیزگار اور نیک ہیں۔

(تفسیر روح البیان ج 22 ص 18)

حضرت سیدنا غوث صمدانی ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اولیاء بمنزلہ دلہن ہیں اور دلہن کو وہی دیکھ سکتا ہے جو اس کا محرم ہوتا ہے لیکن غیروں سے محجوب ہوتی ہے۔ اسی طرح اولیاء کرام حجاب انس میں محجوب ہیں انہیں نہ دنیا میں دیکھا جا سکتا ہے اور نہ ہی آخرت میں حقیقی اہل تقویٰ عارف باللہ ہیں جو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہل بیت و ذوی القربی للرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہیں۔ جو حضور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ اقدس پر ہیں۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ سادات صالحین کو بہت بڑی کرامت حاصل ہے ان کی رعایت

وادب و تعظیم درحقیقت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتکریم اورادب ہے۔

(تفسیر روح البیان پارہ22 ص18 ص 22)

الناس من جهة التماثل اكفاء
ابوهم آدم و الام حواء

ترجمہ:

لوگ جسمانی طور پر سب کے سب برابر ہیں
اس لئے کہ ان کا باپ آدم اور ماں حوا (علیہما السلام) ہیں۔

(تفسیر روح البیان، ص 12 ج5)

کتاب حیات باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت مولانا محمد صادق کابلی مجددی لکھتے ہیں صفحہ 3 پر اگرچہ خدا عزوجل کی درگاہ میں مقرب لوگوں کو نسبت کی حاجت نہیں ہے کیونکہ ان کی تعریف میں ان کی ذاتی شرافت اور بزرگی کا بیان کرنا کافی ہے۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی ہے کہ شرافت نسبی فرع اگر اعمال اچھے نہ ہوں نسب محالی ہو تو کیا نتیجہ اسی واسطے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدہ بی بی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے فرمایا تھا۔ اے میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تم سے قیامت کے دن یہ پوچھا جائیگا کہ تم نے کیسے عمل کئے۔ یہ سوال نہیں ہوگا ۔ کہ تمہارا نسب کیا ہے۔ اس لئے عمل کرو عمل ہی کی پرسش ہوگی۔

یہ ظاہر بات ہے کہ شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قائم رہنا اور سنت کی پیروی کرنا نجات کی کنجی ہے صرف سید ہونا کام نہیں آتا، بندہ کی بزرگی اور عظمت کا دارومدار حق تعالیٰ کی عبادت پر ہے۔ جس قدر عبادت کریگا مرتبہ میں ترقی حاصل ہوگی۔ البتہ شرافت حسب کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اگر شرافت نسب بھی مرحمت فرمادے تو یہ اور اچھی بات ہے۔

حدیث شریف میں ہے: بے شک تمہارا رب عزوجل ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے۔ اسی لئے کسی عربی کو عجمی پر اور نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر اور نہ ہی سرخ کو کالے پر اور نہ ہی کالے کو سرخ پر فضیلت ہے سوائے تقویٰ کے اور اسی پر علماء کا اجماع ہے۔

فارسی کا مقولہ مشہور ہے:

ہر کرا تقویٰ بیشتر قدم اور مرتبہ فضل بیشتر۔

جس کا تقویٰ زیادہ فضیلت میں اس کا مرتبہ بیشتر ہے۔

ایک عربی کا مقولہ بھی ہے:

الشرف بالفضل وا لادب لا بالاصل و النسب .

بزرگی علم اور ادب سے ہے۔ نہ کہ اصل ونسب سے۔

باادب باش تا بزرگ شوی کہ بزرگی نتیجۂ ادبست

ترجمہ: باادب ہو، تاکہ بزرگ ہو جاؤ۔ اس لئے کہ بزرگی ادب کا پھل ہے۔

(روح البیان پارہ 26، ج 26، ص 453)

حدیث شریف: سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں ہر نسب وحسب منقطع ہو جائے گا سوائے میرے حسب ونسب کے اس سے مراد دینی حسب ونسب ہے نہ کہ آب وگل کا رشتہ ورنہ آپ ﷺ کے نسب کی وجہ سے قیامت میں ابولہب کو بھی فائدہ پہنچتا۔

(کشف الاسرار)

نبوی ﷺ نسب تین قسم کا ہے، حضور ﷺ کا رشتہ نبی تین قسم ہے

۱۔ قرابت صوری ۲۔ معنوی ۳۔ صوری ومعنوی

۱۔ **قرابت صوری:** بوجہ آب وگل کے ہے۔ جیسے جملہ سادات کرام ایسے آپ ﷺ کے دین اور علم سے تعلق رکھنے والے جیسے علماء صلحاء عظام اور جملہ عابدین اور تمام مومنین ان سب کو حضور سرور دو عالم ﷺ سے قرابت صوری نصیب ہے۔

۲۔ **قرابت معنوی:** اولیاء کرام کو نصیب ہے کیونکہ ولی اللہ حضور نبی پاک ﷺ کا روحانی بیٹا ہے۔ کیونکہ اس نے آپ ﷺ کے جملہ اطوار کو قبول کر کے آپ ﷺ سے معنوی طور قائم ہوا اس لیے سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا۔

سلمان منا اهل البيت. سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہمارے اہل بیت سے ہے (یعنی ان کا ایک فرد ہے)

اس میں قرابت معنوی کی طرف اشارہ ہے۔

۳۔ **قرابت صوری ومعنوی:** اس میں خلفاء وائمہ داخل ہیں کیونکہ یہ حضرات دنیا میں تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قائم مقام ہیں خواہ ظاہری زمانہ کے لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے گزرے جیسے سابقہ انبیاء ورسل (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام) یا بعد کو آئے جیسے کاملین اولیاء کرام یہی تمام قرابتوں میں اعلیٰ مرتبہ کی قرابت ہے اس کے بعد قرابت روحانیہ کا مرتبہ ہے پھر قرابت دینیہ کا آخر میں قرابت جسمانیہ (آب وگل) اگر یہ اوپر سب کو جمع کرے تو سبحان اللہ (نور علیٰ نور)

(تفسیر روح البیان ج25، پارہ26، ص413)

حضور سیدنا محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ورع سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ تمام اشیاء سے رکا رہے۔ شریعت جس شے کی اسے اجازت دے اسے اختیار کرے اور باقی سب کو چھوڑ دے

ورع کے تین درجے ہیں:

۱۔ **ورع عوام:** ورع عوام یہ ہے کہ حرام اور شبہ کی چیزوں سے رکا رہے۔

۲۔ **ورع الخواص:** اور وہ یہ ہے کہ نفس وخواہش کی کل چیزوں سے رکا رہے۔

۳۔ **ورع خواص الخواص:** اور وہ یہ ہے کہ بندہ ہر ایک چیز سے کہ جس کا وہ ارادہ کر سکتا ہے رکا رہے۔

ورع کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ **ورع ظاہری** وہ یہ ہے کہ بجز امر الٰہی کے حرکت نہ کرے۔

۲۔ **ورع باطنی** وہ یہ کہ دل پر ماسوائے اللہ عزوجل کے کسی کا گزر نہ ہو۔

(قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر گیلانی ص214)

تقویٰ ورع کو اپنانا:

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو پرہیز گاری کو لازم کر ورنہ ہلاکت کا پھندا تجھ سے چمٹا ہوا ہے اس سے تو کبھی نہ بچ سکے گا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنی رحمت و بخشش کے ساتھ ڈھانپ لے۔ حدیث مبارکہ میں ثابت ہے یقیناً دین کی اصل تقویٰ ہے

اور لالچ دین کو ہلاک کرتا ہے اور جو چراگاہ کے گرد چکر لگائے قریب ہے کہ اس میں جا پڑے جس طرح چراگاہ کے گرد چرنے والے جانور کھیتی کے کنارے واقع ہوتے ہیں قریب ہے کہ وہ اپنے منہ کو کھیت کی طرف بڑھائیں یہ ممکن نہیں ہے کہ کھیت اس سے سلامت رہے۔

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابوالقاسم نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ سے پوچھا گیا کہ تقویٰ کی کیا تعریف ہے۔ فرمایا ماسوائے اللہ عزوجل سے گریز کرنے کا نام تقویٰ ہے۔

(تذکرہ الاولیاء، ص436)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ احمد مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ متقی تارک الدنیا ہوتا ہے فرمایا کہ مائل بہ دنیا نہ ہونا حقیقی تقویٰ ہے۔ (تذکرہ الاولیاء، ص292)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابو یعقوب بن اسحاق نہر جوان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دنیا کی مثال دریا جیسی ہے اور آخرت اس کا کنارہ ہے اور تقویٰ اس میں ایک کشتی کی طرح ہے جس میں مسافر سفر کرتے ہیں۔ (تذکرہ الاولیاء، ص273)

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور تقویٰ

ایک مرتبہ بازار جا رہے تھے کہ گرد و غبار کے کچھ ذرات آپ کے کپڑوں پر آ گئے تو آپ نے دریا پر جا کر کپڑے کو خوب اچھی طرح دھو کر پاک کیا اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک تو اتنی نجاست جائز ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کپڑا کیوں پاک کیا فرمایا کہ وہ فتویٰ اور یہ تقویٰ۔

(تذکرہ الاولیاء، ص155)

حضرت سیدنا علامہ شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ولی اللہ وہ ہے۔ متقی باللہ عما سوی اللہ ہو لیکن بہت سے اولیاء ایسے ہوتے ہیں۔ جو اپنے آپ سے بے خبر ہوتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ بعض اولیاء اللہ اپنے آپکو جانتے ہیں کہ واقعی وہ اللہ تعالیٰ کے ولی (دوست) ہیں لیکن اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے ولی ہونے کا علم نہیں ہوتا۔

(روح البیان ص 371، پارہ9)

حکایت: حضرت سیدنا زبیر بن مری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حجاج بن یوسف کے ظلم وتشدد کی شکایت لے کر حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ہمیں صبر کی تلقین فرمائی اور فرمایا کل پوراتمہر کا دوردورہ ہوگا اور ہر آنے والا زمانہ گزشتہ زمانے سے سخت ہوگا ہاں تقویٰ اور پرہیزگاری سے کام لوگے تو بچ جاؤ گے میں نے ایسے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔

حضرت سیدنا حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

روے اگر غمی رسیدت تنگ دل مباش
رو شکر کن مبادا کہ از بد تر شود

ترجمہ

اگر کبھی تجھے کوئی غم پہنچے تو اس میں ملال نہ کر
بلکہ شکر کر کیونکہ خدا عزوجل نہ کرے تیرے لیے آنے والا وقت برے سے زیادہ برا ہو۔

صوفیاء فرماتے ہیں نفس وشیطان کے جہاد کے آلات اور ہتھیار ذکر الٰہی ہے اس کے ذریعہ انسان خواہشات سے نفس کی قید سے چھوٹ جاتا ہے۔

(روح البیان، ج5، ص144)

حکایت: ایک لوہار گرم لوہے کو ہاتھ میں رکھ لیتا تھا۔ لیکن ہاتھ نہ جلتا تھا۔ اس سے اس کا سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں ایک عورت پر عاشق تھا اسے میں نے اپنی طرف خوب راغب کیا۔ لیکن وہ نہ مانی۔ اگرچہ میں نے مال کی بھی لالچ دی لیکن اس نے یوں انکار کر کے ٹال دیا کہ میرا شوہر موجود ہے اور مجھے ہر طرح کی سہولت پہنچاتا ہے مجھے کسی قسم کی ضرورت نہیں۔ اُس کے بعد میں نے سنا کہ اس کا شوہر فوت ہوگیا ہے تو پھر میں نے اسے نکاح کا کہا پھر بھی انکار کردیا اور کہا کہ دوسرا شوہر کر کے اپنی اولاد کو ذلیل کرنا نہیں چاہتی اس کے بعد ایک عرصہ اسے تنگدستی نے تنگ کیا تو اس نے مجھے کہلوا بھیجا کہ بطور قرض دیجئے۔ میں نے کہا جب تک تو میرا کام نہیں کرے گی میں تجھے کچھ نہیں دے سکتا جب اس کے ساتھ اس معاہدہ کے طور پر پہنچا تو مجھے دیکھتے ہی کانپنے لگی میں نے پوچھا کیوں۔ کہنے لگی مجھے اللہ تعالیٰ سمیع و

بصیر سے ڈر لگتا ہے۔ میں ے اسے چھوڑ دیا تو اس سے یہ دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ تجھے آگ سے بچائے۔ اس وقت سے مجھے دنیا کی آگ نہیں جلاتی اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ مجھے جہنم کی آگ بھی نہیں جلائے گی۔

(تفسیر روح البیان، ج3، ص212)

فائدہ: جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور یاد کرے کہ ایک دنِ میں نے اس کے ہاں حاضر ہونا ہے۔ تو اس سے گناہ صادر نہیں ہو سکتے اور نہ ہی وہ گناہوں پر جُرات کر سکتا ہے۔ پھر وہ جہنم سے نجات پا کر بہشت کی اعلیٰ نعمتوں سے نوازا جائے گا۔

بلند مرتبہ متقی وہ ہے کہ

1) نعمت کو شکایت کے ساتھ نہ ملائے
2) اپنی گناہگاری پر دلیل و برہان قائم نہ کرے
3) خود پر جو احسانات خداوندی ہیں، ہمیشہ انہیں ملحوظ رکھے۔

(صد میدان ص، 47)

بصیرتِ اتباع	جنابِ رسالت مآب ﷺ کی سنت پر سختی سے کاربند ہونا ہے۔ **عَلٰی بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ** ترجمہ: میں اور میری پیروی کرنے والے بصیرت پر ہیں۔
بصیرتِ حقیقت	اپنے مالکِ حقیقی کو دل کی نگاہوں سے دیکھنا ہے۔ **تَبْصِرَةً وَّ ذِکْرٰی لِکُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ** ترجمہ: ہر رجوع کرنے والے بندے کیلئے (اس میں) ہدایت و نصیحت ہے۔
بصیرتِ قبول	تجربات، نشانات اور دلائل کے مشاہدہ میں ہے
بصیرتِ اتباع	کتاب و سنت اور اسلاف کے آثار میں ہے
بصیرتِ حقیقت	دل میں ایک چراغ ہے کہ یہ میں ہوں

وہ کان میں ایک ندا ہے کہ میں یہاں ہوں اور ایک روشن نشان کہ میں تیرے ساتھ ہوں

(صدمیدان، ص53)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسی کو عزیز جانو جس کے دین کا تمہیں اعتبار ہو اور فرمایا: متقی اور صاف باطن شخص کو کھانا کھلایا کرو اور ایسے شخص ہی سے کھایا کرو اور فرمایا: ابن آدم پر وہی کچھ مسلط کیا جاتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہو اگر وہ صرف اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے تو وہ اس پر کوئی چیز مسلط نہیں فرماتا۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 231)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ عتبہ بن عامر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب آدمی کا باطن اس کے ظاہر کے موافق ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ کہ یہ واقعی میرا بندہ ہے۔

(احوال الصادقین، ص، 53)

حضرت سلطان حقیقت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو شخص خدا عزوجل کی اطاعت کرتا ہے وہ موت کی تمنا نہیں کرتا (کیونکہ زندگی میں اس کا فائدہ یہ ہے کہ وہ جس قدر زیادہ زندہ رہے گا اتنی ہی زیادہ اطاعت کرے گا اور اطاعت میں اس کو اس قدر لذت آتی ہے کہ وہ اس کے ثمرات پر نظر نہیں کرتا بلکہ وہ اطاعت ہی کو عین ثمرہ جانتا ہے۔ "وَلِلنَّاسِ فِیْ مَا یَعْشِقُوْنَ مَذَاهِبُ".

(احوال الصادقین، ص، 72)

مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ پرہیز گار بنو گے تو سب سے زیادہ عبادت گذار ہو جاؤ گے۔

(رسالہ قشیریہ، ص، 268)

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص خدا عزوجل کی اطاعت کرتا ہے۔ وہ خدا عزوجل کو یاد رکھتا ہے اگر چہ اس کی نماز اس کا روزہ اس کی تلاوت قرآن مجید کم ہو اور جو شخص اس کی نافرمانی کرتا ہے وہ اس کو بھول جاتا ہے (تو حاصل یہ ہوا۔ کہ خدا عزوجل کی

یاد اس کی اطاعت کا نام ہے اور اگرچہ وہ کم ہی ہو اور اس کا بھلانا اس کی نافرمانی ہے) اور علماء باعمل کی نشانی یہ ہے کہ وہ ہر وقت کوئی نہ کوئی نیک کام کرتے رہتے ہیں۔

(احوال الصادقین، ص، 82)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ جریری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے تھے کہ جس شخص نے اپنے اور اللہ عزوجل کے درمیان تقویٰ اور مراقبہ کو مضبوط نہیں کیا وہ شخص کشف اور مشاہدہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

(رسالہ قشیریہ، ص، 388)

سالک کو سنت کے چھوٹنے پر بھی توبہ کرنی چاہیے

صوفی امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا انوار قدسیہ صفحہ نمبر 61 پر کہ سالک کو سنت کے چھوٹنے پر بھی توبہ کرنی چاہیے جب یہ بات معلوم ہوگئی تو جو شخص عارفین کے طریقہ پر چلنا چاہے اس کو مناسب یہ ہے کہ ایک سنت کو چھوٹنے پر (بھی) ویسی ہی توبہ کرے جیسی کہ واجب کے چھوٹنے سے کرتا ہے اور (عارفین کے) اس (مذاق (ذوق) کے صحیح ہونے) پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد دلالت کرتا ہے (**ان اللہ فرض فرائض و فرضت فرائض** حدیث مبارکہ) ترجمہ: کہ بیشک حق تعالیٰ نے کچھ فرائض مقرر فرمائے ہیں اور کچھ فرائض میں نے مقرر کیے ہیں (تو اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مقرر کی ہوئی سنتوں کو فرائض کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے) اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "**وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى**" ترجمہ: کہ آپ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے بلکہ جو کچھ (احکام بیان) فرماتے ہیں وہ سراسر وحی ہے جو آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ یہ بھی (عارفین کے اس مذاق (ذوق) کی) دلیل ہے (کیونکہ) اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ جس قدر سنتیں وغیرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرمائی ہیں وہ درحقیقت حق سبحانہ وتعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ہیں۔

حضرت سیدنا مجدد اعظم الشیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکتوب

میں تحریر فرمایا کہ اے میرے مخدوم ومکرم! اور اے شفقت ومکرمت کے نشان والے! اگر تمام گناہوں سے توبہ میسر ہو جائے اور تمام محرمات ومشتبہات سے ورع وتقوی حاصل ہو جائے تو بڑی اعلیٰ دولت اور نعمت ہے ورنہ بعض گناہوں سے توبہ کرنا اور بعض محرمات سے بچنا بھی غنیمت ہے شاید ان بعض کے برکات وانوار بعض دوسروں میں بھی اثر کر جائیں اور تمام گناہوں سے توبہ وورع کی توفیق نصیب ہو جائے۔

''مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّه' لَا یُتْرَکُ کُلُّه''

ترجمہ: (جو چیز پوری کی پوری نہ حاصل ہو سکے اس کو بالکل ہی ترک نہ کرنا چاہیئے)۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَرْضَاتِکَ وَثَبِّتْنَا عَلٰی دِیْنِکَ وَعَلٰی طَاعَتِکَ بِصَدَقَةِ سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ وَقَائِدِ الْغُرِّالْمُحَجَّلِیْنَ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمْ وَعَلٰی اٰلِ کُلِّ مِنَ الصَّلٰوَاتِ اَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِیْمَاتِ اَکْمَلُهَا''

ترجمہ: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہم کو سید المرسلین وقائد الغر المحجلین وعلیہ وعلیہم وعلی آل کل من الصلوٰۃ افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کے صدقہ میں اپنی رضامندی کی توفیق دے اور اپنے دین اور اپنی طاعت پر ثابت قدم رکھ (آمین)۔

(مکتوب ج 2، ن 66)

حضرت سیدنا ابو قلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''البر لا یبلی والاثم لا ینسی والدیان لا ینام فکن کما شئت کما تدین تدان'' نیکی کبھی بوسیدہ نہیں ہوتی گناہ کبھی نہیں بھلایا جاتا' بدلہ دینے والا (اللہ تعالیٰ) کبھی نہیں سوتا تو جو چاہے کر لے (دنیا میں تجھے اچھا بُرا سب کرنے کا اختیار ہے) جیسا (عمل) کرے گا ویسا بدلہ دیا جائے گا (اگر نیک عمل کئے تو نیک اجر ملے گا اگر بُرے عمل کئے تو خطرناک سزا ملے گی۔

(عشق مجازی کی تباکاریاں ص، 125)

اس وقت تک ورع (تقویٰ) حاصل نہیں ہوتا

(۱) زبان کو غیبت سے بچائے

(۲) بدظنی سے بچے

(۳) مسخرہ پن (یعنی ہنسی قہقے) سے پرہیز کرے

(۴) حرام سے آنکھ بند رکھے

(۵) سچ بولے

(۶) ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی کا احسان جانے تا کہ اس کا نفس مغرور نہ ہو

(۷) اپنا مال راہ حق (اللہ تعالیٰ کی راہ) میں خرچ کرے اور راہ باطل میں خرچ کرنے سے بچے

(۸) اپنے نفس کیلئے بلندی اور بڑائی کا طلب نہ کرے

(۹) نماز کی محافظت کرے

(۱۰) اہل سنت و جماعت (کے عقائد) پر استقامت اختیار کرے

رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ''

اے ہمارے پروردگار! تو ہمارے لئے نور کو کامل کر دے اور ہم کو بخش دے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

(مکتوب ج2، ن، 66)

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ
وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
(پارہ 4، سورۂ آل عمران، آیت 104)

تم میں سے ایک گروہ نیکی کی طرف دعوت دینے والا،
معروف کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والا ہونا چاہئے۔ اور یہی لوگ کامیاب ہیں

تیسرا باب

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اور شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اڑانے کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اَمرٌ بِالمَعرُوفِ اور نَہیٌ عَنِ المُنکَر کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا دین کا بڑا استون ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اگر اسے بالکل ترک کر دیا جائے اور اس کے علم اور عمل کو بیکار چھوڑا جائے تو غرض نبوت بیکار اور دیانت مضمحل اور سستی عام اور گمراہی تام اور جہالت شائع اور فساد زائد اور فتنہ بپا ہو جائے گا اور بلاد خراب اور بندگان خدا تباہ ہو جائیں گے اگر چہ وہ ہلاکت سوائے قیامت کے نہ جائیں اور کہیں کہ جس بات کے ہونے کا ہمیں ڈر تھا وہ ہو گئی (انا للہ وانا الیہ راجعون) یعنی وہ سمجھیں کہ ستون اعظم کا علم وعمل جاتا رہا اس کی حقیقت اور نشان باقی نہ رہا اس کا سب کچھ مٹ گیا۔

قلوب پر خلق خدا کی رو ورعایت چھا گئی اور خالق کا لحاظ بالکل نہ رہا لوگ ہوائے نفسانی اور شہوات میں جانوروں کی طرح ہیں روئے زمین پر ایسا سچا ایمان دار نایاب ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں ملامت گروں کی ملامت سے نہ ڈرے تو جو شخص اس خلل کے دور کرنے اور اس رخنہ کے بند کرنے میں کوشش کرے گا اور پیروی دین سے اس سنت کا اجراء کرے گا وہ تمام لوگوں میں احیاء سنت کی وجہ سے نامور ہوگا اور ایسا اجر پائے گا کہ کوئی ثواب اس کے ہم پلہ نہ ہو۔

لَیْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اُمَّۃٌ قَآئِمَۃٌ یَّتْلُوْنَ آیَاتِ اللّٰہِ آنَآءَ اللَّیْلِ وَھُمْ یَسْجُدُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَاُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (پارہ 4 سورہ آل عمران آیت 113)

ترجمہ: سب ایک سے نہیں کتابیوں میں کچھ وہ ہیں کہ حق پر قائم ہیں اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرتے ہیں۔ اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں پر دوڑتے ہیں اور یہ لوگ لائق ہیں۔

فائدہ: اس آیت میں صرف ایمان باللہ اور روز آخرت پر صلاح و نیک بختی کو متعلق نہیں فرمایا بلکہ ایمان پر امر معروف و نہی از منکر کو بھی زیادہ کیا۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (پارہ 10، سورۃ التوبہ، آیت 71)

ترجمہ: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں۔

فائدہ: اس آیت میں ایمانداروں کا وصف یہ فرمایا کہ اچھی بات کا امر کرتے ہیں تو جو کوئی امر معروف کو ترک کرے گا وہ ان ایمانداروں کے زمرہ سے خارج ہو جن کا وصف اس آیت میں مذکور ہے۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (پارہ 6، سورۃ المآئدۃ آیت 1)

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

فائدہ: اس میں تو امر قطعی ہے اور تعاون کا معنی ہے خیر بھلائی پر ترغیب دینا اور بہتری کے طریقوں کو آسان کرنا اور برائی اور تعدی کی راہیں بند کر دینا جہاں تک ہو سکے ممکن ہو۔

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ط وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا (پارہ 4 سورۃ النساء، آیت 113)

ترجمہ: ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں مگر جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا اور جو اللہ کی رضا چاہنے کو ایسا کرے اسے عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔

فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ (پارہ 26 سورۃ الحجرات، آیت 9)

ترجمہ: تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ایک خطبہ پڑھا اور اس میں یہ ارشاد فرمایا کہ لوگو تم اس آیت کو پڑھتے ہو پھر اس کی تفسیر اور اس کی مراد کے خلاف کرتے ہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ط (پارہ 7 سورۃ المآئدہ، آیت 105) ترجمہ: اے ایمان والو تم اپنی فکر رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑے

گا جو گمراہ ہوا جب کہ تم راہ پر ہو۔ میں (حضرت سیدنا امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے حضور سرکار دو عالم امام المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا یہ کس کا قول ہے۔ **ما بین قوم عملو ابا لمعا صی وفیھم من بقران منکر علیھم فلم یفعل الا یو شک ان بعھم بعذاب من عند ہ**

ترجمہ:۔ جو قوم گناہ کرتی ہے اور ان میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کو منع کر سکتا ہے لیکن اس نے منع نہ کیا تو عجب دور نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنے پاس سے عذاب بھیجے۔

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے **لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ** کی تفسیر پوچھی تو آپ (احمد مصطفیٰ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

ترجمہ:۔ حکم کر اچھے کام کا اور منع کر بری بات سے پھر جب تو دیکھے کہ بخل اطاعت کیا گیا ہے اور خواہش نفس کی پیروی کی گئی ہے اور دنیا کو ترجیح دی ہوئی ہے اور ہر تجویز والے کا اپنی تجویز کا اچھا جاننا ہے تب تو اپنی جان کی فکر کر اور عوام کو ترک کر بیشک تمہارے پیچھے فتنے ہیں جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے جو کوئی ان میں دین کا تمسک کرے گا جیسے تم ہو اس کو تم میں سے پچاس شخصوں کا ثواب ملے گا اس لئے کہ تم خیر پر مددگار پاتے ہو اور ان کو خیر پر مددگار میسر نہ ہوں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو فرمایا کہ اس کا ابھی وقت نہیں آیا۔ کیونکہ اس زمانہ میں تو نصیحت کو مانتے ہیں بلکہ عنقریب ایسا وقت آئے گا کہ تم امر معروف کرو گے تو تم سے ایسا ایسا کیا جائے گا (یعنی لوگ ایذا دیں گے) اور تم کچھ کہو گے تو کوئی تمہاری بات نہ مانے گا۔ اس وقت تمہیں اس آیت کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ (پارہ 7 سورۃ المائدہ، آیت 105)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اچھی بات کا امر کرو اور بری بات سے منع کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر تمہارے اوپر شریروں کو مسلط کر دے گا پھر تمہارے اچھے لوگ دعا مانگیں گے تو ان کی دعا مقبول نہ ہوگی۔

فائدہ: معنی یہ ہے کہ اچھے لوگوں کی ہیبت بروں کی نظروں سے ساقط ہو جائے گی کہ اس سے خوف نہ کریں گے۔

حدیث مبارکہ: حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کہ امر بالمعروف کرو اور منکر سے منع کرو اس سے پہلے کہ تم دعا مانگو اور تمہاری دعا قبول نہ ہو۔

حضرت سیدنا عکرمہ و حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو ظلم سے قتل کیا جائے اس کے پاس تو مت کھڑا ہو کہ جو شخص وہاں موجود ہو اور اس کی آفت کو نہ ٹالے لعنت برستی ہے اور جو شخص ظلم سے پیٹا جائے اس کے پاس مت کھڑا ہو کہ جو کوئی اس کے پاس رہے اور اس پر سے ظلم دفع نہ کرے تو اس پر لعنت برستی ہے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی جگہ موجود ہو تو اسے لائق نہیں کہ بغیر حق بات کہے باز رہے اس لئے کہ اجل (موت) سے پہلے تو مرے گا نہیں اور جو رزق اس کی تقدیر میں ہے اس سے ہرگز محروم نہ ہو گا (یعنی پھر کس خوف سے امر حق زبان پر نہ لائے)

فائدہ: یہ حدیث مبارکہ دلالت کرتی ہے کہ ظالموں اور فاسقوں کے گھر میں جانا درست نہیں اور نہ ان جھگوں میں جہاں بری بات دیکھنی پڑے اور اس کے بدلنے اور دور کرنے پر قادر نہ ہو کیونکہ مبارکہ حدیث مذکورہ میں فرمایا ہے کہ حاضر شخص پر لعنت برستی ہے تو جو حاضر ہوگا وہ مستحق لعنت ہوگا اور آدمی کو بلا ضرورت برے کام کا مشاہدہ جائز نہیں اور عذر سے کہ ہم تو عاجز ہیں ہمارے منع کرنے سے کون مانتا ہے۔

طریقۂ صالحین: بعض حضرات نے گوشہ نشینی اختیار کی کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ بازاروں اور عیدوں اور مجمعوں میں سب میں بری باتیں سرزد ہوتی ہیں اور وہ ان کے دفع کرنے پر عاجز ہیں اور یہ امر چاہتا ہے کہ خلق سے ہجرت کرنا لازم ہے۔

حضرت سیدنا عمر ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر:

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سیاحوں نے جو اپنے مکانات اور اولاد سے جدائی کی۔ اس کی وجہ یہی ہوئی کہ ان پر وہی بلا (آفت) اتری جو ہم بھگتے ہیں یعنی شر کو ظاہر پایا اور خیر مٹ گئی اور دیکھا کہ ناصح کی کوئی بات نہیں مانتا اور فتنے برپا ہیں اور یہ خوف کیا ہے کہ ہمیں پیش نہ آئیں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ عذاب ان لوگوں پر نازل ہو اور ان

کے ساتھ ہم بھی محفوظ نہ رہیں۔ اور خیال کیا کہ درندوں کے ساتھ رہنا اور سبزہ کھانا ان لوگوں کے پاس رہنے اور آسائش کے ساتھ بسر کرنے سے بہتر ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰهِ ط اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (پارہ 27 سورۃ الذریٰت آیت 50) ترجمہ: تو اللہ کی طرف بھاگو بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں۔

فرمایا کہ بعض لوگوں نے فرار اختیار کیا اور اگر اللہ تعالیٰ نے نبوت میں کوئی راز نہ رکھا ہوتا تو ہم یہ کہتے کہ نبی علیہ السلام ان لوگوں سے افضل نہیں ہیں اس لئے کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ (فرشتے علیہ السلام) ان لوگوں سے ملاقات اور مصافحہ کرتے ہیں بادل درندے ان کے پاس ہو کر نکلتے ہیں اگر کوئی ان میں سے ان کو پکارتا ہے تو جواب دیتے ہیں اور اگر درندے بادل سے پوچھے کہ تمہیں کس جگہ کا حکم ہوا ہے تو ان کو بتا دیتے ہیں حالانکہ وہ نبی نہیں ہیں۔

فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی معصیت کی جگہ میں حاضر ہوا اور اس کو برا جانا تو وہ ایسا ہے گویا اس میں نہ تھا اور جو شخص معصیت میں شریک نہ ہو مگر اس کو اچھا جانے تو وہ ایسا ہے گویا اس میں حاضر ہے حدیث مبارکہ کا معنی یہ ہے کہ کسی ضرورت سے معصیت کی جگہ میں حاضر ہو یا اتفاقاً معصیت اس کے سامنے ہونے لگے ورنہ قصداً معصیت کی جگہ میں حاضر ہونا ممنوع ہے. پہلی حدیث مبارکہ اس کی دلیل ہے. اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی بھیجا ہے اس کے حواری بھی ہوئے ہیں پھر جس قدر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا اس مدت تک نبی اپنی قوم میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی کتاب اور حکم کے مطابق عمل کرتا رہے گا یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اٹھا لے گا تو حواری اللہ تعالیٰ کی کتاب اور حکم کے مطابق اور اپنے نبی کے طریق (طریقے) کے موافق عمل کرتے رہیں گے اور جب وہ چل بسیں گے تو ان کے بعد ایک قوم ایسی ہوگی کہ ممبروں پر بیٹھ کر باتیں کہیں گے جن کو جانتے ہیں اور کام وہ کریں گے جن کو نہیں جانتے تو جب تم ایسا دیکھو تو ہر ایماندار کو اپنے ہاتھ سے ان پر جہاد کرنا واجب ہے. اور اگر ہاتھ سے نہ ہو سکے تو زبان سے جہاد کرے اور اگر زبان سے بھی نہ ہو سکے تو دل سے جہاد کرے اور اس کے بعد اسلام نہیں۔ (احیاء العلوم ج دوم ص 553)

اب ہم اَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَہِیْ عَنِ الْمُنْکَرکی شرعی حیثیت بیان کرتے ہیں:

حضرت سیدنا مفسرِ قرآن مُلّا احمد جیون صدیقی رحمۃ اللہ علیہ **تفسیراتِ احمدیہ** صفحہ نمبر 306 میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پارہ 4، سورۂ آل عمران، آیت 104) ”تم میں سے ایک گروہ نیکی کی طرف دعوت دینے والا، معروف کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والا ہونا چاہئے۔ اور یہی لوگ کامیاب ہیں“۔

معلوم ہونا چاہیے کہ حضرات علمائے کرام (رحمۃ اللہ علیہم) کے مابین یہ بات متفق علیہ ہے کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ”فرض کفایہ“ ہے۔ جن آیات سے اس کی فرضیت ثابت ہوئی وہ بکثرت ہیں۔ اسی طرح ایسی احادیث بھی بے شمار ہیں۔ بکثرت آیات میں سے میں نے اس موضوع پر گفتگو کرنے کیلئے آیت زیر بحث کو اس لئے منتخب کیا ہے، کہ یہ اس بارے میں قرآن کریم کی پہلی آیت ہے اور زیر بحث مسئلہ میں بہت ظاہر و واضح بھی ہے۔ کیونکہ اس میں ”صیغہ امر“ بعینہٖ موجود ہے۔ لہٰذا اس کی فرضیت اللہ تعالیٰ کے قول وَلْتَکُنْ سے ثابت ہوئی ہے۔ کیونکہ یہ ”امر“ ہے۔ اور امر ”وجوب“ کیلئے آتا ہے۔ جب تک اس میں ”وجوب“ سے پھرنے کا کوئی قرینہ نہ ہو۔ اور ”وجوب“ مراد لینے سے کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ اور ”کفایہ“ کا ثبوت لفظ مِنْکُمْ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ لفظ ”مِنْ“ اس مقام پر تبعیض کیلئے ہے اور یہی مختار ہے۔ اگرچہ یہ ”بیانیہ“ بھی بنانا جائز ہے۔

صاحب مدارک وغیرہ مفسرین نے کہا کہ ”مِنْ“ تبعیض کے لئے ہے۔ کیونکہ اَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَہِیْ عَنِ الْمُنْکَر ”فرض کفایہ“ ہے۔ پھر لکھا کہ ہوسکتا ہے کہ ”مِنْ“ ”بیانیہ ہو۔ جس سے معنی یہ ہوگا: ”کُوْنُوْا اُمَّۃً تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ“ تم ایسی (امۃ) ہو جاؤ جو نیکی کا حکم دیتی ہو۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم بہترین امت ہو لوگوں کیلئے بنائی گئی تم نیکی کا حکم دیتے ہو۔

آیت کریمہ کا معنی یہ ہوگا کہ تم میں سے بعض گروہ ایسے ہونے چاہیے جو لوگوں

کو خیر کی دعوت دیں۔ ”خیر“ سے مراد ایسے افعال ہیں جو اچھے اور شریعت کے موافق ہوں معروف کا حکم دیں۔ ”معروف“ وہ چیز ہے جسے شارع نے مستحسن قرار دیا ہو اور عقل اسے اچھا سمجھے اور برائی سے روکے۔ اور ”منکر“ ان باتوں کو کہتے ہیں۔ جنہیں شریعت و عقل قبیح کہیں۔ اور ”معروف“ وہ جو کتاب وسنت کے موافق ہو۔ اور ”منکر“ وہ جو ان دونوں کے خلاف ہو۔ یا ”معروف“ سے مراد اطاعات اور ”منکر“ سے مراد معاصی ہے۔ بھلائی کی طرف دعوت ”عام“ ہے خواہ اس کا تعلق کسی بات کے کرنے یا کسی سے روکنے سے ہو۔ عام کے بعد خاص کا ذکر کیا گیا۔ یعنی **اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ** اور **نَهِيٌ عَنِ الْمُنْكَر** اپنے اپنے میدان میں دعوت الی ”الخیر“ سے خاص ہیں۔

”کفایہ کا مطلب اس مقام پر قریب الفہم یہ ہے کہ مجلس میں سے اگر ایک بھی اس فرض کی ادائیگی میں مشغول ہو جائے تو بقیہ حاضرین مجلس سے یہ ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اگر ان میں سے ایک بھی نہ کرے تو سب ہی گنہگار ہوں گے۔ جیسا کہ سلام کے جواب دینے یا چھینک کے جواب دینے میں ہے۔ یہاں ”کفایہ“ سے مراد نماز جنازہ والا ”فرض کفایہ“ نہیں۔ کیونکہ اس میں ایک محلہ اور ایک شہر کا اعتبار ہوتا ہے۔ (یعنی پورے شہر یا محلہ میں سے کچھ لوگ نماز جنازہ ادا کرلیں تو بقیہ بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ یہاں محلہ اور شہر میں سے دو چار ہونے مراد نہیں۔ بلکہ مجلس میں ایک آدھ مراد ہیں) ہمارے ذکر کئے گئے مفہوم ومعنی پر وہ روایت دلالت کرتی ہے جو حضرت سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق ؓ سے مروی ہے۔ آپ ؓ بیان فرماتے ہیں: حضرت سیدنا سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کوئی بھی قوم جب معصیت کا ارتکاب کرتی ہے۔ اور ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو انہیں روک سکیں پھر وہ نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عمومی طور پر اپنی طرف سے عذاب دے“۔

اسی طرح حضرت سیدنا ابو سعید خدری ؓ کی روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔

آپ (حضرت سیدنا ابو سعید خدری ؓ) بیان فرماتے ہیں: حضرت سیدنا سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو برائی ہوتے دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ وطاقت سے روکے، اگر اس کی ہمت نہیں رکھتا تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی ہمت نہیں پاتا تو

دل سے ہی برا سمجھے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

اور یہ روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے حضرت سیدنا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: راستوں میں مت بیٹھا کرو، عرض کرنے لگے: ہمارا اس کے بغیر گزارہ نہیں۔ وہ تو ہماری مجلس گاہیں ہیں۔ ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو پھر راستہ کا حق دیا کرو۔ پوچھنے لگے، راستہ کا کیا حق ہے؟ فرمایا حضرت سیدنا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھیں جھکی رکھنا، تکلیف دہ اشیاء کو ہٹانا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا“۔

ان احادیث مقدسہ سے یہ مفہوم حاصل ہوتا ہے کہ ہر وہ مجلس جس میں خلاف شرع کوئی بات ہو۔ اس مجلس میں ان لوگوں میں سے کسی ایک پر لازم ہے جو اس بات کی قدرت رکھتا ہو کہ وہ منع کر سکتا ہے، تو وہ منع کرے۔ کسی ایک متعین شخص کیلئے یہ حکم نہیں، لہٰذا اَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَهِیُ عَنِ الْمُنْكَرِ ”فرض کفایہ“ ہوا۔ اور وہ بھی اس طرح جس طرح ہم نے ذکر کیا ہے۔ اگرچہ کوئی روایت اس پر بطور نص نہیں آتی۔ بلکہ کچھ روایات تو اس کے خلاف پر ملتی ہیں۔ لیکن وہ شخص جس نے اپنے آپ کو ”اَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَهِیُ عَنِ الْمُنْكَرِ“ کیلئے وقف کر رکھا ہے۔ اور اسی کام میں وہ مصروف مشغول رہتا ہے۔ یا امام (سربراہ مملکت اسلامیہ یا اس کا نائب) نے اسے اس کام پر مقرر کر دیا ہے تو ایسے شخص پر یہ کام ”فرض عین“ ہو جائیگا۔ اس قسم کے مقرر کردہ آدمی کو ”محتسب“ کا نام دیا جاتا ہے۔ اس قسم کی ابحاث کی طرف کوئی بھی نامی گرامی مفسر متوجہ نہیں ہوا۔ جس قدر ایسی باتوں کی طرف حضرت سیدنا علامہ سید ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ دی۔ انہوں نے اس موضوع پر فارسی میں ایک کتاب لکھی۔ جس کا نام ”ذخیرۃ الملوک“ ہے۔ جسے ان باتوں کی واقفیت چاہیئے۔ وہ اس کتاب کی طرف رجوع کرے۔

اَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَهِیُ عَنِ الْمُنْكَرِ کیلئے حضرات علمائے کرام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) نے کچھ شرائط ذکر کی ہیں۔ مثلاً یہ کہ ایسا کرنا اپنے بس میں ہو۔ یہ بات موجب فتنہ اور فساد نہ بنے، اور نہ ہی گناہوں کی زیادتی کا سبب بنے، ان شرائط کی تصریح ”مواقف“ میں ذکر کی گئی ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول مبارک بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ’’ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ ‘‘ جو حدیث سابق میں گزرا۔ شائد اسی لئے علمائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے فرمایا کہ ’’ہاتھ سے روکنا‘‘ امراء اور حاکمان وقت کا کام ہے۔ ’’زبان سے روکنا‘‘ علمائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ذمہ داری اور ’’دل سے برا جاننا‘‘ عوام کیلئے ہے۔ اور یہ بھی علماء (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) نے فرمایا کہ یہ فریضہ ادا کرنے والا کسی سے یوں نہ پوچھے۔ کیا تم نے یہ بات کہی یا یہ کام کیا ہے؟ یا کیا تم یہ کام نہیں کرتے؟ کیونکہ ایسا کرنا ’’تجسس‘‘ میں آتا ہے (یعنی کسی کی خفیہ جاسوسی کرنا) اور تجسس سے اللہ تعالیٰ نے وَلَاتَجَسَّسُوْا ارشاد فرما کر منع کر دیا ہے۔ اس کی بھی ’’مواقف‘‘ میں تصریح ہے۔ اور یہ بھی پیش نظر رہے کہ جو خود نہیں کرتا اس کے کرنے کا دوسرے کو حکم نہ دے۔ اگرچہ یہ بھی ضروری نہیں کہ ایسا کرنے والے کیلئے یہ شرط لگائی جائے کہ وہ تمام احکام شرع پر کاربند ہوں۔ بلکہ جس قدر ’’مامور بہٖ‘‘ ہے اس پر کاربند ہونا ضروری اور شرط ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ (پارہ 28، سورۃ الصف، آیت 2) ’’اے مومنو جو خود نہیں کرتے اس کا دوسروں کو حکم کیوں دیتے ہو‘‘۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (پارہ 1، سورۃ بقرہ، آیت 44) ’’کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور تم نے خود اپنے آپ کو بھلایا ہوا ہے حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو کیا تمہیں عقل نہیں‘‘۔ اس قسم کی اور بھی آیات مبارکہ ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اس بات کا ارادہ کرے کہ وہ دوسرے کو ’’ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف ‘‘ کرے۔ تو اسے چاہیئے کہ پہلے اپنے آپ کو اس کے بعد اپنے اہل وعیال کو بچوں کو رشتہ داروں کو اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف کرے۔ جیسا کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے: قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (پارہ 28، سورۃ التحریم، آیت 6) اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (پارہ 19، سورۃ الشعراء، آیت 214) اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ ان کے بعد دوسروں کو اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَهِيٌ عَنِ الْمُنْكَر کیا جائے ان باتوں کی بعض رسائل میں تصریح آئی ہے

لیکن حضرت سیدنا علامہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے: اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ (پارہ 1، سورۂ بقرہ، آیت 44) آیت کریمہ کے تحت لکھا ہے کہ اس سے مراد وعظ و نصیحت کرنے والے کو اس بات پر ابھارنا ہے کہ وہ تزکیہ نفس کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہو تا کہ وہ جب اس پر قائم ہو گا تو اس کا اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ کرنا نہایت مفید ہو گا۔ یہ مراد نہیں کہ "فاسق" کو وعظ و نصیحت کرنے سے منع کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ "باتوں میں سے کسی ایک بات میں خلل ہونا اس کو لازم نہیں کرتا کہ دوسری کو بھی نہ کیا جائے۔ (مطلب یہ کہ مومن پر دو باتیں یعنی اپنے آپ کی اصلاح اور دوسروں کی حتی المقدور اصلاح ضروری ہے۔ اب اگر ایک شخص اپنی اصلاح نہیں کرتا اور احکام شرع میں سستی دکھاتا ہے۔ تو اس سے واجب و لازم نہیں ہو جاتا کہ وہ دوسرا کام یعنی دوسروں کی اصلاح بھی چھوڑ دے۔ جس امر شرعی پر عمل کر سکتا ہے کرے اور دوسرے کو بھی اپنانے کی کوشش کرے) اسی طرح حضرت سیدنا علامہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے قول باری تعالیٰ وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ کے تحت تفسیر کرتے ہوئے لکھا: اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ باعتبار "مامور بہ" کے واجب بھی ہوتا ہے اور مندوب بھی۔ لیکن نَہْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ تمام کی تمام واجب ہے۔ اس لئے کہ جن باتوں سے شریعت مطہرہ نے انکار کیا، وہ حرام ہیں۔ اور زیادہ واضح اور ظاہر یہ ہے کہ قاضی ان باتوں سے بھی لوگوں کو منع کرے جن کا وہ خود مرتکب ہوتا ہے۔ کیونکہ قاضی پر اس کام کا چھوڑنا اور دوسروں کو منع کرنا دونوں واجب ہے۔ لہٰذا اس نے اگر ان میں سے ایک کو چھوڑ رکھا ہے تو اس سے دوسرے کا ترک کر دینا واجب نہیں ہو جاتا۔ ھذ اللفظ۔

ان تمام باتوں کی صاحب کشاف نے بھی صراحت کی ہے اور یہ بھی ذکر کیا کہ نَہْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ میں یہ شرط ہے کہ "مانع" جانتا ہو کہ وہ جس کام سے منع کرنا چاہتا ہے۔ وہ "قبیح" ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ ممنوعہ کام واقع نہ ہوا ہو۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ ظن غالب رکھتا ہو کہ میں جو منع کرنا چاہتا ہوں اس سے شخص مذکورہ ممنوعات پر زیادہ دلیر نہیں ہو جائے گا۔ اور یہ بھی اسے ظن غالب ہو کہ میرا منع کرنا اسے مفید ہو گا۔ اور اس کام کے وجوب کی شرائط میں سے یہ

ہے کہ اس کو ظن غالب میں ہو کہ میں جس کام سے منع کرنے والا ہوں۔ وہ اس ممنوعہ کام میں پڑا ہی چاہتا ہے اور یہ بھی ظن غالب کے طور پر جانتا ہو کہ اگر میں نے اسے روکا اور منع کیا تو اس کے بدلہ میں مجھے کوئی عظیم صدمہ اور نقصان لاحق نہیں ہوگا۔ رہا اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ کرنا تو ہر مکلف کو کیا جانا چاہیئے اور غیر مکلف کو بھی کر سکتے ہیں۔

جب وہ کسی نقصان وغیرہ کا ارادہ کرے اسے بھی منع کیا جائیگا جس طرح بچوں اور مجنوں لوگوں کو ''محرمات'' سے روکا جاتا ہے تاکہ آگے چل کر کہیں'' ان کی عادت نہ بن جائے۔ جس طرح بچوں کو نماز ادا کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تاکہ مستقبل میں بالغ ہونے پر وہ اس کے پابند ہو جائیں۔ صاحب کشاف کے کلام کا ماحصل یہ ہے۔

صاحب مدارک نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ یہ کام سرانجام دینے والا ایسا ہونا چاہیے جو اس کے طریق کا عالم اور اس کی اقامت کی ترتیب سے اچھی طرح واقف ہو۔ لہٰذا واعظ (اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھِیْ عَنِ الْمُنْکَرِ کرنے والا) کو پہلے پہل بڑے آسان اور میٹھے انداز میں سمجھانا چاہیئے۔ اس کام پر متنبہ کرنا چاہیئے اور دل لبھا دینے والے انداز سے کہنا چاہیئے ہو سکتا ہے کہ اس طریقہ تبلیغ سے اس میں قبولیت کا اثر پیدا ہو جائے۔ اور اگر یہ سب کچھ نفع نہ دے تو اس انداز سے اوپر والا انداز اختیار کرنا چاہیئے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ''بغاوت'' کے مسئلہ میں پہلے فَاَصْلِحُوْا ارشاد فرمایا۔ یعنی دونوں فریق مومن ہیں، بھائی بھائی ہیں، ان میں صلح وصفائی کرادو۔ اور اگر اس سے کام نہ بنے۔ تو فرمایا: فَقَاتِلُوا اب ان سے لڑو، یہ بحث طویل ہے جو اس کے متعلق موضوع والی کتابوں میں بالتفصیل مذکور ہے۔

مختصر یہ کہ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَھِیْ عَنِ الْمُنْکَرِ کی فرضیت میں نہ کوئی شبہ ہے۔ یہ بات آیات واحادیث سے ثابت ہے اور اس پر اجماع منعقد ہے۔ رہا اللہ تعالیٰ کا یہ قول: یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ (پارہ 7، سورۃ المائدۃ، آیت 105) اے مومنو! تمہیں اپنی خیر خواہی اور بھلائی کی طرف توجہ دینا چاہیئے۔ جب تم ہدایت پر ہو گئے تو کوئی گمراہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ تو یہ اَمْرٌ

بِالْمَعْرُوْفِ و نَہِیُ عَنِ الْمُنْکَر کے عدم وجوب پر دلالت نہیں کرتا۔ کیونکہ حضرات مفسرین کرام وعلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس کی تصریح کی ہے یہ آیت کریمہ ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی جو تمام کفار کا مومن ہو جانا محبوب رکھتے تھے۔ یعنی تمام کافر اگر ایمان نہیں لاتے تو تمہیں ان کا کفر کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا جبکہ تم ہدایت پر ہو۔ یہ آیت ان کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ جو اَمَرْ بِالْمَعْرُوْفِ سے محبت کرتے ہیں۔

صاحب الاتقان حضرت سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں عمدہ اور عجیب گفتگو کی ہے، لکھتے ہیں: آیت کریمہ کے عجائبات میں ایک عجیب بات یہ ہے کہ اس کا ابتدائی حصہ منسوخ ہے یعنی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ میں عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَایَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ منسوخ ہے۔ اور اس کا آخری حصہ ناسخ ہے۔ اور وہ قول باری تعالیٰ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ ہے وہ اس طرح کہ اس آیت کا اوّل حصہ اَمَرْ بِالْمَعْرُوْفِ کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ اور آخری حصہ اس کے ثبوت پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ ''اِذَا اھْتَدَیْتُمْ بِالْاَمَرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھِیُ عَنِ الْمُنْکَرِ'' ، جب تمہیں اَمَرْ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَہِیُ عَنِ الْمُنْکَر کی ہدایت مل چکی ہے۔ لیکن علامہ موصوف کا اس آیت میں نسخ کا دعویٰ نہایت رکیک ہے اور اس کی رکاکت ہر اس شخص پر واضح ہے جسے علم اصول میں مہارت ہو۔ کیونکہ ''ناسخ'' کیلئے شرط ہے کہ وہ ایک مستقل کلام ہونا چاہیئے اور اپنے ماقبل (منسوخ) سے متراخی ہونا چاہیئے۔ (یہاں مستقل کلام نہیں)

حضرت امام مفسر زاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا: ''اے میرے ساتھیو، یہ آیت کریمہ تمہیں اَمَرْ بِالْمَعْرُوْفِ کے ترک پر نہ ابھارے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں اِذَا اھْتَدَیْتُمْ فرمایا ہے۔ یہ نہیں کہا: ''اِذَا صَلَّیْتُمْ اَوْ صُمْتُمْ'' (جب تم نماز پڑھتے ہو یا روزہ رکھتے ہو) اور اَمَرْ بِالْمَعْرُوْفِ بھی ''اھْتَدَاء'' کی ہی ایک قسم ہے'' یہ کلام بہت خوبصورت ہے کیونکہ اس میں نسخ کا دعویٰ نہیں۔

صاحب کشاف نے کہا کہ اس آیت سے مراد اَمَرْ بِالْمَعْرُوْف کا ترک نہیں بلک

اس سے خطاب ان لوگوں سے کیا جا رہا ہے جو کافروں اور فاسقوں کے کفر پر افسوس کرتے ہیں اور ان کے معاصی پر تاسف کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے عیوب ہمیشہ بیان کیۓ جاتے رہیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس آیت کا وقت ابھی نہیں آیا۔ بلکہ عنقریب ایسا زمانہ آۓ گا کہ تم لوگوں اَمَرُ بِالْمَعْرُوْف کرو گے۔ لیکن کوئی بھی تمہاری بات قبول کرنے کیلیۓ آمادہ نہ ہوگا۔ اس وقت عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ پر عمل ہوگا۔ اسی کی مثل حضرت سیدنا ابوثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ صاحب کشاف کے کلام کا خلاصہ یہی ہے۔

اسی کی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ قول فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى (نصیحت کرو اگر نصیحت کرنا نفع دے) کیونکہ یہ آیت اَمر بِالْمَعْرُوْفِ کی نفی اس حالت میں کرتی ہے جب اس کا نفع نہ ہو۔ اس لئے کہ یہ آیت بھی کفار کو ایمان کی تبلیغ کے حق میں نازل ہوئی۔ پس یہ یا تو منسوخ ہے یا اس میں موجود شرط بحسب عادت ہے یا اس آیت کے ذریعہ اس بات کی خبر دی جا رہی ہے کہ کفار میں نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ یا اس میں حرفُ ۔ان‘‘ بمعنیٰ ’’قد‘‘ ہے۔ جس کی بعض تفاسیر وغیرہ میں تصریح آئی ہے۔ واللہ اعلم

(حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کسی نے کہا: عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ تمہیں اپنی فکر ہونی چاہیۓ جب تم راہ راست پر ہو تو کوئی گمراہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت کریمہ جو تم نے پڑھی وہ میرے اور میرے ساتھیوں کے لئے نہیں۔ اس لئے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’لیبلغ الشاھد الغائب‘‘ تم میں سے جو موجود ہیں انہیں ان لوگوں تک احکام شرع پہنچانے چاہئیں جو موجود نہیں۔ ہم لوگ تو موجود ہیں جو تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور مقدس میں موجود تھے۔ اور تم اس وقت غائب (غیر موجود) تھے۔ لہذا ہمیں ان احکامات کی تبلیغ کرنا ہے۔ اور اس طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہماری ذمہ داری ہے۔ ہاں آیت مذکورہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو ہمارے بعد آئیں گے۔ اگر وہ کسی کو تبلیغ کریں گے تو ان کی بات قبول نہیں کی جاۓ گی اسے لوگ نہیں مانیں گے۔ اسی طرح

www.makatabah.org

حضرات ابوامیہ الشعابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت سیدنا ابوثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا: آپ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ پوچھا کس آیت کے بابت پوچھتے ہو۔ عرض کیا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ (پارہ7، سورۃ المائدہ، آیت105) کے بارے میں۔ فرمانے لگے: خداعزوجل کی قسم تم نے اس کے بارے میں ایسے شخص سے سوال کیا جو اس کے مفہوم سے بہت باخبر ہے۔ میں نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: ” اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ کرتے رہو اور منکر سے منع کرتے رہو۔ حتیٰ کہ تم جب دیکھو کہ لوگ خواہشات کے خوگر ہو گئے اور ہویٰ و ہوس کے متبع ہو گئے اور دنیا کی رغبت ان کے دل میں گھر کر گئی۔ اور ہر صاحب رائے اپنی رائے کو ہی اچھا سمجھتا ہے تو اس وقت تمہیں اپنی فکر کرنا مقدم ہے اور عوام کو چھوڑ دو۔ تمہارے بعد ایسے ایام آئیں گے جن میں تمہیں صبر کے سوا اور کوئی راستہ نظر نہیں آئے گا۔ سو جس نے ان دنوں میں صبر کا دامن نہ چھوڑا گویا اس نے مٹھی میں سلگتا انگارا پکڑا۔ اس دور میں کسی ایک شخص کا اچھا عمل پچاس لوگوں کے اچھے عمل کی مثل ہوگا۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پچاس آدمی اس دور کے یا ہمارے دور کے پچاس کی مثل؟ فرمایا: تمہارے دور کے پچاس مردوں کے عمل کی مثل۔ اس روایت کی تخریج امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کی اور حدیث حسن غریب کہا۔ چلتے چلتے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک اور روایت بھی ملاحظہ ہو جائے۔ حضرت سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: لوگو! تم یہ آیت کریمہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ (پارہ7، سورۃ المائدہ، آیت105) پڑھتے ہو۔ لیکن تم اسے اپنے موقع ومحل پر نہیں رکھتے۔ اور نہ ہی تم اس کے بارے میں یہ جانتے ہو کہ یہ کیا ہے۔ میں نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگ جب ظالم کو ظلم کرتے دیکھیں گے پھر وہ آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ نہ روکیں گے، تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی طرف سے عام عذاب میں گرفتار کرلے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَہِیٌ عَنِ الْمُنْکَر کرتے رہو۔ جب ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ تمہاری کوئی نہ مانے۔ اور تمہاری باتیں تم پر لوٹا دی جائیں تو پھر اپنی فکر کرنا۔ پھر فرمایا: قرآن کریم کی کچھ آیات ایسی نازل فرمائی گئیں جن کی تاویل ان کے نزول سے پہلے گزر گئی۔ کچھ ایسی ہیں جن کی تاویل حضور سرور کائنات ﷺ کے زمانہ میں واقع ہوئی اور بعض ایسی ہیں جن کی تاویل آپ ﷺ کے بعد بہت جلد رونما ہوگی اور کچھ ایسی ہیں جن کی تاویل آخری زمانہ میں ہوگی۔ لہٰذا جب تمہارے دل اور خواہشات مختلف ہو جائیں اور تم فرقوں میں بٹ جاؤ کہ تم میں سے بعض بعض کے دشمن بن کر ان کیلئے عذاب بن جائیں۔ تو اس وقت اس آیت عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ کی تاویل آئے گی۔

مختصر یہ کہ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ و نَہِیٌ عَنِ الْمُنْکَر قرآن کریم کی قطعی آیات سے اس کی فرضیت دینی ثابت ہے۔ اور وجوب کی حالت میں اس کا تارک گنہگار اور نافرمان ہوگا۔ اور دیگر نافرمانوں کی طرح خود بھی مستحق عذاب دنیوی واخروی ہوگا۔ عذاب دنیوی کیلئے ''اہل سبت'' کا واقعہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ ان پر حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے دعا کی: اے اللہ عزوجل! ان پر لعنت کر اور لوگوں کیلئے انہیں عبرت بنا۔ چنانچہ یہ ''بندر'' ہو گئے۔ اہل مائدہ پر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی، وہ سور ہو گئے مگر اتنا یاد رہے کہ امر و نہی نہ تو ہر شخص پر واجب ہے اور جن پر واجب ہے ان پر بھی ہر حال میں واجب نہیں۔ اس لئے جن لوگوں پر یا جن حالات میں یہ واجب نہیں۔ اس کے ترک پر مواخذہ نہیں۔ بلکہ بعض صورتوں میں تو شریعت مطہرہ نے ہی اسے ترک کی رغبت دلائی ہے۔ مثلاً ایسا کرنے سے شدید فتنہ پیدا ہوتا ہو۔ اسی طرح ظن غالب ہو کہ اس کا کوئی نفع نہ ہوگا اور کوئی نتیجہ درست برآمد نہ ہوگا تو خواہ مخواہ چھیڑ خوانی کوئی ضروری نہیں۔ پھر خاص کر ایسے حالات وواقعات میں کوئی اہم دینی کام ہو رہا ہے۔ اور اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ و نَہِیٌ عَنِ الْمُنْکَر کرنے سے لوگ اس اہم دینی کام کو ہی چھوڑ دیں۔ مثلاً ٹائی باندھے پینٹ ہیٹ ملبوس کئے کوئی نماز ادا کرتا ہے اور وہ اس لباس کو پہننے کا اس قدر خوگر ہے کہ اصرار سے بھی نہیں اتارے گا۔ اب اگر اسے کوئی سمجھائے

www.maktaban.org

گا تو وہ مسجد میں آنا اور نماز ادا کرنا ہی چھوڑ دے گا۔ جس سے وہ ایک اہم دینی کام سے محروم ہو گیا۔ اور دل میں جو اسلام و اعمال صالحہ کی رغبت تھی وہ بھی ختم ہو گئی۔ ایسی صورت میں بڑے آسان اور میٹھے طریقے سے ہدایت کی بات کی جائے اس لئے مناسب وقت کا انتظار اور مناسب حالت کا ہونا اگرچہ بظاہر اَمرُ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَہِیْ عَنِ الْمُنْکَر کا ترک ہے۔ لیکن درحقیقت یہ ترک نہیں۔ بلکہ اسی کیلئے ایک قسم کی تدبیر اور سعی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

شریعت کا مذاق اڑانا "کفر" ہے

اور اگر تم ان سے پوچھو گے تو وہ لازماً کہیں گے کہ ہم تو ہنسی مذاق اور کھیل بنا رہے تھے۔ آپ فرما دیجئے کیا تم اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اڑاتے ہو۔ مت بہانے تراشو، تم نے یقیناً اپنے ایمان کے بعد کفر کیا۔ اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو معاف کر دیں تو دوسرے کو ہم ضرور سزا دیں گے کیونکہ وہ یقیناً مجرم ہیں"۔ (القرآن)

مروی ہے کہ منافقین کی ایک سوار جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب سے گزری۔ یہ غزوہ تبوک کا واقعہ ہے تو آپس میں کہنے لگے۔ اس مرد کو تو ذرا دیکھو کہتا ہے کہ میرا ارادہ شام کے محلات اور قلعے فتح کرنے کا ہے۔ ہائے کیسے ارادے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دے دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلوایا۔ جب آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا۔ کیا تم نے یہ یہ باتیں کی ہیں؟ کہنے لگے: خدا کی قسم! ہرگز ہرگز نہیں کیں، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا۔ ہاں ہم آپس میں سواروں کی سی گفتگو کر رہے تھے تاکہ ہمارا سفر آسان ہو جائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں یعنی اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان منافقین سے اس قصہ کی بابت کچھ سوال کریں گے تو وہ کہیں گے کہ ہم تو سفر میں ان باتوں سے دل بہلا رہے تھے۔ آپ ازروئے توبیخ وڈانٹ انہیں کہیں کہ کیا تم اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ استہزاء کر رہے تھے۔ یہ انہیں اس بات پر ڈانٹ پلائی جا رہی ہے کہ استہزا کا بھی کوئی مقام ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل، اس کی آیات اور اس کے

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے نہیں کہ ان کا مذاق اڑایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان منافقین کو الزام بھی دیا جا رہا ہے تا کہ ان کے خلاف حجت بن سکے ان کے جھوٹے بہانوں کو کسی زمرے میں نہ لایا جائے جیسا کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول لَتَعْتَذِرُوْا دلالت کرتا ہے یعنی اے منافقو! تم یہ بہانے بنانے میں مشغول نہ ہو۔ کیونکہ یہ ایسے بہانے جن کا جھوٹا ہونا معلوم ہے۔ تم نے ایمان کے بعد کفر کا اظہار کیا ہے۔ اگر تم میں سے ایک گروہ کو ہم اس کے توبہ کرنے اور اخلاص نیت کی وجہ سے معاف کر دیں یا انہیں اس لئے معاف کر دیں کہ اب وہ استہزاء اور اذیت پہنچانے میں آگے نہیں بڑھیں گے تو دوسرے گروہ کو جو نفاق پر ڈٹا رہے گا یا ایذا اور استہزاء کا طریقہ اپنائے رکھے گا اسے ہم عذاب دیں گے کیونکہ وہ مجرم ہے۔

آیت کریمہ میں فعل اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ (پارہ 10، سورۃ التوبۃ، آیت 66) جناب سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ کی قراءۃ میں "نون" کے ساتھ (جمع متکلم کا صیغہ) ہے لیکن انہی صیغہ جات کو "یاء" کے ساتھ (غائب مذکر کا صیغہ) مبنی للفاعل (یعنی مضارع معروف) بھی پڑھا گیا ہے۔ اس صورت اخیرہ میں ان کا فاعل "اللہ تعالیٰ" ہو گا اور ایک قراءۃ میں "تاء" کے ساتھ مضارع مجہول کا صیغہ بھی مذکور ہے۔ یہ آیت کے معنی کو دیکھتے ہوئے پڑھا گیا ہے۔ گویا کہا جا رہا ہے کہ کسی گروہ پر رحم نہ کیا جائے۔ اگر یہ تاویل نہ جائے تو قیاس یہ چاہتا ہے کہ عَن کی وجہ سے اسے تذکیر پر محمول کیا جائے۔ (ھکذا قالوا)

تفسیر حسینی میں ان لوگوں کے نام بھی لکھے گئے جو مذاق اڑانے والے تھے جو، ودیعہ بن ثابت اور اس کے ساتھی ہیں اور اُن لوگوں کے نام جو تائب ہو گئے اور انہیں معاف کر دیا گیا۔ ان میں ایک کا نام "جہر بن حمیر" تھا۔ تفسیر زاہدی میں ایک اور روایت بھی ہے کہ جو اس آیت کے شان نزول کے بارے میں لکھی گئی۔ وہ یہ کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقبہ کی رات اونٹ پر سوار تھے۔ رات بہت اندھیری تھی۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول اور اس کے چیلے چانٹے اکٹھے ہوئے۔ پروگرام یہ بنایا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ میں کھجوروں کے درخت سے نکالی گئی چکناہٹ سے بھرا ایک برتن رکھ دیا جائے تا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اونٹ وہاں سے گزرے تو اس برتن کی چکناہٹ کی وجہ سے اس کا پاؤں پھسل جائے اور وہ

ڈولنے لگے۔ برتن کا منہ بند کر دیا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (معاذ اللہ) زمین پر گر پڑیں گے۔ ان لوگوں میں جہر بن حمیر بھی تھا۔ لیکن وہ ان سے اس مکر وفریب سے ناآشنا تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس تمام حالت کی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دے دی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو کہنے لگے: ہم تو کھیل تماشا اور مذاق کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی معذرت قبول نہ کی۔ صرف جہر بن حمیر کو معافی ملی کیونکہ یہ شخص "مخلص" تھا۔ تفسیر زاہدی میں مذکورہ شان نزول کا یہ خلاصہ ہے۔

مقصود یہ ہے کہ آیت کریمہ اپنے ظاہری الفاظ سے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ "شرائع" کے ساتھ استہزاء کفر واجب کر دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کفر کو ان لوگوں کے استہزاء پر مرتب فرمایا ہے۔ جس کے یہ الفاظ ہیں: قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (پارہ 10، سورۃ التوبہ، آیت 66) اسی طرح محی السنۃ رحمۃ اللہ علیہ نے "ترجمۃ الاحکام" میں اسے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ میں نے اس کے سوا کسی اور کتاب میں یہ استدلال نہیں دیکھا اور "نفس مسئلہ" کتب کلامیہ (عقائد) میں معروف ہے علامہ سعد الملۃ والدین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تفصیل سے بیان کیا ہے اور لکھا کہ "جو شخص اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام کا استہزاء و تمسخر اڑاتا ہے یا اس کے اوامر (احکام) میں سے کسی امر (حکم) کا مذاق اڑاتا ہے یا یہ خواہش رکھتا ہے کہ حضرات انبیائے کرام (علیہم السلام) میں سے کوئی بھی نبی نہ آتا اور اس کا کہنا استخفاف یا عداوت کی بناء پر ہو۔ یا ایسے آدمی کے سامنے رضامندی اور خوشی سے ہنستا ہے جس نے کلمہ کفر کہا یا کسی بلند جگہ بیٹھتا ہے اور اس کے چاروں طرف کچھ لوگ بیٹھے ہوتے ہیں جو اس سے مختلف مسائل دریافت کرتے ہیں اور وہ ہنستے ہیں اور اسے تکیہ جات سے مارتے ہیں یا کوئی شخص صرف بطور استخفاف کلمہ کفر کہتا ہے۔ اس کا اعتقاد اس قول کے مطابق نہ ہی ان تمام باتوں سے وہ "کافر" ہو جائے گا۔"

(تفسیرات احمدیہ ص 637)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ

(پارہ 4، سورۃ ال عمران، آیت 112)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ عزوجل (کے عذاب) سے ڈرو جیسا کہ حق ڈرنے کا ہے

چوتھا باب
تزکیۂ نفس جہاد اکبر
کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

امابعد: مفسرِ قرآن شیخ الشیوخ محمد یعقوب الچرخی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى اور اپنے نفس کو بری خواہش سے روکتا ہے، نفس سے جو خلاف شرع مطالبہ ہو اس کی جانب نفس کو نہیں جانے دیتا ہے، اَلْهَوٰى بری اور ناشائستہ وناجائز چیز کی طرف دل کا میل کرنا اور نفس کی خواہش بھی مراد ہے۔ فَاِنَّ الْجَنَّةَ پس بے شک بہشت ہی هِيَ الْمَاْوٰى اس کا ٹھکانہ ہوگی، یعنی جو نفس کی خواہش کو پورا نہیں کرتا اور خدائے تعالیٰ کی نافرمانی اور سرکشی نہیں کرتا تو جنت اس کا دائمی وابدی ٹھکانہ ہوگا اور وہ اس میں سے باہر نہیں نکلے گا۔

حضرت شیخ المشائخ خواجہ ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ حق تعالیٰ نے دنیا وآخرت میں ہوائے نفس سے بڑھ کر کوئی خبیث چیز جو مخالفت حق تعالیٰ ہے پیدا ہی نہیں فرمائی، اہل طریقت کے نزدیک مرد اس وقت بالغ ہوتا ہے جس وقت وہ ہوائے نفس سے نجات ورہائی پالیتا ہے۔

بیت

''مستانِ خدا کے سوا مخلوق بچوں کی طرح ہے، ہوائے نفس سے چھٹکارا پانے والے کے سوا
کوئی بالغ نہیں ہے''۔

مفسرین نے بیان فرمایا ہے کہ دو آیات مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور انکے بھائی عامر بن عمیر جو عرب کے شہزادگان تھے ان کے بارے میں نازل ہوئیں، ایک مومن تھے اور دوسرا کافر تھا۔ عامر بن عمیر کافر تھا۔ یہ آیت اسی کے حق میں نازل ہوئی اور غزوۂ بدر میں اس کے بھائی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا تھا۔ تو اس آیت میں فَاَمَّا مَنْ طَغٰى () وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا () فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى اور دوسری آیت وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى () فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، جو غزوۂ احد میں شہید ہوگئے تھے یہ یوں ہوا کہ ابوسفیان پدر (بیٹا)

معاویہ بہت بڑا لشکر میدان احد میں لے آیا تھا، احد ایک پہاڑ ہے جو مدینہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک واقع ہے، اور اس لڑائی میں عَلَم اسلام (اسلام کا جھنڈا) مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا گیا تھا، ابن قمیہ نامی ایک کافر تھا جو کافروں کے لشکر کا پہلوان تھا، لعنۃ اللہ علیہ۔ اس نے رسول اللہ ﷺ پر نیزہ پھینکا تو مصعب نے خود کو نیزے کے سامنے کر دیا اور نیزہ آپ کو لگا اور سرکار ﷺ محفوظ و سلامت رہے، اور علم اسلام کو ایک فرشتہ نے تھام لیا کہ وہ زمین پر نہ گرے، ابن قمیہ لعنۃ اللہ علیہ نے نعرہ بلند کیا کہ میں نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا ہے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے مار ڈالا۔ لشکر کفار نے اس جنگ میں عم رسول حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا تھا، جس طرح کہ کتب تواریخ بالوضاحت موجود ہے، پس یہ آیت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ جب ان کو رسول اللہ ﷺ نے خاک و خون میں غلطیدہ و افتادہ اور بسیار زخم خوردہ (بہت زیادہ زخم لگے ہوئے) دیکھا تو اپنے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے فرمایا دیکھو! کہ دنیا میں یہ کس قسم کا لباس پہنا کرتے تھے (یعنی بہت ہی خوش لباس تھے اور آج!) لوگوں نے کہا کہ ان کے جوتے سونے کے ہوتے تھے، اور یہ حضور ﷺ کی ہم شکل بھی تھے۔

رباعی

مطبخ عشق میں بجز، نیک کے کسی کو ذبح نہیں کرتے اور لاغر صفات اور بدخو سے کوئی سروکار نہیں رکھتے، اگر تو عاشق صادق ہے پھر جاں بازی سے دامن نہ بچا اور جو مردار ہوا کرتا ہے اسے تو کوئی ذبح نہیں کرتا۔

ظاہراً گذشتہ دو گروہوں کے بارے آیات عام ہیں ایک در حق مومناں اور دوسری در حقِ کافراں ہے، قال النبی ﷺ خواہش نفس کا غلام کتنا برا ہے کہ یہی ہوائے نفس اسے گمراہ کر دیتی ہے اور خواجہ محمد علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دنیاوی امور اور عبادات میں ہوائے نفس کو ترک کرنا حق ہے، کیونکہ ہوائے نفس مضل ہے اور یہ فقیر بخارا میں تھا کہ میں اپنے اندر کاہلی و تیرگی محسوس کی، خیال کیا کہ چند روز روزہ رکھ لیتا ہوں کہ ممکن یہ

کاہلی وتیرگی دور ہو جائے، روزہ کی نیت کی اپنے حضرت سیدنا امام الطریقہ خواجہ بہاؤ الحق والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، جب مجھے آپ (حضرت سیدنا امام الطریقہ خواجہ بہاؤ الحق والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) نے دیکھا تو فرمایا کھانا لایا جائے اور مجھ ضعیف کو فرمایا کہ کھانا کھاؤ اور پھر مذکورہ بالا حدیث شریف کہ سنائی، بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدُ الْهَوٰى يُضِلُّه، اور پھر اس حدیث شریف کے معانی میں تقریر فرمائی پھر فرمایا میں (حضرت سیدنا امام الطریقہ خواجہ بہاؤ الحق والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) نے تجربہ سے آزمایا ہے کہ کھانا ہوائے نفس کو قابو کرنے میں روزہ سے زیادہ اولیٰ ہے اور بہتر ومفید ہے،

مثنوی

اپنے نفس کو ایک بدکار عورت سے بھی برا خیال کر اس لئے وہ عورت تو جزوی طور پر غلط کار ہے اور تیرا نفس تو سراپا شر اور برائی ہے، اگر تو اپنے نفس سے مشورہ کرتا ہے تو پھر جو وہ کہے اس کے خلاف کر۔ اگر وہ تجھے صرف نماز اور روزہ پر کہے تو پھر بھی وہ مکار ہے اس سے زائد تجھے چاہیے کہ کچھ کرے۔ اپنے نفس سے مشورہ کرنے میں بھی کہ نفس کا کام ہی الٹا ہوتا ہے۔ پس تو نفس کی مخالفت کر اس لئے پیغمبر علیہم السلام کی دنیا میں یہی وصیت ہے"۔

کہتے ہیں انسانی زندگی دوبارہ ہونی چاہیے تا کہ بندہ ایک بار تجربہ کرے اور دوسری زندگی میں عمل کرے۔ نیز اس ارشاد عالی سے یہ مفہوم ہوا کہ عبادات نافلہ میں بھی ہوائے نفس کی دست درازیوں اور شب خونوں کا عمل دخل رہتا ہے، عارفان حق واصل باللہ علماء (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے فرمایا ہے کہ نفلی عبادات شیخ کامل جو فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہو اس کی اجازت سے ہونی چاہیے، کیونکہ وہ ہوائے نفس سے رہائی و چھٹکارا پاچکے ہوتے ہیں اور خواہشات نفسانی کو رد کر چکے ہوتے ہیں، کیا یہ مشاہدہ نہیں ہے کہ پختہ اور شیریں انگور کبھی کچا اور کھٹا یا ترش نہیں بن سکتا اور کوئی میوہ بھی پک کر دوبارہ ابتدائی باکورہ حالت میں نہیں بدل سکتا ہے۔ الفانی لا یرد اور اس فقیر (محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ) نے ایسے ہی کامل باخدا مردان طریقت سے پوچھا یعنی اپنے شیخ کامل سے کہ اگر کسی کو ایسا شیخ کامل

نصیب نہ ہو تو وہ کیا کرے، تو آپ نے فرمایا کہ وہ کثرت سے استغفار پڑھا کرے اور ہمارے خلیفہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اس فقیر کو ارشاد فرمایا کہ ہر نماز کے بعد بیس بار یہ استغفار پڑھے تو سو بار کا اجر ملے گا۔ اَسْتَغْفِرُ اللہَ الَّذِی لَآ اِلٰہَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ گھنے بادل کی طرح میرے دل میں ایک پردہ سا پڑ جاتا ہے پس میں ہر روز سو بار استغفار کرتا ہوں۔

(تفسیر یعقوب چرخی، ص173)

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِہٖ (پارہ 4، سورۃ ال عمران، آیت 112) ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ عزوجل (کے عذاب) سے ڈرو جیسا کہ حق ڈرنے کا ہے۔ عبدالرزاق، فریابی، ابن جریر، ابی حاتم اور ابن مردویہ (رحمۃ اللہ علیہم) نے اپنی اپنی تفسیروں میں اور طبرانی نے معجم میں اور حاکم نے مستدرک میں اور ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت نقل کی ہے بلکہ ابونعیم نے اس روایت کو مرفوع کہا ہے۔ کہ حق تقویٰ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ عزوجل کے احکام کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے شکر کیا جائے ناشکری نہ کی جائے اس کو یاد رکھا جائے فراموش نہ کیا جائے بغوی نے بحوالہ حضرت سیدنا ابن مسعود و حضرت سیدنا ابن عباس (رضی اللہ عنہما) صرف اول ٹکڑا نقل کیا ہے۔ کہ اس کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے۔

میں کہتا ہوں (ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ) یاد کرنے اور بھول نہ جانے سے مراد فناء قلب پر ہے رہی اطاعت و عدم عصیان اور شکر و عدم کفران تو ان امور کا مدار نفس کے فناء پر ہے۔ حقیقی ایمان اور قلبی اطمینان پر ہی اطاعت کلی اور شکر دوامی کی بناء ہے۔ پس اس آیت کا تقاضا ہے کہ کمالات ولایت کو حاصل کرنا واجب ہے آیت کے سبب نزول کا بھی یہی تقاضا ہے اوس و خزرج کا باہمی تفاخر باقی ماندہ امراض نفس کا نتیجہ تھا اس لئے تمام امراض باطنہ سے نفس کو پاک صاف کرنے اور مکارمِ اخلاق خشیۃ اللہ اور ذکر دوامی سے قلب و نفس کو آراستہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(تفسیر مظہری، ص317 ج2)

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ (پارہ 1 سورۃ البقرۃ، آیت 43). اور نماز پڑھتے رہو

اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ اور جو کچھ تم کو حکم دیا گیا ہے۔ اس کی تعمیل میں مشغول رہو۔ اس آیت میں اس امر پر تنبیہ ہے کہ اپنے قلب اور نفس کی حالت کو درست کرنے کے لئے نفس سے جہاد کرے کافروں سے جہاد کرنے سے افضل ہے۔ کیونکہ اول جہاد کا مقصد ہے اپنے نفس کی اصلاح اور دوسرے جہاد کی غرض ہے کافروں کی اصلاح اور دنیا کو بگاڑ سے خالی کر دینا (اور ظاہر ہے کہ اپنی ذات کو بگاڑ سے بچانا دوسروں کو خرابی سے بچانے پر مقدم ہے) اسی لئے اللہ عزوجل نے جہاد نفس کو فرض عین اور جہاد کفار کو فرض کفایہ قرار دیا ہے۔

(تفسیر مظہری ج 3 ص 171)

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا، (پارہ 30، سورۃ الشمس، رکوع 16، آیات 9) کامیاب ہوا وہ شخص جس کے نفس کو اللہ عزوجل نے پاک کر دیا آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا، الٰہی میں تیری پناہ چاہتا ہوں بے بسی سے سستی سے بزدلی سے زیادہ بڑھاپے سے اور عذاب قبر سے الٰہی میرے نفس کو تقویٰ وطہارت عطا فرما تو سب سے بڑھ کر نفس کو پاک کرنے والا ہے۔ تو نفس کا کارساز اور مولیٰ ہے الٰہی میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو فائدہ بخش نہ ہو اس دل سے جو خشوع والا نہ ہو اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔

آیت کا مطلب اس تفسیر پر یہ ہوگا کہ جس نفس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفاتی جلوہ پاشیوں کے ذریعہ سے رذائل سے پاک کر دیا یہاں تک کہ وہ اللہ عزوجل سے اور اللہ عزوجل کے احکام سے رضا مند ہو گیا اس کی یاد اور اطاعت سے اطمینان اندوز ہو گیا اُس کے ممنوعات سے اور ان تمام امور سے جو اللہ عزوجل سے روکنے والے ہیں مجتنب بن گیا وہی کامیاب ہو گیا۔ حضرت سیدنا شیخ المشائخ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کا مطلب اس طرح بیان کیا کہ جس شخص نے اپنے نفس کو پاک کر لیا اس کو صالح بنا لیا اور اللہ عزوجل کی اطاعت پر آمادہ کر لیا وہ کامیاب ہو گیا گویا حضرت سیدنا شیخ المشائخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زکّٰی کی ضمیر مَن کی طرف راجع ہے۔

(تفسیر مظہری ج 12 ص 422)

حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے شیخ اجل حضرت سیدنا بہاء

www.maktaban.org

الدین عرف والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا سب سے قریب راستہ مخالفت نفس ہے۔ مراد یہ ہے کہ احکام شریعت کی پابندی نہگداشت کے ساتھ ساتھ نفس کی مخالفت کی جائے۔ واللہ اعلم۔

(تفسیر مظہری ج 12 ص 297)

حضرت سیدنا امام مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بندہ جب تک خواہش نفس میں لگا رہتا ہے بندۂ نفس اور مطیع شیطان ہوتا ہے۔ یہ نعمت عظمیٰ یعنی خواہش نفس سے آزاد ہو جانا خالص ولایت سے وابستہ ہے اور کامل ترین فنا و بقا پر موقوف ہے (ہر شخص کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا)

میں کہتا ہوں (حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ) کہ اس مرتبہ پر پہنچ کر صوفی تقدیر الٰہی کو پسند کرتا ہے خواہ اس کی طبیعت کے خلاف ہی ہو کسی آئے ہوئے دکھ دور کرنے کی دعا وہ صرف اس لئے کرتا ہے کہ اس کو دعا کرنے کا حکم ہے اور طلب عافیت پر وہ مامور ہے۔ اس لئے دعا نہیں کرتا کہ وہ تکلیف سے دل تنگ اور مراد نہ ملنے سے کبیدہ خاطر ہو جاتا ہو اس مرتبہ میں وہ ویسا ہی اللہ عزوجل کا بندہ اپنے اختیار سے ہو جاتا ہے جس طرح وہ تکوینی اور اضطراری طور پر خدا عزوجل کا بندہ ہوتا اس وقت شیطان کو اس کے پاس پہونچنے کا کوئی راستہ نہیں ملتا شاذ و نادر صورت اس سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ انسان تک شیطان کا راستہ عموماً خواہش نفس کے ہی ذریعہ سے پہونچتا ہے دیکھو جو شخص گرم مزاج رکھتا ہو اور غصہ سے مغلوب ہو جاتا ہو شیطان اس کی نظر میں قتل اور ظلم کو اچھا فعل بنا کر دکھاتا ہے اور جو شخص ٹھنڈے مزاج اور کمزور دل والا ہو اس کو شیطان بتاتا ہے کہ جہاد سے بھاگ جانا حق کے معاملہ میں غیرت کو چھوڑ دینا اور منافقت کرنا اچھا وغیرہ لہٰذا اگر کوئی شخص خواہش ہی کو ختم کر دے تو اس کے پاس آنے کے شیطان کے سب راستے بند ہو جاتے ہیں یہی مفہوم ہے اس آیت مبارکہ کا: اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا۔

(تفسیر مظہری ج 12 ص 299)

حضرت امام عبدالکریم بن ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت غوث یزدانی استاد ابو

علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ جس شخص نے اپنے ظاہر کو مجاہدہ کے ساتھ مزین کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو مشاہدہ کے ساتھ مزین کر دیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا“ (پارہ 21، سورۃ العنکبوت، آیت 69) جنھوں نے ہمارا راستہ میں کوشش کی۔ ہم ضرور ان کو اپنا راستہ دکھا دیں گے۔ یاد رکھیں کہ جو شخص ابتداء میں مجاہدہ نہیں کرتا۔ وہ اس طریقہ (تصوف) میں سے شمہ بھر بھی حاصل نہیں کر سکتا۔

(رسالہ قشیریہ، ص 251)

حضرت امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے مفردات غریب القرآن میں فرمایا جہاد و مجاہدہ دشمن کے مقابلے میں پوری قوت کا صرف کرنا ہے۔

اس کی تین قسمیں ہیں۔

(ا) ظاہری دشمن سے جہاد۔

(۲) شیطان سے جہاد۔

(۳) نفس سے جہاد۔

ان تینوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ“ (پارہ 17، سورہ مومنون، آیت 78) اور اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کا حق ہے یعنی پوری قوت وطاقت سے اور فرمایا ”وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ“ (پارہ 26، سورۃ الحجرات، آیت 15) اور جنہوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کیا۔

آقائے دوجہاں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جاهدوا اهواء كم كما تجاهدون اعداء كم“ (الحدیث) یعنی اپنی خواہشات کے خلاف اس طرح جہاد کیا کرو جیسے تم اپنے دشمنوں سے جہاد کرتے ہو نفس سے جہاد یہ ہے کہ آپ نفس کو شرعی مامورات ومنہیات کی مطابقت کا پابند بنانے کیلئے اسے خواہشات کی پیروی سے روکیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا“ (سورۃ العنکبوت)

جنہوں نے ہماری راہ میں جدوجہد کی تو ہم انہیں ضرور اپنے راستوں کی ہدایت دینگے۔

حضرت سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ''المجاهد من جاهد نفسه في الله'' مجاہد وہ ہے جو اللہ عزوجل (کی راہ) میں اپنے نفس سے مجاہدہ کرے (ترمذی شریف)

شرح الطریقہ محمدیہ میں مذکور ہے کہ تزکیہ نفس فرض عین ہے اور نفس کا تزکیہ مجاہدہ کے بغیر ممکن نہیں لہذا مجاہدہ بھی فرض عین ہوا کیونکہ واجب جس چیز پر موقوف ہو اس کا علم بھی واجب ہوتا ہے۔

حضرت علامہ شیخ المشائخ شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجاہدہ فی النفس عبادت ہے اور یہ علم کے بغیر ممکن نہیں اگر مجاہدہ فرض عین ہے تو اس مجاہدہ کا علم بھی فرض عین ٹھہرا۔

(تصوف کے حقائق، ص، 78)

حضرت عالی محبوب سبحانی سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹنے کی تشریح میں۔ جب بھی تو نفس کے ساتھ جہاد کرے اور اس پر غالب آجائے۔ اور مجاہدے کی تلوار سے اسے قتل کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے زندہ فرما دیتا ہے۔ وہ تجھ سے جھگڑتا ہے۔ اور تجھ سے حرام اور حلال خواہشات اور لذتیں طلب کرتا ہے تا کہ تو اس کے ساتھ مجاہدہ اور مقاتلہ کی طرف پھر لوٹے تا کہ تیرے لئے نور اور ثواب دائمی لکھا جائے۔ اور یہی معنیٰ ہے حضور نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کا کہ، ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹے۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 280)

حضرت عبدالرحمٰن امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ماہ ناز کتاب ذم الھویٰ میں جہاد اکبر کے بارے میں لکھتے ہیں۔

بڑا بہادر کون

حضرت سیدنا سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے فرمایا! جو شخص اپنی خواہشات پر قابو پالیتا ہے وہ اس شخص سے زیادہ طاقتور ہے جو کسی شہر کو اکیلے فتح کرے۔

(عشق مجازی کی تباکاریاں، ص، 47)

اصل پہلوان

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ آدمی پہلوان نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو اپنے نفس پر غالب آجائے۔

(عشق مجازی کی تباکاریاں، ص، 51)

بڑا جہاد کونسا ہے

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غزوہ سے واپس ہوئے تو مجاہدین سے فرمایا تمہارا آنا مبارک ہو تم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آئے۔ صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑا جہاد کونسا ہے فرمایا انسان کا اپنے نفسانی خواہشات سے جہاد کرنا۔

(عشق مجازی کی تباکاریاں، ص، 51)

مجاہدہ نفس بڑا جہاد کیوں ہے؟

مجاہدہ نفس، بڑا جہاد اس لئے ہے کہ نفس محبوب چیز ہے اور یہ جس چیز کی رغبت کرے وہ بھی محبوب ہوتی ہے۔ اور یہ اس کی دعوت دیتا ہے جس کی خواہش کرتا ہے۔ اور اس طرح سے نفس کی مخالفت مکروہ کام میں بھی محبوب ہوتی ہے۔ اور جب یہ کسی محبوب چیز کی طرف بلائے تو پھر محبوب کیوں نہ ہوگی۔ اور جب حالات اس کے مخالف ہو اور محبوب جس چیز کو پسند کر رہا ہے اس کی مخالفت مشکل اور بڑا جہاد کیوں نہ ہوگی۔ بخلاف کفار کے ساتھ جہاد کرنے کے۔ کیونکہ طبیعتیں دشمنوں سے برسرپیکار ہونے پر تیار ہو جاتی ہیں۔

ارشاد رب ذوالجلال ہے۔ ''وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ''

تم اللہ عزوجل کی راہ میں ایسے جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ (پارہ 17، سورۃ الحج، آیت 78)

اس مذکورہ ارشاد کی تفسیر میں حضرت شیخ المشائخ امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس جہاد سے مراد نفس اور خواہش سے مقابلہ کا جہاد ہے۔ (عشق مجازی کی تباکاریاں، ص، 51، 52)

مفسر قرآن یادگار صوفیاء علامہ حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ **وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ** اور خدا عزوجل کی راہ میں اس کے واسطے جنگ کرو جیسا کہ جنگ کرنے کا حق ہے۔ یعنی صاف دلی اور خالص نیت سے اور جہاد دو ہیں۔ ایک ظاہری دشمن سے جیسے مشرک اور باغی دوسرے باطنی دشمنوں سے جو کہ نفس اور خواہشات ہیں۔ جیسے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک سے لوٹتے ہوئے فرمایا کہ **رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ** چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف ہم لوٹے

نظم

اے شہاں کشتیم ما خصم برون	ماند خصمے زو تبرور اندرون
کشتن این کار عقل و ہوش نیست	شیر باطن سخرۂ خرگوش نیست

ترجمہ: اے بادشاہو! ہم نے باہر کے دشمن کو مار ڈالا مگر اس سے بڑا دشمن اندر رہ گیا۔

اس کا مار ڈالنا عقل و ہوش کا کام نہیں ہے شیر باطن خرگوش کا بیگاری نہیں ہو سکتا۔

اسی سے ہے کہ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حق جہاد یہ ہے کہ پلک جھپکنے کے برابر بھی نفس کے مجاہدہ سے نڈر کے کیونکہ اس سے بے خوف نہیں ہو سکتے **اَعْدٰى عَدُوِّكَ نَفْسُكَ الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيْكَ**۔ تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے) اشارہ شرم گاہ کی طرف ہے۔

(تفسیر حسینی ج 2 ص 84)

فتوحات میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ قریب کے کافروں سے جنگ کرنے کے لئے فرمایا ہے اور اس کا فرنعت نفس امارہ سے بڑا کوئی دشمن نہیں ہے اور دشمنوں میں سب سے زیادہ قریب وہی ہے کیونکہ **اَعْدٰى عَدُوِّكَ نَفْسُكَ الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيْكَ** (سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دو پہلوؤں کے درمیان ہے) پس اس سے جنگ میں مشغول ہونا جس کو جہاد اکبر کہتے ہیں زیادہ مناسب ہے۔ اور اسی کی طرف مثنوی معنوی میں اشارہ کیا ہے۔

مثنوی

اے شہا کشتیم ما خصم برون	ماندازو خصمے تبر در اندرون
قد رَجَعْنَا مِنْ جَهَادِ الْاَصْغَرِ یم	این زمان اندر جہاد اکبریم
سہل شیرے دان کہ صفا بشکند	شیر آن را دان کہ خود را بشکند

ترجمہ: اے بادشاہ ہم تو باہر رہنے والوں کے دشمن ہو گئے ہیں۔ اس سے بہت بڑا دشمن ہمارے اندر ہے۔ جہاد اصغر سے ہم لوٹے ہیں اس وقت ہم جہاد اکبر میں ہیں۔ شیر کے لئے صفوں کو توڑ دینا آسان ہے۔ شیر اس کو سمجھو جو اپنے کو توڑ دے۔

(تفسیر حسینی ج1 ص 311)

صوفیاء کرام (رحمۃ اللہ علیہم) فرماتے ہیں، تمام گناہوں سے زیادہ بوجھل وجود کا گناہ ہے۔ اس لئے کہ تمام گناہوں کا اصل سبب یہی ہے۔ اور سالک کو سلوک سے بھی روکتا ہے۔ (سبق اموزبات) سالک کو ہر گناہ سے توبہ لازمی ہے بلکہ راہ حق میں فانی ہو جائے۔

حضرت سیدنا حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فکر خود و رائے در عالم رندی نیست	کفر ست دریں مذہب خود بینی و خود داری

ترجمہ: جہاں میں رند کو کوئی فکر نہیں بلکہ اسے خود اپنا بھی خیال نہیں

کیونکہ اس مذہب میں خود بینی و خودداری کفر ہے۔

بعض بزرگوں کا ارشاد ہے، کہ نفس کی خرابیوں سے بچنا نفس کی طاقت سے مشکل ہے۔ جب تک کہ تائید ایزدی نصیب نہ ہو۔

حضرت قطب الارشاد الشیخ ابو عبد اللہ محمد بن علی الترمذی الحکیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذکر الٰہی دل کو تر و تازہ اور اسے نرمی بخشتا ہے۔ جب دل ذکر الٰہی سے فارغ ہو تو قلب پر نفس کی حرارت اور شہوات کی آگ کی گرمی پہنچتی ہے۔ اس سے قلب سخت اور خشک ہو جاتا ہے

اسی وجہ سے پھر دیگر اعضاء طاعتِ الٰہی سے رک جاتے ہیں۔ جب یہ بیماری طول پکڑے تو دل سوائے کاٹنے کے کوئی اور چارہ نہیں رہتا۔ یہی قلب کا حال ہے پھر جس طرح وہ درخت کٹا ہوا سوائے جلانے کے اور کسی کام کا نہیں رہتا۔ ایسے ہی خشک اور سخت قلب وغیرہ سوائے جہنم کے ایندھن کے اور کسی کام کا نہیں ہوتا۔ (اعاذنا اللہ عنہما)

(فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان ص 152 ج 7)

حضرت قطب الاقطاب سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے حقیقتِ نفس اور معنی ہوا نفس کے لغوی معنی کسی چیز کی حقیقت اور اصلیت ہے۔ عام زبان میں یہ لفظ کئی مختلف اور متضاد معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً روح، انسانیت، حسن، خون وغیرہ۔ لیکن اہل تصوف کے نزدیک نفس ان چیزوں میں سے کچھ بھی نہیں۔ اتفاق اس بات پر ہے کہ نفس منبع شر اور رہبر بدی ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے نفس بدن میں روح کی طرح ایک امانت ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے نفس انسانی قالب کی ایک صفت ہے۔ جیسے حیات۔ یہ سب تسلیم کرتے ہیں کہ سب برے اخلاق اور مذموم افعال کا سبب نفس ہے مذموم افعال کی دو صورتیں ہیں:

(۱) گناہ

(۲) اخلاق بد مثلاً غرور، حسد، بخل، غصہ و کینہ وغیرہ۔

جو شرعاً اور عقلاً مذموم ہیں یہ چیزیں ریاضت سے دور ہو سکتی ہیں جیسے توبہ سے گناہ۔ گناہ ظاہری صفات میں شامل ہے اور مندرجہ بالا بدیاں باطنی حیثیت رکھتی ہیں۔ اسی طرح ریاضت ظاہری افعال میں شامل ہے اور توبہ ایک باطنی صفت ہے۔ باطنی برائیاں ظاہری وصفوں سے پاک ہو جاتی ہیں اور ظاہری گناہ باطنی صفت یعنی توبہ سے دور ہو جاتے ہیں۔ نفس اور روح دونوں قالب انسانی میں نہایت نازک چیزیں ہیں اور ایسے ہی موجود ہیں جیسے کائنات میں شیاطین، ملائکہ، بہشت اور دوزخ۔ مگر ایک محل شر ہے اور دوسری محل خیر۔ جیسے کہ آنکھ محل نظر ہے۔ کان محل سمع ہے اور زبان محل ذائقہ یا دیگر عین اور صفات یعنی جوہر اور عرض جو انسانی طبیعت کو ودیعت ہیں۔ نفس کے خلاف چلنا عادتوں سے بالاتر ہے اور اس

مجاہدوں کا نقطہ کمال ہے۔ مخالفت نفس کے بغیر راہ حق دستیاب نہیں ہوتی۔ نفس کی موافقت باعث ہلاکت اور اس کی مخالفت وجہ نجات ہے۔ باری تعالیٰ نے مخالفت نفس کا حکم دیا ہے نفس کے خلاف چلنے والوں کی تعریف اور موافقت کرنے والوں کو مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۔ (پارہ 3، سورۃ الزارعت، آیت 40) جس نے نفسانی خواہش کو رد کیا اس کے لئے بہشت جائے آرام ہے۔ پھر فرمایا: اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۔ (پارہ 1، سورۃ البقرۃ، آیت 37) جب تمہارے پاس کوئی رسول ؑ آیا اور اس نے تمہاری خواہش پر صاد نہ کیا تو تم اس کے خلاف متکبرانہ روش پر اتر آئے۔

حضرت سیدنا یوسف ؑ نے کہا: وَ مَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۔ (پارہ 13، سورۃ یوسف، آیت 53) میں اپنے نفس کو بری الذمہ نہیں سمجھتا برائی پر آمادہ کرتا ہے۔ جب تک میرے رب ﷻ کا رحم شامل حال نہ ہو۔ تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا جب باری تعالیٰ کو کسی بندے کی بہبودی منظور ہوتی ہے وہ اس کو نفس کے عیب سے آگاہ کر دیتا ہے۔ آثار نبوی ﷺ میں ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت سیدنا داوٗد ؑ کی طرف وحی بھیجی اور فرمایا اے داوٗد ؑ اپنے نفس سے عداوت کر۔ میری دوستی اس کی عداوت میں ہے۔

یہ سب اوصاف ہیں اور ہر وصف کے لئے موصوف کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ وصف از خود قائم نہیں ہوتا۔ وصف کو سمجھنے کے لئے جملہ موصوف یعنی پورے قالب کو سمجھنے کی ضرورت ہے اس کا طریق کار یہی ہے کہ انسانی جبلت اور اس کے عجائبات کو سمجھا جائے۔ یہ طالبان حق پر فرض ہے کیونکہ جو اپنی ذات کو سمجھنے سے قاصر ہو وہ دوسرے کو کیا سمجھ سکے گا۔ جب انسان کو معرفت خداوندی کی طرف گامزن ہونا ہی ہے تو پہلے اس کو اپنی معرفت حاصل ہونی چاہئے تاکہ اپنے کو حادث دیکھ کر حق تعالیٰ کو قدیم دیکھ سکے اور اپنی فنا سے اس کی بقا کو سمجھ سکے۔ نص قرآن اس پر شاہد ہے حق تعالیٰ نے کفار کو اپنی ذات کی جہالت میں مبتلا کیا اور فرمایا: وَ مَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۔ (پارہ 1، سورۃ البقرۃ، آیت 130)

ابراہیم کی ملت سے وہ دست بردار ہوتا ہے جو اپنے نفس سے بے خبر ہے۔ ایک پیر طریقت نے کہا ہے جو اپنے نفس سے بے خبر ہو وہ ہر چیز سے بے خبر ہے۔

سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ جس نے اپنے نفس کو فانی جانا اس نے اپنے رب ﷻ کو باقی جانا۔ بعض کہتے ہیں جس نے اپنے آپ کو حقیر سمجھا۔ اس نے اپنے رب کو عزیز دیکھا۔ بعض کہتے ہیں جس نے اپنے نفس کو عبودیت کے لئے سمجھا اس نے خدا کی ربوبیت کو سمجھا۔ الغرض جو اپنے آپ کو نہیں پہچانتا وہ کسی چیز کو پہچاننے کے قابل نہیں ہوتا واضح ہونا چاہئے کہ اس کلام میں معرفت نفس سے مراد جبلت انسانی (انسانیت) کی معرفت ہے۔

(کشف المحجوب ص283)

شرع اور رسم کا تمام تر انحصار کوشش پر ہے۔ تاجدار مدینہ ﷺ کو قرب تام حاصل تھا پاک دامانی، سلامتی اور عاقبت کی کامرانی مسلم تھی۔ تاہم ریاضت یعنی طویل فاقہ کشی مسلسل روزہ داری اور شب بیداری کا یہ عالم تھا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: طٰهٰ ۚ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۙ قرآن ہم نے اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ خود کو مشقت میں ڈالیں

حضرت سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ تعمیر مسجد کے دوران اینٹیں اٹھا رہے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ آپ کو تکلیف ہو رہی ہے۔ کہا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے فرمایئے میں اینٹیں اٹھاتا ہوں آپ کیوں تکلیف کر رہے ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ ؓ! تم دوسری اینٹیں اٹھاؤ راحت دوسری دنیا میں ہے یہاں مشقت ہی مشقت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا غزوہ سے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں فرمایا اپنے نفس سے ابتداء کرو اور اسے ریاضت کی عادت ڈالو پھر اپنے نفس سے شروع کرو اسے لڑائی کے قابل بناؤ اگر منہ پھیر کر بھاگتے ہوئے مارے گئے تو بھاگنے والوں میں حشر ہو گا اگر ثابت قدم ہو کر مارے گئے تو صبر کرنے والوں میں شمار ہو گا اگر تو دکھاوا کرنے کے لئے

مارا جاتا ہے تیرا حشر دکھاوا کرنے والوں میں ہوگا (کشف المحجوب ص288)

نفس باغی کتا ہے جس کا چمڑہ بغیر دباغت پاک نہیں ہوتا۔ (کشف المحجوب ص 293)

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے نفس ! تو بیمار ہے اور عمر تیرے پرہیز کا زمانہ ہے اور روحانی حاذق طبیب یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی راستی و سچائی سے بھی تو آگاہ ہے۔ یوں فرمایا ہے کہ ذائقہ اور لذتیں تجھ کو مضر ہیں اور کڑوی دوائیں تیرے لئے نافع اور مفید ہیں۔ کیا تجھ سے سفر کی مصیبتیں اس امید پر برداشت نہیں ہوسکتیں کہ منزل پر پہنچ کر آرام نصیب ہوگا۔ پس اگر راستہ کی تکلیف سے اکتاتا ہے تو یاد رکھ کے قافلہ نکل جائیگا اور تو جنگل میں پڑا رہے گا کہ یا تو کوئی درندہ تجھ کو پھاڑ کھائے گا اور یا یوں ہی بھٹکتا ہوا ہلاک ہو جائے گا۔

(تبلیغ دین، ص325)

حضرت شیخ الشیوخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ سرکش گھوڑوں کو لگام کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی تمہارے نفس کو۔

(احوال الصادقین، ص، 257)

حضرت شیخ المشائخ سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے جس نے ادب کے ذریعہ اپنے نفس کو دبالیا وہ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا۔ ادب کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ مشائخ (طریق) کا ادب کرو کیونکہ جو شخص ان کے دلوں کی (تکدر و کلفت) سے حفاظت نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کے اوپر ایسے کتے مسلط کرتے ہیں جو اس کو تکلیف دیتے رہتے ہیں۔ (اب ہر شخص کے ادب کا طریقہ معلوم کرو) اپنے سے بڑے کی صحبت کا ادب یہ ہے کہ اس کی خدمت کرو۔ اور برابر کا ادب یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایثار اور ہمدردی کرو۔ اور اپنے سے چھوٹے کا ادب یہ ہے کہ اس پر شفقت کرو، اس کی تربیت اور خیر خواہی کرو۔ عارف باللہ کی صحبت میں موافقت سے رہو (کہ اس کے خلاف کوئی بات نہ کرو) اور مخلوق کے ساتھ خیر خواہی سے رہو۔ اور نفس کے ساتھ مخالفت سے رہو اور شیطان کے ساتھ دشمنی و عداوت سے رہو۔

(البیان المشید، ص،70)

حضرت ابو العباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفاعی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجاہدۂ نفس کی شہادت جہاد کفار کی شہادت سے افضل ہے اور جو شہادت نفس کے مجاہدہ اور اس کی لذتوں اور خواہشوں کے مارنے سے حاصل ہو وہ رتبہ میں اللہ سبحانہ، وتعالیٰ کے نزدیک اس شہادت سے بڑھی ہوئی ہے جو کفار سے لڑنے اور تلواروں کے توڑنے سے حاصل ہوتی ہے (چنانچہ ارشاد ہے رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ ''اب ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے۔ (چھوٹا جہاد تو کفار کو مارنا تھا اور بڑا جہاد نفس کو مارنا یعنی دنیوی لذتوں خواہشوں کو مٹانا ہے) وہ جہاد تو خطرہ سے خالی نہیں کیونکہ اس میں بہت کم لوگوں کی نیت (اللہ عزوجل کے واسطے) سالم ہوتی ہے۔ اس میں تو شہادت کے حاصل ہونے کا گمان ہی ہوتا ہے یقین نہیں ہوتا اور یہ شخص (جس کو موت ارادی حاصل ہے) جب اس درجہ پر پہنچ گیا اس کی شہادت یقینی ہے) موت ارادی ثواب ہی ثواب ہے اور طبعی موت عذاب ہی عذاب ہے جس کو موت ارادی حاصل ہے وہ موت سے پہلے جاگ جاتا ہے۔ جو جاگ گیا وہ بلاشبہ (دوسرے عالم) کو دیکھ لیتا ہے۔

(البیان المشید، ص، 268)

حضرت شیخ الشیوخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھیڑ بکریاں انسانوں سے زیادہ باخبر ہوتی ہیں کیونکہ چرواہے کی ایک آواز پر چرنا چھوڑ دیتی ہیں اور انسان اپنی خواہشات کی خاطر احکام الٰہی کی بھی پرواہ نہیں کرتا اور صحبت بد انسان کو نیک لوگوں سے دور کر دیتی ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص، 26)

حضرت امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (ہم سے عہد لیا گیا ہے) کہ اپنے نفس کے ساتھ ریاضت اور مجاہدہ اس قدر کریں کہ ہمارا ظاہر اور باطن یکساں ہو جائیں اور اس میں ہرگز سستی نہ کرے اور ہم صفت نفاق سے پاک ہو جائیں۔ نیز اس کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ ہم نے لوگوں سے تو شرم اور حیا کی کہ ان سے اپنی برائیوں کو چھپایا اور خدا عزوجل سے شرم نہ کی (کہ دل میں برائیوں کو جگہ دی کیونکہ وہ تو دل کی حالت کو ایسے جانتے ہیں جیسے ظاہری حالت کو

www.maktaban.org

پس اگر ہم کو حق تعالیٰ سے شرم اور حیا ہوتی تو ہم ظاہر اور باطن دونوں کو گناہ سے پاک کرتے)۔

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ایک وصیت یہ بھی فرمائی تھی۔ کہ اس بات سے بچو کہ تم ظاہر میں تو خدا عزوجل کے دوست بنو اور باطن میں دشمن اسکو خوب سمجھ لو اس پر اچھی طرح عمل کرو۔

(الدر المنضود، ص، 101)

حضرت سیدنا سید الطائفہ شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ جو شخص فنا کی دو طرفوں میں ہوا سے فانی سمجھو۔ جو شخص اپنے نفس کے ساتھ زندہ ہے تو وہ روح کے نکل جانے سے مردہ ہے۔ اور جس کی حیات اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ ہے وہ موت کے بعد حیات طبع سے منتقل ہو کر حیات اصل کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور حقیقی حیات یہی ہے۔

(روح البیان پارہ 17 ج 17 ص 70)

حضرت بزرگ سیدنا امام الطریقہ بہاء الحق والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نفس پر تہمت لگاؤ۔ کیونکہ جو شخص خدا عزوجل کی مہربانی سے اپنے نفس کو بدی کے ساتھ پہچانتا ہو اور اس کے مکر و دھوکہ کو جان چکا ہو اس کے نزدیک یہ عمل سہل ہے۔

(نفحات الانس ص 416)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے شکایت کی کہ وساوس شیطانی مجھے بہت ستاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان سے بچنے کا صرف ایک راستہ ہے کہ تم اپنے قلب سے علائق دنیا کے شجر کو اکھاڑ کر پھینک دو تا کہ اس کے اوپر کوئی پرندہ بیٹھ ہی نہ سکے۔ یعنی دنیا کو چھوڑ دو تا کہ وساوس شیطانی کا غلبہ ہی نہ ہو سکے۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 413)

حضرت سیدنا عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نفس کی برائیوں سے وہی واقف ہوسکتا ہے جو خود کو ہیچ تصور کرے۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 261)

حضرت سیدنا سلطان المشائخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک حمام میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک نوعمر حسین لڑکا وہاں موجود ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے فرمایا کہ اس کو فوراً یہاں سے نکال دو کیونکہ عورت کے ہمراہ تو صرف شیطان رہتا ہے لیکن نوخیز و حسین لڑکے کے ہمراہ اٹھارہ شیطان ہوتے ہیں تاکہ دیکھنے والے کے سامنے لڑکے کو آراستہ کر کے پیش کریں۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 143)

حضرت سیدنا سلطان المشائخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے تائب ہونے کا واقعہ: ایک مرتبہ میں نے مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے الٹا پاؤں مسجد میں رکھ دیا جس کے بعد ہی یہ ندا آئی کہ اے ثوری! مسجد کے حق میں یہ گستاخی اچھی نہیں بس اسی دن سے آپ کا نام ثوری پڑ گیا بہر حال یہ ندا سن کر خوف کا ایسا غلبہ ہوا کہ غش کھا کر گر پڑے اور ہوش آنے کے بعد اپنے منہ پر طمانچے لگاتے ہوئے کہنے لگے کہ بے ادبی کی ایسی سزا ملی کہ میرا نام ہی دفتر انسانیت سے خارج کر دیا لہٰذا اے نفس اب ایسی بے ادبی کی جرات کبھی نہ کرنا۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 141)

حضرت سیدنا سلطان المشائخ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمیں کثیر علم کے بجائے قلیل ادب کی زیادہ احتیاج ہے اور لوگ اس وقت ادب کی تلاش کرتے ہیں جب اہل ادب دنیا سے رخصت ہو چکے گو مشائخ نے ادب کی بہت سی تعریفیں کی ہیں۔ لیکن میرے نزدیک ادب نام ہے نفس شناسی کا۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 139)

کسی نے آپ حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو نصیحت کرنے کی خواہش کی تو فرمایا:

چھ عادتیں اختیار کر لو۔

اول: جب تم ارتکاب معصیت کرتے ہو تو خدا عزوجل کا رزق مت استعمال کرو۔

دوم: گر معصیت کا قصد ہو تو خدا عزوجل کی مملکت سے نکل جاؤ۔

سوم: ایسی جگہ جا کر گناہ کرو جہاں وہ دیکھ نہ سکے اور اس پر جب لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ وہ کونسی جگہ ہے جہاں وہ نہیں دیکھ سکتا جبکہ وہ اسرار قلوب تک سے واقف ہے تو فرمایا کہ یہ کیسا انصاف ہے کہ اس کا رزق استعمال کرو اسی کے ملک میں رہو اور اسی کے سامنے گناہ بھی کرو۔

چہارم: فرشتہ اجل سے توبہ کا وقت طلب کرو۔

پنجم: منکر نکیر کو قبر میں مت آنے دو۔

ششم: جب جہنم میں جانے کا حکم ملے تو انکار کردو۔

آپ نے فرمایا کہ جب یہ تمام چیزیں ناممکن العمل ہیں تو پھر گناہ نہ کرو یہ سن کر وہ شخص تمام گناہوں سے تائب ہو کر اسی وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے فوت ہوگیا۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 80)

حضرت میاں قاضی خان ظفر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے تیس سال جان کھپائی اور ریاضات کیئے تب کہیں نفس کی مکاریوں کا تھوڑا سا علم حاصل ہوا اور معلوم ہو سکا کہ نفس کس طرح ڈاکے ڈالتا ہے اور اس کے مورچے کون کون سے ہیں۔

(اخبار الاخیار ص 561)

اے فقیر ایک روز صبح سے شام تک اپنے نفس سے جنگ کر۔ تا کہ یہ چار چیزیں حاصل ہوں۔

(۱) آسائش تن (۲) فارغ البالی

(۳) سلامتی دل (۴) قیامت کے حساب سے خلاصی۔

ظاہر ہو جائیں اور مرد حقیقتاً وہی لوگ ہیں جو اپنے نفس سے جنگ کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ جنگ ایسی ہے جس کے لئے مصالحت اور صلح کی کوئی سبیل نہیں۔ عزیز من! جو کوئی اپنے نفس سے ہمیشہ احتساب کرتا ہے تو وہ تمام دعوے اور معنی ترک کر دیتا ہے۔ اور تمام سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

(اخبار الاخیار ص 284)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابو طالب خزرج بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں: شیخ ابو

عبد اللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مرید کو اس سے بڑھ کر اور کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی کہ نفس کو سست کر دے۔ رخصت کو ڈھونڈے۔ تاویلوں کو قبول کرے۔

(نفحات الانس ص 277)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ غیلان موسوس رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ان سے پوچھا کہ بندہ غفلت کے خطرہ سے کب چھوٹ جاتا ہے کہا اس وقت کہ جو کچھ اس کو حکم دیا گیا اس میں مشغول رہے۔ اور جس سے منع کر دیا گیا ہے غافل رہے اور اپنے نفس سے حساب لینے میں عاقل ہو۔

(نفحات الانس ص 160)

حضرت شیخ المشائخ ابراہیم بن یوسف بن محمد الزجاجی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں مذکور ہے یعنی خلاف نفس میں ہمیشہ برکت ہے اور بیشک میں نے ایک مرتبہ ایک قدم نفس کی موافقت کی تھی اس پر اس کا تدارک مجھ سے سالہا سال تک نہیں ہو سکا۔

(نفحات الانس ص 249)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ جعفر بن محمد نصیر الخلدی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں یعنی عالی ہمت ہو کیونکہ ہمت مردوں کو کمال تک پہنچاتی ہے صرف مجاہدات نہیں پہنچاتے۔ مزید فرمایا یعنی وہ نہ رہیں (یعنی ان کا نفس ان سے علیحدہ ہو جائے اور اگر وہ وہی رہیں تو وہ ہرگز وہ نہیں ہیں۔ (یعنی اگر ان کا نفس علیحدہ نہ ہو تو عارف نہیں ہیں)

(نفحات الانس ص 250)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابو الحسن احمد بن محمد نوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آدمی اس چیز کا دشمن ہوتا ہے جو اس کے نفس کے خلاف ہے اور اسے ہر اس چیز سے محبت ہوتی ہے جو اس کی ہوائے نفس کے موافق ہو۔

(کشف المحجوب ص 206)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ شیخ محمد بن علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے ایک مرتبہ

www.maktaban.org

اپنی تمام تر تصانیف دریا میں پھینک دیں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے ان کتابوں کو نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا کہ اپنے آپ کو ان میں زیادہ مشغول رکھ۔ آپ نے فرمایا کہ سو بھوکے شیر بکریوں کے ریوڑ میں جتنا نقصان کرتے ہیں اتنا نقصان ایک ساعت میں شیطان کر دیتا ہے لیکن اس سے کہیں زیادہ نقصان انسان کا نفس ایک ساعت میں کرتا ہے۔

(سفینۃ الاولیاء ص168)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابو طالب محمد بن عطیہ حارثی المکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجاہدہ نفس بڑا جہاد ہے۔ افضل ترین کام یہ ہے کہ انسان اپنی خواہشات کو قطع کر دے اور خواہش (نفس) سب سے شیریں چیز محسوس ہوتی ہے اس لئے کہ خواہشات کا کوئی انجام نہیں جیسے کہ ان کے آغاز کی کوئی متعین بات نہیں۔ اب اگر خواہشات کو قطع نہ کیا تو ان کی انتہاء نہ رہے گی۔ اگر مزید طاعت اور حلاوتِ بندگی پانے میں لگ جائے تو ٹھیک ورنہ صبر و مجاہدہ سے کام لے اور یہی طالبِ صادق کا طریق ہے۔ (القرآن مجید صبر اور نماز کے ساتھ دعا مانگو) یعنی طاعت کے ذریعہ مدد حاصل کرو اور نافرمانی کے سلسلہ میں مجاہدہ پر صبر کرو۔ حضرت سیدنا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: اَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَہِیُ عَنِ الْمُنْکَرِ کے مقابلہ میں تمام اہل خیر اس طرح ہیں جیسے کہ سمندر کے مقابلہ میں ذرا سا تھوک ہو۔ اور راہِ خدا عزوجل میں جہاد کے مقابلہ میں اَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَہِیُ عَنِ الْمُنْکَرِ اس طرح ہے جیسے کہ سمندر کے مقابلہ میں ذرا سا تھوک ہو اور برائی سے پرہیز کرنے کے سلسلے میں نفس کو خواہش سے روکنے کے مجاہدہ کے مقابلہ میں جہاد فی سبیل اللہ اس طرح ہے جیسے کہ بے پایاں سمندر کے مقابلہ میں ذرا سے تھوک ہو۔

(قوت القلوب، ج1، ص686)

حضرت شیخ الشیوخ شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

تہذیب کے تین طریقے ہیں

(1) سنتِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،

(2) صحبتِ بزرگان،

(3) خلوت نشینی۔

تین چیزوں کی تہذیب کی جاتی ہے:

(1) تہذیبِ نفس،

(2) تہذیبِ عادات،

(3) تہذیب دل۔

تہذیبِ نفس تین چیزوں سے عبارت ہے:

(1) نفس کو معصیت سے روکنا،

(2) اسے خرافات سے عقل وشعور کی طرف لانا،

(3) پھر غفلت سے بیداری کی طرف لانا۔

تہذیبِ عادت سے مراد یہ ہے کہ تو

(1) بیقراری سے صبر کی طرف رجوع کرے،

(2) بخل سے خرچ کی طرف مائل ہو،

(3) انتقام کی بجائے عفوودرگزر اختیار کرے۔

تہذیبِ دل تین چیزوں سے عبارت ہے

(1) بے خوفی کی موت کے بجائے خوفِ خدا ﷻ والی زندگی گزارنا،

(2) مایوسی کی نحوست سے امید کی برکت کے ساتھ آنا،

(3) باطنی انتشار کی زحمت سے جمیعتِ خاطر کی طرف آنا۔

(صد میدان، ص 35)

تجرید نفس تین چیزوں سے عبارت ہے

(1) دنیا کا طلب نہ کرنا،

(2) اس کے چھن جانے پر افسوس نہ کرنا،

(3) جو موجود ہو اس کا نہ چھپانا۔

(صد میدان، ص43)

ورع کا مفہوم پرہیز گاری اختیار کرنا

(1) ناپسندیدہ امور سے،

(2) کثرتِ دنیا سے،

(3) دلہائے پراگندہ سے۔

ناپسندیدہ امور سے پرہیز تین چیزوں کے ساتھ کیا جا سکتا ہے

(1) خود کو عیب گوئی سے پاک رکھنا،

(2) اپنے دین کو نقصان سے بچانا،

(3) حرص وہوا کو اپنے سے دور رکھنا اور پسندیدہ طریق پر چلنا۔

کثرتِ دنیا سے پرہیز تین چیزوں کو (پیش نظر رکھ کر) کیا جا سکتا ہے

(1) روز حساب کی رسوائی،

(2) دشمنوں کی خوشی،

(3) وارثوں کا غبن۔

دلہائے پراگندہ سے پرہیز تین چیزوں کے ساتھ کیا جا سکتا ہے

(1) قرآن کریم میں تدبر کے ساتھ،

(2) قبرستان کی زیارت سے،

(3) حکمتِ الٰہی میں تفکر سے۔

(صد میدان، ص45)

حضرت غوث یزدانی بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدائی یاد کا مفہوم اپنے نفس کو فراموش کر دینا ہے اور جو شخص خدا عزوجل کو خدا عزوجل کے ذریعہ شناخت کرتا ہے وہ زندہ جاوید ہو جاتا ہے لیکن جو اپنے نفس کے ذریعہ خدا عزوجل کو پہچاننے کی سعی کرتا ہے وہ فانی ہے فرمایا کہ

قلب عارف اس شمع کی طرح ہے فانوس کے اندر سے ہر سمت اپنا نور پھیلاتی رہتی ہے اور جس کو یہ مقام حاصل ہو گیا اس کو تاریکی کا خطرہ نہیں رہتا۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص، 126)

حضرت امام ابوبکر بن ابواسحاق محمد بن ابراہیم بن یعقوب البخاری الکلاباذی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ جب نفس فرائض کا پابند ہو جائے اور اس کی طبیعت کی اصلاح ہو جائے اور وہ آداب خداوندی کو اپنا لے مثلاً یہ کہ اپنے اعضاء کو لگام ڈالے اور اپنے اطراف کو محفوظ کر لے اور اپنے حواس کو یکجا کر لے تو اس کے لیے اخلاق نفس کی اصلاح، ظاہر کو پاک کرنا، نفس کی خواہشات سے فراغت، دنیا سے یکسوئی اور اس سے اعراض کرنا آسان ہو جائے گا۔ تب جا کر کہیں بندے کے لیے ممکن ہوگا کہ وہ دل پر گزرنے والے خیالات کی نگہداشت کر سکے اور اپنے باطن کو پاک کر سکے یہی علم معرفت کہلاتا ہے۔

(تعرف، ص، 130)

حضرت شیخ المشائخ ابن عطا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس قدر کسی کا دل تقویٰ سے قریب ہوگا۔ اسی قدر اس کو یقین بھی حاصل ہوگا۔ اور تقویٰ کی اصل یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں سے الگ رہے اور مناہی سے الگ رہنا دراصل خواہشات نفس سے الگ رہنا ہے جس قدر کسی نے خواہشات نفس کو چھوڑا اسی قدر اس کو یقین حاصل ہوا۔

(رسالۂ قشیریہ، ص، 374)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ سب سے زیادہ خدا عزوجل کو وہ جوان پسند ہے جو بڈھے کو نصیحت کرے اور وہ بڈھا پسند ہے جو جوان کو نصیحت کرے اور اسی وجہ سے وہ جوان جو گناہوں سے توبہ کرے خدا کا محبوب ہے۔ کیونکہ اس نے اپنے نفس کو نصیحت کی۔

(احوال الصادقین، ص، 136)

حضرت مقبول یزدانی یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تفکر اور عبرت حاصل کرنا یہ دو چیزیں مومن کے خزانہ قلب سے عجیب حکمتیں نکالتی ہیں اور آدمی اس سے ایسی ایسی

باتیں سنتا ہے جن کو حکماء پسند کرتے ہیں۔ اور جن کے سامنے علماء کی گردنیں پست ہو جاتی ہیں اور جس سے فقہاء تعجب کرتے ہیں اور جن کو یاد کرنے کے لیے اہل ادب دوڑتے ہیں۔

(احوال الصادقین، ص، 147)

حضرت سراج السالکین شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیطان آدمی کی دو باتوں سے بہت خفا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ وہ اس کے وسوسہ کی پرواہ نہ کرے اور دوسرے یہ کہ آدمی خدا عزوجل کی ذات میں خوض چھوڑ دے (آہ)۔ (احوال الصادقین، ص، 323)

حضرت شیخ المشائخ سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ ہر وہ فعل جسے انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کے بغیر کرے خواہ وہ عبادت ہو یا معصیت وہ نفس کی زندگی ہے اور ہر وہ فعل جسے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں کرے وہ نفس کیلئے عذاب ہے۔

(رسالۂ قشیریہ، ص، 144)

حضرت ابو العباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفاعی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عزیز من! اگر تو اپنے دل کو مار کر خوف کا لباس پہنتا اور ظاہر کو لباس ادب سے آراستہ کرتا اور نفس کو ذلت کا لباس پہناتا اور انانیت (تکبر) کو مٹنے کا لباس پہناتا اور زبان کو ذکر کے لباس سے آراستہ کرتا اور ان سب حجابوں سے (جن میں پھنسا ہوا ہے) چھوٹ جاتا اس کے بعد یہ لباس پہنتا تو تیرے لئے اچھا ہوتا، بہت بہتر ہوتا، مگر تجھ سے یہ بات کیوں کر کہی جائے (یہ تیری سمجھ میں نہ آئے گی) تو نے تو یہ سمجھ لیا ہے کے میرا کلاہ اس جماعت جیسا کلاہ ہے میرا لباس ان کے لباس جیسا ہے سب کی صورتیں ملی ہوئی ہے (مجھ میں اور ان میں کیا فرق ہے) حالانکہ دل مختلف ہیں (اور سب سے زیادہ ضرورت دل ہی کے ملنے کی ہے)۔

(البیان المشید، ص، 89)

حضرت شیخ المشائخ ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ صبح سے اپنے پاس کاغذ قلم رکھ لیتے اور جو بات بھی کرتے لکھتے جاتے۔ اور شام ہونے پر اپنے نفس کا محاسبہ کرتے۔ حضرت شیخ المشائخ فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کا یہی دستور رہا ہے کہ وہ

زبان کی حفاظت کیلئے خوب کوشش کرتے تھے اور دنیا میں آپ اپنا محاسبہ کرتے رہتے اور ایک مسلمان کیلئے یہی لائق ہے کہ وہ آخرت کے محاسبہ سے پہلے دنیا میں ہی اپنا محاسبہ کرتا رہے کہ دنیا کا حساب آخرت کے حساب سے بہت آسان ہے۔ اور دنیا میں اپنی زبان کی حفاظت رکھنا آخرت کی ندامت سے کہیں زیادہ آسان ہے۔

(تنبیہ الغافلین، ص، 225)

خواہش مطلق (انسان کو) وقتی لذت پر ابھارتی ہے انجام کی پرواہ نہیں ہوتی اور شہوات کو بروقت حاصل کرنے کی کوشش میں رہتی ہے چاہے اس کو بروقت تکلیف اور اذیت بھی سہنی پڑے اور بعد میں وہ لذت باقی نہ رہے۔ عقلمند خود کو ایسی لذت سے باز رکھتا ہے جس کے انجام میں عذاب ہو اور ایسی خواہش سے بھی دور رکھتا ہے جو شرمندگی کو جنم دے بس اتنی سی بات بھی عقل کی تعریف اور خواہش وعشق کی مذمت میں کافی ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ بچہ اپنی ضد پر ڈٹا رہتا ہے چاہے اس کا انجام تباہی ہو اور عقلمند خود کو ایسی خواہش سے باز رکھتا ہے۔ جانوروں پر انسان کی فضیلت کیلئے اتنی سی بات کافی ہے کہ جانور اپنی طبیعت کے تقاضا کو پورا کرتے ہیں ان کو انجام کی فکر نہیں ہوتی جب ان کو غذا مل جائے کھالیتے ہیں جب گوبر اور پیشاب آئے کردیتے ہیں لیکن آدمی کی طبیعت پر عقل کے غلبہ کی وجہ سے ایسی حرکات نہیں کرتا۔

(عشق مجازی کی تباکاریاں، ص، 43)

ہر حالت میں پرہیزگاری کو اختیار کرے اور اس بات کو خوب سمجھ لے کہ اللہ ﷻ پوری طرح اس کا محاسبہ کرنے والا ہے چنانچہ فرماتا ہے "اگر ایک چھوٹے دانہ کے برابر بھی اس کا عمل ہو تو اللہ ﷻ اس کا محاسبہ کرے گا اور اللہ ﷻ سے بڑھ کر کون حساب کرنے والا ہے۔"

(آداب المریدین، ص، 48)

اس کے بعد مرید کے لیے لازم ہے کہ نفس کو مجاہدات کا خوگر بنائے اور دیکھے کہ کہاں کچھ زیادتی ہے اور کون سی باتیں اس کے لیے مفید اور کون سی مضر (نقصان) ہے اور اپنی حالت کو اپنے شیخ پر ظاہر کرتا رہے اور ہر وقت یہ دیکھتا رہے کہ کہاں زیادتی ہوئی ہے اور

کہاں نقصان ہے۔'' اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے (جو شخص ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا تو اس کو دیکھے گا اور جو شخص ذرہ برابر بھی برائی کرے گا تو اس کو دیکھے گا) کہا گیا ہے کہ وہ شخص عقل مند نہیں ہے جو اپنی حالت کا اظہار طبیب پر نہ کرے۔ حضرت شیخ المشائخ محمد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہر وہ مرید جو دن اور رات میں اپنے حالات اور واردات کے متعلق سوال نہ کرے تو وہ طریق تصوف کا سالک نہیں۔ بعض صوفیہ نے فرمایا ہے کہ حرکات قلب کا عمل زیادہ اشرف واعلیٰ ہے حرکت اعضاء کے عمل سے۔

(آداب المریدین، ص، 49، 50)

مرید کو چاہئے کہ اپنے اوقات کا خیال رکھے اور ان کو کسی نہ کسی نیک کام میں صرف کرے کیوں کہ اگر وقت چلا جائے تو پھر اس کو لوٹایا نہیں جا سکتا۔ (گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عقل مند کو چاہئے کہ وہ ان تین امور میں سے کسی نہ کسی میں مشغول رہے یا تو اپنی معاش کی درستی میں یا معاد (یعنی آخرت) کی تیاری میں یا حلال کی لذت میں۔

(آداب المریدین، ص، 51، 52)

حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! مومن کے لیے چاہئے کہ اس کے اوقات چار حصوں میں تقسیم ہوں۔ ایک حصہ رب عزوجل کی مناجات میں اور ایک حصہ نفس کے محاسبہ میں اور ایک حصہ ان علماء کے ساتھ جو خدائے تعالیٰ کے احکام میں اس کو مدد دیتے اور نصیحت کرتے ہیں اور ایک حصہ اپنے نفس اور اس کی جائز لذتوں میں۔

(آداب المریدین، ص، 52)

حضرت شیخ المشائخ جریر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں حضرت شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا تو وہ غمگین معلوم ہوئے میں نے پوچھا تو جواب دیا کہ مجھ سے ایک ورد نہ ہو سکا تو میں نے کہا اس کو دوسرے وقت میں پورا کر لیجیے۔ جواب دیا یہ کیسے ہو سکتا ہے کیوں کہ اوقات گنے چنے ہوتے ہیں بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ جو شخص ایک قدم بھی آگے بڑھ گیا ہو بشرطیکہ وہ سچا ہو تو اس کو دوسرا شخص جو پیچھے آرہا ہو نہیں پکڑ سکتا

(آداب المریدین، ص، 52،)

حضرت شیخ المشائخ ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! میں پچاس برس صوفیوں کی صحبت میں رہا مگر ان کے اور میرے مابین کبھی مخالفت نہیں ہوئی۔ پوچھا گیا کہ وہ کس طرح؟ فرمایا! اس طرح کہ میں ہمیشہ اپنے نفس کی مخالفت کر کے ان کی حمایت کرتا رہا۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 285،)

حضور والا مجدد اعظم الشیخ احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خاص معارف (مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں اگرچہ نفس مقام اطمینان میں پہنچ جاتا ہے لیکن اپنی سرکشی سے باز نہیں آتا۔

ہر چند کہ مطمئنہ گردد	ہرگز صفات خود نہ گردد

ترجمہ: نفس گر مطمئنہ بھی ہو جائے، سرکشی سے وہ باز کب آئے

اور "جہاد اکبر" کہ جس کا ذکر آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث شریف میں فرمایا ہے رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ اب ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف آئے۔ اس سے مراد جہاد بالنفس ہے:

اور جو کچھ کہ فقیر (حضرت ابو معصوم جان نثار سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے کشف میں آیا ہے اور وجدان سے پایا ہے وہ (مشائخ رحمۃ اللہ علیہم) کے اس مشہور بیان کے خلاف ہے (یعنی) یہ فقیر (حضرت ابو معصوم جان نثار سنت مصطفیٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) اطمینان حاصل ہونے کے بعد نفس میں کسی قسم کی سرکشی نہیں پاتا اور نفس فرمانبرداری کے مقام میں معلوم ہوتا ہے بلکہ نفس مطمئنہ کو قلب متمکن کی طرح ماسوا کو فراموش کیا ہوا پاتا ہے کیونکہ نفس اب غیر و غیریت کی دید و دانش سے گذر چکا ہوتا ہے اور حب جاہ و ریاست اور لذت والم سے خلاصی پا چکا ہوتا ہے لہٰذا اس میں مخالفت کہاں رہی اور سرکشی کس سے اطمینان حاصل ہونے سے پہلے اگرچہ سرمو اختلاف کے متعلق جو کچھ کہا جائے اور وہ سرکشی اور طغیان کی گنجائش رکھتا ہے لیکن اطمینان حاصل ہونے کے بعد مخالفت اور سرکشی کی گنجائش نہیں فقیر (حضرت ابو معصوم جان نثار سنت مصطفیٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس بارے میں بہت گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے اور اس معاملہ کے حل میں دور تک گیا ہے لیکن اللہ عزوجل کی عنایت سے ان حضرات کی مقررہ بات کے خلاف ہی پایا اور نفس مطمئنہ میں بال برابر بھی مخالفت

وسرکشی نہیں پائی اور اس میں اپنے استہلاک واضمحلال (ہلاکت ونیستی) کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں پائی اور جب نفس خود کو اپنے مولائے جل سلطانہ پر قربان کر دے تو پھر مخالفت کی کیا گنجائش رہتی ہے اور جب نفس حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ سے راضی ہو گیا اور حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ اس سے راضی ہو گیا تو طغیان کی کیا صورت باقی رہ گئی کیونکہ یہ بات ”رضا“ کے منافی ہے کہ جو حق سبحانہ وتعالیٰ کی مرضی ہو وہ ہرگز نامرضی نہیں ہو سکتی اور فقیر (حضرت ابو معصوم جان نثار سنت مصطفے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک جہاد اکبر سے مراد یہی ہے ”وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْحَالِ“

(اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی حقیقت حال سے خوب واقف ہے)

(مکتوب، ج 2، ن، 50)

حضرت مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا گرامی نامہ پہنچایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ (اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ہے) کہ ہم دور پڑے ہوئے لوگوں کو آپ نے فراموش نہیں کیا۔ جو خطاب آپ نے ظاہر طور پر نفس کی طرف کیے ہیں واضح ہوئے ہاں نفس کی امارگی (سرکشی) کے زمانے میں اس پر جو بھی اعتراض کریں وہ مسلم ہے لیکن (نفس کے) مطمئنہ ہو جانے کے بعد اس پر اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں ہے: کیونکہ نفس اس مقام میں پہنچ کر حق سبحانہ وتعالیٰ سے راضی اور حق سبحانہ وتعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے پس جب وہ (حق سبحانہ وتعالیٰ کا) پسندیدہ ومقبول (بندہ) ہو گیا تو اس پر اعتراض جائز نہیں، کیونکہ اس کی مراد حق سبحانہ وتعالیٰ کی مراد ہو جاتی ہے کیونکہ اس دولت کا حاصل ہونا حق سبحانہ وتعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ متخلق (متصف) ہونے کے وقت ہے اس کا مقدس میدان (صحن) ہم پست فطرت لوگوں کے اعتراض سے بہت بلند وبالا ہے ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ ہماری طرف لوٹ آتا ہے۔

آگہ از خویشتن چو نیست جنین	چہ خبر دارد از چنان وچنین

(جو بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہے اسے اس کی خبر ہے نہ اس کی)

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جاہل لوگ اپنی حد درجہ جہالت کی وجہ سے نفس مطمئنہ کو نفس امارہ خیال کر لیتے ہیں اور نفس کی امارگی کے احکام نفس مطمئنہ پر جاری کر دیتے ہیں جیسا کہ کفار نے انبیاء (علیہم الصلوات والتسلیمات) کو دوسرے انسانوں کی طرح خیال کر کے نبوت کے

کمالات سے انکار کیا ہے حق سبحانہٗ ان اکابر بزرگوں انبیاء (علیھم الصلوات والتسلیمات) اور ان کے تابعداروں کے انکار سے بچائے۔ (آمین، آمین، آمین)

(مکتوب، ج، 1، ن، 101)

حضرت علامہ الصوفی عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے انوار قدسیہ صفحہ نمبر 266 پر کہ (خلیفہ وغیرہ) مشائخ ایک دوسرے کو نصیحت کریں اور عزیز من! آج کل مشائخ میں ایک دوسروں کو نصیحت کرنے کا طریقہ گویا نہیں رہا کوئی کسی کو بھی نصیحت نہیں کرتا باوجودیکہ اس کو دوسرے کے وسائس نفس پر اطلاع بھی ہے (اور جانتا ہے کہ اس میں تکبر یا عجب یا ریاء وحسد کا مادہ ہے) اور ناقصین کو تو اکثر یہ خوف مانع ہوتا ہے کہ اگر ہم نے دوسروں کو نصیحت کی تو وہ بھی نصیحت کا دروازہ کھولے گا (اور آئے دن ہم کو نصیحت کرے گا) جس سے بزعم خود دونوں کی مشیخت و بزرگی کرکری ہو جائے گی کیونکہ ہر ایک کے مرید یہ گمان کریں گے کہ اگر ان بزرگ میں کوئی نقص نہ ہوتا تو دوسرا ان کو نصیحت کیوں کرتا اور سلف صالحین کی تو یہ حالت تھی کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو نصیحت کرتے اور بعض خط وکتابت کے ذریعہ سے ایک دوسرے پر اعتراض اور گرفت بھی کرے اور کبھی کبھی دھمکی اور عتاب سے بھی کام لیتے تھے اور اس برتاؤ سے ایک دوسرے کو فرحت وسرور ہوتا تھا (رنج وملال پاس بھی نہ آتا تھا)

جب یہ بات سمجھ گئے تو اب تم کسی نصیحت کو نہ چھوڑنا اگرچہ تمھارے معتقدین کی نظروں میں تمھاری عزت پاش پاش ہی کیوں نہ ہو جائے اور تمام لوگ تم کو ملامت ہی کیوں نہ کریں (مگر یہ ضروری ہے کہ اول آداب نصیحت سیکھ لو اور امر بالمعروف کا طریقہ معلوم کر لو ورنہ بجائے نفع کے نصیحت سے دوسرے کو نقصان پہنچے گا اور بجائے اصلاح کے فساد ہوگا اور سب سے پہلی شرط نصیحت کے لئے خلوص ہے کہ دوسرے کو محض خیر خواہی اور دل سوزی سے نیک راہ بتادی اپنے کو افضل اور اس کو حقیر سمجھ کر نصیحت نہ کرے۔

وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ
(پارہ 7، سورۃ المآئدۃ، آیت 108)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والے لوگوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہنچاتا

پانچواں باب
تصوف (یعنی سلوک واحسان) کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد: اے عزیز! (اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو دونوں جہاں کی نیک بختی نصیب فرمائے امین) جاننا چاہیئے کہ انسان میں کچھ ظاہری خوبیاں ہیں اور وہ قرآن مجید حدیث شریف اور اجماع اہل سنت و جماعت کے موافق صحیح عقیدے اور نیک عمل ہیں۔ یعنی فرض، واجب سنتوں اور مستحبات کا بجالانا، اور حرام، مکروہ، شبہ والی باتوں اور بدعتوں سے بچنا ہے۔ اسی طرح انسان میں اندورنی خوبیاں بھی ہیں جیسا کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اجنبی آدمی ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کلمہ شہادت، نماز، زکوۃ کا ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور استطاعت ہوتے ہوئے حج کرنا اسی کا نام اسلام ہے اس اجنبی آدمی نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالکل درست فرمایا۔ اس پر ہم (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے تعجب کیا کہ یہ شخص سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی۔ پھر ایمان کے متعلق پوچھا مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا عزوجل اور اس کے فرشتوں: کتابوں رسولوں، یوم قیامت پر یقین رکھنے اور اس امر پر یقین رکھنے کا نام ایمان ہے کہ تمام خیر وشر خدائے تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہیں اس سائل نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا۔ پھر سوال کیا کہ یہ فرمایئے احسان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا احسان اس چیز کا نام ہے کہ خدا عزوجل کی اس طرح عبادت کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر تم یہ نہیں کرسکتے تو یہ خیال کرو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ (الحدیث) اس حدیث شریف سے معلوم ہوا عقیدوں اور عملوں سے الگ ایک خوبی ہے جس کا نام احسان ہے اور اسی کو ولایت کے نام سے پکارتے ہیں۔

صوفیائے کرام (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم) پر جب اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ ہوجاتا ہے جس

کو صوفیاء فنائے قلب کہتے ہیں اس وقت اس کا دل اصلی محبوب کے دیدار اور مشاہدے میں ڈوبا ہوتا ہے اور وہ اس کے غیر کی طرف خیال نہیں کرتا اگر چہ وہ اس حالت میں خدائے تعالیٰ کو نہیں دیکھتا، کیونکہ اس کا دیدار دنیا میں عادۃً محال ہے لیکن صوفی پر اس وقت ایسی کیفیت ہوتی ہے گویا وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔

عارف باللہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۔ (پارہ 7، سورۃ المآئدۃ، آیت 108) اور اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والے لوگوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہنچاتا۔ اَلْفٰسِقِيْنَ اللہ تعالیٰ کی طاعت سے باہر ہونے والے۔ لَا يَهْدِيْ راستہ نہیں دکھاتا۔ حضرت سیدنا علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے آیت میں محبت سے مراد اختیاری محبت ہے یعنی ان چیزوں کے حصول کو پسند کرنا اور ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ اور اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کو ترک کرنا طبعی فطری محبت مراد نہیں ہے۔ اس سے بچنے کا تو آدمی مکلف ہی نہیں ہے میں کہتا ہوں (حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ) کمال ایمان یہ ہے کہ آدمی کی طبیعت شریعت کی تابع ہو جائے تقاضائے طبیعت بھی وہی ہو جائے (جو) شریعت کا حکم ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے محبت کی، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے دشمنی کی، اللہ عزوجل کی خوشنودی کے لئے دیا، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے روکا (نہیں دیا) اس نے ایمان کامل کر لیا۔ دوسری روایت میں آیا ہے۔ اس کا ایمان کامل ہو گیا۔ رواہ ابوداؤد عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ و الترمذی عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ مع تقدیم و تاخیر صحیحین میں حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہے مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب (نہ) ہو جاؤں مومن نہ ہونے سے مراد مومن کامل نہ ہونا ہے صحیحین میں حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہے احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ہیں جس کے اندر یہ تین باتیں ہوں گی اس کو ایمان کی مٹھاس ملے گی۔

(۱) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو ہر دوسری چیز سے زیادہ محبوب ہوں

(۲) اگر کسی سے اس کو محبت ہو تو محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور نفرت ہو تو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہو۔

(۳) جب اللہ تعالیٰ نے کفر سے اس کو رہا کرا دیا تو پھر کفر میں لوٹنے کو ایسا بُرا سمجھتا ہو جیسے آگ میں ڈالے جانے کو۔

میں کہتا ہوں (حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ مجددی رحمۃ اللہ علیہ) ایمان کی مٹھاس پانے سے مراد ہے ایمان کی لذت پانا جیسے طبعی مرغوبات میں لذت آتی ہے۔ اور یہ مزا اسی وقت میسر آتا ہے جب پاکیزہ دل اور روشن روح والوں کی صحبت نصیب ہو۔ یہ آیت اور مذکورہ بالا احادیث دلالت کر رہی ہیں کہ باطنی صفائی کی تحصیل مشائخ کی خدمت کے ذریعہ سے فرض ہے۔

(تفسیر مظہری، ج 5، ص 205)

اصطلاح تصوف میں طریقت کے اس راستے کو "سلوک" اس پر چلنے والے کو "سالک" اور منازل راہ کو "مقامات" کہتے ہیں۔ یہ منازل راہ درحقیقت صراط مستقیم کے سنگ میل ہیں جن سے گزر کر مسلمان منزل مقصود تک رسائی حاصل کرتا ہے۔

(آئینۂ تصوف، ص، 129)

حضرت عارف باللہ علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جہاد کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اصل میں جہاد کو تمام حسنات پر اس وجہ سے فضیلت دی گئی اور کوہان اسلام اس کو اس لئے کہا گیا کہ یہ اسلام کی اشاعت اور خلق کی ہدایت کا سبب ہے۔ پس جس شخص کو کسی مجاہد کی کوشش کے سبب سے ہدایت ہوئی تو اس کی نیکیاں بھی اس مجاہد کی نیکیوں میں لکھی جائیں گی۔ اور علومِ ظاہرہ اور علومِ باطنہ کی تعلیم دینا اس سے بھی افضل ہے۔ کیونکہ اس میں اسلام کی حقیقت کی اشاعت ہے۔

(تفسیر مظہری، ج 1، ص 431)

وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ اور جو لوگ علم میں پکے اور جمے ہوئے ہیں کہ ان کو کوئی شک و شبہ لا

حق ہی نہیں ہوتا۔ یہ لوگ اہلسنت والجماعت ہیں جنہوں نے مضبوطی کے ساتھ قرآن و حدیث کے محکمات کو پکڑ لیا ہے۔ اور قرآن مجید کی تفسیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین (رحمتہ اللہ علیہم) کے اجماع کی پیروی کی ہے اور متشابہات کو محکمات کی طرف لوٹا دیا ہے۔ اور اپنی خواہشات اور نفسانی ملمع کاریوں کو ترک کر دیا۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ **الراسخون فی العلم** سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو مسلمان ہوئے تھے۔

میں کہتا ہوں (قول قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس تخصیص کی کوئی وجہ نہیں اہل تصوف کہتے ہیں کہ راسخ فی العلم وہ لوگ ہیں جو نفس اور عناصر کو فنا کر کے خواہشات سے بالکل الگ ہو چکے ہیں۔ تجلیات ذاتیہ میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ کوئی شبہ ان کو لاحق ہی نہیں ہو سکتا وہ کہتے ہیں کہ اگر نقاب ہٹا بھی دیا جائے تو جتنا یقین ہم کو ہو چکا ہے اس سے زیادہ نہ ہوگا۔ (یعنی یقین میں اضافہ کی گنجائش ہی نہیں ہے ہمارا ایمان عین مشاہدہ ہے، ہم کو حق الیقین حاصل ہو چکا ہے) طبرانی وغیرہ نے حضرت سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ سے راسخین فی العلم کے متعلق دریافت کیا گیا فرمایا جو لوگ قسم کے پورے، زبان کے سچے، استقامت قلبی رکھنے والے اور شکم و شرمگاہ کو (حرام سے) بچانے والے ہیں وہ راسخین فی العلم میں سے ہیں میں کہتا ہوں (حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے) یہ اوصاف صوفیہ کے ہیں۔

(تفسیر مظہری، ج 2، ص 182)

حضرت مفسر قرآن علامہ قاضی ثناء اللہ مجددی عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے تفسیر میں فرماتے ہیں جب تک دلوں اور نفسوں میں پاکیزگی اور ہمہ وقت حضور نہ پیدا ہو جائے مگر ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک مشائخ طریقت کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشش نہ ہو لہٰذا تم کو مشائخ کا دامن پکڑ لینا چاہئے ان کے ساتھ بیٹھنے والا بدنصیب نہیں ہو سکتا نہ ان کا ندیم نامراد رہ سکتا ہے (واللہ اعلم)

(تفسیر مظہری، ج 3، ص 61)

تصوف کیا ہے

بعض لوگ اس مغالطہ میں مبتلا ہیں کہ تصوف ایک جداگانہ شئے ہے جسے اسلام

www.maktaban.org

سے کوئی تعلق نہیں ہے مگر یہ مغالطہ لاعلمی یا قلت معلومات یا کج فہمی کا نتیجہ ہے۔ تصوف کلیتاً (مکمل طور پر) اسلام ہے اسلام کی روح، اسلام کا حسن و جمال ہے۔ اسلام کا کمال ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ ’’اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ‘‘ (پارہ 23، سورۃ الزمر، آیت 3) (یاد رکھ کہ واسطے اللہ ﷻ کے ہے عبادت خالص کی تصدیق ہے ’’اِلٰی رَبِّکَ کَدْحاً فَمُلٰقِیْهِ ‘‘ طرف رب ﷻ اپنے کے (یعنی اس کی ملاقات کیلئے) خوب محنت کر (کیونکہ) پس ملنے والا ہے تو ساتھ اس کے (الانشقاق) تفسیر ہے۔ ’’وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلاً ‘‘ (پارہ 29، سورۃ المزمل، آیت 8) اور ہر طرف سے منقطع ہو کر اسی کی (یعنی اللہ ﷻ کی) طرف ہو جا۔ کی تعمیل ہے ’’اِلٰی رَبِّکَ مُنْتَهٰهَا ‘‘ (تیرے رب ﷻ کی طرف ہے انتہا اس کی) (النزعات) کو صوفی ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے۔ ’’قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰهَا ‘‘ (تحقیق فلاح پائی اس نے جس نے تزکیہ نفس کیا) (الشمس) سے حوصلہ افزائی پاتا ہے۔ ’’وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ‘‘ (پارہ 30، سورۃ الشمس، آیت 10-9) (اور تحقیق گمراہ ہوا جس نے بگاڑ دیا اپنے نفس کو) سے عبرت پکڑتا ہے۔ ’’وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی، فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی‘‘ اور جو ڈرا اس بات سے کہ اسے (ایک دن) اپنے رب ﷻ کے آگے کھڑا ہونا پڑے گا اور (بوجہ اس خوف کے) جس نے ہوائے نفس سے اجتناب کیا پس تحقیق اس کے رہنے کی جگہ جنت ہوگی۔ (پارہ 30، سورۃ النزعات، آیت 41-40) سے متاثر ہو کر ہوائے نفس کی گردن پر مجاہدہ کی چھری پھیرتا ہے۔ (یعنی شریعت محمدی ﷺ پر عمل کرتا ہے اور قانون کے دائرہ میں رہتا ہے) ’’یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ، ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً، فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ، وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ‘‘ (پارہ 30، سورۃ الفجر، آیت 27 تا 30) (اے نفس چلا آ طرف اپنے رب ﷻ کے (کیونکہ) تو اس سے خوش ہے اور وہ تجھ سے خوش ہے۔ پس شامل ہو ساتھ میرے خاص بندوں کے اور داخل ہو جا درمیان بہشت کے) کی بشارت سے از خود رفتہ ہو کر آگے بڑھتا ہے اور ’’اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ‘‘ (پارہ 8، سورۃ الانعام، آیت 162) (یقیناً میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا مرنا اور میرا جینا اللہ رب العلمین ہی کیلئے ہے۔ کے آب حیات میں غوطہ لگاتا ہے ’’صِبْغَةَ

اللّٰہِ " (پارہ 1، سورۃ البقرۃ، آیت 138) رنگ دیا تم کو اللہ ﷻ نے کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے اور "لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ" (پارہ 11، سورۃ یونس، آیت 2) (ان کیلئے نہ خوف ہے اور نہ غم) کے حصار میں محفوظ اور متمکن ہو کر تاج مقبولیت سے سربلندی پاتا ہے۔ "بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ" بلکہ کوئی بھی ہو جو اپنا رخ اللہ ﷻ کی جانب کر دے (اور اپنے کو اس کے آگے جھکا دے) اور ہو وہ شخص مخلص پس اسی کو اس کے رب ﷻ کی طرف سے اجر ملے گا اور ایسے لوگوں کیلئے نہ کوئی خوف ہوگا نہ غم (سورۃ البقرہ) حق تعالیٰ اپنے کلام پاک میں اسی برگزیدہ جماعت کا ذکر اس آیت میں فرماتا ہے۔

ترجمہ: ایسا شخص جو کہ پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے لوگوں میں چلتا پھرتا ہے کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کی حالت یہ ہو کہ وہ ایسی تاریکیوں میں پھنسا ہوا ہو جن سے کہ وہ نکلنے نہ پاتا ہو۔

(سورۃ الانعام آیت 15)

یہی وہ لوگ ہیں جن کی بابت فرمایا گیا ہے کہ وہ اولیاء ہیں

ترجمہ: ایمان والے تو صرف وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے (یا اللہ ﷻ کی یاد آتی ہے) تو دل ان کے ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو ترقی دیتی ہیں یہ لوگ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے جو کچھ دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جو ایمان لائے ساتھ حق کے ان کیلئے (بڑے بڑے) درجے ہیں۔ ان کے رب ﷻ کے پاس اور (ان کیلئے بخشش ہے اور رزق باکرامت۔

(سر دلبراں، ص، 12 تا 14)

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: علم دو ہیں علم برزبان یہ ابن آدم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت ہوگا۔ اور علم برقلب یہی علم نافع ہے۔

(احیاء العلوم، ص، 133، جلد، 1)

تصوف کیا ہے۔ اور اس کی حقیقت؟

معلمِ انسانیت سرورِ کائنات ﷺ ہمارے لئے ایک ایسا دینِ قیم لے کر مبعوث ہوئے جس میں ایک مکمل اور جامع نظامِ زندگی موجود ہے۔ اس نظام کی بنیاد وحیِ الٰہی پر رکھی گئی ہے نہ کہ انسانی عقل وفکر پر۔ کیوں کہ خالق عزوجل ہی اپنی مخلوق کی حاجات' ضروریات اور احوال کو بہتر طریقے سے جان سکتا ہے۔ وہ نفسِ انسانی کا خالق ہونے کے ناطے انسان کی نفسیات سے آگاہ ہے۔ وہی علیم وخبیر اور سمیع وبصیر عزوجل ہے۔ اس خالقِ حقیقی نے اس دینِ قیم کے اندر نہ صرف انسان کی مادی' جسمانی اور تمدنی ضروریات کی تکمیل کا سامان مہیا کیا ہے بلکہ اس کی روحانی' اخلاقی اور تہذیبی حاجات کی تکمیل کو بھی مدنظر رکھا ہے۔ اور مرشدِ حقیقی' ہادیٔ برحق سرورِ کائنات ﷺ کو ایک ایسی معتدل شریعت عطا فرمائی جس نے اس نظامِ زندگی کو نہ صرف آسان اور سہل بنا دیا بلکہ اس میں قیامت تک کے لئے ہر دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت بھی رکھ دی گئی' جس میں وہ تمام راہنما اصول موجود ہیں جو انسانی زندگی کے ہر گوشے کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ تمام شعبہ ہائے زندگی میں راہنمائی ملتی ہے اور ہمارے مسائل کا حل موجود ہے خواہ وہ معاشرتی ہوں یا معاشی' سیاسی ہوں یا قانونی تہذیب و تمدن سے متعلق ہوں یا اخلاقیات سے خواہ انفرادی' اجتماعی' قومی یا بین الاقوامی ہوں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ شریعتِ محمدی ﷺ ہر دور میں موجود ہے۔ اس کے تقاضوں کو بھی پورا کرتی ہے۔ اس لئے سورۃ بقرۃ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ ”اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔“ (آیت ۲۰۸)

یہ دینِ اسلام جس میں ہمارے لئے زندگی کے تمام مسائل کا حل موجود ہے چار حصوں پر مشتمل ہے۔

(۱) عقائد

(۲) عبادات

(۳) معاملات

(۴) اخلاقیات

عقائد میں ایمانیات‘ عبادات میں ارکان اسلام‘ معاملات میں حقوق العباد اور اخلاقیات میں تزکیہ نفس اور سیرت و کردار کو سنوارنا شامل ہے۔

قرآن مجید میں سرورِ کائنات ﷺ کی بعثت کے بھی چار مقاصد بیان فرمائے گئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وہی (اللہ تعالیٰ) جس نے امیوں میں ایک رسول ﷺ انہی میں سے مبعوث فرمایا۔ جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ اور ان کا تزکیہ (نفس) کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔“ (القرآن) اس آیت کی رو سے معلمِ انسانیت ﷺ کی بعثت کے جن چار مقاصد کی وضاحت ملتی ہے وہ سرورِ کائنات ﷺ کے فرائض رسالت بھی ہیں۔ ان میں پہلا فرض آیات کی تلاوت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو احکامات آیات کی صورت میں نازل ہوئے حضور ﷺ ان کو پڑھ کر سناتے۔ رسالت کا دوسرا فرض یہ تھا کہ ان آیات کو سن کر جو خوش نصیب مسلمان ہو جاتا‘ حضور اقدس ﷺ اسے اپنی تربیت میں لے کر اس کا تزکیہ نفس کرتے۔ اس کے باطن میں جو آلائشیں‘ نفسانی خواہشات وسوسوں اور توہمات وغیرہ ہوتے ان کو اپنی صحبت اور نظر کرم سے دور کرتے اس کے قلب سے یہ سب کچھ نکال کر اللہ تعالیٰ کی یاد بھر دیتے ذکرِ الٰہی سکھاتے اور ہر صحابیؓ کی طبیعت اور رجحان کو دیکھ کر اس کا روحانی تزکیہ فرماتے جب قلب کی صفائی ہو جاتی تو حضور اقدس ﷺ کتاب اللہ کی تعلیم دیتے یہ حضور اقدس ﷺ کا تیسرا فریضہ رسالت تھا۔ اس کے بعد حکمت بھری باتوں سے قرآنی آیات کی تشریح وتوضیح فرماتے۔ اس طرح بعثت کے چاروں مقاصد پورے ہوئے اور رسالت کے فرائض بھی ادا ہوئے۔ جب انسان‘ مسلمان بنتا ہے تو وہ سب سے پہلے پانچ باتوں پر ایمان لاتا ہے جنہیں عقائد یا ایمانیات کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان، اس کے فرشتوں پر‘ اس کی کتابوں‘ اسکے رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان، اس کے بعد وہ عبادات میں مشغول ہو جاتا ہے جن کی بہترین صورت نماز‘ روزہ حج اور زکوۃ ہے، یعنی

www.maktaban.org

وہ ارکان اسلام ادا کرتا ہے اسکے ساتھ ساتھ اس کا تعلق معاشرے کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ والدین' بیوی بچے' رشتہ دار' ہمسائے' دوست احباب اور عوام الناس' مختلف معاملات میں ان کے ساتھ واسطہ پڑتا ہے۔ اب اگر تو وہ اخلاق کا اچھا ہے ہر ایک سے حسنِ سلوک سے پیش آتا ہے پھر تو اس کے تمام اعمال قبول ہو جائے گے۔ اور حقوق اللہ میں کچھ کمی رہ بھی گئی ہو گی تو اللہ تعالیٰ حقوق العباد کی بہتر ادائے گی کے طفیل اس کمی کو پورا کر دے گا۔ اگر خدانخواستہ اس کا اخلاق برا ہے اور وہ ہر ایک سے بدسلوکی اور بدخلقی سے پیش آتا ہے تو ایسا شخص نہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں قابل التفات ہے اور نہ معاشرے میں اسے اچھا سمجھا جائے گا سب لوگ اسے نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھیں گے۔ اسی لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں (صحیح بخاری شریف) اگر بغور دیکھا جائے تو تمام عقائد' عبادات اور معاملات کا دارومدار اچھے اخلاق پر ہے۔ بلکہ عبادات کی قبولیت ہی حسن خلق پر ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ''بخل اور بدخلقی کسی مسلمان کے اندر جمع نہیں ہو سکتے (ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، بخاری شریف) اور اپنی ذات کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ (اللہ تعالیٰ نے) مجھے صرف اس لیے مبعوث کیا ہے کہ میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کر دوں'' پتہ یہ چلا کہ اسلامی دستور حیات کے تمام اصول وقواعد حسن اخلاق پر اٹھائے گئے ہیں جن کی تکمیل کے لیے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے نیز قرآن مجید نے بھی اس کی وضاحت فرمادی کہ اے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''اِنَکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم'' (القرآن) بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو خلق عظیم کے مالک ہیں'' پس دین قیم کی تکمیل حسن خلق پر ہوگی۔ اور حسن خلق کو پیدا کرنے کے لیے تزکیہ نفس کی ضرورت پڑے گی۔ اور تزکیہ نفس کے بغیر کتاب وحکمت کی تعلیم نہیں دی جا سکتی۔ کیوں کہ وہ تعلیم موثر نہیں ہوگی۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یہی ہے کہ سب سے پہلے آیات کی تلاوت' پھر تزکیہ نفس اس کے بعد کتاب وحکمت کی تعلیم۔ زمین زرخیز ہوگی تو بیج اچھے انداز میں اُگ سکے گا۔ پھلے پھولے گا۔ اگر زمین ہی بنجر اور شورزدہ ہو تو اعلیٰ قسم کا بیج بھی ضائع ہو جاتا ہے

یہی صورت حال انسانی قلب کی ہے۔ جہاں سے ایمان کا نور اور تقویٰ کی روشنی پھوٹتی ہے۔ جب تک قلب کا تزکیہ نہیں ہوگا کتاب وحکمت کی تعلیم بے اثر ثابت ہوگی۔ یہ تمام چیزیں شیخِ کامل ومکمل کی توجہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ نہ کہ ناقص سے۔

(آئینۂ تصوف، ص، 27، تا30)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علم دو ہیں

(۱) علم وراثت

(۲) علم لدنّی

علم وراثت وہ ہے جس سے پہلے کوئی عمل ہو چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وارث بناتا ہے اس علم کا جو اسے معلوم نہیں۔

اور علم لدنی وہ علم ہے جس سے پہلے کوئی عمل نہ ہو بلکہ کسی سابق عمل کے حق سبحانہ محض عنایت بے علت سے اپنے پاس سے بندے کو کسی خاص علم کے ساتھ مشرف کرے۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْماً (سورہ کہف 9) اور سکھایا تھا ہم نے اس کو اپنے پاس سے علم۔

خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علم کی طرح اجر بھی دو قسم کا ہے۔

(۱) اجر ممنون (۲) اجر غیر ممنون۔

(۱) اجر ممنون وہ ہے جو کسی عمل کے مقابلہ میں نہ ہو بلکہ محض محبت (الٰہی) ہو۔

(۲) غیر ممنون وہ جو کسی کے مقابلہ میں ہو۔

(مشائخ نقشبندیہ ص 156)

شیخ المشائخ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس طرح علم کی طلب فرض ہے اسی طرح معلوم کی طلب بھی فرض عین ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 419)

سلطان طریقت شیخ ابوبکر کستانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تصوف سرتاپا اخلاق ہے۔

اور جس میں اخلاق کی زیادتی ہوگی اس میں تصوف کی بھی زیادتی ہوگی۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 298)

حضرت سیدنا برہان حقیقت عبد اللہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب سے زائد دانش ور صرف صوفیائے کرام ہیں جو آتش محبت میں فنا ہو کر بقائے دائمی حاصل کر لیتے ہیں۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 293)

حضرت شیخ المشائخ شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب عوارف المعارف میں لکھتے ہیں ہر شے کے لئے ایک ستون ہوتا ہے۔ اور دین اسلام کا ستون فقہ ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھتے ہوئے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس شخص کے ساتھ اللہ عزوجل خیر کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین میں فقیہ کر دیتا ہے۔ اور بے شک میں قاسم ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے۔

ہمارے شیخ (شمس العارفین ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ جب یہ علم دل تک پہنچا تو دل کی آنکھ کھل گئی اور اس نے حق و باطل کو دیکھا اور اس نے ہدایت و گمراہی میں امتیاز کیا۔ جس وقت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعرابی کے سامنے یہ آیت پڑھی: **فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ** ۔ یعنی جس نے ذرہ بھر نیکی کی وہ اس نیکی کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی وہ اس کو دیکھ لے گا) تو وہ اعرابی کہنے لگا حسبی حسبی، بس بس مجھے یہ کافی ہے۔ اس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص فقیہ ہو گیا۔

حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) روایت کرتے ہیں کہ افضل عبادات فقہ دین ہے۔ حق عزوجل نے فقہ کو قلب کی صفت بتایا ہے ارشاد فرمایا کہ: **لهم قلوب لا يفقهون** یعنی ان کے دل ایسے ہیں جو آیات قرآنی کو ان کے (معانی کے) ساتھ نہیں سمجھتے۔ پس جب کہ وہ فقیہ ہوئے تو انہیں علم ہوا اور جب انہیں علم ہوا تو انہوں نے عمل کیا اور جب وہ عالم ہوئے تو ان کو معرفت حاصل ہوگئی اور جب وہ صاحب معرفت ہوئے تو مہتدی (ہدایت یاب) ہو گئے

پس جس کسی نے بھی جتنا زیادہ تفقہ فی الدین پیدا کیا یعنی جو شخص جس قدر فقیہ ہوا اس کا نفس اتنا ہی سریع الاجابت بن جاتا ہے (جلا قبول کی صلاحیت اتنی زیادہ اس میں پیدا ہو جاتی ہے) اور وہ زیادہ سے زیادہ معالم دین کا مطیع و منقاد بن جاتا ہے۔ اور نور یقین سے اس کو حصہ وافر پہنچتا ہے۔ پس علم منجملہ امور موہوبہ (امور وہبی) کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قلب کو عطا ہوا ہے اور معرفت اس جملہ کی تمیز ہے اور قلوب کا وجدان ہدایت اور اس کا پالینا۔

(عوارف المعارف، ص 154)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابو القاسم مقری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں یعنی تصوف میں داخل ہونے کی پہلی برکت یہ ہے کہ تم صالحین کے اپنے اور ان کے مشائخ کے حال کی تصدیق کرو

(نفحات الانس، ص 297)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابو بکر عطوفی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں آپ فرماتے ہیں کہ میرے استاد شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی ایسے کو دیکھو کہ اس گروہ صوفیہ کا معتقد ہے اور ان کی باتیں قبول کرتا ہے تو اس سے ضرور کہہ دو کہ مجھے دعا میں یاد رکھو۔ مزید فرمایا حضرت سیدنا شیخ المشائخ عباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ کامل ولی نعمت شیخ سیرانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ ہے کہتے تھے میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم ایسے شخص کے ساتھ جو گروہ صوفیہ کا دوست ہے بھلائی کرو۔

(نفحات الانس، ص 211)

حضرت سیدنا برہان طریقت ابو بکر یزدانہار ارموی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت سیدنا سلطان طریقت ابو العباس نہاوندی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن صبح کی نماز کے بعد تمام صوفیوں کو سوتا ہوا دیکھا۔ تو کہا کہ سب سو رہے ہیں تو کون سعی کرے گا۔ یعنی اس کے حکم کی اور اس سے محبت اور دوستی کون کرے گا وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ تم مجھے دیکھتے ہو کہ صوفیوں پر انکار کرتا ہوں واللہ میں ان پر غیر کی وجہ سے انکار کرتا ہوں کہ یہ لوگ خدا عزوجل کے اسرار غیر اہل پر ظاہر نہ کریں ورنہ یہ لوگ جہاں کے سرداروں میں ہیں۔ اور ان

کی محبت سے خدا عزوجل کا تقرب ڈھونڈتا ہوں۔

(نفحات الانس، ص 207)

کشف المحجوب کے مقدمہ میں پیر کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ایک بات میں ابتداء ہی میں صاف طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ صوفیاء کی صفوں میں ایسے لوگ بھی در آئے ہیں جو بظاہر عابد و زاہد نظر آتے ہیں لیکن دراصل اپنے زہد و عبادت کو حصول مال و جاہ کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں لیکن مجھے یہ تو بتایئے انسانی زندگی کا کون سا شعبہ ایسا ہے جہاں یہ کالی بھیڑیں موجود نہیں۔ علماء، اطباء، قضاۃ تجار، صنعت کار سب جگہوں پر ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو اپنے طبقہ کے لئے ننگ و عار کا باعث ہیں۔ لیکن اگر ان کے وجود سے صحیح اور راستباز لوگوں کی افادیت کم نہیں ہوئی تو جعلی صوفیوں کے ہتھکنڈوں سے بھی صوفیاء و اولیاء کرام کی عظمت پر حرف نہیں آ سکتا۔ ہم جن صوفیاء کے بارے میں کلام کریں گے وہ وہ لوگ ہیں جو صحیح معنوں میں اس لقب کے اہل ہیں۔

(کشف المحجوب، ص 16)

تصوف کی بنیاد قرآن و سنت ہے مفسر قرآن شیخ وقت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ عقائد میں لکھا ہے۔ اس میں فرماتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت سیدنا شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مریدین کا راستہ صحیح راستہ ہے۔

(فقہ و تصوف ص 101)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ صوف کے تین حروف ہیں۔ ص: صدق، صبر اور صفا کی اور وؔ، وُدّ وداد اور وفا، فقر و فرد اور فناء کی۔ جس میں یہ صفات نہ ہوں وہ صوفی نہیں۔

(تفسیر روح البیان ج 28، ص 345)

حضرت سیدنا آفتاب ولایت شیخ المشائخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص اتباع سنت کے بغیر خود کو صاحب طریقت کہتا ہے وہ کاذب ہے کیونکہ اتباع شریعت

کے بغیر طریقت کا حصول ممکن نہیں۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 119)

حضرت سیدنا امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ طبقات کبریٰ میں لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جب کبھی کلام صوفیہ کا ذکر آتا تو آپ حضرت سیدنا ابوحمزہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے: ما تقول فی ھذا یا صوفی اے صوفی! آپ اس میں کیا فرماتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنے صاحبزادے سے فرمایا کرتے تھے بیٹا! صوفیاء وقت کی صحبت میں رہا کرو کیونکہ وہ اخلاص میں ایسے مقام پر پہنچے ہوئے ہیں جہاں تمہاری رسائی نہیں۔

(مشائخ نقشبندیہ، ص 484)

حضرت سیدنا سلطان حقیقت جعفر صدلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ابوالحسن صانع دینوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے استاد بزرگ ابوجعفر صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے پہلی عقیدت میں مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور سرور کون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چبوترے پر بیٹھے ہیں اور مشائخ صوفیہ کی ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اردگرد بیٹھی ہے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور ایک فرشتہ نیچے اترا ہے، طشت اور لوٹا ہاتھ میں لئے ہوئے تھا ایک ایک کے سامنے رکھتا تھا اور وہ سب ہاتھ دھوتے تھے۔ جب مجھ تک پہنچا تو کہا کہ اٹھالو۔ کیونکہ یہ ان (صوفیہ) میں سے نہیں ہے لوٹے والے نے لوٹا اٹھایا اور چلا گیا میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان سے تو نہ سہی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں۔ کہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ ان کو دوست رکھتا ہے وہ انہیں میں سے ہے طشت واپس لایا گیا یہاں تک کہ میں نے بھی ہاتھ دھوئے۔ احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری (حضرت سیدنا جعفر صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ) طرف دیکھتے اور ہنستے تھے فرمایا (سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ اگر ہم کو دوست رکھتا ہے تو ہمارے ساتھ ہی ہے۔ ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس وقت تک ان صوفیوں سے میری صحبت نہ تھی۔ ابراھیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ فرشتہ کے پاس

ایک کاغذ ہے اور کچھ لکھ رہا ہے۔ میں نے کہا کیا لکھتے ہو؟ کہا خدا ﷻ کے دوستوں کے نام لکھ رہا ہوں۔ میں نے کہا کیا میرا نام بھی لکھا ہے۔ کہا کہ نہیں میں نے کہا کہ میں نہ ان میں سے ہوں نہ اس کا دوست ہوں۔ لیکن اس کے دوستوں کا دوست ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ ان کو دوست رکھتا ہوں، میں اسی میں تھا۔ کہ ایک فرشتہ آیا اور کہنے لگا کہ کاغذ کو شروع سے لے اور اس کا نام سب سے پہلے لکھ۔ کیونکہ میرے دوستوں کا دوست ہے۔ حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابو العباس عطار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر تجھے خدا تک رسائی نہیں تو اس کے دوستوں تک رسائی کر اگر چہ درجہ میں ان کے برابر نہ ہوگا لیکن وہ تیرے شفیع ہوں گے۔ (سبحان اللہ)

(نفحات الانس، ص 189-188)

تصوف کا نام کب سے ہے:

آقائے دو جہاں ﷺ کی صحبت میں رہنے والوں کو صحابی رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت میں رہنے والوں کو تابعی کہا گیا۔ انھوں نے اس نام کو نہایت ہی شرف والا نام سمجھا۔ پھر ان کے بعد کے لوگوں کو اتباع التابعین کہا گیا۔ اس کے بعد لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا اور جدا جدا مراتب پیدا ہو گئے۔ چنانچہ ان خاص قسم کے لوگوں کو جنھیں دین کے امور کے ساتھ خاص لگاؤ تھا ’’زاہد‘‘ ’’عابد‘‘ کہنے لگے۔ پھر بدعتیں رونما ہونے لگیں۔ ہر فرقہ مدعی بن بیٹھا کہ ان میں ’’زاہد‘‘ پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ اہل سنت میں سے ان خاص لوگوں نے جنھوں نے اپنے انفاس (یعنی سانس) کو اللہ ﷻ کیلئے وقف کر دیا اور اپنے دلوں کو غفلت کے طاری ہونے سے محفوظ رکھا اپنے لئے ایک الگ نام ’’تصوف‘‘ رکھ لیا۔ ان بزرگوں کیلئے یہ نام دوسری ہجری سے پہلے مشہور ہو چکا تھا۔

(رسالہ قشیریہ، ص، 121)

حضرت امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے بھائی! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے علم تصوف اس علم سے عبارت ہے جو کہ اولیاء کے دلوں میں جلوہ گر ہوا جبکہ وہ کتاب وسنت پر عمل کی بدولت روشن ہوئے تو جس نے بھی کتاب وسنت پر عمل کیا اس کیلئے اس کی

وجہ سے ایسے علوم آداب اسرار اور حقائق منکشف ہوئے کہ زبانیں ان کے بیان سے عاجز ہیں۔ جیسا کہ علمائے شریعت پر احکام منکشف ہوتے ہیں جبکہ وہ اپنے علم پر عمل کرتے ہیں۔ پس تصوف تو صرف احکام شریعت پر کسی بندۂ خدا کے عمل کا مکھن ہے جبکہ اس کا عمل کوتاہیوں اور نفسانی خواہشات سے پاک ہو۔ جس طرح کہ علم معانی اور بیان علم نحو کا مکھن ہے تو جس نے علم تصوف کو ایک مستقل علم قرار دیا اس نے سچ کہا اور جس نے اسے عین احکام شریعت میں سے سمجھا وہ بھی سچا جیسا کہ جس نے علم معانی اور بیان کو مستقل علم کہا تو سچ کہا اور جس نے اسے علم نحو میں سے ہی قرار دیا وہ بھی درست ہے۔ لیکن اس ذوق پر کہ علم تصوف عین شریعت سے ہی نکلتا ہے وہی شخص جھانک سکتا ہے جو علم شریعت کا ایسا فاضل متبحر کہ انتہا تک پہنچ چکا ہو۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 54)

(ہر نفس کو) اس کی بدی اور نیکی سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ بے شک وہی مراد کو پہنچا جس نے اس (نفس) کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو گناہ (کی دلدل) میں چھپا دیا۔ (القرآن الحکیم) نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کے قلوب کا تزکیہ کیا۔ ان کے نفوس کو صاف ستھرا کیا۔ تو یہ سلسلہ رُکا نہیں بلکہ مسلسل آگے بڑھتا گیا۔ صحابہ کرام ؓ نے تابعین کا تزکیہ فرمایا۔ پھر انہوں نے تبع تابعین کا پھر اسی طرح صوفیاءِ عظام اس سلسلے کو لے کر آگے بڑھتے گئے اور فریضہ اولیائے امت نے سرانجام دیا۔ سرورِ کائنات ﷺ تو ایک روشن چراغ تھے۔ جن سے ان گنت چراغ روشن ہوئے اور انہوں نے قلوب کے اندھیروں کو دور کر کے ذکر اللہ ﷻ کی شمعیں روشن کیں۔

(آئینۂ تصوف، ص، 46)

حضرت مفسر قرآن سیدنا ابن عباس ؓ سے مروی ہے "ایک دن اصحاب صفہ ؓ کے پاس حضور نبی کریم ﷺ نے قیام فرمایا! جب ان کے فقر، جہد اور طہارت قلب کو دیکھا تو فرمایا (اے اصحاب صفہ ؓ تمہیں بشارت ہو میری امت میں سے جو لوگ ان صفات سے متصف ہوں گے جن سے تم متصف ہو اور ان پر برضا و رغبت قائم رہیں گے تو وہ

جنت میں میرے رفیق ہوں گے۔ (عمل صحابہ رضی اللہ عنہم)

(آئینہ تصوف، ص، 67)

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تصوف علم و عمل کے مجموعے کا نام ہے۔ علم کے ذریعہ نفسانی خواہشات سے کنارہ کشی کرنا تزکیہ نفس کرنا قلب کو غیر اللہ سے خالی کرکے ذکر الٰہی سے آراستہ کرنا۔

(آئینہ تصوف، ص، 52)

حضرت شیخ المشائخ علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں ”منکران طریقت سے پوچھو کہ تصوف سے ان کی کیا مراد ہے۔ اگر صرف اسم (تصوّف کے نام) سے انکار ہے تو خیر، اور اگر معنی سے انکار ہو تو اس کا مطلب مکمل شریعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام اخلاق حسنہ کا انکار ہے۔

(کشف المحجوب ص، 99)

(اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں “ (القرآن) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مجاہد اہلسنت مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور اس کے صفات جانتے اور اس کی عظمت کو پہچانتے ہیں جتنا علم زیادہ اتنا خوف زیادہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا خوف اس کو ہے جو اللہ تعالیٰ کے جبروت اور اس کی عزت اور شان سے باخبر ہے۔

(کنز الایمان تفسیر نور العرفان، پ، 22، ص، 526)

کفایۃ الاتقیاء میں مذکور ہے: عارف کی ایک رکعت نماز غیر عارف عالم ظاہر کی ایک ہزار رکعات سے بہتر ہے اور (تصوف کے بعض) مبتدعین کے انکار کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی کرامت، خوارق، مواجید اور احوال متصف نہیں ہے چونکہ وہ (مبتدعین) کجروی اور گمراہی میں واقع ہوئے ہیں۔ اس لیے تصوف اور اہل تصوف۔ سے انکار کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ عزوجل کی جانب سے ہدایت

پر ہیں۔ جس طرح تمام گمراہ شدہ فرقوں کی پختہ عادت ہے۔

(ہدایت السالکین، ص، 324)

حضرت شمس العارفین شیخ ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان لوگوں کے دلوں میں کینہ کیسے باقی رہ سکتا ہے۔ جن کے قلوب اللہ ﷻ سے ملے ہوئے اور اس کی الفت ومحبت پر ان سب کا اتفاق واجتماع ہو گیا ہو اور وہ اس کے ذکر سے مانوس ہوں ان کے دل نفسانی وسوسوں اور طبیعتوں کی تاریکیوں سے پاک وصاف ہیں بلکہ نور یقین سے سرمہ آلود ہیں۔ اس لیے وہ بھائی بھائی بن گئے ہیں۔ اہل تصوف کے قلوب اس طرح ہیں کہ ان کا ایک کلمہ پر اجتماع ہے وہ طریقت کے شرائط بجالاتے ہیں اور تحقیق کے ساتھ کامیاب ہوتے ہیں۔

(عوارف المعارف، ص، 286)

حضرت شیخ المشائخ شیخ ذروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف اللہ ﷻ کی طرف صدق توجہ کا نام ہے اور اس کے مختلف طریقے ہیں۔ تصوف کا ستون مادیت کے میل کچیل سے دل کو صاف کرتا ہے اور اس کا مقصد انسان کو خالق عظیم سے واصل کرنا ہے

(تصوف کے حقائق ص 18)

مراقی الفلاح کے مصنف فرماتے ہیں کہ ظاہری طہارت کا اس وقت فائدہ ہے، جب باطن بھی اخلاص کے ساتھ پاک کیا جائے باطن کو دھو کے تصنع اور حسد سے اور دل کو اللہ ﷻ کے ماسویٰ دونوں جہانوں سے فارغ اور پاک کرنا چاہیے تاکہ رب ﷻ کی عبادت ذات رب ﷻ کی وجہ سے کی جائے نہ کہ کسی اور وجہ سے۔ پھر اللہ ﷻ اپنے فضل وکرم سے ایسے بندے کی حاجات وضروریات کو پورا کرتا ہے اور وہ یکتا معبود کا یکتا بندہ بن جاتا ہے اور کسی چیز کا غلام بن کر اللہ ﷻ کی عبادت نہ کرنی چاہیے اور خیال رکھنا چاہیے کہ کہیں خواہشات خدمت ربانی سے روک نہ دیں۔

(تصوف کے حقائق، ص، 28)

آج جو مسلمان اس قدر انحطاط اور کمزوری وگمراہی کا شکار نظر آتے ہیں اس کا سبب یہی ہے کہ انہوں نے اسلام کے روح وجوہر کو گم کر دیا ہے۔ اور مسلمانوں میں صرف

www.maktaban.org

ظاہر ہی ظاہر رہ گیا ہے۔ اسی بناء پر باعمل علماء اور غیور مرشدین لوگوں کو صوفیاء کے ہمراہ طریقت میں داخل ہونے کی تلقین کرتے ہیں اور صوفیاء کی صحبت کے التزام کی نصیحت کرتے ہیں تاکہ وہ اسلام کے جسم وروح کا جامع بن جائیں اور صفائے قلبی کے ساتھ ساتھ بلند اخلاق تک رسائی حاصل کرلیں اور انہیں اللہ عزوجل کا یقینی عرفان ومعرفت حاصل ہو جائے تاکہ وہ حب الہٰی، مراقبہ الہٰی اور ذکر الہٰی کے دوام سے مزین ہو سکیں۔

(تصوف کے حقائق، ص، 30)

فتاوٰی شامی میں حضرت سیدنا علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں طریقت اس سیر وسلوک کو کہتے ہیں جو سالکین کے ساتھ خاص ہے تاکہ وہ منازل ومقامات طے کریں جبکہ حقیقت قلب کے ذریعہ ربوبیت کا مشاہدہ کرنا ہے، یہ ایک باطنی راز ہے جس کی کوئی حد وجہت نہیں شریعت، طریقت اور حقیقت آپس میں لازم وملزوم ہیں اللہ عزوجل تک رسائی کے طریقے کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے، ظاہر شریعت وطریقت ہے اور باطن حقیقت ہے۔ حقیقت، شریعت وطریقت میں اسی طرح پنہاں ہے جس طرح مکھن دودھ میں۔ ان تینوں سے مقصود بندگی کو قائم کرنا ہے جو بندے سے مطلوب ہے۔ حضرت سیدنا قطب الاقطاب امام عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حقیقت ربوبیت کے اسرار کا مشاہدہ ہے اس کا راستہ شرعی عزیمت ہے جو طریقت پر گامزن ہوا وہ حقیقت تک پہنچ جاتا ہے حقیقت شرعی عزیمت کی انتہا ہے اور کسی بھی شے کی انتہا اس شئے کی مخالف نہیں ہوتی لہٰذا حقیقت شرعی عزیمت کے مخالف نہیں۔

(تصوف کے حقائق، ص، 295)

حضرت شیخ المشائخ ابراہیم بن محمد نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تصوف کی اصل کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑنا اور بدعات وخواہشات کو چھوڑ دینا ہے نیز مشائخ کی تعظیم اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا ان کی خدمت کرنا اچھے اخلاق اپنانا، اور ذکر واذکار کی پابندی کرنا اور رخصت کے کاموں اور تاویلات کو چھوڑتا ہے، طریقت میں جو بھی گمراہ ہوا ابتدا کے فساد کے سبب ہوا کہ ابتدا کا فساد انتہاء تک موثر ہے۔ (تصوف کے حقائق، ص، 301)

حضرت شیخ المشائخ جریری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تصوف کے معاملہ کی بنا دو باتوں پر ہے۔ اول یہ کہ تو اپنے نفس پر لازم کرے کہ وہ ہمیشہ اللہ ﷻ کو نگاہ میں رکھے اور اس علم کا اثر تمہارے ظاہر پر موجود ہو۔

(رسالہ قشیریہ، ص،، 390)

حضرت غوث المحققین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص اتباع سنت کے بغیر خود کو صاحب طریقت کہتا ہے۔ وہ کاذب ہے کیونکہ اتباع شریعت کے بغیر طریقت کا حصول ممکن نہیں۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص، 119)

شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر چند کہ شریعت سر بسر حقیقت ہے اور حقیقت تمام شریعت۔ حقیقت کی بنیاد شریعت ہے۔ شریعت حقیقت کے بغیر، اور حقیقت شریعت کے بغیر بیکار ہے اور عمل کرنے والے ان ہر دو کے بغیر بیکار ہیں۔

(صد میدان، ص 15)

حضرت سیدنا عارف باللہ شیخ ابو طالب عطیہ حارثی المکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک سالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عارف سے عرض کیا ”میں خدا ﷻ سے بہت غافل ہوں، نیکیوں کی طرف سست و کاہل ہوں، کوئی نصیحت فرمائے کہ میں اس کی تلافی کر لوں“ فرمایا ”بھائی اگر تو اولیاء اللہ سے محبت کر سکے اور ان کا تقرب والفت حاصل کر سکے تو یہ کر، شاید وہ تم سے محبت کر لیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر روز ستر بار اولیاء اللہ کے قلوب پر نظر رحمت فرماتا ہے، شاید کسی روز ان کے ساتھ محبت کے باعث تیری جانب بھی نظر رحمت فرما دے اور تجھے دنیا و آخرت کی پریشانیوں اور تحیر سے پناہ دے دے جبکہ تیری اس پر براہِ راست نظر نہیں۔“

(قوت القلوب، جلد دوئم، ص 173)

حضرت مقبول یزدانی سہل رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے ”انسان اس (تصوف و تزکیہ) کی حقیقت تک اس وقت ہی رسائی حاصل کر سکتا ہے جبکہ وہ یہ چار باتیں پوری کرے۔

1) فرائض کو سنت کے ساتھ ادا کرے۔
2) تقویٰ کے ساتھ حلال کھانا۔
3) ظاہر و باطن میں ممنوعات سے بچنا۔
4) موت تک اس کی پابندی کرنا۔

(قوت القلوب، جلد دوئم، ص 976)

شیخ التفسیر حضرت قدوۃ السالکین مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ برادرانِ اسلام! جن لوگوں کے ہاتھ میں قوم کی باگ ڈور ہوتی ہے، ان میں سے ایک گروہ، صوفیائے کرام کا ہے اور یہ گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی پہلے سے چلا آ رہا ہے (یعنی اس گروہ کا وجود ابتدائے آفرینش سے اور ہر زمانہ میں پایا جاتا ہے) اس گروہ میں جو کھرے اللہ عزوجل کے بندے ہوتے ہیں وہ بارگاہِ الٰہی میں مقبول، محبوب، مغفور اور مرحوم ہوتے ہیں۔ ان کی دامن گیری باعثِ برکت، ان کا اتباع موجبِ نجات اور ان کی صحبت اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ان کی تربیت انسان کو صحیح معنوں میں انسان بناتی ہے۔ ان بزرگانِ دین کی تربیت سے ہی انسان روحانی مہلک بیماریوں (مثلاً حسد، کبر، عجب وغیرہ) سے شفا پاتا ہے اور جنت کا مستحق بن جاتا ہے۔ اگر ان اللہ والوں کی صحبت نصیب نہ ہو اور ان سے اپنی تربیت نہ کرائے تو اغلب یہی ہے کہ انسان روحانی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو کر دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔"

(قوت القلوب، جلد اوّل، ص 23)

ایک خراسانی عالم دین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات قریب تھی، کسی نے عرض کیا "ہمیں کسی ایسے آدمی کی طرف رہنمائی کر جائیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کے پاس بیٹھا کریں" انہوںؒ نے فرمایا "فلاں کے پاس" چنانچہ انہوں نے ایک خاموش طبع عابد کا ذکر کیا جو کہ کثرتِ علم سے معروف نہ تھا۔ کسی نے عرض کیا کہ "ان کے پاس اس قدر علم نہیں کہ ہم جس علم کی بات پوچھیں وہ جواب دے سکے" انہوں نے فرمایا "میں جانتا ہوں، مگر اس کے پاس اس قدر تقویٰ ہے کہ جسے وہ نہیں جانتا، اس کے بارے میں کلام نہیں کرتا۔"

(قوت القلوب، جلد اوّل، ص 378)

حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم کے بغیر عبادت میں کوئی خیر نہیں فہم کے بغیر علم میں کوئی خیر اور غور وفکر کے بغیر تلاوت میں خیر نہیں علم کے چشمے رات کے چراغ پرانے کپڑوں والے اور صاف دلوں والے بن جاؤ۔ اس کی بدولت تمھیں ملکوت سماء میں پہچانا جائیگا اور زمین میں تمہارا ذکر خیر ہوگا۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 80)

حضرت شیخ المشائخ ابو عبد اللہ محمد بن خفیف الضبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف دلوں کو صاف کرنے طبعی اخلاق کو جدا کرنے صفات بشریہ کو مٹانے نفسانی دعوؤں سے پہلو تہی کرنے صفات روحانیہ کو اتارنے علوم حقیقت سے تعلق پیدا کرنے تمام امت کی خیر خواہی کرنے اور شریعت پاک میں آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے کا نام ہے۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 259)

حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ مجھے مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ستر علوم سکھائے ہیں اور یہ علوم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی اور کو تعلیم نہیں کیے۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 51)

شیخ المشائخ شیخ ابو نصر سراج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل ظاہر کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ ہم تو صرف ظاہری طور پر علم شریعت کو جاننے کا اقرار کرتے ہیں جب کہ علم باطن اور علم تصوف سراسر بے معنی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق وتائید سے ہم یہ جواب عرض کرتے ہیں کہ علم شریعت ایک ہی علم اور اسم ہے جو دو لفظوں روایت اور درایت کو شامل ہے یعنی علم شریعت بیک وقت اعمال ظاہری و باطنی کی دعوت دیتا ہے۔ کیونکہ علم جب تک دل میں رہتا ہے باطنی کہلاتا ہے اور زبان تک پہنچے تو ظاہری گویا علم کی دو قسمیں ہوئیں۔ ظاہری اور باطنی اور یہ علم شریعت ہی ہے جو ظاہری و باطنی اعمال کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اعمال ظاہری سے مراد وہ اعمال ہیں جو انسان کے ظاہری اعضاء انجام دیتے ہیں پھر اعمال ظاہری کی دو قسمیں ہیں، عبادات اور احکامات۔ عبادات میں طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور جہاد

وغیرہ شامل ہیں جبکہ حدود وطلاق، غلاموں کو آزاد کرنا، خرید و فروخت کے مسائل، وراثت اور قصاص وغیرہ احکامات میں شمار ہوتے ہیں اور جملہ احکامات وعبادات انسان کے ظاہری اعضاء سے ہیں۔ جہاں تک اعمال باطنی کا تعلق ہے تو وہ قلب سے متعلق ہے۔ جیسے مقامات، احوال، یعنی تصدیق ایمان یقین، صدق، اخلاص، معرفت، توکل، محبت، رضا، ذکر، شکر، توبہ، خشیت، تقویٰ، مراقبہ، فکر، اعتبار، خوف، امید، صبر، قناعت، تسلیم، تفویض، قرب، شوق، وجد، حزن، ندامت، حیا، شرم، تعظیم، اور ہیبت مذکورہ اعمال باطنی کا اپنا اپنا مفہوم اور معنی ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کی صحت وعدم صحت پر آیت قرآنیاں اور احادیث نبوی شاہد ہیں۔ جس نے ان کو جان لیا وہ ان کا عالم ٹھہرا اور جس نے ان کو نہ سمجھا وہ ان سے بے خبر رہا۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 54، 55)

حضرت شیخ المشائخ یحیٰی بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حصول معرفت میں عارف سے ادب کا دامن چھوٹ گیا تو وہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوا۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 74)

حقیقت تصوف

حضرت شیخ المشائخ رویم بن احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ماہیت تصوف پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے ''اپنے نفس کو اللہ عزوجل کی مرضی کے مطابق رکھنا ہی تصوف ہے''۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 56)

حضرت شیخ المشائخ ابو محمد جریری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''ہر بری اور خسیس عادت کو چھوڑ کر پاکیزہ عادات اپنا لینا تصوف ہے۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 56)

حضرت شیخ الشیوخ عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تصوف یہ ہے کہ بندہ ہر وقت عملِ صالح اختیار کرنے کا خواہاں رہے۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 56)

صوفیہ کون ہیں؟

صوفیاءِ کرام کی کیا تعریف ہے اور وہ کون ہیں اس سوال کا جواب حضرت شیخ المشائخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ یوں دیتے ہیں ”صوفیہ وہ ہیں جو اپنی عقلوں اور قلوب کو مصائب و آلام کے باوجود ثابت قدم رکھتے ہیں اور نفس کے ہر شعلۂ شرانگیز کو مرشد کامل کی اتباع سے سرد کر دیتے ہیں“۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 57)

ایک باکمال صوفی سے کسی نے پوچھا کہ کس کی صحبت میں بیٹھوں؟ تو انھوں نے کہا ”صوفیہ کی صحبت اختیار کرو کیونکہ وہ قبیح چیزوں سے بچنے کے طریقے جانتے ہیں اور مادی قوت و عظمت کو اپنے ہاں جگہ نہیں دیتے ان کی صحبت تجھے اس قدر بلند کر دے گی کہ خود پر ناز کرے گا“۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 57)

حضرت شیخ المشائخ محمد بن فرغانی رحمۃ اللہ علیہ ابوجحفۃ رضی اللہ عنہ سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد ”اے اباجحفۃ رضی اللہ عنہ! سوال علماء سے کرو دوستی دانش مندوں سے کرو اور محفل بزرگوں کی اختیار کرو“ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا: علماء سے حلال وحرام کے بارے پوچھو، دانش مندوں سے دوستی اختیار کرو جو اپنی دانش و بینش کی روشنی میں صدق وصفا اور اخلاص کے راستے پر چلتے ہیں اور بزرگانِ دین کے ساتھ بیٹھو جو ہمہ وقت اللہ تعالیٰ ہی کی باتیں کرتے ہیں اور اسی کی ربوبیت کی طرف ہدایت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قربت کے نور سے دیکھتے ہیں۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 201)

حضرت شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر اس آسمان کے نیچے کوئی علم، علمِ تصوف سے بڑھ کر ہوتا تو میں اس کی اور اس کے جاننے والوں کی طرف دوڑا ہوا جاتا اور سیکھ لیتا اور اگر یہاں کوئی وقت صوفیوں کے اوقات سے بہتر ہوتا تو میں اس کو حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 289)

صوفیہ کا طریقہ کتاب وسنت کے موافق ہے:

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا انوار قدسیہ صفحہ نمبر 67 پر کہ صوفیہ کا طریقہ کتاب وسنت کے موافق ہے اور جاننا چاہئے کہ قوم صوفیہ کا طریقہ کتاب وسنت کے (بالکل موافق ہے پس جو صوفی) کتاب وسنت کی مخالفت کرتا ہو وہ سیدھے راستہ سے (یقیناً) باہر ہو گیا جیسا کہ حضرت سیدی الطائفہ شیخ کبیر ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرما گئے ہیں پس تم یہ گمان (ہرگز) مت کرنا کہ (حضرات) صوفیہ کرام کی وہ حالت آج کل کے مدعیان تصوف جیسی تھی بلکہ وہ حضرات رحمہم اللہ اسرار شریعت کے جاننے والے، روزہ رکھنے والے، راتوں کو جاگنے والے، زاہد متقی (خدا سے) خوف وخشیت رکھنے والے تھے جیسا کہ ان کی سوانح اور تواریخ سے معلوم ہوتا ہے اور جو لوگ (صوفیوں پر) انکار کرتے ہیں وہ ان لوگوں پر انکار کر رہے ہیں جو کہ چھٹے درجہ میں ان (صوفیہ کاملین) کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں کیونکہ ہر قرن (زمانہ) کو (جب اس سے) پہلے قرن کی ساتھ نسبت کر کے (دیکھا جائے تو دونوں کی حالت زمین آسمان کا فرق نظر آئے گا جس کی وجہ سے) اس پر انکار کرنا صحیح ہے جب کہ وہ یہ دعوے کرے میں (بہمہ وجوہ) پہلے قرن کے طریقہ پر ہوں کیونکہ (یہ دعوے کسی طرح قابل تسلیم نہیں اس لئے کہ) لوگ ہمیشہ (ہر زمانہ میں) پہلی حالت سے پیچھے ہی ہٹتے رہتے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد "**خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ**" اسی طرف اشارہ ہے (کہ تمام جماعتوں سے بہتر میری جماعت ہے (یعنی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم) پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں (یعنی تابعین) پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں (یعنی تبع تابعین رحمہم اللہ)۔

اور (عزیز من! ذرا) حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی قول میں (تو) غور کرو (وہ فرماتے ہیں کہ) مجھ سے میرے شیخ (مرشد کریم رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ فرمایا تھا کہ برخوردار اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک تمہارے دل میں خدا تعالیٰ کے سوا کسی غیر کا خطرہ بھی آئے تو پھر کبھی ہمارے پاس نہ آنا کیونکہ (اس حالت میں) تم سے یہ امید نہیں کی

جاسکتی کہ تم سچے مرید بن سکو گے۔ پس جن لوگوں کے مریدوں کا یہ حال تھا تو خود ان مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کی حالت کیا کچھ ہوگی۔

(عزیز من!) تم اس مرید کی اور آج کل کے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کی حالت میں غور کرو تو تم کو (زمین آسمان کا) فرق معلوم ہوگا۔ اور حضرت سیدنا شیخ المشائخ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ میں حضرت امام العارفین سیدی سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عابد کسی کو نہیں دیکھا کہ ان کی اٹھانوے سال کی عمر ہوگئی تھی، مگر مرض الموت کے سوا کبھی ان کو لیٹے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا اور (اس پر بھی) وہ (ہم سے) یہ فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ میری طرح عاجز و ناتواں ہوجانے سے پہلے کچھ کوشش کرلو حالانکہ ہم ان کے مجاہدات کا اس وقت بھی مقابلہ نہ کرسکتے تھے باوجودیکہ ہم نوجوان تھے (اور وہ نہایت بوڑھے تھے)۔

پس حق سبحانہ ان سب حضرات سے راضی ہوں (کہ واقعی انہوں نے مجاہدہ کا حق ادا کردیا) اور خلاصہ (کلام) یہ ہے کہ جو شخص ولی عارف باللہ کے ہاتھ پر تربیت پائے گا وہ حقیقی طور پر عبدیت کا درجہ حاصل کرلے گا اور ان کے آداب کو (بخوبی) پہچان لے گا۔

حضرت سراج السالکین علی بن حمزہ اصفہانی حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ایک دفعہ میں ان کے پاس سے حج کو گیا۔ اور بصرہ میں پہنچا۔ اتنے میں محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر مصر میں پہنچی ان کو اتنا غم ہوا کہ جس کا بیان نہیں ہوسکتا۔ میں نے کہا کہ میں اصفہان میں نہیں جاسکتا۔ پھر بصرہ میں شیخ کامل قدوۃ السالکین سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے پاس رہا۔ یہ لوگ اس کی باتیں کیا کرتے۔ اور اس کی خبریں دیا کرتے۔ جو بات مجھے اچھی معلوم ہوتی۔ میں کہتا کہ میں ان پڑھ ہوں مجھے یہ لکھ دو ایک دن پانی کے کنارے پر میں طہارت کرتا تھا۔ جو کچھ لکھا ہوا تھا میری آستین سے پانی میں گر گیا اور خراب ہوگیا مجھ کو اس دراز مدت کی محنت پر بڑا رنج ہوا۔ اس رات شیخ کامل قدوۃ السالکین سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے خواب میں دیکھا۔ مجھ کو کہتے ہیں اے مبارک تم اس لئے رنجیدہ ہوئے ہو کہ تمہارا دفتر پانی میں گر گیا۔ میں نے کہا ہاں۔ اے استاد کہا کہ کیوں ان باتوں کا حق اور خدا تعالیٰ کا

حق اور اس کے دوستوں کا حق اپنی سے طلب نہیں کرتا میں نے کہا کہ اے استاد مجھ میں طاقت نہیں میں اس بات میں تھا کہ مصطفیٰ کریم ﷺ کو میں نے دیکھا کہ آپ تشریف لائے ہیں اور اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک جماعت آپ ﷺ کے ساتھ ہے جب میں نے سید دو عالم ﷺ کو دیکھا تو خوشی کے مارے سرکار مدینہ ﷺ کی خدمت میں دوڑا مجھے دیکھ کر آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ اس صدیق یعنی سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ کو کیوں نہیں کہتا کہ اس گروہ کی دوستی اور یہ باتیں عین حقیقت ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ محبوب خدا ﷺ تشریف لائے کہ سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ باتیں فرمائیں سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں خدا عزوجل سے استغفار کرتا ہوں احمد مصطفیٰ ﷺ مسکرا پڑے اور میں خوشی سے جاگ اٹھا۔

(نفحات الانس، ص122)

اپنے وقت کے بہت بڑے شیخ حضرت سیدنا ابو عبد اللہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں خواب میں حضور سرور کائنات ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات (یعنی معرفت) کا راہ جانتا اور اس پر چلتا ہوا لوٹا تو اللہ تعالیٰ اسے اتنا سخت عذاب دے گا کہ کسی کو بھی ایسا عذاب نہ دیا ہوگا۔

(تفسیر روح البیان ج7، ص31)

حضرت شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! میں نے کوئی گروہ علماء کا ایسا نہیں دیکھا جو گروہ صوفیوں سے زیادہ فضیلت رکھتا ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو میں ہرگز صوفی علماء کی صحبت اختیار نہ کرتا۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص،289)

حضرت شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا! اگر ہمارا یہ علم (علم تصوف) گندگی کے ڈھیر پر پڑی ہوئی کوئی چیز ہوتی تو صوفیہ اپنی معینہ مقدار کے مطابق اس میں سے اپنا حصہ لیتے (یعنی علم تصوف کوئی ایسی عام شے نہیں کہ ہر کس و ناکس بے تحاشا اس سے جھولی بھرتا پھرے)

(کتاب اللمع فی التصوف، ص،290)

(حقیقت میں اصلی) صوفی فقہاء ہی ہیں:

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا انوار قدسیہ صفحہ نمبر 65 پر کہ (حقیقت میں اصلی) صوفی فقہاء ہی ہیں بشرطیکہ وہ اپنے علم پر عمل کرتے رہیں کیونکہ اولیاء کو فقہاء سے امتیاز عمل ہی کی وجہ سے ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کو (عمل کی برکت سے) حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے علم و فہم میں (ایسی) قوت عطا ہوئی ہے جو دوسروں کو نصیب نہیں۔ پس یہی وہ چیز ہے جس سے ان کو دوسروں سے امتیاز حاصل ہوگیا اور اسی وجہ سے اولیاء میں اور ناقص علماء میں نزاع پیدا ہوگیا (کیونکہ جو علماء اپنے علم پر عمل نہیں کرتے ان کو علم وفہم میں اولیاء جیسی قوت عطا نہیں ہوئی اس لئے وہ ان کی باتیں سمجھنے سے قاصر ہیں اور بدون سمجھے ان پر اعتراض کرتے ہیں) پس اولیاء کے سامنے ان کی ایسی مثال ہے جیسے کہ شکاری کے جال میں رانگ کے چھلے ہوا کرتے ہیں اور اولیاء (کی مثال شکاری جیسی ہے کہ وہ) جال کی ڈور کو اپنے قبضہ میں کئے ہوئے چلے آتے ہیں۔ پس جس وقت وہ ڈور کو کھینچتے ہیں اس وقت رانگ کے چھلے (اکٹھے ہوکر) خود بخود کھچے ہوئے چلے آتے ہیں۔ پس ناقص علماء (کے تمام علوم) اولیاء کے باطن میں موجود ہیں اور اس کا عکس نہیں ہے (یعنی اولیاء کے علوم ناقص علماء کے اندر موجود نہیں ہیں)۔

مگر ہاں جو علماء عارفین باللہ ہیں (وہ صوفیہ سے کم نہیں ہیں، بلکہ حقیقت میں صوفی وہی ہیں، مگر ایسے علماء وصوفیہ کرام پر اعتراض بھی نہیں ہوتا) کیونکہ وہ تو اپنے علم وفہم کو بہت ہی حقیر (اور ناقص) سمجھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ ان کی فہم ومعرفت سے اوپر بھی بہت سے درجے ہیں اور اگر مراتب میں یہ امتیاز نہ ہوتا جو کہ ہم (امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ) نے بیان کیا ہے تو ہر نماز وروزہ کرنے والا (حضرت سیدنا امیر المومنین) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر اور ان کا ہم مرتبہ ہوجاتا کیونکہ (ظاہر میں) یہ بھی وہی کام کررہا ہے جو وہ کرتے تھے اور تمام علم میں کسی کو بھی ایک دوسرے پر فضیلت نہ ہوتی حالانکہ حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ" (پارہ 28، سورۃ المجادلہ، آیت 11)

ترجمہ: حق تعالیٰ ان لوگوں کو جو تم میں سے ایمان لے آئے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے (مختلف) درجات میں (بلندی عطا) کرتے ہیں، پس اولیاء دوسروں سے ایسے علوم کے ساتھ ممتاز ہیں جن میں کوئی ان کا شریک نہیں اور ہمارے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ فاتح کی تفسیر میں دولاکھ سینتالیس ہزار نوسو ننانوے علم بیان فرمائے ہیں (اس سے اولیاء کے علوم کی وسعت کا اندازہ کر لینا چاہئے) اور میں ان علوم کا زیادہ حصہ اپنی کتاب **"تنبیہ الاغبیاء علی قطرۃ من بحور الاولیاء"** میں ذکر کیا ہے اس کو دیکھنا چاہئے۔

حضرت سیدنا مقبول یزدانی شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز اہل مجلس سے فرمایا! تم منتخب لوگ ہو تمہارے لیے جنت میں نور کے منبر بنائے جائیں گے۔ حتیٰ کہ فرشتے بھی تم پر رشک کریں گے۔ کسی نے پوچھا۔ کس عمل کے بدلے یہ مقام ملے گا؟ حضرت سیدنا مقبول یزدانی شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! اس لیے کہ یہ علم تصوف پر آپس میں تبادلہ خیالات کیا کرتے ہیں۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 290)

حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بعض علوم ایسے ہیں جو بندھے ہوئے راز کی صورت میں ہیں۔ اور جنہیں اہل معرفت کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جب یہ اہل معرفت (ان علوم کے متعلق) گفتگو کرتے ہیں صرف وہی لوگ اس کے منکر ہوتے ہیں جو اللہ عزوجل سے غافل ہوں۔

(تعرف، ص، 131)

حضرت شیخ المشائخ ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حق عزوجل کا مطیع فرمانبردار رہنے کا نام تصوف ہے۔

(تعرف، ص، 138)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابو یعقوب سوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صوفی وہ ہے جو کسی چیز کے چھن جانے سے بے قرار نہ ہو اور نہ کسی چیز کی تلاش میں اپنے آپ کو تھکائے۔

(تعرف، ص، 138)

کسی نے حضرت شیخ کبیر جنید بغدادی ؒ سے پوچھا تصوف کیا ہے؟ فرمایا باطن کا حق ﷻ سے پیوست ہو جانا اور یہ کیفیت صرف اس وقت حاصل ہوتی ہے جب نفس روح کی قوت اور حق ﷻ کے ساتھ قائم رہنے کی وجہ سے اسباب سے بے تعلق ہو چکا ہو۔

(تعرف، ص، 138)

حضرت شیخ کبیر جنید بغدادی ؒ حضرت کاشف اسرار سری سقطی ؒ کے مرید تھے ایک دفعہ لوگوں نے حضرت کاشف اسرار سری سقطی ؒ سے پوچھا۔ "کیا مرید کا مقام کبھی اپنے پیر سے بھی بلند تر ہو سکتا ہے؟ آپ (حضرت کاشف اسرار سری سقطی ؒ) نے فرمایا۔ بیشک ہو سکتا ہے اس کی بین دلیل یہ ہے کہ "حضرت شیخ کبیر جنید بغدادی ؒ" میرے مرید ہیں مگر مجھ سے اونچا مقام رکھتے ہیں۔ اسی طرح حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی ؒ کو حضرت قطب الاقطاب باقی باللہ ؒ نے فرمایا تھا۔

(آئینۂ تصوف، ص، 93)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ "ایمان سنگار کے ذریعے نہیں ہوتا اور نہ ہی تمناؤں کے ذریعے ہوتا ہے، بلکہ (ایمان یہ ہے کہ) دل میں اس کا وقار ہو اور عمل اس کی تصدیق کرے۔"

(قوت القلوب، جلد اوّل، ص 395)

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ یہ باسند روایت ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے دنیا کی طرف وحی فرمائی کہ میرے اولیاء کے لئے کڑوی بن جا، حتیٰ کہ ان کی رغبت اسی میں رہ جائے جو میرے پاس ہے اور میرے دشمنوں کیلئے شیرین ہو جا، حتیٰ کہ وہ میری ملاقات ناپسند کریں۔"

(قوت القلوب، جلد اوّل، ص 883)

صوفیاء کرام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے قول وفعل کی حیثیت:

صوفیاء کرام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی نسبت یہ کہنا کہ اُن کا قول وفعل معاذ اللہ کچھ وقعت نہیں رکھتا بہت سخت بات ہے۔ اللہ ﷻ فرماتا ہے: واتبع سبیل من اناب الی

جو میری طرف جھکے اُن کی راہ پیروی کر۔ صوفیاء کرام سے زیادہ اللہ ﷻ کی طرف جھکنے والا کون ہوگا فتاویٰ عالمگیری میں ہے: **انما یتمسک یا فعال اهل الدین** دینداروں ہی کے افعال سے سند لائی جاتی ہے۔ صوفیائے کرام سے بڑھ کر اور کون دیندار ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ماتخریج جلد 22)

صوفیاء کرام اور ظاہری علماء کرام میں فرق:

مرید کیلئے یہ امر قبیح ہے۔ کہ وہ صوفیاء کے مذہب کے سوا کسی اور مذہب کی طرف منسوب ہو تو اس کا سبب صوفیاء کے طریقہ کو چھوڑ کر مختلف مذاہب میں سے کسی اور مذہب کی طرف منسوب ہو تو اس کا سبب صوفیاء کے طریقہ سے جہالت کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ صوفیاء کے مسائل کے دلائل دیگر مذاہب کے مقابلہ میں زیادہ واضح ہیں اور ان کے مذہب کے اصول دیگر مذاہب کے مقابلہ میں زیادہ قوی ہیں۔ دیگر لوگ یا تو نقل روایت کے مالک ہیں یا عقل و فکر کے مالک۔ مگر اس گروہ کے شیوخ ان سب چیزوں سے بلند ہیں۔ کیونکہ جو چیز اوروں کیلئے غیب ہے وہ ان کیلئے ظاہر چیز ہے اور جو معرفت کے امور لوگ حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ ان کیلئے حق ﷻ کی طرف سے موجود ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ لوگ اہل وصال ٹھہرے اور لوگ اہل استدلال صوفیاء کی مثال تو یہ ہے۔

ترجمہ: میری رات تمہارے چہرہ کی بدولت روشن ہے۔ حالانکہ اس کی ظلمت لوگوں میں پھیلی ہوئی ہے چنانچہ لوگ تو تاریکی میں ہیں اور ہم دن کی روشنی میں۔

ابتداء اسلام سے لیکر آج تک کوئی ایسا زمانہ نہیں گزرا جس میں اس گروہ کا کوئی نہ کوئی ایسا شیخ نہ ہوا ہو۔ جسے علم توحید اور قوم کی امامت حاصل نہ ہوئی ہو۔ یہی نہیں بلکہ علماء میں سے ائمہ وقت نے ان کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے اور انہیں باعث برکت سمجھا ہے اگر انہیں کسی قسم کی فضیلت اور خصوصیت حاصل نہ ہوتی تو معاملہ برعکس ہوتا۔

(رسالہ قشیریہ، ص، 688)

خدا پرست اور نفس پرست میں فرق:

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے انوار قدسیہ صفحہ نمبر 73 پر کہ صوفیاء کرام کی ابتداء عالم (علماء) کی انتہا۔ خدا پرست اور نفس پرست میں فرقحضرت سیدنا قطب الارشاد امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں دس برس تک دو خیالوں میں متردد رہا ایک خیال مجھ کو فقہاء کے طریقہ کی طرف بلاتا تھا اور دوسرا خیال صوفیہ کے طریقہ کی طرف، پھر میں اولیاء یمن میں ایک شخص سے ملا تو اس نے کشفی طور پر میرے دل کی حالت معلوم کر لی اور کہنے لگے کہ برخوردار من! درویش کی ابتداء عالم کی انتہا ہے (یعنی صوفی پہلے ہی دن جس مقام پر پہنچتا ہے عالم اخیر درجہ میں اس پر پہنچتا ہے) کیونکہ صوفی کی ابتدا یہ ہے کہ (خدا کے سوا) ہر چیز سے بے رغبت (اور بے التفات) ہو جائے اور تمام عبادات میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے لئے نیت کو خالص کرے اور اپنی عبادات پر اس سے عوض کا طالب نہ ہو اور یہ (مقام) عالم کی انتہا ہے پھر درویش (اپنی قسمت کے موافق درجات قرب اور عطیات الٰہی میں (اس سے آگے بھی) ترقی کرتا ہے (اور علماء ظاہر کو اس سے آگے کچھ نصیب نہیں ہوتا)۔

پھر فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس علم کا کچھ ثمرہ دکھلا دوں جس کو تم (حاصل کرنا چاہتے ہو اور درویشی کا ثمرہ بھی دکھلا دوں، پھر انہوں نے اکابر علماء میں سے ایک شخص کو بلا بھیجا کہ (ذرا میرے پاس) تشریف لائیے اور اپنی جماعت کو یہ حکم دیا کہ اس (کی تعظیم) کے لئے کھڑے نہ ہوں اور نہ (مجلس میں اس کے لئے (جگہ کی) وسعت کریں، پھر وہ (عالم دین) آئے تو جوتوں کی جگہ کے سوا اور کوئی جگہ (اپنے لئے) نہ پائی (کیونکہ اہل مجلس میں سے کسی نے ان کو جگہ ہی نہ دی) اور کسی نے ان کی طرف التفات بھی نہ کیا تو وہ (بہت ناراض اور) مکدر ہوئے اور قریب تھے کہ سب کو کافر بنا دیں۔ پس شیخ نے ان سے کہا کہ اے فقیہ! میں اپنے دل میں تیری طرف سے ایک بات (رنج کی) پاتا ہوں تو اس عالم دین نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر کہا کہ میں اپنے دل میں تم سب کی طرف سے دو باتیں پاتا ہوں اور پیٹھ موڑ کر ناراض ہوتا ہوا اور شیخ کو اور ان کی جماعت کو برا بھلا کہتا ہو چلا گیا تو شیخ نے (میری

طرف اشارہ کر کے) فرمایا کہ جس علم کو تم طلب کرنا چاہتے ہو اس کا (یہ) ثمرہ (ہے) دیکھ لو۔

پھر انہوں نے درویشوں میں سے ایک درویش کو بلا بھیجا (اور اس کے لئے بھی اپنے خدام کو وہی ہدایت کر دی جو عالم دین کے لئے کی تھی) پس وہ آئے اور (آ کر) کھڑے ہو گئے اور پہلے شخص کی طرح اس نے بھی (جوتوں کی جگہ کے سوا) کوئی جگہ نہ پائی اور (کسی نے اس کی طرف بھی التفات نہ کیا اس نے) سلام کیا تو ایک شخص کے سوا کسی نے اس کے سلام کا جواب بھی نہ دیا تو وہ ہنسے اور جوتوں کی صف پر کھڑے ہو گئے اور درویشوں کے جوتے سیدھے کرنے لگے۔ تو شیخ نے ان سے (بھی یہی) کہا کہ میرے دل میں آپ کی طرف سے ایک بات ہے وہ کہنے لگے حضرت والا میں (آپ کے سامنے) حق سبحانہ وتعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اپنا سر کھول دیا (کہ لیجئے یہ سر حاضر ہے) پھر شیخ نے (مجھ سے) فرمایا کہ درویشوں کے طریقہ کا ثمرہ (بھی) دیکھ لو۔ حضرت سیدنا قطب الاقطاب امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے درویشوں ہی کا طریقہ اختیار کیا یہاں تک کہ میں ایسا ہو گیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

صوفی مفسر زبدۃ العارفین محمد یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد الغزنوی ثم الجرخی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر یعقوب چرخی میں لکھا ہے کی حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اپنے درس میں تشریف فرما تھے، ایک عجیب وغریب شکل کا مالک ایک دیوانہ دروازے سے اندر گھس آیا اور بولا، اے شیخ! تو ابھی خدائے تعالیٰ کو نہیں پہچانتا! یہ اتنی تالیفات وکتب کیا ہیں اور تجھے کیا فائدہ دیں گی؟ یہ کہ کر حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے سے غائب ہو گیا۔ یعنی اشارہ کر گیا کہ آپ بطریق مشاہدہ کہ جو انبیاء واولیاء کی خاص راہ ہے، اور اسی سے حضرت جناب میں باریاب ہوئے، آپ بھی اپنائیں اور اپنے رب عزوجل کی پہچان کریں۔ ایک جذبہ، خاص حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ میں پیدا ہو گیا، اور اس درویش کے طالب ہو گئے، پھر درس وتدریس کو چھوڑ کر اس کی تلاش میں سرگرداں ہو گئے۔

لوگ بتاتے ہیں وہ درویش دیوانہ، شیخ سنجان (یعنی حضرت سیدنا قطب الارشاد شیخ سنجان رحمۃ اللہ علیہ) تھے ہرات کے امام تھے، حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا

قطب الارشاد شیخ سنجان رحمۃ اللہ علیہ کی جانب رخت سفر باندھ لیا، جب منزل مقصود پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ درویش بالائے منبر اس آیت کی تفسیر بیان کر رہے ہیں، خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ () ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ () ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ (پ 29 سورۃ الحاقۃ، آیت 30 تا 32) چنانچہ درویش نے کہا کہ الٰہی!

بیت

اس دیوانے کو تو بس ایک حلقہ ہی کافی ہے، یہ سب زنجیر و در زنجیر کا سلسلہ پھر کیا ہے۔

حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے اندر سے ایک فریاد بلند ہوئی، منبر پر گئے اور شیخ (یعنی حضرت سیدنا قطب الارشاد شیخ سنجان رحمۃ اللہ علیہ) کے دست حق پر توبہ کی، اور شیخ (یعنی حضرت سیدنا قطب الارشاد شیخ سنجان رحمۃ اللہ علیہ) کے حلقہ نشینوں میں سے ہو گئے، شیخ (یعنی حضرت سیدنا قطب الارشاد شیخ سنجان رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا قینچی لاؤ تا کہ امام کے موئے پیشانی کاٹوں تو حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ بولے کہ یہ ہمارے لئے باعث فخر و افتخار ہوگا۔

نظم

اگر عقل اس کی راہ نما ہوتی تو فخر راز دار دین ہوتے، چونکہ ان کا معاملہ نہ دیکھا نہ بھالا والا تھا اس لئے تحصیلات نے اس کی حیرت میں اضافہ ہی کیا۔

پس اس حقیر درویش کے دل میں خیال آتا ہے کہ یہ بات گوش ہوش سے سن! جب الطاف ابدیہ اور عنایات ازلیہ بارگاہ حضرت پروردگار سے بندہ خاص کو پہنچتی ہیں تو ندا آتی ہے کہ اے فرشتگان رحمت! اس بندہ کو دیکھ لو، لے لو، اور بندگی و غلامی، اطاعت و فرمانبرداری کا طوق اس کے گلے میں ڈال دو، آتش محبت کا مزہ اسے چکھاؤ اور نور کی زنجیریں اس کی گردن پر رکھ دو اور پھر اسے میرے عشاق کے سامنے لے جاؤ تا کہ یہ ان کے درمیان ہو جائے، وہ ہم سے اور ہم اس سے ہو جائیں ہم اس کے فضل و کرم کے امیدوار ہیں تا کہ وہ ہمیں بھی یہ نعمت ارزانی فرمائے آمین۔

مثنوی

ترجمہ: "جہاں کہیں بھی شمع بلا روشن کرتے ہیں ہزاروں لاکھوں عاشقوں کی جان زار قربان ہوتی ہے

ایسے ہی عشاقِ جان باختہ کے درمیان مقام بنا۔ اے بدرِ منیر تو بھی فلک پر اپنا ٹھکانہ بنا شاہوں کی طرف سے تجھ کو بہت گالیاں اور طعن گمراہوں کی تعریف سے یہ تیرے لئے زیادہ بہتر شاہوں کا زہر کھا۔ مگر کمینے خام لوگوں کا شہد نہ کھا، تاکہ شاہوں کی بلند اقبالی کی وجہ سے تو اہل ہو جائے"۔

نصیب درویش یہ ہے محبت ذاتیہ کے میدان میں قدم رکھے، یہاں تک کہ قہر و لطف اس کے نزدیک برابر ہو جائیں، راضی برضا ہو جائے۔

بیت

اے محبوب حقیقی! میں تیری لطف و قہر ہر دو پر نثار و فدا ہوں پوری طرح، یہ عجیب تر بات ہے کہ میں تو عاشق کشتہ اور یہ دونوں آپس میں متغایر ہیں۔

مثنوی

ترجمہ: "دھیان کر اور دیکھ کہ اولیاء وقت زمانہ کے اسرافیل ہوتے ہیں۔ مردہ دلوں کو ان کے وجود مسعود سے حیات نو اور نشو و نما ملتی ہے۔ مردہ اجسام میں قبور میں بھی جان پڑ جاتی ہے اور ان کی صدائے پر اثر سے کفن سے بھی مردے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں"۔

(تفسیر یعقوب چرخی، ص110)

حضرت عبداللہ بن سعید اور شیخ الشیوخ جنید بغدادی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم)

کسی نے عبداللہ بن سعید بن کلاب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر شخص کے کلام پر جرح کیا کرتے ہیں اور یہاں جنید نامی ایک شخص ہے کیا تم اس پر بھی اعتراض کر سکتے ہو یا نہیں چنانچہ عبداللہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے امام الصوفیہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں گئے اور ان سے توحید کے متعلق سوال کیا اور انہوں نے ایسا جواب دیا کہ عبداللہ بن سعید بن کلاب رحمۃ اللہ علیہ حیران رہ گئے اور کلام دہرانے کی درخواست کی سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بات دہرائی مگر عبارت بدل کر اس پر عبداللہ بن سعید بن کلاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ تو کوئی اور ہی بات ہے جو مجھے نہیں آتی، ذرا پھر دہرائیں انہوں نے پھر عبارت بدل کر بات کو دہرایا عبداللہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جو آپ فرما رہے ہیں مجھے یاد نہیں رہ سکتا، مجھے لکھ دیجئے اس پر امام الصوفیہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا آپ سلوک (پیر مریدی) کا راستہ طے کر چکے ہوں تو میں لکھ دیتا اس پر عبد اللہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو کر ان کی فضیلت کا اعتراف کیا۔

(رسالہ قشیریہ، ص 669)

شیخ الاسلام (ابو اسماعیل عبد اللہ انصاری الہروی رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ ولایت فقہ، سے حاصل نہ کی تھی بلکہ اسے پیر کی صحبت سے حاصل ہوئی تھی وہ (شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبد اللہ انصاری الہروی رحمۃ اللہ علیہ) یہ بھی کہتے ہیں کہ میں اپنی حالت میں حضرت شیخ المشائخ مسلم مغربی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا قصد کیا۔ جب میں ان کی مسجد میں آیا تو وہ امامت کر رہے تھے الحمد کو کئی جگہ غلط پڑھا۔ میں نے دل میں کہا۔ کہ میری اتنی تکلیف برباد ہو گئی۔ اس رات میں وہاں ہی رہا۔ دوسرے دن طہارت کے ارادہ سے میں اٹھا کہ فرات (نہر) کے کنارہ پر جاؤں۔ راستہ میں شیر سویا پڑا تھا۔ واپس آ گیا۔ ایک اور شیر میرے پیچھے آتا تھا۔ تب تو میں عاجز ہو گیا۔ اور میں چلا اٹھا۔ شیخ مسلم مغربی رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرہ میں سے باہر نکلے۔ جب شیروں نے ان کو دیکھا تو تواضع کرنے لگے۔ انھوں نے دونوں شیروں کے کان پکڑے اور ملے اور کہا کہ اے خدا عزوجل کے کتوں کیا میں نے تم کو یہ نہیں کہہ رکھا کہ میرے مہمانوں کو کچھ نہ کہا کرو۔ اس وقت مجھ سے کہا۔ اے ابو اسحاق تم ظاہر حالت کے درست کرنے میں مشغول ہو۔ یہاں تک خلقت سے ڈرتے ہو۔ اور ہم باطن کے درست کرنے میں لگے ہیں۔ تاکہ لوگ ہم سے ڈریں۔

(نفحات الانس، ص، 242)

منقول ہے کہ اکابر فقہاء میں سے ایک فقیہ ابو عمران رحمۃ اللہ علیہ نام کا حلقہ جامع منصور میں حضرت سیدنا امام شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقے کے پہلو میں تھا حضرت سیدنا امام شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے سبب سے ان کا حلقہ بیکار رہتا۔ ایک روز فقیہ امام ابو عمران کے اصحاب نے حضرت امام شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو شرمندہ کرنے کے ارادے سے ان سے حیض کا ایک مسئلہ دریافت کیا۔ حضرت سیدنا امام شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ میں لوگوں کے اقوال اور اختلاف بیان کیا۔ جب امام فقیہ ابو عمران رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تقریر سنی۔ تو اٹھ کر آپ کے سر کو بوسہ دیا اور کہا اے

ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ میں دس اقوال بتائے ہیں جو میں نے نہ سنے تھے تمام اقوال جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیے ہیں ان میں سے تین قول مجھے معلوم تھے۔

(مشائخ نقشبند، ص 483)

ایک مرتبہ حضرت سیدنا احمد بن حنبل اور شیبان راعی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) کا واقعہ ہے کہ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل، حضرت سیدنا امام شافعی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) کے پاس بیٹھے تھے کہ شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ ادھر کو آنکلے۔ حضرت سیدنا امام احمد نے حضرت سیدنا امام شافعی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اسے اس کی جہالت سے آگاہ کروں تا کہ یہ کچھ علم حاصل کرنے کی طرف توجہ دے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اس سے منع کیا مگر یہ باز نہ آئے۔ چنانچہ انہوں۔ نے حضرت شیخ المشائخ شیبان رحمۃ اللہ علیہ سے کہا آپ ایسے شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو کوئی نماز پڑھنی بھول گیا ہے اور اسے یہ بھی یاد نہ ہو کہ اس نے کونسی نماز نہیں پڑھی۔ اب اسے کیا کرنا چاہیے؟ حضرت شیخ المشائخ شیبان رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ اے احمد! رحمۃ اللہ علیہ اس شخص کا دل اللہ ﷻ سے غافل ہو چکا ہے لہٰذا اب ضروری ہے کہ اسے سزا دی جائے تا کہ دوبارہ ایسی حرکت نہ کرے۔ یہ جواب سن کر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کیا میں نے تمہیں اس شخص کو چھیڑنے سے منع نہیں کیا تھا؟ (یہ حالت) اس حضرت شیخ المشائخ شیبان رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو ایک امی صوفی تھے۔ جب امی کی یہ حالت ہے تو پھر ائمہ صوفیاء کی کیا کیفیت ہوگی۔

(رسالہ قشیریہ، ص، 689)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سوال کروں گا لیکن حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ واصل باللہ لوگوں سے کیا سوال کرو گے۔ ان کا تو مسلک ہی جداگانہ ہوتا ہے لیکن حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے منع کرنے کے باوجود انہوں نے یہ سوال کر ہی ڈالا۔ جس شخص کی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز قضا ہو گئی ہو اور یہ بھول گیا ہو کہ کون سی نماز قضا ہوئی تو اس کو کیا کرنا چاہیے حضرت شیخ الشیوخ

حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب نمازوں کی قضا کرے اس لیے کہ وہ خدا عزوجل سے غافل ہو کر اس قدر بے ادبی کا مرتکب کیوں ہوا (یہ سن کر حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے) یہ دیکھ کر حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اسی لئے منع کیا تھا کہ ان لوگوں سے کوئی سوال نہ کرو۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص.41)

حضرت علامہ سراج السالکین شیخ عبد القادر عیسیٰ الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کے حقائق صفحہ نمبر 51 میں تحریر فرمایا۔ شیخ امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بغیر شیخ (طریقت) کے میرے مجاہدات کی صورت یہ تھی کہ میں صوفیاء کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی کتابوں کا مطالعہ کرتا تھا جیسے رسالہ قشیریہ، عوارف المعارف، قوت القلوب، احیاء العلوم وغیرہ اور جو میری سمجھ میں آتا تھا میں اس پر عمل کرتا تھا، کچھ عرصے بعد ایک کو چھوڑ کر دوسرے طریقے کو اختیار کرتا اور میرا یہی حال رہا۔ بندے کا بغیر شیخ (طریقت) کے یہی حال ہوتا ہے جبکہ شیخ (طریقت) کے راہ سلوک (مریدی کے بغیر) اختیار کرتا ہے وہ پریشان رہتا ہے اور عمر بھر مقصد نہیں پاتا۔ شیخ (طریقت) کی مثال اس امیرج کی طرح ہے جو مکہ کے راستوں سے واقف ہو اور رات کی تاریکی میں لوگوں کو مکہ کی طرف لے جا رہا ہو اگر طریقت میں کامیابی اور وصل بلا شیخ (طریقت) کے محض فہم و فراست سے ہوتا تو حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل، شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبد اللہ الہروی، حضرت سیدنا امام شافعی، فقیہ ابو عمران، عبد اللہ بن سعید، امام غزالی، سلطان العلماء شیخ عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جیسے لوگ شیخ (طریقت) تصوف کے محتاج نہ ہوتے، یہ علماء تصوف میں آنے سے پہلے کہتے تھے کہ جو بھی یہ کہتا ہے کہ ہمارے علم کے علاوہ اللہ عزوجل تک رسائی کا کوئی اور بھی طریقہ ہے تو وہ اللہ تعالیٰ پر افترٰی باندھتا ہے۔ بعد میں جب وہ تصوف میں داخل ہوئے اور حق کو جانا تو اس کی مدح سرائی کی۔ سلطان العلماء شیخ عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ جب شیخ طریقت قدوۃ الاولیاء شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی (مریدی) اور صحبت اختیار کرنے کے بعد فرمایا مجھے اسلام کی کامل معرفت ابھی حاصل ہوئی۔ تو جب ان

تمام حضرات جیسے امام، سلطان العلماء، بزرگ علماء تصوف اور شیخ طریقت کے محتاج ہیں تو پھر۔۔۔۔۔۔۔ سوچو مت جلدی کرو، کسی ولی صوفی باعمل کی مریدی اختیار کر، منکر نہ ہو۔

اولیاء کے سامنے تسلیم ہونا چاہیے

الصوفی عبد الوہاب شعرانی ؒ نے لکھا کہ اولیاء کے سامنے تسلیم ہونا چاہیے۔ جب یہ بات معلوم ہوگئی تو تسلیم ہی زیادہ مناسب ہے (انکار کرنا اچھا نہیں) اور میں نے (الصوفی امام عبد الوہاب شعرانی ؒ) نے متعدد مرتبہ اپنے شیخ یعنی شیخ الاسلام ذکریا انصاری ؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (اولیاء کے) اعتقاد سے اگر نفع نہ ہو (بھی) تو ضرر بھی نہیں ہوتا (اور بے اعتقادی میں بہت بڑے خطرہ کا اندیشہ ہے) اور اگر کسی فقیہ کو صوفیہ کے طریقہ اور ان کے ذوق اور اصطلاحات اور ماخذ وغیرہ سے کچھ بھی مس نہ ہو تو وہ (بالکل) کورا ہے۔

(انوار قدسیہ ص 67)

حضرت سید العرفآء قدوۃ الصلحاء نصر بن محمد بن ابراہیم ابو اللیث السمر قندی ؒ نے لکھا حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سرکار مدینہ احمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائیں گے تو ایک منادی والا ندا کرے گا جسے تمام مخلوق سنے گی آج اس مجمع میں معلوم ہوجائے گا کہ عزت والے لوگ کون ہیں۔

وہ لوگ کھڑے ہوجائیں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے تھے۔ اس پر کچھ لوگ اٹھیں گے جو تھوڑے سے ہوں گے وہ پھر آواز لگائے گا کہ وہ لوگ کھڑے ہوجائیں۔ جنھیں خرید و فروخت اور تجارت اللہ (تعالیٰ) کے ذکر سے غافل نہیں کرتی تھی کچھ تھوڑے سے لوگ اور کھڑے ہوجائیں گے۔

منادی پھر آواز لگائے گا وہ لوگ کھڑے ہوجائیں خوشحالی اور تنگدستی کے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کہتے اور شکر کیا کرتے تھے۔ اس پر بھی کچھ تھوڑے سے لوگ کھڑے

ہو جائیں گے اس کے بعد باقی لوگوں کا حساب شروع ہو جائے گا۔

(تنبیہ العارفین ص 465)

فائدہ صوفی:

ایک منادی والا ندا کرے گا

1) بستروں سے الگ رہتے تھے یہ کون لوگ ہونگے۔

2) خرید و فروخت اور تجارت جنہیں اللہ ﷻ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی تھی یہ کون لوگ ہونگے۔

3) خوشحالی اور تنگدستی میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور شکر کون لوگ کرتے تھے۔

جواب: اس صوفی نے جب کتب اسلامی کا مطالعہ کیا تو یہ تینوں حالات صوفیاء کرام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) میں پائے، الحمد للہ کم فہم شخص کو بھی ان سے نسبت ہے۔ (مولا تیرا شکر ہے)

داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اہل تصوف کی آواز سنی اور اسے نہ مانا بارگاہ حق میں وہ غافلوں میں شمار ہوا۔

(کشف المحجوب، ص 83)

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

نیک بخت آں کسیکہ می نبرد	رشک بر نیک بختی دگراں
سختی روزگار نادیدہ	پند گیرد ز سختی دگراں

ترجمہ:

سعادت اس نے کی ہے ایزد متعال سے حاصل
ہوئی ہے جس کو عبرت دوسروں کے حال سے حاصل

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

(پارہ 3 سورۃ البقرۃ، آیت 286)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی کو مکلف نہیں کرتا مگر اس کی قدرت کی سمائی کے موافق

چھٹا باب

تصوف فرض عین
کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد : لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (پارہ 3 سورۃ البقرۃ، آیت 286) اللہ تعالیٰ کسی کو مکلف، نہیں کرتا مگر اس کی قدرت کی سمائی کے موافق اس آیت کی تفسیر کے آخر میں حضرت سیدنا عارف باللہ ثناء اللہ عثمانی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں آیت مذکورہ کے احکام کا تعلق صرف خطرات نفس سے ہی نہیں ہے بلکہ آیتوں میں عموم ہے ہاں خطرات نفس بھی اس عموم میں داخل ہیں۔ لہٰذا خطرات نفس پر مواخذہ کا نسخ حسب تقریر مذکور ہو جائے گا۔

فائدہ قاضی:

جب ثابت ہو چکا کہ رذائل نفس کا مواخذہ اعمال بدنیہ کے مواخذہ سے زیادہ سخت ہے۔ اور طاقت سے زیادہ آدمی مکلف نہیں تو اگر بندہ اپنی امکان کوشش کرے اور مجاہدہ نفسانی کے ذریعہ امراض نفسانی کو دور کرنے کی جدوجہد کو کام میں لائے اور خواہش نفس کے پیچھے نہ پڑ جائے اور رذائل نفس کو دور کرنے کے لئے فقراء کے دامن سے وابستہ ہو جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندرونی معاصی معاف فرما دے گا مواخذہ نہ کرے گا کیونکہ طاقت سے زیادہ بندہ مکلف نہیں اور ممنوعات خداوندی پر کاربند ہونے کی وہ امکانی کوشش کر چکا۔ لیکن جو شخص اپنے اندرونی عیوب کی طرف توجہ ہی نہ کرے اور رذائل نفس کو دور کرنے کا ارادہ ہی نہ ہو تو وہ یقیناً دوزخ میں جائے گا۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صوفیہ کے طریقہ پر چلنا (تصوف کو اختیار کرنا) اور فقراء کے دامن سے وابستہ ہونا ایسا ہی فرض ہے جیسے کتاب اللہ کی تلاوت اور اس کے احکام کو سیکھنا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا میں نے تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑی ہیں (ایک) کتاب اللہ (دوسری) اپنی آل۔ پس اللہ کی عزوجل کتاب کو استنباط احکام، درستی اعمال، نصیحت پذیری اور مدارج قرب کی ترقی کے لئے پکڑنا ضروری ہے۔ اور مرضی خدا عزوجل کے مطابق

باطن کی صفائی اور نفس کے تزکیہ کے لئے آلِ رسول کے دامن سے وابستہ ہونا بھی لازم ہے۔

(تفسیر مظہری ج 2 ص 161)

شرف علم باطن وعلمائے باطن

علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تصوف واجب ہے۔ علم باطن کا شرف حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا علیہ السلام کے قصہ سے ظاہر ہے جہاں آپ (حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام) حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے فرماتے ہیں: هَلْ اَتَّبِعُکَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا (آیت 66 سورۃ الکہف) اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم شریعت کی طرح علم حقیقت کی طلب بھی واجب ہے۔ ایجاد انسان سے مقصود معرفت الٰہی ہے ایمان حقیقی اسی معرفت سے وابستہ ہے یہ معرفت اہل باطن کی خدمت میں حاصل ہو سکتی ہے۔

(مشائخ نقشبندیہ ص 482)

حضرت سراج السالکین ابوالحسین نوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال کہ اللہ عزوجل نے سب سے پہلے بندوں پر کونسا فرض عائد کیا تو فرمایا ”معرفت“ جیسا کہ قول خداوندی ہے ”وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون“ ”اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں“ حضرت سیدنا مفسر قرآن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (لِیَعْبُدُوْن، کہ میری بندگی کریں) کی تفسیر (یَعْرِفُوْن“ تاکہ میری معرفت حاصل کریں) سے فرمائی۔ یعنی عبادت کرنے سے مراد معرفت الٰہی کا حصول ہے۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 76)

حضرت شیخ الشیوخ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق علم قلب اور حسد، ریا، کینہ، خود بینی، غرور، انانیت وغیرہ جیسے امراض کی معرفت، فرض عین ہے۔

(تصوف کے حقائق ص 26)

حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اخلاص، تکبر، حسد ریا اور خود بینی کا علم جاننا فرض عین ہے۔ اسی طرح نفس کے دیگر آفات و بلیات جیسے تکبر، حسد، کھوٹ، غیض و غضب، عداوت، دشمنی، لالچ، بخل، خیانت، حق سے اغراض، مکر، دھوکا، دل کی سختی اور لمبی امیدیں وغیرہ یہ تمام انسان کیلئے مہلک ہیں اور کوئی انسان ان سے خالی نہیں لہٰذا اس پر لازم ہے کہ ان عیوب سے بچاؤ کا علم حاصل کرے کیونکہ ان کا ازالہ فرض عین ہے اور ان عیوب کا ازالہ، ان کی حقیقت، اسباب، علامات اور علاج جانے بغیر ممکن نہیں۔ کیونکہ جو شر کو جانتا نہ ہو وہ اس میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

(تصوف کے حقائق، ص، 27)

حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تصوف کو آزمانے اس کے نتائج کو چھونے اور ثمرات کو چکھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ صوفیاء کے ساتھ طریقت میں داخل ہونا فرض عین ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی انسان عیوب سے خالی نہیں اور ان عیوب کا ازالہ صوفیاء کے پاس ممکن ہے۔

(تصوف کے حقائق، ص، 30)

حضرت قطب العارفین فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس طریق حق (تصوف) کو لازماً اختیار کرو اور سالکین کی قلت کی وجہ سے پریشان نہ ہو، باطل راستے سے بچو، ہلاک ہونے والوں اور باطل راستے پر لوگوں کی کثرت کے سبب دھوکا نہ کھاؤ۔ جب بھی تمہیں اس راہ میں تفرد کے سبب پریشانی لاحق ہو تو سلوک میں اپنے سے اوپر والے ساتھی کی طرف دیکھنا اور ان سے لاحق ہونے کے شوق کو اپنانا اور اہل سلوک کے ماسویٰ سے اپنی آنکھیں بند رکھنا کیونکہ وہ تمہیں اللہ عزوجل کے کاموں میں کوئی فائدہ نہیں دے سکتے اور سیر و سلوک میں اگر غیر سالک تم پر آوازیں کسیں اور اپنی طرف راغب کرنا چاہیں تو ان کی طرف التفات نہ کرنا وگرنہ وہ تجھے اس راہ سے روک دیں گے اور نافرمان بنا دیں گے۔

(تصوف کے حقائق، ص، 31)

حضرت امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ عہودِ محمدیہ کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اسی طرح اہل طریق کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ ہر شخص پر کسی ایسے شیخ کا دامن پکڑنا واجب ہے۔ جو ان صفات رذیلہ کے زائل کرنے کا طریقہ بتلائے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے سامنے حضور قلب کے ساتھ حاضر ہونے سے روکتی ہیں۔ تاکہ اس کے بعد اس کی نماز وغیرہ درست ہو جائے کیونکہ یہ قاعدہ مسلّمہ ہے کہ جس چیز کے بغیر واجب پوری طرح ادا نہ ہو سکے وہ بھی واجب ہو جاتا ہے (تو پیر کا دامن پکڑنا بھی واجب ہو گیا کیونکہ اس کے بغیر حضور قلب نصیب نہیں ہو سکتا۔) نیز اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ امراض باطنہ جیسے حُبِ دنیا۔ کبر، عجب وریا، حسد و کینہ، بغض و نفاق وغیرہ ان سب کا علاج واجب ہے چنانچہ جن احادیث میں ان کی حرمت اور ان پر عذاب کی وعید (دھمکی) وارد ہے۔ وہ اس بات کی شاہد ہے۔ پس معلوم ہوا جس نے کسی کو اپنا مرشد نہیں بنایا جو ان صفات سے نکلنے کا راستہ اس کو بتلا دے وہ خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نافرمان ہے کیونکہ وہ ان امراض کے علاج کا راستہ بدون شیخ کے ہرگز نہیں پا سکتا اگرچہ ہزاروں کتابیں علم کی یاد کرے اس کی ایسی مثال ہو گی جیسے کوئی شخص طب کی کتاب حفظ کر لے مگر مرض کے مناسب دوا کا استعمال نہ جانتا ہو۔ تو جو کوئی کتاب پڑھاتے ہوئے ان کی باتیں سنے گا تو کہے گا یہ تو بڑا طبیب ہے اور جس نے اس کو ایسے وقت دیکھا ہو جب کہ اس سے کسی مرض کا نام اور اس کے ازالہ کا طریقہ دریافت کیا گیا ہو۔ وہ کہے گا یہ پورا جاہل ہے اس کو طب سے مس بھی نہیں۔

پس عزیز من! کسی کو اپنا شیخ بناؤ اور میری نصیحت قبول کرو۔ اور خبردار یہ کبھی مت کہنا کہ طریقہ صوفیاء نہ کتاب اللہ سے ثابت ہے نہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ کیونکہ یہ بات کفر ہے۔ درحقیقت طریقہ تصوف۔ تمامہ اخلاق محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مجموعہ ہے۔ اس کا تانا بانا ظاہر و باطن سب اسی سے ماخوذ ہے۔ جان لو! کہ جن لوگوں کو حق تعالیٰ نے امراض باطنہ سے سلامتی عطا فرمائی ہے۔ جیسے حضرات سلف الصالحین ائمہ مجتہدین ایسی لوگوں کو شیخ کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ ہر شخص اپنی حالت کو خوب جانتا ہے۔

(ہم سے عہد لیا گیا، ص۔ 191 کا حاشیہ)

حضرت سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے بندہ کا علم امور خدا ﷻ اور اس کی معرفت سے متعلق ہونا چاہئے اور فرض وہ علم ہے جو وقت کے عین مطابق ہو اور وقت پر کام آئے۔ علم کو ظاہری اور باطنی طور پر دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں یعنی اصول اور فروع۔ اصول کا ظاہر قول شہادت اور اس کا باطن تحقیق معرفت ہے اسی طرح فروع کا ظاہر درستی معاملات اور اس کا باطن درستی نیت ہے۔ یہ سب ایک دوسرے کے بغیر قائم نہیں ہو سکتے۔ حقیقت باطن کے بغیر ظاہر منافقت ہے اور ظاہر کے بغیر باطن زندقہ ظاہر شریعت بغیر باطن کے ناقص ہے اور باطن بے ظاہر ہوس۔

(کشف المحجوب ص 60)

مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی تعلیم تصوف کو فرض عین قرار دیا ہے۔ (رسالہ کشف)

طلب طریقت واجب ہے:

طریقت کی تلاش اور اندرونی کمالات کے حاصل کرنے میں کوشش کرنا واجب ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ“ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔

یعنی ظاہر اور باطن میں عقیدوں اور اخلاق میں سے کوئی ایسی چیز نہ ہو جو کہ خدائے تعالیٰ کی خفگی کا سبب ہو تقویٰ کو کامل طریقے سے اختیار کرنا چاہئے آیۂ مذکور میں امر کا صیغہ ہے اور امر واجب ہونے کی دلیل ہے لہٰذا ہر مسلمان پر تقویٰ لازم ہو گیا اور تقویٰ کمال ولایت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حسد، کینہ، غیبت، ریا، غرور، تکبر وغیرہ نفس کی برائیاں ہیں کہ جن کا حرام ہونا قرآن مجید، حدیث شریف اور اجماع سے ثابت ہے پس جب تک یہ نفس کی برائیاں دور نہ ہو جائیں پورا پورا تقویٰ حاصل نہیں ہوتا۔ اور نفس کا فنا ہونا اور گناہوں سے بچنا جسم کی اصطلاح سے حاصل ہوتا ہے اور جسم کی اصلاح دل کی اصلاح پر منحصر ہے اور اسی کا نام ولایت ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے چنانچہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا یعنی ”بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا لیکن وہ تمہارے

قلوب اور اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔ (مسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)''

(عمدۃ السلوک، ص، 30)

شرح اربعین میں حضرت علامہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے علم لدنی (جس کے اہل صوفیہ کرام نام سے موسوم ہوتے ہیں کا) حصول ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں دل ماسوا اللہ عزوجل (سوا اللہ) سے صاف ہو کر دوام حضور سے متصف ہو جاتا ہے۔ اور نفس برے اخلاق سے پاک ہو جاتا ہے۔ مثلاً خود پسندی، تکبر، دنیا کی محبت، اطاعت میں سستی وغیرہ۔

(ہدایت السالکین، ص، 323)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

خَیْرُ النَّاسِ اَنْفَعُھُمْ لِلنَّاسِ

ترجمہ: سب لوگوں سے بھلا وہ ہے جو سب سے بڑھ کر نفع رساں ہے

حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

یکے پرسی کہ بہترین کس کیست	گویم از قول بہتریں کساں
بہترین کس کسے بود کہ زخلق	بیش باشد بخلق نفع رساں

ترجمہ:

کوئی انساں اس انساں کے درجہ کو نہیں پہنچا
کہ اس کی ذات سے لوگوں کو نفع بہتریں پہنچا

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

(پارہ 13، سورۃ الرعد، آیت 28)

ترجمہ: خبردار! اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے

ساتواں باب

ذکر حقیقی (یعنی ذکر قلبی) کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد: اے عزیز! خوب جان لے کہ جس شخص نے غفلت کا پردہ اپنے دل (قلب) سے اٹھا دیا اور دل کے شیشہ کو ذکر اللہ عزوجل کی جلا سے صاف شفاف کر لیا اس کا سینہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے غیب (رموز واسرار فیض وتجلیات) کا خزانہ ہو گیا اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کے انوار کا مطیع (مرکز) بن گیا ہر ایک چیز صاف کرنے کیلئے ایک صیقل (ریتی) ہوا کرتی ہے۔ دل کا صیقل (ریتی) اللہ تعالیٰ کا ذکر اور موت کی یاد ہے۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کی دوستی کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور اس عظیم دولت کو اپنے قبضہ میں لانا چاہتا ہے۔ تو جلدی سے کسی شیخِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کر لے۔ نہ کہ ناقص کے ہاتھ پر، کامل کی نشانی شریعت کا پابند، فرض، سنت، واجب، مستحب، حرام، حلال، بدعت، کا جاننے والا اور عمل کرنے والا ہو۔ اور جس کی حیاتِ قلبی، روحی، سرّی، خفی، اخفی، نفسی، قالب، بدن، ہوا، خاکی، نفی اثبات، مراقبات، سنت کا پابند ہونا لازم ہے۔ یہ ولایت کا اعلیٰ وارفع مقام ہے۔

حضرت شیخ المشائخ وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ لوگ بھی عجیب ہیں اس پر تو روتے ہیں جس کا جسم مر گیا ہو اور اس پر نہیں روتے جس کا دل مردہ ہو گیا ہو حالانکہ دل کا مردہ ہونا جسم کے مردہ ہونے سے زیادہ سخت حادثہ ہے۔

(احوال الصادقین، ص، 202)

اہل غفلت کی صحبت کی ممانعت

جس کا دل ذاکر نہ ہو اس کی بات نہ مانو (القرآن) ذکر کو ان آداب کے ساتھ کامل بنانے کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان اپنے آپ کو ان لوگوں کی صحبت سے دور رکھے جو اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل ہیں اور جن کے دل اللہ عزوجل کی یاد سے نا آشنا ہیں۔

ارشاد ربانی ہے: ''وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا'' (پارہ 15 سورۃ الکہف آیت 28)

ترجمہ اور ان کا کہنا نہ مانو جن کے دلوں کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا۔

مراد یہ ہے کہ ہمارے ذکر سے غفلت برتنے والوں کے دل مردہ ہو جاتے ہیں اس لئے ان کی صحبت میں بیٹھنے سے غفلت کا زنگ تمہارے دلوں پر بھی اثر کرے گا اس لئے ضروری ہے کہ تم نہ ان کے پیچھے جاؤ نہ کسی معاملہ میں ان کی پیروی کرو اور نہ ان سے راہ و رسم بڑھاؤ۔ ظاہر ہے جو اللہ عزوجل کے نافرمان ہیں اور اپنے خالق کی محبت سے عاری ہیں وہ کسی دوسری مخلوق کیلئے کس طرح ہمدرد اور خیر خواہ ہو سکتے ہیں۔ اسی مفہوم سے ملتی جلتی ایک دوسری آیت کریمہ میں فرمایا گیا: ”فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِكْرِنَا“ (سورۃ النجم) ترجمہ: اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اس کی طرف توجہ نہ فرمائیے جو ہماری یاد سے روگردانی کرے۔

الغرض صحبت بد سے سختی کے ساتھ اس لئے منع فرمایا جا رہا ہے کہ ذکر کرنے والے انسان کا دل بھی کہیں ان کے دلوں کی طرح سیاہ نہ ہو جائے اور دل کی یہ سیاہی اسے دائمی عذاب میں لیجانے کا باعث نہ بنے۔

قرآن پاک میں رب ذوالجلال نے فرمایا ”وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا“ (اور اللہ عزوجل کا ذکر کثرت سے کرو) کہیں فرمایا ”ذِكْرًا كَثِيْرًا“ یعنی (ذکر کرو مگر ذکر کثیر بہت زیادہ ذکر) معلوم ہوتا ہے کہ معبود کو عبد کی غفلت گوارہ نہیں اس لئے تقاضا ذکر کثیر ذکر دائمی اور ابدی کا ہو رہا ہے۔

حضرت شیخ الشیوخ خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

کسے کو غافل از حق یک زمان ست	درآں دم کافر است اما نہان ست

ترجمہ: جو شخص کہ حق تعالیٰ سے ایک پل بھی غافل ہے وہ اس وقت کافر ہے لیکن پوشیدہ طور پر ہے۔

اور بقول حضرت شیخ المشائخ سلطان باہو قادری رحمۃ اللہ علیہ جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد ایہی پڑھایا ہو۔

مطلب یہ کہ ایک لحظہ بھی یاد خدا عزوجل سے غافل نہ گزرے اور یہ بات بذریعہ ذکر زبان ممکن نہیں بلکہ فقط ذکر بالقلب (دل) ہی سے اس پر عمل ممکن ہے۔

حضرت حافظ عبدالکریم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک ذکر قلب۔ دوسرا ذکر لسان۔ پھر ذکر قلبی دو طرح کا ہے۔ ایک ذکر دوسرے ذکر سے افضل اور بزرگی والا

ہے۔ اس کو تفکر اور ذکر خفی کہتے ہیں۔ اور جو ذکر بذریعہ تفکر ہوتا ہے۔ وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور بزرگی اور زمین اور آسمان میں اس کی قدرت کے آثار اور نشانیاں اور تمام اشیاء کو جو زمین اور آسمان میں موجود ہیں۔ بنظر بصیرت ملاحظہ کرے۔ تاکہ توحید الٰہی پتھر کی لکیر کی طرح اس کے دل میں جم جائے۔ اسی ذکر کی فضیلت میں وارد ہے۔ کہ "خَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ" یعنی اچھا ذکر خفی ہے۔ دوسری قسم ذکر قلبی کی یہ ہے۔ کہ افعال اور ارادوں اور خواہشوں یا خدا تعالیٰ کی حدود اور امر و نہی کے وقت انسان کے دل میں خدا عزوجل کی یاد آ جائے۔ اور غلبہ شوق و خوف الٰہی دل پر غالب آ کر ان افعال نفسانی سے باز آ جائے۔ اور دل خدا عزوجل کی یاد کیلئے خالی ہو جائے۔ اور بعض فقہاء کہتے ہیں۔ کہ ذکر صرف زبان ہی سے ہوتا ہے۔ اور اس کا ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ آپ سے یہی قول مختار ہے۔ یعنی ذکر زبان سے ایسا کرے کہ اول تو دوسرے کو سنائی دے۔ اگر ایسا نہ کرے کہ آپ اپنے ذکر کو سنے۔ اس کے سوا فقہاء کے نزدیک اور ذکر معتبر نہیں۔ اور نہ ہی اس کی کچھ حقیقت ہے۔ جس طرح کہ قرأت اور طلاق یا عتاق میں جب تک زبانی فعل کا تکرار نہ ہو اس پر حکم نہیں ہو سکتا۔ ویسے ہی وہ ذکر بھی جو فعل زبان سے نہ ہو ذکر میں محسوب نہیں ہو سکتا۔ اور جو ذکر دل سے ہے۔ وہ ان کے نزدیک قلب کا ایک فعل ہے جیسے علم اور تصور یا ادراک وغیرہ اور فعل قلب کا نام ذکر نہیں۔ ذکر اسی کا نام ہے۔ جو زبان کا فعل یا جو زبان سے کیا جائے۔ نہیں معلوم کہ فقہاء کا اس سے کیا مقصود ہے۔ اگر ان کی مراد لفظی معنوں سے ہے یعنی اگر یہ کہا جائے کہ لغت کی کتابوں میں فعل قلبی کو ذکر نہیں کہتے۔ تو ان کا یہ کہنا بھی کتب لغت کے خلاف ہے چنانچہ صراح اور قاموس میں لکھا ہے۔ کہ ذکر نسیان کی ضد ہے۔ اور نسیان بھی قلب کا فعل ہے۔ ہاں جو فعل لسان ہے۔ اس کو بھی ذکر کہتے ہیں۔ پس ذکر کا لفظ فعل قلب اور فعل زبان دونوں کو مشترک ہے۔ پھر اگر فعل زبان کو ذکر کہیں تو کیا وجہ ہے۔ کہ جو فعل قلب ہو اس کو ذکر نہ کہا جائے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ "وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ" (پارہ 15 سورۃ الکہف آیت 24) یاد کر اپنے رب عزوجل کو جب تو بھول جائے۔ یہاں ذکر سے مراد قول اور کلام نہیں ہے۔ جسے

فعل زبان پر اطلاق کیا جائے۔ کیونکہ کلام بھی دو طرح کا ہوتا ہے۔ نفسی اور لفظی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ذکر بھی لسانی اور قلبی نہ ہو۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ وہ فضیلتیں اور خصوصیتیں جو ذکر کی شان میں وارد ہیں اور فعل زبان پر مترتب ہیں۔ اس چیز کو ثابت نہیں کرتیں جس کو فعل قلب کہتے ہیں اور نہ ہی وہ فضائل اور خواص قلب پر مترتب ہیں تو یہ قول بھی بے دلیل ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ فعل قلب کا نام ہی ذکر رکھا جائے اور اگر مراد یہ ہے کہ افضل وہی ہے جو زبان سے ہو اور دل کا بھی اس میں تعلق اور موافقت ہو تو یہ بات الگ ہے اس میں تو کوئی کلام نہیں اور نہ ہی اس میں کچھ نزاع اور خلاف ہے۔

مشائخ طریقت صوفیائے کرام (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے نزدیک ذکر دو قسم پر ہے۔ قلبی اور لسانی۔ ذکر قلبی کا اثر بہت قوی اور زیادہ ہے اور ذکر لسانی سے نہایت ہی افضل ہے بلکہ حقیقت میں ہے ہی ذکر قلبی اور ان کے نزدیک ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ خدا ﷻ کے سوا سب کی نفی ہو جائے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی توحید اور محبت کے سوا باقی سب اشیاء کی محبت دل سے دور ہو جائے اور یہی ذکر کا مقصود ہے۔ اور قرأت اور طلاق اور عتاق پر ذکر کا اطلاق کرنا جیسے کہ فقہاء کہتے ہیں۔ قیاس باطل اور فاسد ہے۔ کیونکہ شرع میں صریحاً وارد اور ثابت ہے۔ کہ یہ امور سب زبان کے فعل ہیں۔ اور فعل زبان کے سوا ان پر احکام نافذ نہیں ہو سکتے۔ مگر ذکر ایسا نہیں ہے شاید فقہاء کا مقصود یہ ہے کہ ذکر سے مراد وہ اوراد و اذکار ہیں۔ جو نماز کے درمیان یا نماز کے بعد زبان سے ادا ہوتے ہیں۔ مثلاً تسبیح اور تحمید اور تکبیر وغیرہ کے بارے میں ثابت ہے۔ کہ جب تک ان کو زبانی فعل یا تکرار سے نہ ادا کیا جائے ان پر ثواب یا جزا کے احکام صادر نہیں ہو سکتے۔ جیسے کہ نماز میں اگر قرأت زبان سے ادا نہ ہو۔ تو نماز معتبر نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت امام جزری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام جو اس نے حصن حصین کے اول میں بیان کیا ہے۔ اسی امر پر دلالت کرتا ہے مگر یہ امر کہ دل سے یاد کرنے کو بالکل ذکر اور یاد خدا ﷻ نہ سمجھیں اور یہ جانیں کہ کوئی ثواب یا نتیجہ اس پر مترتب نہیں مقام نظر ہے۔

فائدہ: ذکر کی چار وجہ ہیں۔ اول یہ کہ صرف زبان سے ہو اور دل غافل ہو۔ اور یہ ضعیف

ہے۔ لیکن اثر سے خالی نہیں۔ کیونکہ زبان غافل سے یہ زبان فضیلت رکھتی ہے۔ دوم یہ کہ زبان سے بھی ہو اور دل سے بھی۔ لیکن دل متمکن اور برقرار نہ ہو۔ تکلف کے ساتھ دل کو اس کی طرف لگایا جائے۔ تیسرے یہ کہ دل میں ذکر اس طرح جما ہوا ہو۔ کہ اگر کسی اور کام میں بھی مشغول ہو۔ تو دل سے دور نہ ہو سکے یہ درجہ عظیم ہے۔ چہارم یہ کہ حق تعالیٰ اس کے دل پر غالب ہو۔ چنانچہ ذکر اور مذکور میں فرق نہ کر سکے۔ اور اس کے دل میں سوائے محبت الٰہی کے کچھ نہ سما سکے۔ اور یہاں تک مستغرق ہو جائے۔ کہ ذکر بھی فراموش ہو جائے۔ اور مذکور باقی رہے۔ اور اس درجہ تک پہنچ جائے۔ کہ تمام دنیا اس کو زہر قاتل ہو جائے اور اپنا وجود بھی اس کو اچھا نہ لگے صوفیاء کرام اس حالت کو فنا کہتے ہیں۔ اور یہی ذکر حقیقی ہے۔

(ہدایت الانسان الی سبیل العرفان، ص، 23)

آیئے دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں ذکر کے بارے میں کیا ہے۔

(۱) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ (پارہ 9 سورہ الانفال آیت 2)

ترجمہ: بیشک سچے مومن وہی ہیں جن کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے لرز جاتے ہیں۔

(۲) اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ (پارہ 13 سورہ الرعد آیت 28)

ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان والے ہیں ان کے دل اللہ عزوجل کے ذکر سے اطمینان پاتے ہیں۔

(۳) فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (پارہ 23 سورہ الزمر آیت 28)

ترجمہ: ہلاکت ہے ان لوگوں کیلئے جن کے دل اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل ہیں۔

(۴) وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا (پارہ 29 سورہ المزمل آیت 8)

ترجمہ: اپنے رب عزوجل کے اسم (اللہ عزوجل) کا ذکر کرو اور سب سے کٹ کر اس سے جڑ جاؤ۔

(۵) فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ

ترجمہ: جب تم نماز ادا کر چکو تو کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو (پارہ 5 سورہ النساء آیت 103)

(۶) اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ (پارہ 4 سورہ ال عمران آیت 191)

ترجمہ: اور وہ کھڑے بیٹھے لیٹے اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہیں۔

(۷) رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (پارہ 18 سورہ النور آیت 37)

ترجمہ: ان کو اللہ عزوجل کے ذکر سے نہ خرید غفلت میں ڈالتی ہے نہ فروخت۔

(۸) اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (پارہ 27 سورہ الحدید آیت 16)

ترجمہ: کیا ایمان والوں کیلئے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ عزوجل کے ذکر سے متاثر ہوں۔

(۹) وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (پارہ 21 سورہ العنکبوت آیت 45)

ترجمہ: اور اللہ عزوجل کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔

(۱۰) ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ (پارہ 23 سورہ الزمر آیت 23)

ترجمہ: پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

(۱۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

(پارہ 28 سورہ المنافقون آیت 9)

ترجمہ: اے ایمان والوں تم کو تمہارے مال اولاد اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل نہ کرنے پائیں۔

اصل ذکر، ذکر قلبی ہے:

آیت مبارکہ ''فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ'' کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی محمد شفیع نے لکھا ہے:

اور معنی یہ ہیں کہ جیسا ہم نے تم پر ایک نعمت قبلہ کی، دوسری نعمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی مبذول فرمائی ہے ایسی ہی نعمت ذکر اللہ عزوجل بھی ہے۔ ان سب نعمتوں کا شکر ادا کرو تا کہ یہ نعمتیں اور زیادہ ہو جائیں۔ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ ذکر کے اصلی معنی یاد کرنے کے ہیں جس کا تعلق قلب سے ہے۔ زبان سے ذکر کرنے کو بھی ذکر اس لئے کہا جاتا ہے کہ زبان ترجمان قلب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر زبانی وہی معتبر ہے جس کے ساتھ دل میں بھی اللہ تعالیٰ کی یاد ہو۔

حضرت شیخ المشائخ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔

بر زبان تسبیح و دل گاؤ خر	ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

ترجمہ: زبان پر تو تسبیح ہے مگر دل میں گائے گدھے کے خیال ہیں تو تسبیح کیسے اثر کرے گی۔

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی شخص زبان سے ذکر اور تسبیح میں مشغول ہو مگر اس کا دل حاضر نہ ہو اور ذکر میں نہ لگے تو وہ بھی فائدہ سے خالی نہیں۔ (تھوڑا فائدہ)

(تفسیر معارف القرآن، ج، 1، ص، 391)

قلبی ذکر سے شیطان بھاگ جاتا ہے:

مفسر جلیل شیخ الشیوخ شیخ جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ الناس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ ''یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ '' (القرآن) ترجمہ: جو انسان کے سینہ میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ ''قُلُوْبِهِمْ اِذَا غَفَلُوْا عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ '' ترجمہ: یعنی دلوں میں جب وہ اللہ کے ذکر سے غافل ہوتے ہیں۔ تفسیر جلالین کے الفاظ '' اِذَا غَفَلُوْا عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ '' کی مزید تشریح کرتے ہوئے عارف باللہ شیخ احمد بن محمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یعنی جب ان کے دل ذکر سے غافل ہوتے ہیں تو شیطان وسوسہ ڈالتا ہے اگر چہ زبان سے ذکر کر رہے ہوں کیونکہ وسوسہ دل میں ہی تو ڈالا جاتا ہے تو اسے ذکر ہی بھگا سکتا ہے جو دل میں موجود ہو۔ پس جو شخص اہل ذکر میں سے ہوگا، شیطان کو اس پر قدرت نہیں ہوگی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ جو میرے بندے ہیں، ان پر تیرا کچھ قابو نہیں ہے (لیکن یاد رہے) اگر کسی کے دل میں غفلت ہے، وسوسے پیدا ہوتے ہیں تو زبانی ذکر کو نہ چھوڑے بلکہ ذکر کثرت سے کرتا رہے اور ہمیشہ کرتا رہے شاید اس سے دل بیدار ہو پھر سے اس میں نورانیت پیدا ہو جائے۔

(حاشیہ صاوی علی الجلالین، ج، 4، ص، 351)

سورۃ الناس کی تفسیر: حضرت صفیہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں۔ کہ شیطان ابن آدم کے رگوں میں یوں سرایت کرتا ہے جیسے خون رگوں میں چلتا ہے۔ ابو صالح حضرت سیدنا مفسر قرآن ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سورۃ الناس کی تفسیر نقل کرتے ہیں کہ "بِرَبِّ النَّاسِ " کے معنی سید الناس یعنی لوگوں کے آقا "مَلِكِ النَّاسِ " یعنی تمام جن وانسان کے مالک '' اِلٰهِ النَّاسِ ''یعنی لوگوں کا خالق عزوجل ''مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ '' شیطان مراد ہے

"الخناس" سے بھی شیطان مراد ہے "اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاس" فرماتے ہیں کہ شیطان جنوں کے سینوں میں بھی یونہی گھستا ہے جیسا کہ انسانوں کے سینوں میں اور پھر ان کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ اور جب وہ اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہے تو سینے سے نکل جاتا اور واپس ہو جاتا ہے۔

(تنبیہ الغافلین، ص، 636)

حضرت سیدنا قطب العارفین محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (اے حبیب! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عرض کیجئے! میں پناہ لیتا ہوں سب انسانوں کے پروردگار کی۔ النَّاس کا معنی لوگ، آدمی ہیں، النَّاس کا معنی جماعت، گروہ بھی ہے۔ یعنی اس کا اطلاق جمع پر بھی ہے۔ مَلِکِ النَّاسِ سب انسانوں کے بادشاہ کی۔ اِلٰہِ النَّاسِ سب انسانوں کے معبود کی، خدا عزوجل کی مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ بار بار وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے، شیطان کی برائی سے جو وسوسہ ڈالنے والا ہے جو دلوں میں یہ برے وسوسے ڈالنے والا ہے اَلْخَنَّاسِ بار بار پسپا ہونے والے کے شر سے، شیطان جو بار بار پیچھے ہٹتا ہے اور پھر ظاہر ہوتا ہے اور سر نکالتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دیو اَلْخَنَّاس ایسا شیطان دیو ہے جو کہ بار بار ماہرانہ وعیارانہ انداز میں وسوسہ اندازی کرتا ہے۔ پھر پیچھے پیچھے دبک دبک کر رہ جاتا ہے، کھسک جاتا ہے۔ جب پھر موقع پاتا ہے تو دوبارہ انسان کے اندر حملہ آور ہوتا ہے اور سر اٹھاتا ہے۔ اس کی شکل اور منہ سور جیسا ہے۔ بقول امام مقاتل اور امام قتادہ رحمہم اللہ علیہ کے اس کا منہ کتے جیسا ہے، ایسا پلید دیو شیطان نفس اپنا منہ انسان کے دل پر رکھتا ہے اور برے برے خیالات اور وسوسے اس کے دل میں ڈالتا رہتا ہے۔ جب (ابن) آدم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب پھر انسان کو ذکر ربی عزوجل سے غافل پاتا ہے تو پھر حملے شروع کر دیتا ہے اور برے خیالات پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جیسے زنا کرنا، شراب پینا، خون ناحق بہانا، اور اسی طرح کے دیگر اعمال سیئہ وغیرہ اور یہ ظالم، انسان کی رگوں میں خون کی طرح چلتا ہے اور داخل ہو جاتا ہے۔ (اَلْعِیَاذُ بِاللہ)

اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ "جو وسوسہ ڈالتا

رہتا ہے، لوگوں کے دلوں میں، خواہ وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں سے‘‘۔

اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاس جو وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے دلوں میں مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ خواہ وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔ وسوسہ اندازی کا یہ دھندہ جنوں اور انسانوں میں سے شریر نفوس دونوں کرتے ہیں جیسے کہ قرآن مجید میں حق تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ (انعام:112) اسی طرح ہم نے بنا دیئے ہیں ہر نبی علیہ السلام کے لئے دشمن جو کہ انسانوں سے اور جنات سے، دیووں اور پریوں سے ہیں، اور لوگ کہتے ہیں کہ عرفی شیطان سے انسانی شیطان بدتر ہے (وہ ظاہر ہے اور یہ مخفی ہے)

بیت

زینہار از قرین بد زنہار	وقنا ربنا عذاب النار

(ایسے افراد کو قرآنی اصطلاح میں شیاطین کہتے ہیں)

نصیب درویش صادق یہ ہے کہ یار بد، ہم نشین بد جو منکرِ حال درویشاں ہو، اس کی صحبت و سنگت سے ہمیشہ دور رہے۔ صحبت ہمیشہ برادر طریقت کی رکھ خواہ وہ بیگانہ ہی ہو۔ ویسے بھی مشہور ہے

مصرع

یار بد بدتر بود از مار بد

برا دوست تو زہریلے سانپ سے بھی خطرناک ہوتا ہے۔

رباعی

جو جس کے ساتھ نشست و برخاست رکھتا ہے اور پھر تیرا دل مطمئن نہیں ہے اور تجھ سے وہ مٹی پانی کی صحبت کو نہ کاٹ دے ختم کر دے۔ خبردار! ہرگز ہرگز ایسی قوم سے بچ، دامن بچا! ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تیری روح ہی کو کچل دیں اور تو سرمایہ کل سے محروم ہو جائے۔

اور پھر صالح و صادق مرید و درویش کو ایسے ریاکار اور شہرت پسند صلحاء اور زہاد سے بچنا چاہیے جو جامہ ریاکاری پہنے ہوئے ہوں اور خود کو شیخ کامل ظاہر کیئے ہوئے ہوں۔ دنیا کے حرام مال سے تو لیتے ہوں اگرچہ حقیقت و معرفت سے ذرا بھر بھی نصیب یافتہ نہ ہوں اور جو اپنے عقیدت

مندوں اور ارادتمندوں کو حرام کھانے سے اور لینے سے منع کرتے ہوں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ۔ ایسے ہی لوگ درحقیقت دشمنانِ دین ہیں کہ یہی شیاطین الانس ہیں۔ ایسے لوگوں سے خدا کی پناہ طلب کرے اور ان کے افعال بد سے خود کو پریشان خاطر نہ کرے، بلکہ اس آیت پاک پر عمل کرے خُذِالْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ (پارہ8 سورہ الاعراف آیت199) اور حق تعالیٰ سے محبت صالحین اور اس کے دوستوں اور محبوبوں کی محبت وعقیدت کا سوال کرے بلکہ دامان طلب پھیلا کر بچشم تر طلب کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا بِفَضْلِکَ صُحْبَةَ الصّٰلِحِیْنَ (آمین)

مثنوی

"اے خدائے بے نظیر! ایثار فرما! اس بات کو اپنے کان رحمت سے سن! ہماری طرف توجہ فرما اور اس مجلس میں شامل کر، ان سرخوش لوگوں کی محفل میں جو تیری رحمتوں سے خورد و خورش رکھتے ہیں۔ جب تو نے ہمیں ان پاک لوگوں کی خوشبو پہنچا دی ہے تو اس مشک کے منہ کو بند نہ کر اے رب دین! تیرے ہی دریائے رحمت و کرم سے ذکور و اناث (مذکر و مونث) سیراب ہوتے ہیں اور انہیں جامِ صہبا نصیب ہے۔ بلا روک ٹوک تیری عنایات، الطاف و اکرام کا سلسلہ جاری و ساری ہے اور تیری ذات مستغاثِ دردمنداں ہے اور تو ہی مقصود فی الرغائب ہے۔ تو نے ہی تو دل بے تاب کو ہر دم، ہر لحہ سینکڑوں ذوق، شوق عطا فرما کر عشق کے کئی باب فتح فرما دیئے ہیں اے وہ ذات جو ناگفتہ دعاؤں کو بھی شرف قبول بخشنے والی ہے تیرا کام تو اعیان کو تبدیل کر کے بھی عطا کرنا ہے جب کہ میں سراپا سہو و نسیان و خطا ہوں میرے سہو و نسیان کو اپنے علم سے تبدیل فرما دے اور من ہمہ جہلم مرا کن جملہ علم۔"

(تفسیر یعقوب چرخی، ص291)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ" کے بارے میں حضرت امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "یہ انسان کے دل پر پھیلا ہوتا ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو ہٹ جاتا ہے اور منقبض ہو جاتا ہے اور جب وہ غافل ہوتا ہے تو دل پر پھیل جاتا ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "مرد میں وسوسے کا مقام اس کے دل اور اس کی آنکھوں میں ہے، اور عورت

میں اس کی آنکھیں ہیں جبکہ وہ سامنا کر رہی ہو اور اگر واپس جا رہی ہو تو اس کے جوڑ میں ہے۔"

(قوت القلوب، جلد اوّل، ص440)

الذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرً وَّالذّٰکِرٰتِ (پارہ22 سورۃ الاحزاب آیت35) یعنی بکثرت دلوں اور زبانوں سے اللہ عزوجل کی یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔ بغوی نے امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ بندہ اس وقت اللہ عزوجل کی بکثرت یاد کرنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے جب کھڑے بیٹھے لیٹے ہر وقت اللہ عزوجل کی یاد کرتا ہو کسی وقت اللہ عزوجل کی یاد میں سستی نہ کرتا ہو اسکے بغیر کثیر الذکر بندوں میں سے نہیں ہوتا۔

میں کہتا ہوں (حضرت سیدنا عارف باللہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ) یہ بات اسی وقت ہوتی ہے جب فناء قلب حاصل ہو جائے ذکر میں دل ڈوبا رہے اور ہر وقت حضور دوامی حاصل رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا افراد والے (سب سے) آگے بڑھ گئے عرض کیا گیا افراد والے کون فرمایا اللہ عزوجل کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔

(رواہ مسلم فی حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ذکر خدا عزوجل سے زیادہ عذاب الٰہی سے نجات دلانے والی اور کوئی چیز نہیں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا نہ جہاد فی سبیل اللہ فرمایا ہاں اگر جہاد میں اتنی شمشیر زنی کرے کہ تلوار ٹوٹ جائے

حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کونسا مجاہد سب سے بڑے ثواب کا مستحق ہے۔ جو اللہ عزوجل کی یاد سب سے زیادہ کرنے والا ہو عرض کیا کس روزہ دار کو سب سے بڑا ثواب ملے گا فرمایا جو اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ یاد کرتا ہو پھر اس شخص نے نماز، زکوٰۃ، حج، اور خیرات کا ذکر کیا اور حضور سرور کون ومکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کے جواب میں یہی فرمایا کہ جو اللہ عزوجل کی یاد سب سے زیادہ کرتا ہو۔ یہ سن کر حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ابو حفص اللہ عزوجل کا ذکر کرنے والے ہر بھلائی کو لے گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک۔

(تفسیر مظہری ج9 ص376)

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ ... قُمِ اللَّیْل پر عطف ہے ذکر رب عزوجل سے مراد ہے شبانہ روز برابر ذکر میں مشغول رہنا کہ نہ کسی وقت سستی پیدا ہو نہ غفلت لیکن ایسا ذکر زبان سے تو ہو نہیں سکتا زبان اور دوسرے اعضاء سے تسبیح حمد نماز اور قرأت وغیرہ جو کچھ کیا جاتا ہے کسی وقت اس میں نیت کی سستی آہی جاتی ہے لامحالہ قلبی ذکر مراد ہے حقیقت میں قلبی ذکر ہی ذکر ہے۔ کیونکہ یاد نام ہے غفلت کو دور کردینے کا جیسا کہ حدیث شریف **ذکر اللہ فی الغافلین بمنزلة الصابر فی الغافلین** ۔ میں ذکر کا غفلت سے مقابلہ کرتا رہا ہے۔ غفلت کے مقابل ذکر کو لانے کا اقتضا ہی یہ ہے کہ ذکر غفلت کو دور کرنے کا نام ہے دل کی غفلت کی حالت میں نہ کوئی نماز قابل اعتبار ہے نہ تسبیح نہ قرأت جو نمازی نماز کی طرف سے غافل ہیں ان کے لئے تباہی ہے۔

(تفسیر مظہری، ج 12، ص 163)

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ **اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفْیَةً** (پارہ 8 سورۃ الاعراف آیت 55) کی تفسیر میں ذکر جہر و خفی میں بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں حرص ذکر قلبی کے بارے میں بغیر زبان کے صرف قلبی اور روحی اور نفسی ذکر کرنا۔ یہی ذکر خفی ہے جس کو اعمالنامے لکھنے والے فرشتے بھی نہیں سن پاتے ابو یعلی نے حضرت سیدہ عابدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ ذکر خفی جس کو اعمالناموں کے لکھنے والے فرشتے بھی نہیں سن پاتے (ذکر جلی سے) ستر ہزار درجے فضیلت رکھتا ہے جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تعالیٰ حساب کے لیے سب لوگوں کو جمع کریگا اور فرشتے اعمالنامے لے کر حاضر ہونگے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیگا دیکھو (اس بندہ کی) کوئی چیز رہ تو نہیں گئی فرشتے عرض کرینگے ہم کو جو معلوم ہوا اور ہماری نگرانی میں جو کچھ ہوا ہم نے سب کو احاطہ کرلیا اور لکھ لیا کوئی بات نہیں چھوڑی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اسکی ایک نیکی ایسی بھی ہے جس کا تم کو علم نہیں میں تم کو بتاتا ہوں وہ نیکی ذکر خفی ہے۔

میں کہتا ہوں (حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ) اس ذکر کا سلسلہ نہیں ٹوٹتا نہ اس میں کوئی سستی آتی ہے۔ (یعنی ذکر قلبی ہمہ اوقات جاری رہ سکتا ہے)

(تفسیر مظہری، ج 4، ص 319)

وَلَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوۃً وَّلَا نُشُوْرًا ۔ (پارہ 18، سورۃ الفرقان، آیت 3) اور نہ وہ زندوں کو مارنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی مردوں کو زندہ کرینگی۔ حضرت علامہ شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: آیت سے ثابت ہوا کہ جھوٹے پیر اور مکار سجادہ نشین ہی درحقیقت اصنان باطلہ ہیں کیونکہ کسی بھی غافل دل کو بیدار کرنا نہیں آتا اور نہ ہی کسی نفسِ لمّارہ کو زیر کرنے کا طریقہ آتا ہے۔ جو لوگ ایسے جھوٹے پیروں اور مکار سجادہ نشینوں کے مرید ہوتے ہیں یا ان کی اتباع کرتے ہیں بُت پرست دراصل یہی لوگ ہیں۔

(تفسیر روح البیان، ج 18، ص 320)

فائدہ: سبق آموز بات یہ ہے کہ جس شیخ طریقت کے ہاتھ پر بیعت کی اور حیات قلبی عطا کرنے پر قادر نہ ہو اس کی بیعت توڑ دو ورنہ عبارت پڑھو:

سرائے و مدرسہ و بحث علم و طاق رواق	چہ سود چوں دل دانا و چشم بینا نیست

ترجمہ: سرائے اور مدرسہ اور علم کی بحث اور طاق رواق کا کیا فائدہ جب دل دانا اور چشم بینا نہ ہو۔

(تفسیر روح البیان، ج 2، ص 291)

فَاِنَّهَا بس قصہ یہ ہے کہ لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ یہ ظاہری آنکھیں اندھی نہیں ہوتی ہیں۔ یعنی انکے دیکھنے میں کوئی خلل نہیں آتا ہے۔ سب چیزیں دیکھتی ہیں۔ وَلٰکِنْ تَعْمَی لیکن نصیحت حاصل کرنے والی نظر سے اندھے ہوئے ہیں الْقُلُوْبُ الَّتِیْ وہ دل کھوٹے ہیں۔ فِی الصُّدُوْرِ سینوں میں۔ یعنی گذشتہ لوگوں کے احوال کے دیکھنے سے دل کی آنکھ بند ہے۔ تو ضروری ہے کہ اس سے نصیحت نہیں لے سکتے۔

چشم دل بکشا ببین بے انتظار	ہر طرف آیات قدرت آشکار
چشم سر جز پوست خود چیزے ندید	چشم دل در مغز ہر چیزے رسید

دل کی آنکھ کھول اور انتظار کیے بغیر دیکھ کہ ہر طرف اس کی قدرت کی نشانیاں ظاہر ہیں سر کی آنکھ نے اپنی کھال کے سوا کچھ نہ دیکھا اور دل کی آنکھ ہر چیز کے مغز کو پہنچ گئی۔

(تفسیر حسینی، ج 2، ص 78)

مسئلہ: ذکر (اللہ ﷻ) جہاد سے افضل ہے۔ کیونکہ جہاد و شہاد کا اجر بہشت ہے۔ ذاکر خدا تعالیٰ کا ہم نشین ہے جیسے (حدیث قدسی ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ جَلِیْسٌ مَنْ ذَکَرَنِیْ

ترجمہ: میں اس کا ہم نشین ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ شہودِ حق دخولِ جنت سے افضل ہے۔ اسی لئے رویۃ باری تعالیٰ دخولِ جنت کے بعد نصیب ہوگی۔ لیکن ذکر میں قلب و روح وجمیع قویٰ کا حضور ضروری ہے۔

حضور قلب بباید کہ حق شود مشہود	وگرنہ ذکر مجرد نمی دہد یک سود

ترجمہ: حضور قلب ضروری ہے تاکہ حق مشہود ہو ورنہ خالی ذکر کوئی فائدہ نہ دے گا۔

(تفسیر روح البیان پارہ، 22 ص 447)

اور قول باری تعالیٰ وَاذْکُرُو اللہ کا معنی یہ ہے کہ تم اپنے تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو۔ یہ نہیں کہ صرف نماز کی صورت میں اللہ ﷻ کا ذکر مخصوص کرلو یا معنی یہ ہے کہ لین دین کا وقت ہو یا کوئی اور، ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

(تفسیرات احمدیہ، ص، 943)

تفسیر یعقوب چرخی میں زبدۃ العارفین محمد یعقوب الچرخی رحمۃ اللہ نے لکھا ہے وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ اور ذکر کیا کر اپنے رب ﷻ کے نام کا، وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا (پارہ 29، سورۃ المزمل، آیت 8) اور خلق سے کٹ کر اس کے ہو کر رہو، یعنی اس کی دوستی کے سوا دل میں کسی کی دوستی نہ رکھیں۔

بیت

غیرت میں آکر میں نے تیرے سوا خانہ دل خالی کر دیا کہ تیرے بغیر اس خلوت خانہ دل میں کسی اور کا گزر نہیں۔

آئینہ نیست دل کہ دہد جا بہ ہر کسے
ایں پارۂ عقیق بنام تو کندہ شد

رباعی

تو جو کچھ بھی رکھتا ہے اسے اگر جنگل و بیابان میں آگ لگا دے، پھر بھی تو درحقیقت خوش نہیں ہوگا ہمیں بے شک تو چاہتا ہے تو دنیا سے کنارہ کشی کر لے، اس لئے ایک دل میں دو دوستیاں کبھی بھی موافق نہیں آتیں۔

اہل سلوک اسی مفہوم کو نفی ماسوی اللہ کہتے ہیں اور یہ مقام ومعنی کثرتِ ذکر سے حاصل ہوتا ہے جو عنایت ازلیہ سے ہے اور شیخ کامل ومکمل کی خدمت سے بھی حاصل ہوتا ہے۔

بیت

حق تعالیٰ کی خصوصی عنایات اور کرم فرمائیوں کے بغیر خاصان حق بھی، اگر کوئی فرشتہ بھی ہو تو اس کا نامہ عمل سیاہ ہوگا"۔

شیخ کامل جو محبوب حق اور مجذوب مطلق ہوتا ہے اس کی ایک ہی نظر کیمیائے اثر سے اتنا تصفیہ باطن اور تخلیہ ظاہر حاصل ہوتا ہے کہ جو مختلف قسم کی عبادات ظاہرہ سے بھی حاصل نہیں ہوتا۔

بیت

"حضرت سیدنا شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے جو ایک نظر کیمیا اثر سے دیکھا تو رومی (قدوۃ الاولیاء مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنا گھر بار اور چلہ کشی پر لات ماری"۔

یعنی ایک نظر دلنواز نے دل کی دنیا بدل ڈالی، میرے خواجہ (حضرت سیدنا امام الطریقہ بہاء الحق عرف والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کرتے تھے کہ ہم فاضل نہیں ہیں بلکہ اس کریم نے اپنے فضل سے ہمیں قبول فرمالیا ہے اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

"وہ معبود حقیقی جو لا الہ والا ہے جس کو شرف پذیرائی بخش دے یعنی قبول کرلے تو اس آدمی کو پھر چہار چلہ کشی کا رنج اور دکھ اٹھانے کی کیا حاجت وضرورت ہے"۔

یعنی اس کا کام بغیر محنت کے ہی بن گیا ہے، اے اللہ ہمیں اپنی ان کوششوں سے نواز جو تیرے کرم کے لائق ہو۔

(تفسیر یعقوب چرخی، ص115)

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ ظِلٰلٍ بے شک پرہیزگار اور کفر و کافری سے دور رہنے والے اللہ کی رحمت کے سایوں اور باغات میں سکون و آسائش کے ساتھ ہوں گے، وَّعُیُوْنٍ اور جاری چشموں میں ہوں گے، وَّفَوَاکِهَ اور اچھے عمدہ پھلوں میں، مِمَّا یَشْتَهُوْنَ جن کی وہ آرزو کریں گے اور پسند کریں گے، کُلُوْا وَاشْرَبُوْا کھاؤ! جنت کی نعمتوں سے هَنِیْٓـًٔا خوش مزہ، زود ہضم اور عمدہ ہوں تمہارے لئے، بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ان اعمال کے بدلے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے، اطاعت و بندگی سے یعنی یہ تمہارے اعمال کہ صلہ ہے۔ اِنَّا کَذٰلِکَ بیشک ہم یونہی، نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ صلہ و جزا دیتے ہیں نیکوں کاروں کو، وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لئے۔

(تفسیر یعقوب چرخی، ص156)

حکایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسی قوم سے گزرے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف تھی۔ آپ علیہ السلام نے اس قوم کے افراد سے پوچھا: تم کیوں ذکر میں مصروف ہو؟ انہوں نے کہا کہ ثواب کی خاطر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: بہت خوب۔ پھر ایک اور قوم پر آپ علیہ السلام کا گزر ہوا۔ تو آپ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم ذکر میں کیوں مصروف ہو؟ انہوں نے جواب دیا عذاب الٰہی کے خوف سے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: خوب۔ ایک تیسری قوم سے گزرے تو ان سے ذکر کی وجہ دریافت کی۔ انہوں نے کہا نہ ہمیں ثواب کی خواہش ہے نہ عذاب کا خوف بلکہ ہم ذکر الٰہی سے اپنی عبودیت کی ذلت اور اپنے رب عزوجل کی ربوبیت کی عزت کا اظہار کر رہے ہیں اور ذکر الٰہی سے زبان کو اور معرفت الٰہی سے قلب کو شرف دے

رہے ہیں۔ یہی الفاظ جو ہماری زبان پر ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی صفات قدس اور اس کی عزت پر دلالت کرتے ہیں۔ اسی لئے ہم اس کا نام لیتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: حقیقی ذکر کرنے والے صرف تم ہی ہو۔

حضرت سیدنا حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کی ترجمانی کی ہے:

پدرم روضۂ جنت بدو گندم بفروخت	ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم

ترجمہ: میرے ابا آدم علیہ السلام نے دو دانے گندم کے عوض بہشت بیچ ڈالی میں نا اہل بیٹا ہوں گا اگر اسے ایک جو کے بدلے نہ بیچوں۔

(تفسیر روح البیان پارہ 10 ص 248)

حضرت سیدنا سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہے لیکن اس کا دل غافل ہو تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ جھگڑا کرتا ہے۔

(تفسیر روح البیان ج 5 ص 194)

حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء سہل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ قلب کی بصر کا تھوڑا سا نور خواہشات و شہوات پر غالب ہو جاتا ہے۔ جب دل کی آنکھ بند ہو جاتی ہے تو شہوات کا غلبہ اور غفلت طاری ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے انسان غلبۂ شہوت کے بعد عموماً معاصی و جرائم میں منہمک اور حق (تعالیٰ) کا نافرمان رہتا ہے۔

(روح البیان پارہ 17 ص 307)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: قلوب پر ذکر اللہ عزوجل سے جھاڑو دو اس لئے سب سے زیادہ زنگ قلوب پر چڑھتا ہے۔

(روح البیان ج 25، پارہ 26، ص 115)

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی تو جبریل امین علیہ السلام نے تین دفعہ عرض کی کہ پڑھیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں پڑھنے والا نہیں اس حدیث شریف کی شرح لکھتے ہوئے شارحین بخاری یوں رقم طراز ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل مضطرب تھا اور دھڑک

رہا تھا اور حرکت کر رہا تھا اور فواد، دل کا مرادف ہے یا عین دل ہے۔ اور بعض علماء نے فرمایا ہے: فواد دل کے باطن کو کہتے ہیں جو کہ حقیقت جامعہ سے مسمّٰی ہے اور انوار الٰہیہ کا جامع ہوتا ہے اور صفات فعلیہ کی تجلیات کا حامل ہوتا ہے اور امام مجدد (محبوب سبحانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی تحقیق کے مطابق آخری قول راجح واصح ہے۔ اس حدیث شریف میں صرف قلب کا ذکر ہے لیکن، روح، سر، خفی، اور اخفی بھی قلب کے بعد متولد ہوتے ہیں۔ لہٰذا صرف قلب کا ذکر فرمایا جیسا کہ ''وما انزل علی الملکین'' میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں وضاحت فرمائی ہے:

میرے نزدیک اس کا حل یہ ہے کہ ملکین سے مراد قلب، روح اور عالم امر کے تمام لطائف ہیں اور صرف دو کو اس لئے ذکر فرمایا کہ یہ بتانا منظور ہے کہ وہ لطائف متعدد ہیں۔ ان کی تعداد بتانی مقصود نہیں اور یا اس لئے کہ بعض سالکین پر منجملہ لطائف ستہ، یہ دو ہی منکشف ہوتے ہیں۔ پس اس سالک نے لفظ ملکین سے اپنے مکشوف (قلب وروح) سے کنایہ کیا ہو۔ اور عورت سے مراد نفس ہو جو کہ عناصر سے پیدا ہوا ہے (اس کنایہ کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح اس قصہ میں اس عورت نے ملکین کو گناہ کا حکم کیا تھا اس طرح) یہ نفس امارہ بھی برائی کا حکم دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حکمت بالغہ سے عالم امر کے لطائف کو نفس کے ساتھ مزدوج فرمایا اور ان میں محبت وعشق کو رکھ دیا تو یہ لطائف تاریک مکدر اور اپنے خالق سے غافل ہو گئے۔ چنانچہ اس تاریک قالب میں جو شہوات کی آگ سے بھرا ہوا ہے، یہ لطائف محبوس اور اوندھے پڑے ہوئے ہیں۔ بابل کے آگ بھرے کنویں سے یہی مراد ہے۔ پھر جب انسان مر جائیں گے اور قیامت قائم ہوگی تو اگر کچھ نور ایمان ہے تو ان لطائف کو اس قید خانہ سے نجات ہو جائے گی۔ اب رہا نفس، سو وہ اگر نیک بندوں کا ہے تو لطائف کے قرب ومجاورت اور ریاضات تکلیفیہ اور اسم اعظم یعنی اللہ تعالیٰ کے نام پاک کی جلالت کے سبب آسمان پر ایسا پرواز کر جائے گا گویا چمکتا ہوا روشن ستارہ ہے اور اسے اس طرح خطاب کیا جائے گا۔ ''یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً

مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ“ (پارہ30، سورۃ الفجر، آیت 27 تا 30)

ترجمہ: اے نفس مطمئنہ نفس اگرچہ ابتداء میں خبیث اور شریر تھا لیکن اپنی قوت استعدادیہ کی بدولت جو کہ اس خاک دان میں رکھی ہے لطائف پر بھی فوقیت لے گیا۔

(تفسیر مظہری ج1، ص188) (مرشد کامل کی ضرورت کیوں؟، ص، 164)

حضرت امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ذکر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا کوئی معین وقت نہیں بلکہ بندے کو ہر وقت اللہ عزوجل کا ذکر کرنے کا حکم ہے خواہ فرض کے طور پر خواہ استحباب کے طور پر، نماز اگرچہ تمام عبادتوں سے اشرف ترین عبادت ہے۔ مگر بعض وقتوں میں اس کا ادا کرنا جائز نہیں اور ذکر بالقلب عام حالات میں ہمیشہ جاری رکھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ“ (پارہ4، سورۃ آل عمران، آیت 191) جو لوگ اٹھتے بیٹھتے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہیں۔ میں نے حضرت شیخ المشائخ امام ابو بکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے سنا کہ یہاں مراد یہ ہے کہ وہ ذکر کو ایسا ادا کرتے ہیں جو ادا کرنے کا حق ہے مگر اس کا دعویٰ نہیں کرتے۔

(رسالۂ قشیریہ، ص، 432)

حضرت شیخ الشیوخ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ”علم کی دو قسمیں ہیں۔ علم باطن جو دل میں ہے یہی نافع علم ہے۔“ جناب آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ (پارہ8، سورۃ الانعام، آیت 125) کا مفہوم دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اس سے مراد توسیع ہے، یعنی جب دل میں نورانیت ڈالی جاتی ہے تو سینہ وسیع ہوتا ہے اور شرح صدر حاصل ہوتا ہے۔“

(قوت القلوب، جلد اوّل، ص460)

حضرت شیخ المشائخ ابو طالب محمد بن عطیہ حارثی المکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر

اللہ عزوجل ایک عبادت ہے، یہ فکر کی طرف لے جاتا ہے اور فکر سے خوف و امید پیدا ہوتا ہے اور جب ذکر قوی ہو جائے تو یہی مشاہدہ بن جاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''کھڑے اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہیں'' (آل عمران۔۱۹۱) پھر فرمایا ''اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر فکر کرتے ہیں'' (آل عمران۔۱۹۱) پھر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا ''تو پاک ہے، ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے'' (آل عمران۔۱۹۱) یہ بھی یاد رکھیے کہ یقین کے بغیر مشاہدہ نہیں ہوتا اور ایمان کی روح یقین ہے بلکہ اسے بڑھاتا ہے بعض علماء نے اس حدیث ''ایک گھڑی کا فکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے'' کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے مراد وہ فکر ہے جو نفرت کو محبت سے بدل دے اور لالچ و طمع کو قناعت و زہد سے بدل دے۔

ایک قول کے مطابق اس سے مراد وہ فکر ہے جو مشاہدہ تک لے جائے، تقویٰ اور مزید فکر پر آمادہ کرے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور جو اس میں ہے، اس کا ذکر کرو شاید کہ تم پرہیزگار بن جاؤ'' (البقر ۶۳) ایک جگہ فرمایا ''تاکہ وہ پرہیزگار ہو جائے'' (طہ ۱۱۳) '' اللہ عزوجل تمہارے لئے آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم دنیا اور آخرت میں غور کرو'' (البقر ۲۰) یعنی ممکن ہے کہ تم باقی اذکار بھی کرو اور ہمیشہ اس راہ پر گامزن رہنے کی خواہش پیدا ہو جائے اور فانی اشیاء کے بارے میں زاہد بن جاؤ اللہ تعالیٰ یہ چیزیں بیان فرما کر ہمیں شکر کی ضرورت سمجھاتا ہے۔ فرمایا ''وہ تمہارے لئے اپنی آیات بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو'' ایسے ہی فرمایا ''اور جو اس میں ہے اس کا ذکر کرو تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کا ذکر کیا اور فرمایا ''جن کی آنکھوں پر پردہ پڑا تھا میری یاد سے (طہ۔۱۰۱)

یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدہ اُم درداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے فرمایا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی زیادہ عبادت تفکر تھی اور وہ فرمایا کرتے تھے کہ ''اگر میں ہر روز تین سو دینار نفع حاصل کرکے اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کروں تو مجھے اس کام میں کوئی زیادہ خوشی نہیں ہوتی۔ پوچھا گیا'' وہ کیوں'' فرمایا'' اس لئے کہ اس میں لگ جانا تفکر میں رکاوٹ ہے یا اپنے اور اللہ عزوجل کے درمیان اور ایسے ہی اپنے اور مخلوق کے درمیان یا اپنے اور اللہ عزوجل کے درمیان اور ایسے ہی اپنے اور مخلوق

کے درمیان ہر کام میں نیت درست رکھنے کا عزم کرے اور اس کا عقیدہ رکھ لے یا اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی بخشش چاہے۔ گزشتہ عمر کے گناہوں کے متعلق استغفار و توبہ کرے اور آئندہ نیک رہنے کا پختہ عزم کرے یا خوب زاری و عاجزی کے ساتھ دعا کرے۔ خوب گڑگڑائے، روئے اور اس قدر ڈرے کہ تمام گناہوں سے بچ جائے اور نیک اعمال کرنے لگے۔ دعا کرتے وقت دل کو اللہ عزوجل کے سوا ساری کائنات سے خالی کر دے۔ قبولیتِ دعا کا یقین رکھے اللہ عزوجل کی تقسیم پر راضی ہو جائے یا نیکی اور بھلائی کی باتیں کرے اور لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دے۔ اپنے بھائیوں کو (دین) کا نفع پہنچائے اور کم علم والے کو علم دین سکھائے۔ متقدمین اور سلف صالحین کے یہی اذکار تھے اور یہ یاد رکھیں کہ تمام عبادتوں میں سب سے افضل عبادت ذکر اور فکر ہے۔

(قوت القلوب، جلد اوّل، ص 91 تا 93)

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے منقول ہے ”مُردوں کے پاس مت بیٹھو، تمہارے دل مر جائیں گے“ پوچھا گیا ”مردے کون ہیں؟“ فرمایا ”دنیا سے محبت رکھنے والے اور دنیا کے طلب گار۔“ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ”اور زندے اور مردے برابر نہیں ہیں“ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”(احیاء سے مراد) فقراء اور (اموات سے مراد) اغنیاء ہیں، اس لئے کہ فقراء اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے باعث زندہ ہیں، اور اغنیاء دنیا پر مر گئے۔“

(قوت القلوب، جلد اوّل، ص 389)

حضرت محبوب صمدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں حکیم عبدالقادر کے نام تحریر فرماتے ہیں حمد و صلوٰۃ کے بعد چونکہ اطباء (حکیم ڈاکٹر) کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ بیمار جب تک تندرست نہ ہو کوئی غذا بھی اسے فائدہ نہیں دیتی چاہے مرغ تنجن ہی کیوں نہ ہو بلکہ ایسی غذا اس کے مرض کو اور بڑھا دیتی ہے۔

ہر چہ گیرد علتی علت شود

جس چیز کو بیمار اختیار کرے گا وہ بھی بیمار ہو جائے گی۔

لہٰذا پہلے بیمار کے مرض کا ازالہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ مناسب غذاؤں کے

ذریعہ سے اسے اصلی قوت وطاقت کی طرف لاتے ہیں۔ پس انسان جب تک مرض قلبی میں مبتلا ہے۔ "فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ" (القرآن) ان کے دلوں میں مرض ہے۔ کوئی عبادت وطاعت اس کے لیے نفع مند نہیں بلکہ مضر (نقصان دہ) ہے۔

حدیث مبارکہ مشہور ہے: بہت سے قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں حالانکہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔ دوسری حدیث مبارکہ بہت سے روزے دار ایسے ہیں، جنہیں روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (حدیث صحیح)

قلبی امراض کے حکیم (اولیاء کرام، پیر وغیرہ) بھی پہلے مرض کے ازالے کا حکم دیتے ہیں۔ اور مرض قلبی دل کے غیر خدا ﷻ کے ساتھ گرفتار ہونے کا نام ہے۔ بلکہ غیر حق کے ساتھ گرفتاری اپنی ذات کے ساتھ گرفتاری ہے کیونکہ ہر شخص جو کچھ چاہتا ہے اپنی ذات کے لیے چاہتا ہے۔ اگر اولاد سے دوستی کرتا ہے تو اپنی ذات کے لیے دوستی کرتا ہے۔ اسی طرح مال و دولت اور سرداری اور مرتبہ کی محبت سب کچھ اپنی ذات کے لیے ہے۔ پس فی الحقیقت اس کا معبود (یعنی خدا) اس کی خواہش نفس ہے۔ جب تک اس گرفتاری سے خلاصی نصیب نہ ہو۔ نجات کی امید بہت دور کی بات ہے۔ اس لیے عقلمند علماء اور صاحب دانش حکماء (علماء کرام عقلمند لوگوں) پر اس مرض کے ازالے کی فکر کرنا ضروری ہے۔

در خانہ اگر کس ست یک حرف بس ست

ترجمہ: اگر گھر میں کوئی ہے تو ایک ہی کلمہ کافی ہے۔

(دفتر اول، ن، 105، ص 155)

ایک اور مکتوب جو شیخ کبیر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف حضرت عالی امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا

"اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" (پارہ 13، سورۃ الرعد، آیت 28)

خبردار! اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے

اطمینان قلب حاصل ہونے کا ذریعہ صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے نہ کہ نظر و استدلال (قرائن و دلائل)

پائے استدلالیاں چوبیں بود	پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

(بحث بے جا ہے فقط کٹھ حجتی کاٹھ کے پاؤں میں دم خم کچھ نہیں)

چونکہ ذکر اللہ تعالیٰ کے ذریعے حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کے ساتھ ایک قسم کی مناسبت حاصل ہو جاتی ہے اگر چہ (ذکر کو) اس پاک ذات کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں ''مَا لِلتُّرَابِ وَرَبِّ الْاَرْبَابِ'' (خاک کو پروردگار عالم کے ساتھ کیا نسبت ہے) لیکن ذاکر (ذکر کرنے والا) اور مذکور (جس کا ذکر کیا جائے) کے درمیان ایک قسم کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے جو محبت کا سبب بنتا ہے اور جب محبت غالب ہو گئی تو پھر اطمینان کے سوا کچھ نہیں ہے اور جب معاملہ دل کے اطمینان کے حصول تک پہنچ گیا تو اس کو ہمیشہ کی دولت حاصل ہو گئی۔

ذکر گو ذکر تا ترا جان ست	پاکیٔ دل ز ذکر رحمٰن ست

جان جب تک ہے ذکر کرتا رہ دل کی پاکی خدا عزوجل کے ذکر سے ہے

(مکتوب، ج1، ن، 92، ص127)

حضرت عالی امام ربانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ملفوظ میں فرمایا کہ جس طرح ذات (یعنی باری تعالیٰ) ہمارے ادراک اور تصور میں نہیں آسکتی۔ اسی طرح صفات بھی نہیں آسکتی کیونکہ صفات میں سے جو بھی سالک کے ادراک میں آسکتے ہیں وہ ظلال صفات ہیں ہمارا مسلک یہ ہے کہ مطابق آیت ''اُذْکُرُوْنِیْ'' اپنا تمام وقت اس کی یاد میں مستغرق رکھیں تا کہ حق تعالیٰ بھی بحکم ''اَذْکُرْکُمْ'' تم کو اپنے کرم سے یاد کرے جیسا کہ اس نے وعدہ فرمایا ہے اور اللہ (تعالیٰ) کا ذکر حصول احوال و مکاشفات کی غرض سے نہ کریں اور (دنیوی) غرض کو ذہن میں جگہ نہ دیں بلکہ بغیر کسی غرض کے بلکہ اپنی جان پر احسان اُٹھا کر ذکر اور بندگی میں مشغول رہیں اگر وہ قبول فرمالے تو جس طرح چاہے نوازے اور وہ اہل سنت و جماعت کے معتقدات کے مطابق ''شَکَرَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ سَعْیَھُمْ'' (اللہ تعالیٰ انہیں ان کی کوشش کا پورا بدلہ دے گا) ہو تو اس پر اعتماد کریں اور شکر بجالا کر ''ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ'' کہتے رہیں اور اگر یہ بات پیدا نہ ہو تو وہ اعتبار کے لائق نہیں۔

(حضرات القدس، ص، 162)

حاکم نے بوساطت عامر بن عبد اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابو قحافہ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد) نے حضرت سیدنا امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کمزور باندی غلاموں کو آزاد کرتے ہو اگر طاقتور غلاموں کو آزاد کرتے تو بہتر ہوتا کہ وہ تمھاری حفاظت کر سکتے اور تمھاری طرف سے (دشمنوں کے مقابلہ میں) کھڑے ہو سکتے۔

حضرت سیدنا امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ابا میں ثواب کا طلبگار ہو جو اللہ عزوجل کے پاس ہے اس پر آیت وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى (پارہ 30 سورۃ الیل، آیت 17، 18) نازل ہوئی یہ واقعہ اس زمانے کا ہے جب حضرت سیدنا امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا بلال، حضرت سیدنا عامر بن فہید حضرت سیدنا ام عمیس اور حضرت سیدنا زبیرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) وغیرہ کو (جزیہ دے کر) آزاد کیا تھا۔ حضرت ابو بکر نے چار ہزار درہم ساتھ لے کر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم رکاب ہجرت کی تھی گھر والوں کے لیے کچھ بھی چھوڑ کر نہیں گے تھے اور یہ بات باپ کی مرضی کے خلاف تھی۔

(تفسیر مظہری 9 ص 255)

حضرت سیدنا علامہ الصوفی قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا:

مسئلہ: اگر والدین فریضۂ خداوندی کو ترک کرنے یا فعل حرام کا ارتکاب کرنے کا حکم دیں تو ان کا کہا ماننا ناجائز ہے۔ اللہ عزوجل کے حکم کی تعمیل کے ساتھ ساتھ اس کے مخالف مخلوق کے حکم کو ماننا شرک معنوی ہے۔ ہم حدیث مبارک نقل کر چکے ہیں کہ خالق کی نافرمانی ہوتی ہو تو مخلوق کے حکم کو ماننا ناجائز ہے ہاں والدین کے حکم کو ماننا اس وقت واجب ہے جب وہ کسی ایسے مباح کام کا حکم دیں جو خلاف عقل و شرع نہ ہو۔ اگر والدین کثرتِ ذکر و نوافل کو روکیں یا ضرورت سے زائد مال کمانے کا حکم دیں تو کیا ان کی بات ماننی واجب ہے؟

میرے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ ایسے حکم کو ماننا واجب نہیں ہے۔ کیونکہ اصحاب انابت کی راہ پر چلنے کا اللہ عزوجل نے اس آیت میں حکم دیا ہے اور نوافل کی کثرت ترک دنیا اور اللہ عزوجل کے سواسب کا ترک اور ہر وقت اللہ عزوجل سے لو لگانا اہل انابت کا طریقہ ہے۔ یہ حقیقت ناقابل

انکار ہے کہ صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے اپنا وطن چھوڑا ہجرت کی اور ماں باپ کی مرضی کے خلاف راہ خدا عزوجل میں اپنی جانی اور مالی قربانی دی۔ اللہ عزوجل نے فرمایا۔ قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ (پارہ 10، سورۃ التوبہ، آیت 24) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمھارے ماں باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیٹیاں اور کنبہ والے اور کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کے بگڑ جانے کا تم کو اندیشہ ہو اور تمھارے وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو تمھاری نظر میں اللہ عزوجل، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو منتظر رہو کہ اللہ عزوجل اپنا حکم لے آئے (اس سے معلوم ہوا کہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے ترکِ کل نہ فقط جائز ہے بلکہ فرض ہے) پھر اللہ عزوجل کی راہ میں شیطان اور نفس امارہ سے ماں باپ کے کہنے سے جہاد ترک کر دینا (یعنی نوافل و ذکر کی کثرت چھوڑ دینا اور ضرورت سے زاید کمائی کی طرف راغب ہونا (مترجم) کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟

(تفسیر مظہری، 9 ص، 254)

حضرت سیدنا قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا کہ حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کثرتِ نوافل کو اختیار فرمایا ہے۔ کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے۔ لیکن یہ تلاوت قرآن مجید اور مشغولی نوافل بعد فناء نفس کے اختیار کرنے کو فرماتے ہیں اور قبل از فناء نفس ذکر نفی و اثبات پر اقتصار کرنے کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ قرآن پاک کی مشغولی قبل از فناء مناسب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (پارہ 27، سورۃ الواقعہ، آیت 79) یعنی نہیں مس کر سکتے قرآن کو مگر پاک لوگ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ رزائل نفس سے ابتک پاک وصاف نہیں ہوئے ان کو قرآن کی تلاوت سے زیادہ مناسب ذکر کرنا ہے۔

(تفسیر مظہری ج 1 ص 260)

قراء نے کہا آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ قرآن کی لذت اسی کو ملے گی جو اس پر ایمان لائے گا۔ اسی کی تائید میں حضرت سیدنا امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نفس کو فنا کرنے اور

بری خصلتوں سے پاک ہو جانے کے بغیر صوفی کو قرآنی برکات حاصل نہیں ہوتیں۔ فنائے نفس سے پہلے قرأت قرآن کا شمار نیکیوں کے اعمال میں ضرور ہوتا ہے لیکن نفس و نفسانیات کے فناء اور آثار نفس کے زوال کے بعد درجات قرب کی طرف ترقی قرأت قرآن سے وابستہ ہے اس زندگی میں بھی اور آخرت میں جنت کے اندر داخلہ کے بعد جیسا کہ آیت مبارکہ وَنَزَعْنَا مَافِی صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِیْنَ (پارہ 14، سورۃ الحجر، آیت 47) میں آیا ہے۔

(تفسیر مظہری ج 11 ص 284)

حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے روح البیان میں لکھا ہے حضرت امام نے فرمایا کہ وَ اذْکُرْ رَّبَّکَ کَثِیْرًا کی تفسیر میں دو قول ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے انہی ایام میں امور دنیا سے ان کی زبان کو روکا۔ صرف اشارہ کی اجازت بخشی لیکن ذکر و تحمید کا حکم دیا۔ اس لئے کہ ان کی زبان نہایت ہی فصیح و بلیغ تھی اور بیان کے روشن معجزات میں سے تھا۔

(۲) آیت میں ذکر سے، ذکر قلبی مراد ہے۔ اس لئے کہ اللہ والے معرفت الٰہی کے دریا میں مستغرق ہوتے ہیں۔ ان کی عادت ہوتی ہے کہ اوّلاً ایک مدت تک ذکر لسانی میں مصروف رہتے ہیں۔ جب ان کا دل ذکر اللہ عزوجل کے نور سے بھر جاتا ہے تو ان کی زبان ذکر سے رک جاتی ہے۔ اور دل جاری رہتا ہے۔ اس لئے عرفاء میں مشہور ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے تو اس کی زبان گونگی ہو جاتی ہے۔

(تفسیر روح البیان، پارہ 3 ص 229)

حضرت ذکریا علیہ السلام زبان سے بولنے سے روکے گئے لیکن ذکر و معرفت میں دل کو لگانے اور اس پر مداومت کرنے پر مجبور ہوئے۔ ذکر کے کئی مراتب ہیں۔ ذکر لسانی بہ نسبت ذکر قلبی کے بہت کم درجہ ہے۔

سبق آموز بات: دانا پر لازم ہے کہ وہ رات دن ذکر الٰہی میں لگا رہے اس لئے کہ یہ ذکر الٰہی

خواہشات نفسانیہ کو مٹاتا ہے۔ جب خواہشات نفسانیہ قلب سے اتر جاتے ہیں تو پھر شیطان کو گمراہ کرنے کا موقعہ نہیں ملتا بلکہ اس کے گمراہ کرنے کے تمام دروازے بند کردیے جاتے ہیں اس کا دل شیشہ کی طرح صاف و شفاف ہو جاتا ہے اور اس کی تمام آلائش دھل جاتی ہے

پیاپے بیفشان از آئینہ گرد	کہ صیقل نگیرد چوز نگار خورد

ترجمہ: مسلسل آئینہ سے گرد صاف کر کہ صیقل کو قبول کرتا ہے۔ جب زنگ کھا جائے۔

(روح البیان، پارہ 3، ص230)

وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ترجمہ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے وہ جو تم ذکرِ الٰہی و دیگر طاعات و عبادت کرتے ہو اس سے کوئی شے مخفی نہیں اس پر وہ تمہیں بہتر جزا دے گا بعض مشائخ (رحمۃ اللہ علیہم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ احوال و مقامات کو جانتا ہے جو تم یقین رکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو معاصی و سیئات سے بچنے والے اور طاعات و عبادات بالخصوص نماز کی طرف اور عالم سر و خفیات کی طرف راغب ہونے والے کا علم ہے۔ اسی لئے سالک پر لازم ہے کہ دل کو تمام مشاغل سے فارغ رکھے اسی لئے مشائخ (رحمۃ اللہ علیہم) نے فرمایا کہ حضور قلب کی نماز دیگر نمازوں سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

(تفسیر روح البیان ج 21 ص 14)

حضرت سیدنا قطب الارشاد ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ اگر تمہارے قلب میں یادِ الٰہی باقی ہے تو تمہیں دنیا کی کوئی شے ضرر نہیں پہنچا سکتی اور اگر تمہارے قلب میں خدا عزوجل کی یاد باقی نہیں ہے تو لباس فاخرہ بھی سودمند نہیں ہو سکتا۔

(تذکرۃ الاولیاء ص366)

حضرت سیدنا برھان حقیقت الشیخ الشہیر بالھدائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگرچہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حقیقی مصلح اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن روحانی بیماری جتنی ذکرِ الٰہی سے کٹتی ہے کسی اور عمل سے نہیں کٹ سکتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ“۔

(روح البیان ج6 ص318)

ـہ د رلو

حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

سوال: کیا وجہ ہے کہ ذکر الٰہی باوجود زبان پر ہلکا ہونے تھوڑی مشقت کے تمام عبادت کی بنسبت مفید تر اور افضل ہو گیا حالانکہ دیگر عبادات میں محنت بہت ہوتی ہے؟

جواب: اس امر کی تحقیق تو علم مکاشفہ کے بغیر اور جگہ زیبا نہیں مگر جس قدر کا ذکر کرنا علم معاملہ میں موزوں ہے وہ یہ ہے کہ ذکر سے تاثیر اور نفع ہوا کرتا ہے وہ حضور دل کے ساتھ ہمیشہ ذکر کرنا ہے۔ اور زبان سے ذکر کرنا اور دل کا غافل ہونا نافع (فائدہ مند) نہیں۔ حضرت شیخ المشائخ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

ایں چنیں ذکر کہ کنند اثر	برزبان ور دل گاؤ خر

ترجمہ: ایسا ذکر کب اثر کریگا جب کہ زبان سے اللہ جل جلالہ
لیکن دل میں گاؤ خر (گائے اور گدھے) کا تصور ہو

زبان در ذکر و دل در فکر خانہ	چہ حاصل زین نماز پنج گانہ

ترجمہ: زبان پر ذکر اور دل فکر خانہ (گھربار) میں مبتلا ہو تو ایسی (محترم نماز) پنج گانہ کا کیا فائدہ

اور یہی احادیث مبارکہ سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ اور کسی لحظہ میں بھی ذکر دل کا حاضر ہونا اور پھر دنیا میں مشغول ہو کر اللہ تعالیٰ سے غافل ہونا بھی مفید نہیں بلکہ حضور دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہمیشہ یا اکثر اوقات ہے تمام عبادات پر مقدم ہے۔ بلکہ اسی سے عبادتوں پر شرف ہے اور وہی عملی عبادتوں کی علت نمائی ہے اور اس کی انتہا یہ ہے کہ انس ومحبت اس کے مطابق ہو جائے۔ اور انھیں کی وجہ سے فکر سرزد ہو اور مطلوب بھی یہی انس ومحبت ہوتی ہے۔ جو باعث ذکر ہو کیونکہ ابتدائے حال میں بھی تکلیف اپنے دل اور زبان وسوسوں سے رک کر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف کرتا ہے۔ اور اگر بتوفیق الٰہی اس پر مداومت کرتا ہے تو اس سے مانوس ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں مذکور کی محبت جمتی ہے اور اس سے تعجب نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ یہ امر کا تو عادت میں بھی مشاہدہ ہوتا ہے۔ کہ اگر کسی شخص کے سامنے ایک غائب کا ذکر کرو اور اس کی خصلتیں بار بار سناؤ تو وہ اس سے محبت کریگا بلکہ کبھی صفت اور کثرت ذکر ہی سے

عاشق ہو جاتا ہے۔ تو انجام کو کثرت ذکر پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ اس سے صبر نہیں کر سکتا کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو شخص کسی چیز سے محبت رکھتا ہے اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔

(احیاء العلوم، ص، 591، ج2)

حضرت شیخ المشائخ حسن بن علی دامغانی رحمۃ اللہ علیہ قول خداوندی "اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ" (پارہ 13، سورۃ الرعد، آیت 28) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، پہلے قلوب، بالترتیب معرفت جلال کبریاء سے نرم، معرفت رحمت رحیم سے خوش، معرفت حفاظت وکفائت خداوندی سے پر سکون اور معرفت لطف وکرم کریم سے مانوس ہوتے ہیں تب کہیں جا کر حجاب اٹھتے ہیں۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 110)

حضرت شیخ المشائخ شمعون محب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ذکر الٰہی پر مداومت ہی کا نام محبت ہے جیسا کہ قرآن میں ہے اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا یعنی بکثرت خدا عزوجل کا ذکر کرتے رہو۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص، 275)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ذکر خفی ذکر لسانی سے ستر درجہ افضل ہے یہ وہ ذکر ہے جو فرشتے اعمال لکھنے والے بھی نہیں سنتے چنانچہ اسی ذکر کی فضیلت اور اسی مضمون کی شان میں ابن ماجہ نے روایت بیان کی ہے۔ حضرت اُمہات المؤمنین عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کا ذکر ہر وقت کیا کرتے تھے۔

اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
ترجمہ: یہ ذکر متصور نہیں ہو سکتا مگر دل کے ساتھ کیونکہ ذکر لسانی ہر وقت ممکن نہیں کیونکہ انسان دو حال سے خالی نہیں یا سوتا ہوگا یا جاگتا، سونے کی حالت میں ذکر لسانی سے غافل رہتا ہے اور ایسے ہی جاگنے کی حالت میں، جب انسان گندی اور ناپاک جگہ میں ہو تو وہاں بھی ذکر لسانی مکروہ ہے۔ برخلاف ذکر قلبی کے کیونکہ دل کا تعلق جناب باری تعالیٰ کے ساتھ

سونے اور جاگنے کی حالت میں برابر ہے۔ اسی واسطے ہمارے حضرت مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حالت نامیہ باطن کا ظاہر کے ساتھ تعلق ہونے کی وجہ سے حالت بیداری پر فوقیت رکھتی ہے۔ اور حالت سکرات حالت منام پر اور حالت برزخ حالت سکرات پر اور حالت عرصات حالت برزخ پر اور اہل جنت کی حالت اہل عرصات کی حالت پر فوقیت رکھتی ہے۔ کیونکہ اہل جنت خدا تعالیٰ کو ظاہر اور بے پردہ دیکھیں گے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ (پارہ 11، سورۃ یونس، آیت 26) اور حدیث شریف کی زیادہ تفسیر رویت خدا تعالیٰ جل شانہ سے کی گئی ہے۔ یہ سب کچھ اسی کے واسطے ہے جس کے دل میں ذوق ہے۔ نہ اس کیلئے جو محض ظاہر کی طرف جھکا ہوا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (پارہ 19، سورۃ الشعراء، آیت 89) مگر وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے قلب سلیم دیا ہے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ اچھا ذکر خفی ہے۔ اور اچھا رزق وہ ہے جو کفایت کرے اور نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ افضل ذکر خفی ہے ستر درجہ جو اعمال لکھنے والے اور محافظ فرشتے نہیں سنتے، جب قیامت کا دن ہوگا، خدا تعالیٰ خلائق کو جمع کریگا، اس وقت فرشتے اعمال لکھنے والے نامہ اعمال لاویں گے، جو کچھ وہ یاد رکھیں گے اور انھوں نے لکھا ہوا ہوگا۔ پیش کریں گے۔ حق سبحانہ تعالیٰ فرمائیگا دیکھو ان کے واسطے کچھ باقی رہا ہے۔ یعنی ایسا کوئی عمل بھی تو نہیں رہ گیا۔ جو لکھا نہیں گیا۔ وہ عرض کریں گے خدایا جس چیز کو ہم نے جانا اور یاد کیا وہ تو ہم نے جمع کر دیا کوئی باقی نہیں چھوڑا پھر اللہ تعالیٰ بندے کو مخاطب کر کے فرمائیگا کہ تحقیق تیرے لئے میرے پاس ایک نیکی ہے جس کو تو نہیں جانتا اور میں تجھ کو اس کا بدلہ دونگا وہ ذکر خفی ہے۔

ذکر کیا اس کو مفسر جلیل شیخ المشائخ حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بدور السافرۃ میں بروایت ابی یعلی موصلی عن عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایسا ہی ذکر کیا حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا اس نے کہ یہی بڑی حجت ہے۔

(ہدایت الانسان الی سبیل العرفان، ص، 28)

حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتا ہے ”اللہ عزوجل کا کثرت سے ذکر کرو، تا کہ فلاح پاؤ“ اور حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ ”اللہ عزوجل کا ذکر، جہاد اور صدقات اور خیرات سب سے افضل ہے۔“ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر اللہ عزوجل سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے، ذکرِ الٰہی کے لئے ایک مغز اور تین پوست ہیں اور مغز تو مقصود بالذات ہے مگر پوست اس لئے مقصود اور محبوب ہیں کہ وہ مغز تک پہنچنے کے ذرائع اور اسباب ہیں۔

پہلا پوست صرف زبان سے ذکر کرنا ہے۔

دوسرا پوست قلب سے ذکر کرنا اور جبراً بہ تکلف اس کو خوگر ہونا ہے، یاد رکھو کہ قلب کو اپنی حالت پر چھوڑنا نہ چاہیئے کیونکہ اس تفکرات اور تخیلات میں پڑنے سے پریشانی ہوتی ہے، لہٰذا مناسب ہے کہ اس کی مرغوب شے یعنی ذکرِ الٰہی اس کے حوالے کر دی جائے تا کہ اس کو اطمینان حاصل ہو جائے۔

تیسرا پوست یہ ہے کہ ذکرِ الٰہی قلب میں جگہ کر لے اور ایسا گڑ جائے کہ اس کا چھڑانا دشوار ہو جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے درجے میں جس طرح قلب کو ذکر کی عادت ڈالنے کی دقت پیش آئی تھی، اس تیسرے درجہ میں قلب سے ذکر اللہ عزوجل کی عادت چھڑانا اس سے زیادہ دشوار ہو جائے۔

(تبلیغ دین، ص50)

حضرت سیدنا بدر الدین میرانی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت سیدنا ولی نعمت شیخ حسن بلغاری رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگ اصحاب میں سے تھے اور انھوں نے حضرت سیدنا قطب الارشاد عزیزاں علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت حاصل کی تھی انھوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ذکر کثیر جس کے لیے ہمیں حق تعالیٰ حکم فرمایا ہے کہ جیسا کہ حق سبحانہ نے فرمایا اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ترجمہ: اور اللہ عزوجل کو بہت یاد کیا کرو۔ (پارہ 22، سورۃ الاحزاب، آیت 41) یہ ذکر زبان سے ہے یا دل (قلب سے) ہے۔

حضرت سیدنا قطب الارشاد عزیزاں علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مبتدی کے لئے زبان سے ذکر ہے اور منتہی کے لئے دل (قلب) سے ذکر ہونا چاہیے۔ مبتدی ہمیشہ ذکر کو

تکلیف اُٹھا کر کرتا ہے اور اس کے لئے جان لگاتا ہے اور منتہی کو جب ذکر دل میں رچ بس جاتا ہے تو اس کے تمام اعضاو جوارے بدن کی رگیں اور جوڑ جوڑ ذکر کرنے لگتے ہیں اور اس وقت سالک کثرت سے ذکر کرنے والا حقیقتاً ہو جاتا ہے اس حال میں اس کا ایک دن کا کام یعنی ذکر دوسروں کے مقابلے میں ایک سال کے برابر ہوتا ہے۔ (سبحان اللہ یہ شان نقشبندیوں کی ہے)۔

(رسالہ محبوب العارفین ص39)

حضرت سیدنا ابو الدرداء ؓ فرماتے ہیں آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تمھیں یہ نہ بتاؤں کہ تمہارے کون سے اعمال اللہ عزوجل کے نزدیک بہترین اور پاکیزہ اور تمہارے درجات کو زیادہ بلند کرنے والے ہیں اور سونا اور چاندی خیرات کرنے سے بھی اعلیٰ وافضل ہیں نیز اس سے بھی افضل کہ تم دشمن سے جہاد میں ملو تم ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کونسا عمل ہے۔ فرمایا اللہ عزوجل کا ذکر۔

(رسالہ قشیریہ، ص، 430)

حدیث شریف میں آیا ہے ہر ایک چیز کی صفائی کا اوزار ہوتا ہے اور دلوں کی صفائی کا اوزار اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

اے عزیز بھائیوں! ذکر کرنے کے دو اقسام ہیں ایک قلبی ذکر دوسرا زبانی ذکر۔ جو بندہ قلبی ذکر کرتا ہے اس پر خداوند کریم عاشق ہوتے ہیں۔ محدث کبیر علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس مخفی ذکر کو حفظہ (انسان کے ساتھ رہنے والے فرشتے) نہیں سنتے وہ ستر مرتبہ فضیلت میں بڑھ کر ہے۔ (اس ذکر سے جس کو فرشتے سنتے ہیں) جب قیامت کا دن آئے گا اور اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو حساب اعمال کیلئے جمع فرمائے گا تو فرشتوں کو جو یاد ہوگا یا جو لکھا ہوگا سب لے آئیں گے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ دیکھو اس کے اعمال میں سے کوئی چیز رہ تو نہیں گئی فرشتے عرض کریں گے کہ جو کچھ ہم

جانتے تھے، جو ہم نے یاد کیا وہ پوری طرح لکھ کر لائے ہیں۔ اس میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑا پس اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تیری ایک نیکی میرے پاس موجود ہے جسے فرشتے نہیں جانتے۔ تجھے اس کا معاوضہ دوں گا اور وہ نیکی ذکر خفی ہے۔

یہ روایت البدور السافرۃ میں حضرت سیدنا مفسر قرآن امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی ہے اور جامع صغیر میں یہ الفاظ ہیں "جس ذکر کو حفظہ نہیں سنتے ستر مرتبہ فضیلت میں اس ذکر سے بڑھ کر ہے جسے فرشتے سنتے ہیں" یہ حدیث بیہقی نے روایت کی ہے۔

(ذکر الرحمٰن، ص، 18)

بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ بن عقبیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں بحوالہ حضرت نافع رضی اللہ عنہ آیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی مرفوعاً یہ تفسیر نقل کی ہے خلاصہ مطلب یہ کہ تم خدا عزوجل کی یاد میں کمی نہ کرو کیونکہ جب تم خدا عزوجل کو یاد کروگے تو اللہ عزوجل تمہارا ذکر کرے گا۔ اور اللہ عزوجل جب تمہارا ذکر کرے تو اس کا درجہ تمہارے ذکرِ خدا کرنے سے بہت بڑا ہے۔

(تفسیر مظہری، ج9، ص180)

اللہ عزوجل سے محبت کی علامت اس کے ذکر سے محبت اور اللہ عزوجل سے بغض کی علامت اس کے ذکر سے بغض ہے انسانی جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر وہ درست ہو تو سارا بدن درست اگر وہ خراب تو سارا بدن خراب ہوتا ہے۔ سن لو وہ "قلب" ہے۔

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو یہاں تک کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو یہاں تک منافق لوگ تمھیں ریاکار کہنے لگیں۔"

فائدہ صوفی: اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ذکر کرنے والوں کو ریاکار یا ٹھٹھہ مذاق کرے تو اہل ذکر کو اس سے ملول نہ ہونا چاہئیے بلکہ صبر کرتے ہوئے اپنی منزل کی طرف

گامزن رہنا چاہیئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی بھی دین دار حق پسند آدمی اہل ذکر پر اعتراض نہیں کرتا بلکہ اہل ذکر پر خواہ مخواہ کے اعتراض کر کے ان کو تنگ کرنا منافقوں کی علامت ہے۔

لہٰذا جو لوگ اس ذکر کی نعمت سے بے بہرہ اور اس کی حقیقت سے نا آشنا ہیں اگر وہ اعتراضات کرتے ہیں تو یہ ان کا مرض ہے البتہ ان سے دور رہنا ضروری ہے۔ غافل کی صحبت ذاکر کیلئے بہت ہی زیادہ نقصان دہ ہے۔

پر حذر ہو غافلوں سے اے پسر	دشمن ذکر ہیں یہ سب سر بسر

(الترغیب والترہیب، ص، 267 ابن کثیر، ص، 95، ج، 3)

حضرت سیدنا امام طریقت سہیل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدا عزوجل کی سب سے بڑی دین یہ ہے کہ جس قلب کو اپنے ذکر سے سرفراز فرمادے اور سب سے عظیم معصیت خدا کو فراموش کر دینا۔

(تذکرہ الاولیاء ص 189)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ دلوں پر پردے کیوں پڑے ہوئے ہیں؟ فرمایا کہ خدا عزوجل کے دشمنوں کو اپنا دوست سمجھنے پر اور آخرت کی نعمتوں کو فراموش کر دینے کی وجہ سے۔

(تذکرہ الاولیاء ص 80)

نام عورت کا کام مردوں کا حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ عنہا نے فرمایا جب تک قلب بیدار نہیں ہوتا اس وقت تک کسی عضو سے بھی خدا عزوجل کی راہ نہیں ملتی اور بیداری قلب کے بعد اعضاء کی حاجت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ قلب بیدار ہی ہے جو حق کے اندر اس طرح ضم ہو جائے کہ پھر اعضاء کی حاجت ہی باقی نہ رہے اور یہی فنا فی اللہ کی منزل ہے۔

(تذکرہ الاولیاء ص 54)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے چالیس سال قلب کی اس طرح نگرانی کی ہے کہ یاد الٰہی کے سوا اس میں کسی اور کو جگہ نہیں دی حتیٰ کے میرے قلب نے خدا کے سوا ہر شے کو فراموش کر دیا تھا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص 298)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذکر تین طرح سے کیا جاتا ہے۔ ایک صرف زبان سے دوسرے قلب و زبان سے اور تیسرا جس قلب میں تو ذاکر رہے لیکن زبان گنگی ہو جائے لیکن اس مقام کا علم خدا عزوجل کے سوا کسی کو نہیں۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص252)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے کہا فلاں شخص پانی پر چلتا ہے فرمایا کہ یہ آسان ہے مرغ اور مولا بھی پانی پر چلتا ہے پھر لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص ہوا میں اڑتا ہے، فرمایا چیل اور مکھی بھی ہوا میں اُڑتی ہے کہا گیا فلاں ایک لحظ میں ایک شہر سے دوسرے شہر چلا جاتا ہے اور ایسی باتوں کی زیادہ قدر نہیں ہے، مرد وہ ہے کہ لوگوں میں بیٹھے، لین دین عورت سے نکاح کرے، لوگوں میں ملا جلا رہے اور ایک لحظ بھی اپنے خدا عزوجل سے غافل نہ رہے (سبحان اللہ)

(نفحات الانس ص335)

حضرت سیدنا سراج السالکین پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ہے کہ ایک وقت بھی اللہ عزوجل کا لفظ زبان سے نکلا تو زبان کا ذکر ہوا دل سے ایک مرتبہ اللہ عزوجل کو یاد کیا تو تین کروڑ پچاس لاکھ مرتبہ زبان کے برابر ہو گا یہ دل کا ذکر ہے سارے جسم کی رگیں تین کروڑ پچاس لاکھ ہیں دل سے یہ ساری لگی ہوئی ہیں ایک دفعہ دل سے اللہ عزوجل کا نام لیا تو ساری رگیں بھی اللہ عزوجل کا نام لیتی ہیں۔

(تاریخ مشائخ نقشبند ص518)

حضرت سیدنا سراج السالکین خواجہ نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں آپ کی صحبت کی یہ تاثیر ہے کہ فقط آپکی مجلس اور محفل میں بیٹھنے سے (لطیفہ) قلب جاری ہو جاتا ہے اور دل یادِ الٰہی سے روشن ہو جاتا ہے حتیٰ کہ آپ کے کسی خلیفہ پر بھی کسی کی نظر پڑ جائے تو اسکا قلب بھی جاری ہو جاتا ہے چنانچہ آپ کے خلیفہ مخدوم عبد الواحد کو دریا کا پانی آنے کی وجہ سے جب ان کی قبر سے نکال کر دوسری (جگہ) محفوظ مقام پر دفن کیا جانے لگا تو اس کو دیکھ کر بعض حضرات کے قلوب اس طرح جاری ہوئے کہ مرتے دم تک جاری رہے۔ (سبحان اللہ)

(سندھ کے صوفیاءِ نقشبند، ج2، ص363)

حکایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب ذکر کے اعلیٰ مراتب پر ترقی کر گئے تو آپ علیہ السلام کے ہاں ابلیس حاضر ہوا اور عرض کی کہ "یَا عِیْسیٰ اُذْکُرِ اللّٰہ" اے عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا ذکر کیجئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے متعجب ہوئے کہ شیطان اور ذکر الٰہی کا مشورہ حالانکہ اس کی فطرت کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ الٹا ذکر سے روکے۔ اس کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ الٹا گمراہ کرنا چاہتا ہے اس لئے کہ اس کا ارادہ ہوا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو ذکر قلبی جیسے اونچے مرتبے سے اتار کر ذکر لسانی میں لگا دے اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کیلئے اعلیٰ مرتبے سے گرنے کا مصداق ہی تھا۔

(روح البیان پارہ، 3، ص230)

فائدہ صوفی: اس حکایت سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم نقشبندی حضرات ذکر حقیقی (ذکر خفی) کو چھوڑ کر جہر کو اختیار نہ کریں ورنہ یہ وعید ہمارے حق میں ہوگی۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر مومن کے دل پر ایک شیطان (بیٹھا) رہتا ہے جب وہ اللہ عزوجل کو یاد کرتا ہے ہٹ جاتا ہے، اور جب وہ اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے وسوسہ ڈالنے لگتا ہے۔

(البیان المشید، ص، 95)

حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ذکر دو ذکروں کے درمیان ہے اور اسلام دو تلواروں کے درمیان، اور گناہ دو فرضوں کے درمیان۔ ذکر دو ذکروں کے درمیان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اس وقت تک ذکر نہیں کرسکتا جب تک اللہ تعالیٰ اپنی توفیق کے ذریعہ اسے یاد نہ کرے۔ پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کی شکل میں اس کا ذکر ہوتا ہے۔ اور اسلام دو تلواروں کے درمیان ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی کافر کے ساتھ لڑائی ہے اور قبول کے بعد مرتد ہو جائے تو بھی انجام قتل ہی ہے۔ اور گناہ دو فرضوں کے درمیان ہونے کا یہ مطلب ہے کہ پہلے تو گناہ نہ کرنا فرض تھا کرلیا تو توبہ واستغفار فرض ہوگیا۔

(تنبیہ الغافلین، ص، 413)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ ہر شے کو چمکانے والی کوئی چیز ہوتی ہے اور اللہ عزوجل کا ذکر دل کو چمکاتا ہے۔

(تنبیہ الغافلین، ص، 414)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو مجلس ذکر کا اہتمام کرتے تھے۔

(سلوک اور تصوف کا عملی دستور، 43)

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ اور بعض حصہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا ”دل چار (۴) ہوتے ہیں۔

ایک وہ دل کہ جس میں چراغ روشن ہوتا ہے، یہ مومن کا دل ہے۔

ایک سیاہ اوندھا دل ہے، یہ کافر کا دل ہے۔

ایک غلاف میں لپٹا اور غلاف پر بندھا دل ہے، یہ منافق کا دل ہے۔

ایک چوڑا و عریض دل ہے، اس میں ایمان و نفاق ہے، اس میں ایمان کی مثال ایسے ہے جیسے سبزی ہو اور اسے عمدہ پانی کھینچتا ہو، اور نفاق کی مثال ایسے پھوڑے کی طرح ہے کہ جیسے پیپ اور کچلو کھینچتا ہو۔ اب ان میں سے جو بھی غالب آگیا، اسی کا حکم ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ احسن قول کے لحاظ سے کون ہے۔ تحقیق جو لوگ پرہیز گاری کرتے ہیں، جب لگتا ہے ان کو وسوسہ شیطان سے، یاد کر لیتے ہیں، پس ناگہاں وہ دیکھنے لگتے ہیں۔“ چنانچہ یہ بتایا کہ ذکر اللہ عزوجل سے ہی قلبی جلاء حاصل ہوتا ہے۔ اس سے دل کی نگاہ تیز ہوتی ہے اور تقویٰ ہی ذکر کی راہ ہے۔ اس کے ذریعے بندہ ذکر اللہ عزوجل کر سکتا ہے۔

چنانچہ آخرت کا دروازہ تقویٰ ہے۔ جیسے کہ خواہشات، دنیا کا دروازہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے ذکر کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ تقویٰ کی کنجی ہے، اس لئے کہ تقویٰ یعنی گناہوں سے پرہیز اور ورع کا ذریعہ بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اور جو اس میں ہے اسے یاد کرو تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔“

(قوت القلوب، ج 1، ص 441)

حضرت سیدنا ابوذر ؓ کی حدیث میں آتا ہے کہ ”مجلس ذکر میں حاضر ہونا ایک ہزار رکعت (نفل) سے افضل ہے اور مجلس علم میں حاضر ہونا ایک ہزار بیمار کی عیادت سے افضل ہے اور مجلس علم میں حاضر ہونا ایک ہزار جنازہ میں شرکت سے افضل ہے۔“ عرض کیا گیا ”اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا قرآن کی تلاوت سے بھی؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ”اور کیا تلاوتِ قرآن، علم کے بغیر بھی نفع دیتی ہے؟“ بعض سلف رحمۃ اللہ علیہم سے مروی ہے ”مجلس ذکر میں حاضری دینا، دس باطل مجالس کا کفارہ بن جاتی ہے۔“ حضرت شیخ المشائخ عطار ؒ فرماتے ہیں ”ایک مجلس ذکر، ستر مجالس لہو (لہب) کا کفارہ بن جاتی ہے۔“

(قوت القلوب، جلد اوّل، ص560)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا یعنی اللہ تعالیٰ کہاں ہے تو فرمایا کہ اپنے بندوں کے دلوں میں ہے۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی ؒ فرماتے ہیں کہ بعض علماء کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس بندے کے دل پر مطلع ہو کر میں دیکھ لیتا ہوں کہ میرے ذکر سے تمسک کرنا اس پر غالب ہے تو میں اس کے انتظام کا ذمہ دار ہوں اور اس کا ہم نشین اور ہم کلام اور انیس ہو جاتا ہوں۔

(احیاء العلوم، ج1، ص585)

حضرت شیخ الشیوخ حسن بصری ؒ نے فرمایا ہے کہ ذکر دو ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کو اپنی جی میں یاد کرنا کہ بجز اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو علم نہ ہو یہ نہایت عمدہ ہے۔ اور اس کا ثواب بہت بڑا ہے اور اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا اس وقت یاد کرنا ہے کہ وہ محروم کردے۔

(احیاء العلوم، ج1، ص585)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایمانداروں کی نیک مجالس بیس لاکھ بری مجالسوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔

(احیاء العلوم، ج1، ص585)

حکایت: حضرت سیدنا امام الحدیث ابوہریرہ ؓ ایک بازار میں گئے لوگوں سے فرمایا کہ تم

یہاں ہو اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث مسجد میں تقسیم ہو رہی ہے۔ لوگوں نے بازار کو ترک کر دیا اور مسجد کو روانہ ہوئے۔ وہاں کچھ مال نہ دیکھا حضرت سیدنا امام الحدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آکر کہا کہ ہم نے کوئی میراث بٹتے نہ دیکھی آپ (حضرت سیدنا امام الحدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) نے پوچھا کہ پھر کیا دیکھا انھوں نے کہا کہ کچھ لوگوں کو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور قرآن پڑھتے آپ (حضرت سیدنا امام الحدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث یہی تو ہے۔

(احیاء العلوم، ج 1، ص، 586)

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنیادی طور پر ہمیشہ متفکر اور مغموم سے رہتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک سینے میں اس طرح کا جوش ہوتا تھا جیسے آگ پر رکھی دیگچی میں جوش پیدا ہوتا ہے۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 168)

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے! ”جب تم اہل غم کو دیکھو تو اللہ عزوجل سے عافیت کی دعا کرو“۔ حضرت مقبول یزدانی شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! اہل غم سے مراد اہل غفلت ہیں۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 200)

حضرت شیخ المشائخ عمرو بن ہند رضی اللہ عنہ ایمان کے بارے میں امیر المؤمنین خلیفہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ آپ (امیر المؤمنین خلیفہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ایمان قلب میں ایک سفید نقطے کی مانند ہے جوں ہی ایمان میں اضافہ ہوتا ہے قلب بھی مزید سفید ہوتا جاتا ہے اور جب ایمان مکمل ہو جاتا ہے تو قلب بھی پوری طرح سفید ہو جاتا ہے اور منافقت دل میں سیاہ نقطے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور جوں جوں دل میں گھر کرتی جاتی ہے یہ سیاہی بھی بڑھتی چلی جاتی ہے جب منافقت مکمل طور سے دل پر چھا جاتی ہے تو سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ امیر المؤمنین خلیفہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے مبارک سینے کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں! ”اس میں ایک علم ہے کاش کہ کوئی اس

امانت کو اٹھانے والا مل جاتا“۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 219)

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر کوئی ایسے شخص سے ملنا چاہے جس کے دل کو اللہ عزوجل نے نور ایمان سے منور فرمادیا ہو تو وہ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 230)

حضرت شیخ المشائخ عبداللہ ابن الجلاء رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ (حضرت شیخ المشائخ عبداللہ ابن الجلاء رحمۃ اللہ علیہ) کے والد گرامی کا نام 'جلاء' کیوں رکھا گیا؟ تو فرمایا! وہ لوہے کو صیقل کرنے والے جلاء (لوہے کو صیقل کرنے والا) نہیں تھے بلکہ ایسے جلاء تھے جو دلوں سے گناہوں کا زنگ اتار کر انہیں صیقل کر دیتے تھے۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 292)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! کہ جب کسی بندے کے دل میں نور داخل ہو جاتا ہے تو اس کا دل فراخ وکشادہ ہو جاتا ہے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی کیا علامت ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! کہ اس دھوکے کے گھر سے علیحدگی اختیار کرنا اور ہمیشگی کے گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت کے واقع ہونے سے پہلے ہی اس کے لیے آمادہ رہنا۔

(تعرف، ص، 40)

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ (کا قاعدہ تھا کہ) جب وہ کسی کو نماز میں گردن جھکائے دیکھتے تو اس کو درہ سے مارتے اور فرماتے کہ تیرا بھلا ہو خشوع دل میں ہے (نہ کہ گردن میں تو دل جھکا گردن کیوں جھکاتا ہے)

(احوال الصادقین، ص، 38)

حضرت سیدنا ابو جعفر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تین عمل تمام اعمال سے بھاری اور مشکل ہیں۔ اول اپنی ذات سے انصاف کرنا دوسرا اپنے بھائی کے ساتھ مالی تعاون کرنا تیسرے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔

(تنبیہ الغافلین، ص، 411)

حضرت سیدنا یوشع علیہ السلام کے دور میں بنی اسرائیل کا ایک فرد بلعم باعور بہت زیادہ عابد وزاہد تھا مگر تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال کتے سے دی ہے فرمایا کہ عابدین علماء کی صحبت پر بھی فخر نہ کرو کیونکہ ثعلبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہ کر بھی کورا رہا فرمایا کہ قلب کی بھی پانچ قسمیں ہیں:

اول: قلب مردہ جو کفار کا ہے،

دوم: مریض قلب جو گنہگاروں کا ہے،

سوم: غافل قلب جو پیٹ کے گدھوں کا ہے،

چہارم: قلب واژگوں جس کو قرآن نے "قلوبنا غلف" سے تعبیر کیا ہے یہ یہودیوں کا ہے، اور

پنجم: صحیح قلب اہل دل حضرات کا ہوتا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص، 184)

حضرت سیدنا حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمہیں معلوم ہے کہ قلب کو اعضاء سے خاص تعلق ہے اور اعضائے بدن کے تمام افعال کا اثر دل کے اندر پہنچتا ہے۔ لہٰذا جب تک اعضاء کی حرکات و سکنات حدِ اعتدال پر نہ ہوں گی، اس وقت تک قلب کو صلاحیت اور نور کبھی حاصل نہ ہوگا، کیونکہ انسان کا قلب آئینہ کی طرح ہے اور آئینہ، آفتاب کی روشنی سے اس وقت روشن ہو سکتا ہے جب کہ اس میں تین باتیں موجود ہوں۔

اوّل: یہ کہ اس کو صقیل (یعنی صاف) کیا جائے۔

دوئم: یہ کہ اس کا جِرم (یعنی جسم) صاف اور شفاف ہو۔

سوئم: یہ کہ اس میں کجی (یعنی ٹیڑھا پن) بالکل نہ ہو۔

اسی طرح جب قلب کے اندر تینوں اوصاف موجود ہوں گے کہ خواہشاتِ نفسانی کے ترک کر دینے سے اس کی صقیل ہو جائے گی اور ذکرِ الٰہی سے اس میں صفائی پیدا ہوگی اور افعال اعضاء کو اعتدال پر رکھنے سے اس میں کجی نہ آنے پائے گی تو اس وقت بیشک اس میں تجلیاتِ باری تعالیٰ کا انعکاس ہوگا۔

(تبلیغ دین، ص 89)

حضرت شیخ المشائخ ابوطالب محمد بن عطیہ حارثی المکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت کی

علامت یہ ہے کہ محبوب کو کثرت کے ساتھ یاد کرے۔ یہی اس بات کی دلیل ہے کہ مولائے کریم کو بندے سے محبت ہے اور مخلوق پر افضل ترین نعمت و احسان یہی ہے کہ (اسے توفیق ذکر حاصل ہو جائے) حدیث مبارک میں آتا ہے کہ ''ہر دن میں اللہ عزوجل کا صدقہ ہوتا ہے جو وہ مخلوق پر فرماتا ہے اور مخلوق پر کیے گئے صدقہ میں افضل ترین یہ (صدقہ) ہے کہ اسے ذکر اللہ عزوجل کا القاء فرمائے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ ذاکرین ہی سبقت کرنے والے اور مفردین ہیں اور انہیں مقام نبوت تک بلند کیا گیا (یعنی گناہ معاف کر دیے گئے اور انہیں رفعتِ ذکر بخشی گئی جبکہ ذکر ہی اس فرمان میں موجبِ محبت ہے۔ چلتے جاؤ مفردین سبقت کر گئے۔ پوچھا گیا مفردین کون ہے فرمایا ذکر اللہ عزوجل کے شیدائی۔ ان سے ان کے بوجھ ہلکے کر دیے گئے۔ قیامت کے روز وہ ہلکے پھلکے ہو کر آئے گے

(قوت القلوب، ج 2، ص، 185)

غافل ز احتیاط ذکر یک نفس مباش	شاید ہمیں نفس واپسیں بود

ترجمہ: ایک سانس کیلئے بھی اس کی یاد سے غافل نہ ہو شاید یہی سانس تیرا آخری سانس ہو۔

بزرگان طریقت کے ارشاد کے مطابق دل کی زندگی اللہ عزوجل کے ذکر سے ہے اگر دل ذاکر ہے تو زندہ ہے ورنہ مردہ حضرت شیخ الشیوخ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سلطان طریقت بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ

دل چوں ماہی و ذکر چوں آب است	زندگی دل بہ ذکر وہاب است

ترجمہ: دل کی مثال ایسی ہے جیسے مچھلی اور ذکر اس کیلئے پانی کی مانند ہے جس طرح مچھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح دل کی زندگی بھی ذکر کے بغیر محال ہے۔

ذکر خفی سے مراد وہ ذکر ہے جو مخفی اور پوشیدہ ہو اس ذکر میں زبان بالکل خاموش اور ساکت رہتی ہے اور صرف دل کی گہرائیوں سے اللہ عزوجل کو یاد کیا جاتا ہے۔ اس لئے اسے ذکر قلبی بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن ذکر اس وقت تک فائدہ مند ثابت نہیں ہوتا جب تک دل کو غیر اللہ کے علائق سے پاک نہ کیا جائے۔ اور دل مکمل طور پر کدورتوں سے پاک نہ ہو جائے۔ ہر قسم کے تصفیہ

کے بعد دل کو جب مالک حقیقی کی طرف راغب کیا جائے تو دل کو روحانی زندگی میسر آجاتی ہے۔ ایک حدیث پاک میں حضرت سیدنا امام سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ کا ارشاد ہے یعنی بہترین ذکر، ذکرِ خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہو (یعنی نہ گھٹے اور نہ بڑھے)

(جمال ذکر الٰہی، ص، 10، 50، 57)

حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے اللہ عزوجل تو مجھے اپنے یاد کرنے والوں میں رکھنا۔ اور جب کہ تو مجھے دیکھے کہ میں ذاکرین کی مجلس سے اٹھ کر غافلین کی مجلس میں جاتا ہوں تو تو میرا پاؤں توڑ دینا یہ تیرا مجھ پر انعام واحسان ہوگا۔

(احوال الصادقین، ص، 202)

حضرت سیدنا کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ خدا عزوجل کا ذکر شیطان کے حق میں ایسا ہے جیسا کہ آدمی کے حق میں گوشت کھانے والا زخم مذکور آدمی کو نقصان پہنچاتا ہے یوں ہی ذکر اللہ عزوجل شیطان کو نقصان پہنچاتا ہے۔

(احوال الصادقین، ص، 312)

حضرت شیخ الشیوخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بہت ذاکر اور دوسروں کو ذکر کی نصیحت کرنے والے تھے ان کی مجالس، مجالسِ ذکر ہی ہوا کرتیں وہ اپنے مکان میں اپنے بھائی بندوں اور اپنے پیروکاروں کے ہمراہ نشست کرتے۔ ان کے ہمراہ حضرت سیدنا ردیف کمالات مالک بن دینار، حضرت سیدنا ثابت بنانی، حضرت سیدنا ایوب سختیانی، حضرت سیدنا محمد بن واسع فرقد سنجی رحمہم اللہ مجلس کیا کرتے۔ پھر اس مجلس میں یقین وقدرت کا ذکر کرتے خواطر قلبی، مفسداتِ اعمال اور نفسانی وساوس کا تذکرہ ہوتا۔

(قوت القلوب، ج1، ص561)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ”جس کا قلب زاہد ہے اس کی دو رکعتیں، بتکلف عبادت کرنے والوں اور ریاضت کرنے والوں کی دائمی اور ابدی عبادت سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ بہتر اور محبوب ہے۔“

(قوت القلوب، ج1، ص954)

حضرت سیدنا شیخ الشیوخ عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ دفتر دوم مکتوب نمبر 9 میں تحری فرماتے ہیں ''لاصلوٰۃ الا بحضور القلب '' آپ نے حدیث شریف اور اس جماعت کے بارے میں لکھا تھا جو دائمی حضور قلب (حاصل ہونے) اور خطرہ کی نفی ہو جانے کے ساتھ مشرف ہے میرے مخدوم اگر حدیث شریف میں قلب سے مراد لطیفہ معین ہے جیسا کہ یہی ظاہر ہے جو جماعت حضور کے ملکہ (صفت راسخہ) سے مشرف ہے ظاہر ہے کہ وہ لوگ اس نماز سے حصہ رکھتے ہیں اور اگر قلب سے لطیفہ معین مراد نہ ہو اور کلی طور پر حضور مراد ہو کہ کسی راستہ سے بھی غفلت وخطرہ (وارد) نہ ہو تب بھی یہ جماعت اس نماز سے بہت زیادہ حصہ رکھتی ہیں کیونکہ اس معاملہ میں عمدہ چیز قلب ہے۔ اور (وہ) اس کا منظور نظر ہے۔ جب وہ (قلب) حضور کے ساتھ موصوف ہے اگر اس کا غیر غفلت وخطرہ میں ہو تو اس قدر مضرت نہیں رکھتا کیونکہ غفلت وہ (غیر قلب) رکھتا ہے۔ گویا قلب کی غفلت اور خطرہ ذاتی اور باطنی مرض ہے۔ اور حضور قلب کے ہوتے ہوئے خیال کی غفلت وخطرہ عارضی وخارجی مرض ہے کیونکہ قلب سے خطرہ دور ہونے کے بعد خطرہ کے وارد ہونے کی جگہ دماغ اور خیال ہے ان دونوں امراض میں بہت فرق ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے لئے نور کو پورا فرما دے اور ہمیں بخش دے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ حال دل پر نزول کرتا ہے مگر ہمیشہ اس میں نہیں رہتا اور یوں بھی کہا گیا کہ حال ذکر خفی کو کہتے ہیں۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 79)

حضرت شیخ المشائخ شیخ ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید نہایت ہی گرم اور صاحب وجد تھا ایک دن شیخ ابوتراب اس کو سلطان العارفین حضرت ابویزید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے۔ جب سلطان العارفین حضرت ابویزید رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اس مرید پر پڑی تو مرید زمین پر گر پڑا اور تڑپ کر واصل بحق ہوگیا۔ سلطان العارفین حضہ شیخ تراب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت ایک ہی نگاہ اور موت آپ نے فرمایا۔ ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ اس نوجوان کے بدن میں ایک نور

تھا جس کے افشاء ہونے کا ابھی تک وقت نہیں آرہا تھا سلطان العارفین حضرت ابویزید رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ سے وہ فوراً افشاء ہوگیا۔ اسے اس جلال کی قوت برداشت نہ تھی اس نے دم توڑ دیا۔

(رسالہ قدسیہ، ص، 25)

حضرت شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت شیخ المشائخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ اللہ ﷻ کی ایک الہامی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ جب میرے بندے پر میرا ذکر غالب ہوتا ہے تو وہ مجھ پر عاشق ہوجاتا ہے اور میں اس پر عاشق ہوجاتا ہوں

(رسالۂ قشیریہ، ص، 435)

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ کوئی کلام کثرت سے نہ کرو کیونکہ اس سے تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔ اور سخت دل اللہ تعالیٰ سے بعید ہوتا ہے لیکن تمہیں اس کا علم نہیں۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب تو اپنے دل میں سختی محسوس کرے اور بدن میں کمزوری محسوس کرے اور رزق میں محرومی دیکھے تو یقین کرلے کہ تو نے کوئی بے فائدہ کلام کیا ہے۔

(تنبیہ الغافلین، ص، 231)

حضرت قطب العارفین سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زندہ وہ ہے جو مخلوق سے وابستہ رہ کر یاد الٰہی کرتے ہیں۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص، 195)

حضرت سیدنا قطب العارفین سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مخلوق میں رہتے ہوئے خالق سے غافل نہ ہوتا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص، 200)

حضرت شیخ المشائخ ابوسعید خزار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذکر تین طرح سے کیا جاتا ہے ایک صرف زبان سے دوسرے قلب و زبان دونوں سے اور تیسرا جس قلب میں تو ذاکر رہے لیکن زبان گنگی ہوجائے لیکن اس مقام کا علم خدا ﷻ کے سوا کسی کو نہیں۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص، 252)

حضرت شیخ المشائخ خراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب اللہ عزوجل اپنے کسی بندے کو دوست بنانا چاہتا ہے تو اس کیلئے اپنے ذکر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ جب وہ اللہ عزوجل کے ذکر سے لذت پانے لگتا ہے تو پھر اس کیلئے اپنی قربت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

(رسالۂ قشیریہ، ص، 485)

حضرت امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دل کا ذکر مریدین کیلئے تلوار ہے۔ اس سے وہ اپنے دشمنوں سے لڑتے اور ان آفتوں کو دور کرتے ہیں جو ان پر آتی ہیں اور جب بندے کا امتحان آپڑتا ہے تو اگر وہ اپنے دل سے اللہ عزوجل کے ساتھ پناہ لیتے ہیں تو ہر بات جسے وہ ناپسند کرتے ہیں فوراً دور ہو جاتی ہے۔

(رسالۂ قشیریہ، ص، 431)

حضرت شیخ المشائخ ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کو استاد حضرت مقبول یزدانی ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کرتے ہوئے سنا۔ کیا ذکر میں زیادہ کمال پایا جاتا ہے یا فکر میں؟ استاد حضرت قطب العارفین ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں؟ شیخ ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ میرے نزدیک تو ذکر، فکر سے زیادہ کامل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کیلئے ذکر کی صفت بیان کی جاتی ہے مگر فکر کی نہیں۔ لہٰذا جو صفت اللہ تعالیٰ کیلئے ہو وہ اس صفت کے مقابلہ میں جو صرف مخلوق کیلئے مخصوص ہو زیادہ کامل ہو گی اس جواب کو استاد ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے پسند کیا۔

(رسالۂ قشیریہ، ص، 433)

حضرت امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب ذکر دل میں جاگزین ہو جاتا ہے اگر اس وقت شیطان اس کے قریب آئے تو بعینہٖ اسی طرح پچھاڑا جاتا ہے۔ جیسے شیطان انسان کے قریب آ کر انسان کو پچھاڑ لیتا ہے پھر دوسرے شیاطین اکٹھے ہو کر پوچھتے ہیں اسے کیا ہوا ہے؟ جواب ملتا ہے اس شیطان کو انسان نے گرا دیا ہے۔

(رسالۂ قشیریہ، ص، 435)

حضرت شیخ الشیوخ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ ذکر ولایت کا پروانہ ہے لہٰذا جسے ذکر کرنے کی توفیق مل جائے اسے پروانہ مل گیا اور جس سے ذکر چھن گیا وہ معزول ہو گیا۔

(رسالۂ قشیریہ، ص، 430)

حضرت سیدی سردار عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مومن کے دل میں قوت ہوتی ہے اور منافق کے ہاتھ میں کیونکہ مومن اصلاح باطن کے لیے مجاہدات کرتا ہے جس سے اس کے دل میں قوت اور جسم میں ضعف بڑھتا ہے۔ اور منافق اصلاح باطن کو چھوڑ کر تقویت جسم کی فکر میں رہتا ہے اس لیے اس کے دل میں ضعف اور جسم میں قوت ہوتی ہے۔

(احوال الصادقین، ص، 184)

جو شخص حضرت سلطان طریقت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی مریدی کا قصد کرتا آپ اس سے شرط کر لیتے کہ بھائی ہماری مجلس میں ذکر اللہ عزوجل سے غافل نہ ہونا۔

(احوال الصادقین، ص، 200)

حضرت قطب الاقطاب داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو آدمی دنیا سے جاتا ہے وہ پیاسا ہوتا ہے، بجز ذاکرین کہ کے وہ پیاسے نہیں ہوتے کیونکہ وہ ذکر اللہ عزوجل سے سیراب ہوتے ہیں

(احوال الصادقین، ص، 201)

حضرت مقبول یزدانی یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ صاحبو دلوں کو تھوڑی دیر میں نئے سرے سے خدا عزوجل کی یاد دلاتے رہو کیونکہ وہ بہت جلد غافل ہو جاتے ہیں

(احوالا الصادقین، ص، 202)

حضرت شیخ الاسلام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ صوفیہ کرام ذکر اللہ عزوجل اس لیے کرتے ہیں کہ دنیا ان سے دور رہے کیونکہ اس کی خاصیت ہے کہ جب تک لوگ خدا عزوجل کی یاد میں مصروف ہوں اس وقت تک ان سے دور رہے گی۔ اور جب وہ اس کو چھوڑ کر منتشر ہو جائیں فوراً ان کی گردنیں آ پکڑے گی۔ آ دا س کو خوب سمجھ لینا چاہیے۔

(احوال الصادقین، ص، 239)

حضرت شیخ المشائخ ابن سالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ذکر الٰہی تین طرح کا ہے:

(۱) زبانی ذکر، جس میں ایک نیکی کے عوض دس نیکیاں ملتی ہیں۔

(۲) قلبی ذکر، جس میں ایک نیکی کے بدلے سات سو نیکیاں ملتی ہیں۔

(۳) وہ ذکر کہ جس کے بدلے ملنے والے ثواب کا کوئی حد و حساب نہیں اس طرح کے ذکر میں دل محبت سے معمور ہو جاتا ہے۔

(۱) زبانی ذکر یعنی تہلیل، تسبیح اور تلاوت قرآن مجید کی صورت میں

(۲) قلبی و روحانی ذکر یعنی ایسا ذکر کہ جس میں دل اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید، اس کے اسماء وصفات، قدرت اور احسانات پر متوجہ ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے امیدواران رحمت کو اپنا وعدہ، خوف رکھنے والے کو وعید، متوکلین کو اپنی کفالت، مراقبہ کرنے والوں کو غیب کی اطلاعات اور محبین کو اپنا وصل یاد دلایا۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 355)

حضرت مقبول یزدانی ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اسطرح سے ذکر الٰہی کرے کہ خود اپنے ذکر کو بھی بھول جائے یعنی ماسوا اللہ عزوجل فراموش کر دے۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 357)

غیرت الٰہیہ اور غیرت بشریہ

حضرت مقبول یزدانی ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: غیرت دو طرح کی ہوتی ہے

(۱) غیرت بشریہ اور (۲) غیرت الٰہیہ۔

غیرت بشریہ وہ غیرت ہے جو اشخاص پر کی جاتی ہے۔ اور غیرت الٰہیہ یہ ہے کہ بندہ دل کو ماسوا سے بالکل خالی کر دے۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 370)

حضرت شیخ المشائخ یحیٰی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بات جب دل سے نکلتی ہے تو دل میں اُتر جاتی ہے اور جب فقط زبان سے ادا ہوتی ہے تو کانوں سے آگے نہیں بڑھتی۔

حضرت مقبول یزدانی شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''تیرا قلب ایک لمحے کیلئے بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہے۔یہی ورع ہے۔

(کتاب اللمع فی التصوف،ص،82)

حضرت شیخ الشیوخ یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جسم کی بیماری تکالیف سے ہوتی ہے اوردلوں کی بیماری گناہوں سے ہے تو جس طرح پر جسم کو بیماری کی موجودگی میں کھانے کی لذت حاصل نہیں ہوتی اسی طرح پر گناہوں کی موجودگی میں دل کو عبادت کی لذت نصیب نہیں ہوتی۔

(عشق مجازی کی تباکاریاں،ص،60)

حضرت شیخ المشائخ ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک عورت دیہات میں رہا کرتی تھی میں نے اس سے سنا وہ کہتی تھی اگر مومنوں کے دل اپنے فکر کے ساتھ آخرت کے مخفی انعامات کا مطالعہ کرلیں تو ان پر دنیا کا عیش بدمزہ ہوجائے اوردنیا میں ان کی آنکھ کبھی ٹھنڈی نہ ہو۔

(عشق مجازی کی تباکاریاں،ص،59)

حضرت شیخ المشائخ سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس نے قریب سے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا اس کے دل سے اللہ عزوجل کے سوا ہر شے دور ہوگئی اور جس نے اس کی خوشنودی چاہی اللہ تعالیٰ اس کو راضی فرمائیں گے اور جو شخص اپنے دل کی غیر اللہ سے حفاظت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے اعضاء کی نگرانی کریں گے (اور ان کو گناہ کرنے سے بچائیں گے)

(عشق مجازی کی تباکاریاں،ص،63)

حضرت شیخ المشائخ سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب قلب مؤمن کو اللہ تعالیٰ دولت سکون سے نواز دیتا ہے اور وہ اس کے ساتھ قرار پکڑ لیتا ہے تو قلب مؤمن قوی ہوجاتا ہے اور جملہ اشیاء اس سے مانوس ہوجاتی ہیں۔

(کتاب اللمع فی التصوف،ص،110)

حضرت شیخ المشائخ معاویہ بن فرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دل کا رونا (یعنی معصیت سے ندامت پشیمانی آنکھ کے رونے سے بہتر ہے۔

(احوال الصادقین،ص،53)

حضرت شیخ المشائخ سہل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے نزدیک کوئی معصیت حق کو بھول جانے سے بدتر نہیں۔

(رسالہ قشیریہ، ص، 435)

حضرت شیخ المشائخ ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ بندگیوں سے کوئی بندگی زیادہ نفع دینے والی سوا اس کے نہیں کہ دلوں کی اصلاح کی جائے۔

(نفحات الانس، ص، 58)

حضرت شیخ المشائخ ابوالعباس دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ادنیٰ ذکر یہ ہے کہ خدا عزوجل کے ماسوئی کو بھول جائے۔ اور نہایت ذکر کی یہ ہے۔ کہ ذاکر ذکر میں اپنے ذکر سے غائب ہو جائے۔ اور اپنے مذکور یعنی خدا میں ایسا غرق ہو جائے کہ مقام رجوع تک رجوع نہ کرے اور یہ فنا در فنا کا حال ہے۔

(نفحات الانس، ص، 163)

حضرت شیخ المشائخ ابوقاسم حکیم سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ہے کہ ایک بزرگ ان کی زیارت کو آئے اور ان کو اس میں مشغول دیکھا۔ تو حوض پر مصلی بچھا کر نماز پڑھنے لگے۔ جب فارغ ہوئے تو شیخ الاسلام (ابواسماعیل عبداللہ انصاری الہروی رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک مرد سے کہا کہ اے برادر یہ کام تو بچہ بھی کرتے ہیں۔ مرد وہ ہے کہ اتنے شغل میں دل کو خدا عزوجل سے لگائے رکھے۔

(نفحات الانس، ص، 141، 142)

حضرت شیخ المشائخ عمر بن نجید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”بندگی کو بطریق سنت کے لازم کر لینا اور ہمیشہ دل کی نگہداشت کرنا۔“

(نفحات الانس، ص، 253)

حضرت شیخ الشیوخ عمر بن شیخ محمد شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بعض مشائخ نے مریدوں کیلئے ایک ذکر اس لئے پسند فرمایا ہے کہ اس کا مرکزی خیال اور یکسوئی قائم ہو جائے تاہم جو کوئی خلوت نشین ہو کر تلاوت اور نماز کی پابندی کرے یہ عمل

اس کیلئے محض ایک ذکر کی پابندی سے بہتر ہے۔ اگر کسی وقت وہ تھک جائے تو ذکر کو اختیار کرے اور تلاوت کی بجائے ذکر شروع کرے کیونکہ ذکر کا ورد نفس کیلئے نسبتاً آسان اور ہلکا ہے مگر یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہر چیز کیلئے قلب اہم ہے۔ لہٰذا تلاوت، نماز اور ذکر کا ہر وہ عمل جس میں دل وزبان ہم آہنگ نہ ہوں قابل اعتبار نہیں بلکہ ناقص عمل ہے۔

(نوٹ: زبانی ذکر کے ساتھ قلبی ذکر کا ہونا ضروری ہے۔)

(عوارف المعارف، ص، 535)

حضرت شیخ المشائخ ابو موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ سے سوال کیا کہ خدا عزوجل کی جستجو میں سب سے زیادہ دشوار مقام آپ کو کیا نظر آیا۔ فرمایا خدا عزوجل کی اعانت کے بغیر قلب کو اس کی طرف متوجہ کرنا بہت دشوار ہے اور جب اس کی مدد شامل حال ہوتی ہے تو پھر سعی کے بغیر بھی قلب اس طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور مجھے اس وقت ایک خاص کشش سی محسوس ہونے لگتی ہے پھر رفتہ رفتہ اللہ تعالیٰ نے وہ مراتب عطا کئے جو آپ پر بھی ظاہر ہیں اور ظاہر میں بھی اس کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص، 109)

حضرت شیخ المشائخ سلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خواہشات دنیا پر وہی شخص غضب ناک ہوتا ہے جس کا قلب منور ہو کیونکہ وہی نور دنیا سے جدا کر کے آخرت کی جانب متوجہ کر دیتا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص، 172)

حضرت شیخ المشائخ منصور عمار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عارفین کا قلب ذکر الٰہی کا مرکز ہے اور دنیا والوں کا حرص وطمع کا مخزن۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص، 229)

حضرت شیخ المشائخ ثابت بن اسد البنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذکر کرنے والے ذکر کیلئے بیٹھتے ہیں جبکہ ان پر پہاڑوں کے مثل گناہ ہوتے ہیں اور جب فارغ ہو کر اٹھتے ہیں تو ان پر ایک گناہ بھی نہیں ہوتا ہے۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 109)

حضرت شیخ المشائخ ابووائل شقیق بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہتا ہے تو وہ نماز (عبادت) میں ہے اگرچہ بازار میں ہو۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 118)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ عون بن عبد اللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے ذکر کی محفلیں دلوں کو چمکانے اور انہیں شفا بخشنے والی ہوتی ہیں۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 120)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وہی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہے اور جس نے اس کی نافرمانی کی وہ ذکر کرنے والا نہیں۔ اگرچہ تسبیح اور تلاوت قرآن کثرت سے کرے۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 121)

حضرت شیخ المشائخ ابومحمد سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دن رات کی ساعتوں میں اللہ تعالیٰ دلوں پر توجہ فرماتا ہے۔ جس دل میں اپنے ماسواء کی طرف احتیاج دیکھتا ہے اس پر ابلیس کو مسلط کر دیتا ہے۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 184)

حضرت شیخ المشائخ ابوالحسین بن حبان الجمال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا زبان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے درجات اور دل سے ذکر کرنے سے منازل قرب حاصل ہوتے ہیں۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 244)

حضرت امام طریقہ خواجہ خواجگان بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ ذکر کا مقصود وقوف قلبی ہوتا ہے۔ جمیع مخلوقات کو فانی ہونے میں غور و فکر کرنے کے واسطے سے اور وجود قدیم حق سبحانہ تعالیٰ کو ہمیشہ باقی رہنے کے سبب مشاہدہ کرنے سے حقیقت توحید کی صورت ذاکر کے دل میں قائم ہوتی ہے اور اس کی چشم بصیرت کھلتی ہے یہاں تک کہ اس کو شرع۔ عقل اور توحید میں کوئی تناقض (باہم ضد یا مخالف ہونا) پیدا نہیں

ہوتا ہے۔ اس مقام میں حقیقت ذکر دل کی لازمی صفت بن جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ ذکر کی حقیقت دل کے جوہر کے ساتھ جان ہو جاتی ہے اور غیر حق کا کوئی اندیشہ نہیں رہتا ہے۔ ذاکر ذکر میں اور ذکر مذکور میں فانی ہو جاتا ہے۔ جب بارگاہ دل غیروں کے ہجوم سے خالی ہو جاتا ہے یعنی دل میں کسی غیر کا خیال بھی نہیں رہتا تو حدیث مبارکہ میں (اللہ عزوجل) اپنی زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا ہوں لیکن مومن بندہ کے قلب میں سما سکتا ہوں۔

چوں تو فانی شوی زذکر بہ ذکر	ذکر خفیہ کہ گفتہ اند آن است

ترجمہ: جب تو ذکر قلبی کے ذریعہ ذکر میں فانی یعنی مستغرق و گم ہو جائے تو اس کو ذکر خفیہ (پوشیدہ) کہتے ہیں۔

(رسالہ قدسیہ، ص، 43، 44)

حضرت غوث المحققین خواجہ خواجگان عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زندگی سے فائدہ اس شخص کو ہے۔ کہ جس کا دل دنیا سے سرد ہو گیا ہو۔ اور خدا عزوجل کے ذکر سے گرم ہو اس کے دل کی حرارت اس کو نہیں چھوڑتی کہ دنیا کی محبت اس کے دل کے گرد پھر سکے۔ اس کا حال یہاں تک ہو جاتا ہے۔ کہ اس کا اندیشہ و فکر خدا عزوجل کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

(نفحات الانس، ص، 440)

حکایت ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ جب طوس واپس آئے تو انھیں بتایا گیا کہ کسی گاؤں میں ایک بزرگ رہتے ہیں۔ انہوں نے ان کی زیارت کا قصد کیا اور ایک جنگل میں ان سے ملاقات کی جہاں وہ زمین میں گیہوں کی تخم پاشی کر رہے تھے۔ جب اس بزرگ نے حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو وہ ان کے پاس آئے اور ان کی طرف متوجہ ہوئے اتنے میں ان کے ایک ساتھی نے آکر ان سے گیہوں کے بیج مانگے تا کہ وہ حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے دوران اپنے شیخ کا کام سرانجام دے مگر انہوں نے بیج دینے سے انکار کیا جب حضرت حجۃ

الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کا سبب دریافت کیا تو فرمانے لگے۔ میں حضور قلب اور زبان سے خدا عزوجل کا ذکر کرتے ہوئے تخم پاشی کرتا ہوں اس طرح مجھے توقع ہوتی ہے۔ کہ جو اسے تناول کرے گا۔ اسے برکت حاصل ہوگی۔ لہٰذا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ انھیں ایسے شخص کے سپرد کروں جو حضور قلب اور زبان سے ذکر کا ورد کیے بغیر تخم پاشی کرے۔

(عوارف المعارف، ص، 352)

حضرت زبدۃ الواصلین خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مبتدی (سفر کرنے والے) کو سفر میں سوائے پریشانی کے اور کچھ حاصل نہیں۔ جب کوئی طالب کسی عزیز کی صحبت میں پہنچے تو اسے چاہیے کہ اقامت کر کے اس کی خدمت میں رہے اور وصف تمکین حاصل کرے اور ملکہ نسبت خواجگان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم کا تحصیل کریاس کے بعد جہاں جاؤ کچھ مانع نہیں۔

(رحمت رحیمیہ، ص، 31)

حضرت ابو العباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفاعی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بزرگو! ذکر اللہ عزوجل کی پابندی کرو، کیونکہ ذکر وصال حق کا مقناطیس ہے، قرب کا ذریعہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے مانوس ہو جاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے مانوس ہوا وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ گیا، (مگر یاد رکھو! کہ) ذکر اللہ صحبت (مشائخ) کی برکت سے دل میں جمتا ہے آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو ایسے لوگوں سے تعلق پیدا کرو جن کے دل میں خدا کی یاد جم چکی ہے تم کو بھی یہ دولت نصیب ہوگی، ورنہ غافلوں کی صحبت میں رہ کر یا تنہا خلوت میں رہ کر یہ دولت حاصل نہ ہوگی، ہم سے تعلق پیدا کرو، ہماری صحبت آزمایا ہوا تریاق ہے، ہم سے دور رہنا زہر قاتل ہے۔

(البیان المشید، ص، 86)

صوفیہ کرام کو کشف سے معلوم ہوا ہے کہ انسان کے اندر چھ لطیفے زبردست ہیں، نفس، قلب، روح، سر، خفی، اخفی ان میں سے بعض لطائف کی طاقت اتنی زبردست ہے کہ فرشتے بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور لطیفہ نفس جو سب سے گھٹیا ہے اس کی طاقت بھی اتنی زبردست ہے کہ حیوانات اور جنات میں سے کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا، مگر انسان بے

خبر ہے اوران طاقتوں کی پرورش نہیں کرتا۔

(البیان المشید ،ص،97)

حضرت ابو العباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفائی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وقت اور قلب کی حفاظت کرو: اپنے قلوب اوراوقات کی نگہداشت کرو، کیونکہ تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی یہی دو چیزیں ہیں، وقت اور قلب، اگر تم نے وقت کو فضول ضائع کیا، اور دل (کی جمعیت) کو برباد کر دیا تو تم فوائد سے محروم رہ گئے، اور (وقت اور قلب کا برباد کرنا یہ ہے کہ انسان گناہ اور غفلت میں مبتلا ہو جائے ،اللہ تعالیٰ کی یاد اور اطاعت وعبادت سے کسی وقت خالی ہو جائے) خوب سمجھ لو! کہ گناہ دل کو اندھا اور سیاہ کر دیتے ہیں، اس کو بیمار اور خراب کر دیتے ہیں۔ تورات میں لکھا ہے کہ ہر مومن کے دل میں ایک نوحہ، کرنے والا رہتا ہے، جو اس کی حالت پر نالہ وفریاد کرتا رہتا ہے اور منافق کے دل میں ایک گانے والا رہتا ہے جو ہر وقت گانا بجاتا رہتا ہے، عارف کے دل میں ایک جگہ ہے جو کسی وقت اس کو خوش نہیں ہونے دیتی، اور منافق کے دل میں ایک جگہ ہے جو اس کو کسی وقت غمگین نہیں ہونے دیتی۔

(البیان المشید ،ص،120)

حضرت ابوالعباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفائی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عارف کا بولنا (دلوں کے) زنگ کو دور کرتا ہے، اور اس کی خاموشی ہلاکت کو دفع کرتی ہے، وہ ان لوگوں کو جو اہل ہیں نیک کاموں کا حکم کرتا ہے، برے کاموں اوران کے پاس جانے سے روکتا ہے۔

(البیان المشید ،ص،127)

حضرت شیخ المشائخ ابوالمکارم رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ درویش سعی کریں کہ کھانا کھانے کے وقت اچھی طرح حاضر رہیں۔ کیونکہ اعمال کا تخم انسانی قالب کی زمین میں ایک لقمہ ہے۔ جب غفلت سے بیج ڈالیں گے۔ تو ممکن نہیں جمعیت خاطر حاصل ہو سکے۔ اگر چہ لقمہ حلال کیوں نہ ہو۔

(نفحات الانس،ص،472)

حضرت قطب الاقطاب خواجہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دل مردہ بھی ہوتا ہے اور زندہ بھی۔ کلام اللہ عزوجل میں ہے۔ یعنی دنیاوی شغلوں کی کثرت سے دل مرجاتا ہے۔ پس اسے ذکر الٰہی سے زندہ کرو۔ اس کے بعد فرمایا جب دل دنیاوی لذتوں اور شہوتوں سے ماکولات اور مشروبات میں مشغول ہوجاتا ہے تو غفلت کا اس پر اثر ہوتا ہے اور خواہش اس پر غالب آتی ہے ہر طرف سے دل میں خطرات آنے شروع ہوتے ہیں جو دل کو سیاہ کرتے ہیں صرف حق تعالیٰ کا اندیشہ دل کو سیاہ نہیں ہونے دیتا جب دل سیاہ ہوجاتا ہے گویا وہ مردہ ہوجاتا ہے۔ جس زمین میں شور زیادہ ہو وہ بیج قبول نہیں کرتی کہا جاتا ہے یہ زمین مردہ ہے اسی طرح جس دل میں ذکر نہ ہو اس پر دیو پری اور مصائب اور آلائش دنیاوی غالب آجاتے ہیں وہ دل جو دیو پری کی رہائش گاہ ہو وہ مردہ ہے۔ لہٰذا ذکر حق، حق ہے اور جو کچھ اس کے سوا ہے وہ خذلان اور بطلان ہے ضروری ہے کہ حق کے سوا کچھ نہ سنے کیونکہ سننا زندوں کا کام ہے نہ کہ مردوں کا جس وقت انسان کے دل سے دنیاوی تعلق دور ہوجاتا ہے اور ہوائے نفسانی اس سے دور ہوجاتی ہے اس وقت وہ ذاکر بنتا ہے ایسا دل نور ذکر سے زندہ ہوتا ہے۔

(ہشت بہشت، ص، 214، 215)

حضرت قطب الاقطاب خواجہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے درویش! محبت حق میں صادق وہ شخص ہے۔ جو ہر وقت اس کی یاد میں رہے۔ اور لحظہ بھر بھی اس کی یاد سے غافل نہ رہے اہل سلوک کہتے ہیں۔ کہ لوگ اکثر اسی چیز کا زیادہ ذکر کرتے ہیں جس سے ان کی محبت ہوتی ہے۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے۔ وہ یاد الٰہی سے ایک دم بھی غافل نہیں ہوتا۔ میں نے حجۃ العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ "من احب شیا ذکرہ" جو شخص جس چیز سے محبت رکھتا ہے۔ اسی کا ذکر کرتا ہے۔

(ہشت بہشت، ص، 368)

لذت حضور قلبی

حضرت شیخ المشائخ مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب لوائح میں

لکھتے ہیں کہ حضوری کی لذت یوں حاصل کی جائے کہ ہر وقت اور ہر حال میں یعنی آتے اور جاتے ہوئے کھاتے اور سوتے ہوئے بولتے اور سنتے ہوئے تجھے حق (تعالیٰ) سے وابستگی کا پورا پورا احساس ہو مختصر یہ ہے کہ حالت آرام اور کام کاج کرتے ہوئے بھی تجھے ہوشیار رہنا چاہیئے تاکہ اس وابستگی کے معاملے میں غفلت ولا پرواہی کا شک تک بھی نہ گذر سکے۔ اور اس طرح تجھے اپنے ایک ایک سانس سے بھی حساب لینا پڑیگا کہ کہیں وہ یاد الٰہی سے خالی تو نہیں

چہرہ تیرا دیکھے ہوئے گذرے کئی سال
پھر بھی تیری الفت کو نہیں خوف زوال
جس حال میں بھی چاہوں جہاں جا کے رہوں
آنکھوں میں ہے تو دل میں بھی ہے تیرا خیال

(لوائح، ص، 24)

حضرت سیدنا محبوب سبحانی غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر قلب (دل) سے کرے وہ حقیقی ذاکر ہے اور جو اس کا ذکر قلب سے نہ کرے وہ اس کا ذکر کرنے والا ہی نہیں زبان قلب کی غلام اور اس کی تابع ہے۔

(الفتح الربانی، ص، 251)

حضرت سیدنا محبوب سبحانی غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قلب کو توحید والا، ایمان والا مخلص، متقی، پرہیزگار اور یقین والا فرمایا ہے۔ قلب بھی عارف کامل ہے جسم کا امین ہے۔ باقی سب اس کے لشکر ہیں اور تابعدار ہیں۔ دل کی زمین کھودو تو حکمت کا پانی پھوٹ نکلتا ہے۔ اخلاص مجاہدہ اور نیک اعمال کی بنیاد ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا عرش اور خود خداوند تعالیٰ بندہ مومن کے دل میں سما جاتا ہے۔ جب کہ عرش وفرش میں اس کا سمانا ممکن نہیں۔

(حضور قلب، ص، 24)

حضرت شیخ الشیوخ داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں معرفت حیات دل کا نام ہے۔

(کشف المحجوب بحوالہ ذکر حقیقی ص، 5)

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب دل ذکر الٰہی کرتا ہے شفایاب ہو جاتا ہے جب ذکر سے غافل ہو بیمار ہو جاتا ہے۔

(اصلاح باطن، 45، بحوالہ ذکر حقیقی، ص، 5)

دیوان قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی زندہ دل کی بارگاہ میں حاضری دینے والے کی راستے کی خاک کو ملائکہ اپنی آنکھوں میں لگاتے ہیں۔

(کاروان مجددیہ، ص، 14)

صاحب تفسیر روح البیان علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا جس گھر کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا وہ دراصل قلب مومن ہے اس کی صفائی کا یہ مطلب ہے کہ اسے غیر اللہ عزوجل سے متوجہ ہونے سے بچائے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت کا مرکز ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است	از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

ترجمہ: دل ہاتھ میں کرو کہ وہ حج اکبر ہے ہزاروں کعبوں سے ایک دل بہتر ہے۔

کعبہ بنیاد خلیل آزر است	دل نظرگاہ جلیل اکبر است

ترجمہ: کعبہ خلیل علیہ السلام کی بنا ہے اور دل جلیل علیہ السلام کی نظر گاہ ہے۔

بنابریں اسے صاف رکھنا ضروری ہے یہاں تک کہ اس پر انوار و تجلیات اور اسرار رحمانیہ کا نزول ہوگا اور ساتھ ہی اسے سکون و وقار نصیب ہو جب بندہ اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے تو حقیقی سجدہ رکوع سے مشرف ہوتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی سے اور خصوصی رازداری سے نوازا جاتا ہے۔

(روح البیان ج 1، ص 507)

حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب 94 دفتر اول ص 128 سکندر خان لودھی کی طرف تحریر فرماتے ہیں اس امر کے بیان میں کہ تمام اوقات ذکر الٰہی جل شانہ میں مصروف رہنا چاہیے پانچوں نماز با جماعت ادا کرنے اور مستحب اوقات میں سنن موکدہ ادا کرنے کے بعد اپنے تمام اوقات ذکر الٰہی جل شانہ میں مصروف رہنا چاہیے۔ کھانے سونے آنے اور جانے غرض تمام اوقات میں ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ ذکر کا طریقہ تمہیں بتا دیا گیا ہے۔ اس کے مطابق ذکر کرتے رہیں۔ اگر ذکر اور جمعیت میں فتور اور خلل محسوس کرے تو اول اس فتور کا سبب معلوم کرنا چاہیے۔ پھر بارگاہ خداوندی میں التجا آہ زاری

کے ذریعے اس کوتاہی کی تلافی کرنی چاہیے اور اس ظلمت اور تاریکی کو دور کرنے کی کوشش اور سعی کرنا چاہیے اور اس میں شیخ طریقت اور پیرو مرشد کو وسیلہ بنانا چاہیے جس سے ذکر کی تعلیم حاصل کی ہو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی تمام مشکل امور کو آسان کرنے والا ہے۔

حضرت شیخ الشیوخ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر قلبی بھی آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت سے پہلے ذکر قلبی میں مشغول رہتے تھے اور ہم یہ بات تسلیم نہیں کرتے کہ احدیت صرفہ کی طرف متوجہ رہنا اور نفی و اثبات و مراقبہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھا اور نہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں تھا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سکوت فکر (تفکر) ان امور سے ہرگز خالی نہیں تھا۔ اگرچہ وہ ان ناموں سے موسوم نہیں تھا۔ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام ذکر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلوت فکر ہے اور توجہ و مراقبہ وغیرہ فکر میں داخل ہے۔ تفکر کے معنی باطل سے حق کی طرف جانا ہے۔ ایک ساعت (تھوڑی دیر) کا تفکر ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ پس تعجب ہے کہ ان امور کے صدر اول میں ہونے کی نفی کس طرح کی گئی ہے۔

(مکتوبات معصومیہ، ن، 59، ج، 2)

حضرت شیخ الشیوخ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حمد وصلوٰۃ کے بعد آپ جان لیں کہ آدمی دس لطیفوں سے مرکب ہے۔ پانچ لطیفے عالم خلق (نفس، آگ، ہوا، پانی، مٹی،) سے اور پانچ عالم امر سے ہیں (قلب، روح، سر، خفی، اخفی،) ان لطیفوں میں سے ایک نفس ہے اور نفس عالم خلق سے شمار کیا گیا ہے اور لطیفہ روح عالم امر سے پس یہ دونوں لطیفے مختلف ہوئے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ تمام لطائف کی طرح جدا معاملہ ہے۔

حضرت شیخ الشیوخ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں عارف باللہ کے بارے میں لکھتے ہیں عارف باللہ کی جامعیت کو سمجھنا چاہیے کہ تمام افراد عالم اس کے مقابلہ میں حقیر جز کا حکم بھی نہیں رکھتے۔ قطرہ کو دریا کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے اور ان افراد عالم کو

اس عارف خدا عزوجل کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں کیونکہ اوصاف کو ذات کے ساتھ لاشیٔ اور مستہلک ہونے کی نسبت ہے۔ ذکر کرنے کے وقت گویا وہ کئی ہزار زبانوں کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔ (عارف قلب، روح، سر خفی، اخفی نفسی، قالب بدن کا بال بال زبان کے حکم میں داخل ہوجاتا اور ذکر کرتا ہے) ہر ایک اسم اپنی زبان کے ساتھ ذاکر ہے اور عارف ان سب کے کل کی جگہ ہے اور تحریمہ (نماز کی نیت) باندھنے کے وقت گویا کئی ہزار اشخاص تحریمہ باندھتے ہیں۔ اس کے بعد یہ سب اشخاص قرأت کرتے اور رکوع وسجود میں جاتے ہیں اور اس عالم امکان کے حقائق میں سے اکثر بھی عارف مذکور کے ساتھ ان امور میں شریک ہوجاتے ہیں۔ دوسرے لوگ ایک زبان کے ساتھ ذاکر ہیں اور وہ بھی چونکہ نفس امارہ کی انانیت سے پاک نہیں ہے اس لئے وہ ذکر انہی لوگوں کی طرف لوٹنے والا ہے اور بارگاہ قدس کے لائق نہیں ہے اور یہ عارف چونکہ انانیت سے رہائی حاصل کرچکا ہے اس لئے ہزاروں زبان کے ساتھ ذاکر ہے اور کسی میں بھی خود درمیان میں نہیں ہے۔

ظاہر بین عوام ان دونوں کو ذاکر وعابد جانتے ہیں اور فرق کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں بلکہ عارف کو کامل حضور مل گیا ہے پس عارف مذکور غفلت میں بھی حضور کے ساتھ ہے اور دوسرے لوگ عین حضور میں بھی غافل اور دور ہیں لما مر (گذشتہ بیان کی وجہ سے) اور نیز ان کے حضور کی انتہا حصول میں ہے اور حصول عین غفلت ہے اور عوام ان لوگوں کو حاضر وذاکر جانتے ہیں اور اس کو غافل۔ (اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے) آمین

(مکتوبات، ن 203، ص 290)

حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا دو انسان ایک ہی عمل کریں ان کے ثواب میں رائی اور پہاڑ جتنا بڑا فرق ہوتا ہے یہ ان کی عقلوں کے فرق کی بنا پر ہے کسی کی نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہوجاتی ہے کسی کو صرف ایک نماز کا ثواب ساٹھ نمازوں کے ادا کرنے کے بعد ملتا ہے۔

(حضور قلب، ص، 150 مکاشفۃ القلوب)

اور یہ بھی فرمایا دل کی بزرگی دو وجہ سے ہے ایک علم اور ایک قدرت کی وجہ سے دل اپنی پرواز مشرق سے مغرب تک یک لحظہ بھر میں مکمل کر لیتا ہے۔

(حضور قلب، ص، 24)

حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ عالم کبیر میں مفصل طور پر ظاہر کیا گیا ہے وہ عالم صغیر میں مجمل طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔ عالم صغیر (یعنی قلب) کو صیقل کر کے منور کر لیا جاتا ہے اور اس میں آئینہ کی طرح عالم کبیر کی تمام چیزیں مفصل دکھائی دینے لگتی ہیں حتیٰ کہ لوح محفوظ بھی اس میں نظر آ سکتا ہے۔ اسی طرح کی نسبت قلب اور قلب القلب میں (گوشت کے اندر نورانی دل) قلب القلب کا جب تصفیہ ہو جاتا ہے تو اس میں تمام چیزیں نظر آتی ہیں۔ قلب سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مناسبت نہیں رکھتی۔ اسی لئے بندہ مومن کے دل میں سمانا ممکن ہوا۔

(حضور قلب، ص، 25)

حضرت امام طریقہ خواجہ خواجگان محمد بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ میں ذکر وخلوت (زور اور آہستہ سے) اور سماع (قوالی) ہوتی ہے یا نہیں فرمایا نہیں ہوتی لہٰذا آپ کے سلسلہ کی بنیاد کس چیز پر ہے۔ فرمایا کہ خلوت در انجمن بظاہر مجلس میں بیٹھے ہوئے بھی خدا عزوجل کی یاد میں مشغول ہونا ایک لحظہ بھی اُس بے نیاز سے غافل نہ ہونا بظاہر خلق کے ساتھ اور باطن حق عزوجل کے ساتھ (بظاہر عوام کے ساتھ) وباطن با حق (دل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ یعنی ذکر قلب) اور یہ شعر پڑھا۔

ز دروں ون شو آشنا وَ آشنا واز بروں بیگانہ وش
اینچنین زیبا روش کم می بود اندر جہان

ترجمہ: اندر (باطن) سے واقف کار ہو جا (ظاہر) باہر سے انجان بن جا،
ایسی عمدہ چال دنیا میں کم ہوتی ہے۔

(تفسیر حسینی، ص، 109، ج، 2)

حضرت امام طریقہ خواجہ خواجگان محمد بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دل کی نگرانی کا لحاظ ہر حالت میں رکھے۔ کھانے، پینے، کہنے، سننے، چلنے، پھرنے، خریدنے، بیچنے، عبادت کرنے، نماز پڑھنے، اور قرآن مجید پڑھنے، کتابت کرنے، سبق پڑھنے اور وعظ کہنے وغیرہ میں چاہیئے کہ پلک مارنے میں بھی خدا تعالیٰ سے غافل نہ رہے تاکہ مقصود حاصل ہو۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی	شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

ترجمہ: ایک مرتبہ پلک مارنے کی مقدار بھی اس دوست سے غافل نہ ہو
مبادا وہ نظر لطف کرے اور تجھ کو خبر نہ ہو۔

(سیرت مجدد الف ثانی، ص، 123 ز)

حضرت شیخ الشیوخ عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ دفتر اول مکتوب 37 میں بنام شمس الدین خویشگی رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرماتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے ظاہری وباطنی گناہ ترک کردو۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ظاہری وباطنی نعمتوں سے نوازا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ اور اس نے اپنی ظاہری وباطنی نعمتوں کو تم پر پورا کردیا۔ اس لئے گناہ کے ظاہر وباطن کے ترک کے ساتھ مکلف کیا ہے تاکہ لوگ ان دونوں قسم کے گناہوں میں سے کسی ایک کے مرتکب ہوکر کفران نعمت نہ کریں اور دو طرح کے گناہ ترک کرکے ظاہر وباطن کا شکر بجالائیں۔ ہوسکتا ہے کہ ظاہری گناہ سے مراد وہ ہو جس کو علمائے ظاہر نے بیان کیا ہے۔ یعنی حرام مکروہ کا ارتکاب اور باطنی گناہ سے مراد باطن کی توجہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے سواکسی اور کی طرف رکھنا اور ماسویٰ اللہ کے ساتھ محبت وگرفتاری ہے۔ جو دل کے غیر اللہ عزوجل کا گرفتار ہے اس سے خیر (بھلائی) کی کیا توقع ہے جو روح کے ماسویٰ اللہ عزوجل کی طرف مائل ہے بارگاہ کبریائی میں ذلیل وخوار اور بے سروسامانی ہے۔ اہل اللہ کے نزدیک دل کی سلامتی اہم امور میں سے ہے اور روح کی نجات مقصد اول ہے جبکہ وہ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) اپنے رب تعالیٰ کے پاس قلب سلیم کے ساتھ آیا اللہ تعالیٰ کی معرفت کا حاصل ہونا اور قرب کے درجات تک پہنچنا یہ سب ماسویٰ اللہ کی محبت اور

دیدو دانش سے دل کے قطع تعلق پر موقوف ہے۔ ایک دل میں دو محبتیں جمع نہیں ہوتیں۔

در خانه دو میهمان نگنجند

ایک گھر میں دو مہمان نہیں سماتے

حضرت امام ربانی ابو معصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد (مخدوم مولانا عبد الاحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سے نقل کرتے تھے کہ وہ فرماتے تھے حضرت شیخ الہ داد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک دن ایک مجلس میں موجود تھے۔ جہاں ذکر اللہ کیا جا رہا تھا جب وہ لوگ فارغ ہوئے تو حضرت شیخ الہ داد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”ذکر تصفیۂ دل اور انجلائے دل کیلئے ہوتا ہے کیونکہ وہ مثل آئینہ کے ہے جب اس پر زنگ بیٹھ جاتا ہے تو اسے صیقل کرنا چاہیئے۔ تاکہ وہ جلا حاصل کرے اور یہ بات ذکر خفی ہی سے میسر آتی ہے۔ کیونکہ دل لوہا نہیں ہوتا کہ اس پر شدید ضربوں کی ضرورت ہو۔“

(زبدۃ المقامات، ص، 166)

ایک عرصے تک میں (حضرت شیخ المشائخ قطب عالم ابو صادق الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) حضور پرنور آقائے دو جہاں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے میں مشغول رہا اور قسم قسم کے صلوۃ و درود پڑھتا رہا اور اس پر دنیاوی نتائج و ثمرات بھی مرتب ہوتے رہے اور ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ کے دقائق و اسرار کا فیضان بھی مجھ (حضرت شیخ المشائخ قطب عالم ابو صادق الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) پر ہوتا رہا کچھ مدت تک یہی عمل جاری رہا اتفاقاً اس التزام میں سستی پیدا ہوگئی اور اس شغل کی توفیق نہ رہی اور صرف صلوٰۃ موقتہ (نماز والے درود) پر اکتفا ہوگیا اور مجھے اس وقت یہ زیادہ اچھا معلوم ہوتا تھا کہ صلوٰۃ و درود کی بجائے تسبیح و تقدیس اور تہلیل میں مشغول رہوں چنانچہ میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ اس کام میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوگی دیکھیں کیا ظاہر ہوتا ہے آخر اللہ سبحانہ کی عنایت سے معلوم ہوا کہ اس وقت ذکر کرنا درود بھیجنے سے زیادہ بہتر ہے درود بھیجنے والے کے لئے بھی اور جس پر درود بھیجا جاتا ہے حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے بھی اور اس

کی دو وجہ ہیں ایک وجہ تو یہ ہے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے "مَنْ شَغَلَهُ ذِكْرِيْ عَنْ مَسْئَلَتِيْ اَعْطَيْتُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِي السَّائِلِيْنَ " (جس کو میرے ذکر نے مجھ سے سوال کرنے سے روکے رکھا میں اس کو سوال کرنے والوں سے بہتر اور زیادہ عطا کروں گا) دوسری وجہ یہ ہے کہ چونکہ ذکر حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ سے ماخوذ ہے تو اس ذکر کا ثواب جس قدر ذاکر کو ملتا ہے اسی قدر حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کو بھی پہنچتا ہے جیسا کہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ نے فرمایا ہے "مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا " (رواہ مسلم) (جس شخص نے کسی نیک کام کی بنیاد رکھی تو اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس شخص جتنا ثواب بھی اس کو ملے گا جو اس پر عمل کرے) اسی طرح ہر وہ نیک کام جو کسی امتی سے وجود میں آتا ہے اس عمل کا جس قدر اجر عامل (کرنے والا) کو ملے گا اسی قدر اجر حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کو بھی جو اس عمل کے وضع کرنے والے ہیں ان کو ملتا ہے بغیر اس کے کہ عامل کے اجر میں کسی قسم کی کمی واقع ہو اور اس کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ عمل کرنے والا پیغمبر علیہ السلام (کے لئے ثواب) کی نیت سے عمل کرے کیونکہ وہ (اجر کا دینا محض) عطائے حق جل سلطانہ ہے عامل کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے ہاں اگر عامل پیغمبر علیہ السلام (کیلئے ثواب) کی نیت بھی کر لے تو اس کے اجر کی زیادتی کا باعث ہوگا اور یہ (اجر کی) زیادتی بھی پیغمبر علیہ السلام کی طرف راجع ہوگی "ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (پارہ 28، سورۃ الجمعۃ آیت 4) آیت" (ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے)۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ ذکر سے اصلی مقصود حق سبحانہ وتعالیٰ کی یاد ہے اور اجر کی طلب طفیلی اور تابع ہے اور درود میں اصلی مقصود طلب حاجت ہیں۔ ان دونوں میں بہت فرق ہے پس وہ فیوض جو ذکر کی راہ سے پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو پہنچتے ہیں ان برکات سے کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں جو درود شریف کی راہ سے پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو پہنچتے ہیں جاننا چاہیے کہ ہر ذکر یہ مرتبہ نہیں رکھتا اور جو ذکر قبولیت کے لائق ہے وہی اس فضیلت کے ساتھ مخصوص ہے اور جو ذکر ایسا نہیں ہے اس

پر درود شریف کو فضیلت ہے اور درود شریف ہی سے برکات حاصل ہونے کی زیادہ امید ہے لیکن جو ذکر طالب کسی کامل مکمل شیخ سے اخذ کرے اور طریقے کے شرائط و آداب کو مد نظر رکھ کر اس پر مداومت کرے وہ ذکر درود شریف پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ یہ ذکر اس ذکر کا وسیلہ ہے جب تک یہ ذکر نہیں کرے گا اس ذکر تک نہیں پہنچ سکے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مشائخ طریقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے مبتدی کیلئے ذکر کرنے کے علاوہ اور کچھ تجویز نہیں کیا ہے اور اس کے حق میں صرف فرائض و سنت کو کافی سمجھا ہے اور نفلی امور سے منع کیا ہے۔

(مکتوب، ج، 2، ن، 57)

حضرت عالی غوث صمدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سیادت پناہ حضرت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف لکھا کہ یہ کچھ ضروری نہیں ہے کہ ذکر میں لذت تمام پیدا ہو اور کچھ چیزیں نظر آئیں یہ تو سب کچھ لہو ولعب میں داخل ہیں ذکر میں۔ جسقدر بھی مشقت ہو بہتر ہے پنج وقتی نماز ادا کر کے باقی اوقات کو ذکر الٰہی جل شانہ کے ساتھ معمور رکھیں اور ذکر سے لذت حاصل کرنے کے پیچھے نہ پڑیں۔

(مکتوب، ج، 3، ن، 12)

حضرت مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ کام کا دار و مدار دل پر ہے اگر دل حق سبحانہ وتعالیٰ کے غیر کے ساتھ پھنسا ہوا ہے تو خراب اور ابتر ہے محض ظاہری اعمال اور رسمی عبادتوں سے کوئی کام نہیں بنتا اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف التفات کرنے سے دل کا بچانا اور اعمال صالحہ جو بدن سے تعلق رکھتے ہیں اور شریعت نے ان کے بجالانے کا حکم دیا ہے یہ دونوں امور ضروری ہیں بدنی اعمال صالحہ کے بجالانے کے بغیر دل کی سلامتی کا دعوی کرنا باطل ہے جس طرح اس دنیا میں بغیر بدن کے روح کا ہونا متصور نہیں ہے اسی طرح بدنی نیک اعمال کے بغیر دل کے احوال کا حاصل ہونا محال ہے بہت سے ملحد (بے دین و گمراہ لوگ) اس زمانے میں اس قسم کے دعوے کرتے ہیں۔

(مکتوب، ن، 39، ج، 1)

حضرت پیر طریقت رہبر شریعت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جب اللہ تعالیٰ کسی سے بھلائی کرنا چاہتا ہے اور اسے نیک بخت بندہ لکھا ہے تو اس کو قلبی مواقف کے ساتھ ہمیشہ زبان ذکر سے قلبی ذکر کی طرف ترقی بخشتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر زبان خاموش بھی ہو جائے پھر بھی دل خاموش نہیں رہتا۔

(اخبار الاخیار، ص، 62، ذکر الرحمٰن، ص، 20)

حضرت پیر طریقت رہبر شریعت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں فرمایا ہے حق سبحانہ کا ذکر دو قسم پر ہیں دل سے ذکر اور زبان سے ذکر پھر ذکر قلبی کی دو قسمیں ہیں ان دونوں قسموں میں سے ایک قسم بہت بلند اور اعلیٰ ہے اور وہ ہے خدائے تعالیٰ کی عظمت و جلال میں اس کی بزرگی اور اس کی بادشاہت میں اور زمین و آسمان میں اس کے پھیلے ہوئے نشانات قدرت میں غور و فکر کرنا اسے ذکر خفی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا دوسرا ذکر جو دل سے ہوتا ہے یہ ہے کہ اس کے امر و نہی کو دل میں حاضر کرنا اور اس کے مطابق چلنے کا پختہ ارادہ رکھنا۔

(اشعۃ اللمعات، ج، 3، ص، 392)

مشائخ طریقت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) کے نزدیک ذکر کی دو قسمیں ہیں ذکر قلبی و ذکر لسانی قلبی ذکر کا اثر بڑا قوی اور بڑا عظیم اور بہت زیادہ ہے اس ذکر کی نسبت جو صرف زبان سے ہوتا ہے بلکہ درحقیقت ذکر قلبی ہی ذکر ہے ذکر کی حقیقت ان مشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا ہر چیز کو مکمل طور پر فراموش کر دینا ہے ذکر کا قیاس ،قرأت، اور عتاق پر غلط ہے کیونکہ شرع شریف میں صراحاً ثابت ہو چکا ہے کہ قرأت اور عتاق وغیرہ زبان کے فعل پر مرتب ہوئیں ہیں سوائے زبان کے فعل کے قرأت اور عتاق وغیرہ میں احکام شرعا مرتب نہیں ہوتے اور ذکر الٰہی ان احکام سے الگ ایک چیز ہے۔

(اشعۃ اللمعات، ج، 3، ص، 393)

غافل مرو کہ مرکب مردان مرد را	در سنگلاخ بادیہ پیہا بریدہ اند
نومید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش	ناگہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

غافل ہو کر مت چلو کہ بہت سے زبردست جوانوں کی تیز رفتار سواریاں سنگلاخ میدانوں میں تھک گئیں (لیکن) نا امید بھی مت ہو کیونکہ شراب عشق سے مدہوش جوان اچانک ایک ہلے میں منزل تک پہنچ گئے ہیں۔

(البیان المشید، ص، 142 حاشیہ پر)

حضرت غوث یزدانی شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

یاد او مغز ہمہ سرمایہ ہاست	ذکر او ارواح را پیرایہ ہاست

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی یاد و ذکر تمام دین و دنیا کے سرمایوں کا مغز ہے یعنی اس کے سبب دین و دنیا کے فوائد حاصل ہوتے ہیں اور یہ ذکر انسانوں کی روحوں کیلئے زینت ہے۔ یعنی اس کے ذریعہ روحانی سکون و ترقیات حاصل ہوتی ہیں۔

تو ز ننگ خویش نندیشی دمی	پرتجو رنام او گوئی ہمی

ترجمہ: تو اپنی بزرگی کا خیال ایک لمحہ کیلئے بھی نہ کر اور اس قادر مطلق کا نام ہر وقت لیتا رہ۔ یعنی ہر وقت سب کو چھوڑ کر اللہ عزوجل کی یاد میں لگا رہ ذکر کا مکمل فائدہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ اس کو شیخ کامل و صاحب تصرف کی تربیت سے حاصل کیا جائے اور طالب کے مستعد دل کی زمین ایک ولی صاحب تلقین و تصرف کے ذریعہ ذکر حقیقی کا بیج بویا جائے تاکہ طالب کو پوری طرح ثمرۂ ولایت حاصل ہو جائے۔

(رسالہ کلمات قدسیہ، ص، 38، 39)

حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء شاہ غلام علی دھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اسم ذات (اللہ عزوجل) سے جذب پیدا ہوتا ہے اور نفی و اثبات سے سلوک میسر آتا ہے جو تہذیب اخلاق کا نام ہے۔ اور مراقبات کے ذریعے باطنی نسبت میں قوت پیدا ہوتی ہے اور قرآن مجید کی تلاوت سے انوار زیادہ ہوتے ہیں اور درود شریف پڑھنے سے سالک کو سچے خواب اور حقیقی واقعات پیش آتے ہیں اور فرمایا اذکار و اشغال اور مراقبے کرنا مقربین کا طریقہ ہے اور کثرت سے نماز و نوافل ابرار کا راستہ ہے۔ (دار المعارف، ص 308)

حضرت شیخ المشائخ حق باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تجھے 72 ہزار ظاہری قرآنوں کا ثواب بھی ملے گا پھر فرماتے ہیں کیسے ملے گا؟ یہ تیرے جو مسام ہیں یہ 72 ہزار ہیں دل ایک دفعہ اللہ عزوجل کہے گا یہ 72 ہزار آوازیں یہاں سے بھی نکلیں گی۔ دل ایک گھنٹہ میں چھ ہزار دفعہ اللہ عزوجل اللہ عزوجل کرتا ہے اور چوبیس گھنٹوں میں سوا لاکھ سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ اور فرماتے ہیں جو لوگ اسم اللہ عزوجل کا ورد زبانی کرتے ہیں لیکن اسم اللہ عزوجل کا کنبہ نہیں جانتے وہ معرفت سے محروم رہتے ہیں۔

(کاروان مجددیہ، ص، 19)

حضرت شیخ المشائخ پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہاتھوں سے کام کرو پاؤں سے چلو پھرو اور آنکھوں سے دیکھو مگر دل کو ذکر اللہ عزوجل میں مشغول رکھو۔

(صوفیائے نقشبند، ص، 300)

حضرت سلطان المشائخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر عرش اور عرش کے دائرے میں جو کچھ ہے دس کروڑ بار دل عارف کے گوشے میں آ جائے تو اس کو احساس بھی نہ ہو۔
حضرت سلطان العارفین جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ قلب جو قدیم (یعنی اللہ عزوجل) کو سمالے بھلا حادث کو اپنے اندر کیسے معلوم پائے گا۔

(حضور قلب، ص، 26)

حضرت شیخ المشائخ شیخ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ (فرزند شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں۔ اگر ہر سانس میں ذکر (پاس انفاس) کیا جائے تو وسوسہ اور حدیث نفس (قصداً دل سے باتیں کرتے رہنا) ذکر کے نور سے جل جاتے ہیں اور دل میں ذکر کا نور اتر آتا ہے تو پھر ذاکر مذکور کا مشاہدہ حاصل کر لیتا ہے۔ (کاروان مجددیہ، ص، 24)

حضرت شیخ الشیوخ شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ دل لوح محفوظ ہے تو جو چاہے گا اس سے ملے گا اور جو دیکھنا چاہو گے دل میں نظر آئے گا۔

(کاروان مجددیہ، ص، 24)

عارف کی ایک رکعت نماز غیر عارف عالم ظاہر کی ایک ہزار رکعات سے بہتر ہے۔

(کفایۃ الاتقیاء، ص، 221)

حضرت شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ (قلب سے) اللہ عزوجل اللہ عزوجل کرے گا تجھے ساڑھے تین کروڑ اللہ عزوجل اللہ عزوجل کرنے کا ثواب ملے گا پھر فرماتے ہیں کیسے ملے گا تیرے (جسم کے) اندر ساڑھے تین کروڑ نسیں ہیں۔ دل نے ایک دفعہ اللہ اللہ کی۔ ساڑھے تین کروڑ نسیں حرکت میں آ گئیں۔

(کاروان مجددیہ، ص، 24)

شیخ المشائخ حضرت عاشق ربانی شیر یزدانی رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص آپ (شیخ المشائخ حضرت عاشق ربانی شیر یزدانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ذکر جہر ایسا ہے جیسا کہ سوئی سے زمین کھودنا آپ (شیخ المشائخ حضرت عاشق ربانی شیر یزدانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا اگر ذکر جہر ایسا ہے تو ذکر خفی اس طرح ہے۔ کہ جس طرح کنوئیں کے وقت رتہ (یعنی جہام) کا لگا دینا ہے حضرت صاحب (شیخ المشائخ حضرت عاشق ربانی شیر یزدانی رحمۃ اللہ علیہ) ہمیشہ ذکر خفی کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ ذکر جہر کے بھی برخلاف نہ تھے۔

(خزینہ معرفت، ص، 324)

حضرت ملا علی قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ شریف میں فرمایا ہے "مخفی نہ رہے کہ قلب کی غفلت کے ساتھ زبان سے نیت کرنا غیر معتبر ہے اور در مختار میں ہے کہ نیت کیلئے معتبر عمل قلب ہے جو ارادہ کیلئے لازم ہے ذکر باللسان کا کوئی اعتبار نہیں اگر چہ وہ قلب کے خلاف ہو۔

(مکتوب، ج، 1، ن، 187 حاشیہ)

حضرت غوث صمدانی مرزا مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب نمبر 11 ص 85 میں تحریر فرماتے ہیں ایک ذکر لسانی جس میں آگاہی قلب کی ضرورت نہیں۔ اور یہ بات تو اعتبار سے ساقط اور اقسام غفلت میں داخل ہے۔ دوسرے ذکر قلبی ہے یعنی جس میں زبان نہ ہلے اصلاح (صوفیہ) میں اسے ذکر خفی کہتے ہیں۔ اور صوفیوں کے مراقبات کی بنیاد اس پر ہے

اور تمام طریقوں میں رائج ہے۔

حضرت عالی قدوۃ الاولیاء مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مرید محمد اسحاق خاں کی طرف تحریر فرماتے ہیں مکتوب نمبر 37 ص 145 پر آپ کو چاہیے کہ ظاہر میں شریعت کی پابندی اور باطن میں ذکر طریقہ میں مشغول رہیں۔ کیونکہ دونوں جہان کی فلاح کا انحصار اسی کام پر ہے اور یہ بھی چاہیے کہ ذکر قلبی کے پابند رہیں۔ اور شریعت کا التزام کریں مشائخ کی محبت اور شغل باطن کو واجب جانیں۔ نااہل لوگ اور نامناسب کاموں سے احتراز لازمی سمجھیں اور علماء و اہل دین شرع کی خدمت کو غنیمت سمجھیں۔

کہا جاتا ہے کہ ذکر خفی کو فرشتہ اٹھا کر اللہ عزوجل کے پاس نہیں لیجاتا۔ اس لئے کہ اسے اس کی خبر نہیں ہوتی۔ یہ تو بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک راز ہے۔

(رسالۂ قشیریہ، ص، 435)

دعا کے آداب میں سے ایک بات یہ ہے کہ انسان حضور قلب کے ساتھ دعا کرے۔ اور یہ کہ وہ غافل ہو کر دعا نہ کرے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی دعا قبول نہیں فرماتا جو غافل دل سے دعا کر رہا ہو۔

(رسالۂ قشیریہ، ص، 491)

حضرت شیخ الشیوخ شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے چاہا کہ وہ غذا کی مقدار کم کر دے۔ حضرت شیخ الشیوخ شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس سلسلہ (نقشبندیہ) میں غذا کم کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہمارے بزرگوں (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) نے اس عمل سلوک کی بنیاد، وقوف قلبی کے دوام اور صحبت شیخ پر رکھی ہے۔ زہد اور مجاہدہ کا نتیجہ خرق عادت اور تصرف ہوا کرتا ہے اور ہمیں اس سے کچھ سروکار نہیں۔ ہمارا مقصد تو دائمی ذکر اور توجہ الی اللہ عزوجل ہے۔ اتباع سنت ہے اور کثرت انوار و برکات ہے۔

(خزینۃ الاصفیاء، ص، 211)

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (الاعراف 54) ترجمہ: سن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا و حکم دینا

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت مبارکہ کے تحت لکھا ہے عالم دو ہیں عالم امر اور عالم خلق۔ عالم خلق وہ چیزیں ہیں جو مادہ سے پیدا ہوتیں ہیں جیسے انسان، حیوان، نباتات، جمادات، زمین وآسمان وغیرہ کہ نطفہ وتخم عناصر سے بنے اور عالم امر وہ جو صرف امر کن سے بنا نیز لکھتے ہیں اور سر وخفی وروح وقلب لطائف حضرات نقشبندیہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے ہیں جن میں تجلیات حق کے رنگا رنگ ذوق کا ادراک کارعیاں ہے نہ کار بیان۔

ذوق ایں مے نشاسی بخدا تا نچشی

اللہ تعالیٰ کی قسم تو اس شراب کا مزہ نہیں پہچان سکتا جب تک اسے چکھ نہ لے

(فتاوی رضویہ ج26، ص600)

فائدہ صوفی: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ظاہر ہوا کہ حضرات نقشبندیہ سچے سنی اللہ کے ولی جو لوگوں لطائف، قلب، روح، سر، خفی، اخفی، نفسی، قالب، حالات تجلیات، جو مشائخ نقشبندیہ کو ہوتی ہیں سب حقیقت ہے اللہ تعالیٰ ماننے کی توفیق دے۔ (آمین)

اعلیٰ حضرت فضیلت مآب شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قلب، روح، سر اور خفی بلطائف حضرات نقشبندیہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) رنگا رنگ تجلیات حق ہر شخص اس کا ادراک نہیں کرسکتا جس کو یہ سب کچھ نہ ملے ہو۔

ذکر اللہ میں پانچ چیزیں پسندیدہ اور محمود ہیں۔

(۱) اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔
(۲) اس سے مزید نیکی کرنے کی حرص بڑھتی ہے۔
(۳) جب تک ذکر میں لگا رہے شیطان سے حفاظت رہتی ہے۔
(۴) اس سے قلب میں رقت پیدا ہوتی ہے۔
(۵) ذکر معاصی سے روکتا ہے۔

(تنبیہ الغافلین، ص418)

کوئی کرامت دوام ذکر قلبی، توجہ الی اللہ عزوجل، تہذیب اخلاق اور سنت حضرت

مصطفی کریم ﷺ کے اتباع سے بڑھ کر نہیں ہے۔

(مقامات مظہری، ص، 231)

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

جملہ عالم جرعۂ خوش جام دل
از مکاں تالامکاں یک گام دل

ترجمہ: تمام عالم دل کے خوبصورت پیالے کا ایک گھونٹ ہے۔ مکان سے لامکان تک دل کیلئے ایک قدم ہے۔ (حضور قلب، ص، 25)

حضرت علامہ حافظ شاہ ابوسعید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اپنے دل کی توجہ ذات الٰہی کی طرف کر جس کا مبارک نام اللہ عزوجل ہے پس اس ذکر میں اور خطرات کو دور کرتے ہوئے وقوف قلبی کے ساتھ مشغول ہونا چاہیئے تاکہ ذکر کی حرکت دل سے خیال کے کان تک پہنچ جائے۔

(ہدایت الطالبین، ص، 23)

شیخ ابن قیم فرماتے ہیں کہ دل اور زبان سے اللہ عزوجل کی یاد پروانہ ولایت ہے یہ ذکر اللہ والوں کے قلوب کی غذا ہے اگر وہ ان کو نہ ملے تو جسم ان قلوب کیلئے قبور بن جائیں۔

(مدارج السالکین، بحوالہ ذکر حقیقی، ص، 5)

مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ: ذکر سے میری مراد زبانی نہیں بلکہ ذکر قلبی ہے جو مرکز ہے ذکر لسانی کا مطلب یہ ہے ذکر کی اتنی کثرت کی جائے کہ وہ قلوب میں رچ جائے۔

(ذم الکلا و معات، ص، 117)

صقالۃ القلوب ذکر اللہ عزوجل کے تحت بعض صوفیاء نے کہا ہے حدیث شریف میں ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے نہ کہ زبانی ذکر اور ذکر قلبی یہ ہے کہ دل ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔

(فضائل ذکر تبلیغ نصاب، ص، 29)

حضرت شیخ المشائخ شاہ عبد الرحیم محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ اللہ عزوجل ہمیشہ دل سے کہے زبان سے نہیں۔ اس قدر کہ اپنے سے اور سارے عالم سے بے خبر ہوجائے اور کسی چیز کی خبر نہ رکھے۔ جب ایسا ہو تو اگرچہ بیدار ہو تو دل کا دریچہ ملکوت کی

طرف کھل جاتا ہے۔ جو کچھ اور لوگ خواب میں دیکھتے ہیں وہ بیداری میں دیکھ لیتا ہے۔ ارواحیں اور فرشتے اچھی اچھی صورتوں میں اسے نظر آتے ہیں اور پیغمبران علیہم السلام کو دیکھنے لگتا ہے اور ان سے فائدے حاصل کرتا ہے ان سے مدد پاتا ہے اور ملکوت آسمان وزمین اس کو نظر آتے ہیں اور جس کا دریچہ کھل جاتا ہے وہ ایسے عظیم کام دیکھتا ہے جو تعریف سے باہر ہیں۔ لیکن ابتداء میں مجاہدے کی تکلیف اور ریاضتیں ضروری ہیں۔

(رحمت رحیمیہ، ص، 18)

حضرت عالی امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ دوستوں کو وصیت کرتے ہیں طریق ذکر اور حلقہ مشغولی میں کسی قسم کا قصور واقع نہ ہونے پائے سب دوست جمع ہو کر بیٹھیں اور ایک دوسرے میں فانی ہوں تا کہ صحبت کا اثر ظاہر ہو۔

(مکتوب، ج، 2، ن، 61)

حضرت محبوب الٰہی خواجہ سید نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور ایک عالم دین کی عبادت کا فرق!

حکایت: حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک دفعہ ایک عالم دین حصول فیض (فیض حاصل کرنے کے لیے) اور حصول برکت کے لئے حاضر ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دربار کے اکثر حضرات بڑے وقار اور شان وشوکت کی زندگی بسر کر رہے ہیں یہ دیکھ کر وہ ان ظاہر بین علماء دین کی طرح جو فقط ظاہری حالات دیکھ کر ہی فیصلہ کرنا جانتے ہوں۔ بڑے حیران ہوئے اور یہ قیاس کرتے ہوئے دل ہی دل میں بیزاری ظاہر کی کہ کہاں درویشی اور کہاں یہ شاہانہ آن بان۔ اس عیش وعشرت کی زندگی میں فقر وولایت کے بلند وبانگ دعوے چہ معنی دارد وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس شاہانہ بود وباش میں بھی کسی کو فقر ودرویشی کی دولت گراں بہا ہاتھ آ سکتی ہے اس لئے کہ ان کے دل ودماغ میں فقر ودرویشی کا اہل وہی تھا جس کے کپڑے پھٹے پرانے ہوں لنگوٹا کسا ہوا ہو ہاتھ میں صرف لوٹا اور مصلّٰی ہو اور کھانے پینے کے لئے کچھ پاس نہ ہو لہٰذا ایسا شخص جو بظاہر ٹھاٹھ باٹھ سے رہتا ہو اور اسے زندگی کی ہر سہولت میسر ہو

درویشی کا دعوی دار کیونکر ہو سکتا ہے۔ غرضیکہ اس قسم کی قیاس آرائیاں کرتے ہوئے وہ عالم دین دلی طور پر باغی ہو گیا اور بدظن ہو کر واپس جانے لگا اور سوچا کہ ایسے لوگوں سے فیض کہاں مل سکتا ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ؒ اسکی باطنی حالات سے بخوبی آگاہ تھے انھوں نے اسے مزید موقع دینے کے لئے حکم دیا کہ اسے آج رات بھی نہ جانے دیا جائے اور مزید فرمایا کہ اس کا بستر آج رات میرے کمرے میں بچھا دیا جائے۔ اس نے سوچا کہ ممکن ہے حضرت صاحب (حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء ؒ) رات بھر عبادت و ریاضت میں گزارتے ہوں۔ اس لئے خواجہ صاحب (حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء ؒ) نے اسے روک لیا چنانچہ اس کا بستر اور مصلی آپ ؒ کے کمرے میں ہی بچھا دیا گیا۔ آپ (حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء ؒ) نے نماز عشاء ادا فرمائی اور حسب معمول کچھ وظائف پڑھے اور بستر میں جا کر آرام فرما ہو گئے رات بھر محو استراحت رہے۔ پچھلی رات اٹھے نماز تہجد ادا فرمائی۔ اللہ عزوجل کو یاد کیا اور دوبارہ اپنے بستر پر لیٹ گئے۔ نماز فجر کے وقت پھر بستر سے اٹھے اور نماز ادا فرمائی۔ ادھر وہ عالم دین نماز عشاء پڑھ کر اپنے مصلی پر بیٹھا اور رات بھر تسبیح و مناجات کرتا نوافل پڑھتا رہا۔ اب تک تو عالم دین نے حضرت صاحب (حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء ؒ) کا دن ہی دیکھا تھا جب رات بھی اچھی طرح ملاحظہ کر لی تو رہی سہی عقیدت اور امید بھی ختم ہو گئی وہ مزید بدظن ہو گیا۔ اور سوچنے لگا کہ یہ عجیب اللہ عزوجل کا ولی ہے۔ ولایت میں اس کی شہرت کا کیا عالم ہے اور اس کی ذاتی زندگی کا کیا حال۔ دن بادشاہوں کی طرح گزارتا ہے اور رات مزے سے آغوش نیند میں ایسا شخص بھلا ولایت کی بلندیوں کو کیسے حاصل کر سکتا ہے۔ وہ عالم دین جب اپنی عبادت پر بار بار نگاہ ڈالتا تو یہ سوچتا کہ اس سے تو ہم لوگ بہتر ہیں جو اگرچہ شہرت اس قدر نہیں رکھتے مگر ان سے عبادت و ریاضت میں کہیں بڑھ کر ہیں۔ میں نے ساری رات مصلی پر گزاری ہے جبکہ وہ صرف نماز عشاء اور نماز تہجد کے وقت تھوڑی دیر کے لئے مصلی پر بیٹھے۔ انہیں خیالات میں غلطاں و پیچاں سوچتے سوچتے اس کو نیند آ گئی دراصل اللہ عزوجل نے چاہا کہ اسے دونوں

عبادتوں کا فرق بھی سمجھا دیا جائے اللہ تعالیٰ نے اس کی عبادت و بندگی کو خواب میں اس کے سامنے ایک نور کی مانند پیش کیا اور حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ کی عبادت کو بھی ایک نور کی صورت میں۔ مگر فرق یہ تھا کہ اس شخص عالم دین کی یادالٰہی عبادت و بندگی چراغ سحری کی طرح ٹمٹما رہی تھی اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ کی عبادت کا نور زمین سے لے کر آسمان اور عرش معلیٰ تک ایک روشن ستون کی صورت میں نظر آیا اور ہزاروں فرشتے اس نور کے گرد مستانہ وار طواف کرنے میں مصروف تھے۔ وہ شخص یہ منظر دیکھتے ہی دہل گیا اور حقیقت حال سے باخبر ہونے پر حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ کے قدموں میں گر پڑا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے معافی مانگی۔

عرض کرنے لگا حضرت (حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ) میں اپنے غلط گمان سے توبہ کرتا ہوں لیکن جانے سے پہلے یہ ماجرا سمجھا دیں۔ آپ (حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ) نے فرمایا۔ مولانا صاحب بندہ جب تک مرد نہیں ہوتا اس کا سونا جاگنا جدا نوعیت کا ہوتا ہے مگر بندہ جب خداوند تعالیٰ کے ذکر اور اس کی محبت میں غرق ہو کر اپنا آپ کو فنا کردے تو مرد بن جاتا ہے۔ اب وہ سوئے تب بھی عبادت ہے جاگے تب بھی عبادت ہے۔ اس لئے کہ عین ممکن ہے جاگنے والا زبان سے اللہ عزوجل کا ذکر کر رہا ہو مگر اس کا دل اس کے ذکر سے غافل ہو۔ اور ایک شخص جو بظاہر سو رہا ہو مگر عین ممکن ہے کہ اس کا دل نیند کی حالت میں بھی اللہ عزوجل کی یاد سے غافل نہ ہو کسی کو کیا خبر کہ سونے والا کس حال میں سو رہا ہے۔ اس لئے محض اس بنیاد پر کسی کو متقی یا غافل قرار نہیں دینا چاہیے کہ فلاں ساری رات عبادت کرتا ہے اس لئے متقی اور عنداللہ برگزیدہ ہوگا ہوسکتا ہے صرف فرض نماز پڑھنے والا اپنے خلوص کی وجہ سے اس عبادت گزار سے ہزاروں درجے بہتر ہو آپ (حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ) نے اسے ایک مثال کے ذریعہ یہ تصور مزید ذہن نشین کرایا کہ ایک معصوم بچہ جس کی نہ اپنی رائے ہوتی ہے اور نہ ارادہ وہ جاگتا ہو تب بھی ماں کو پیارا لگتا ہے اور اگر سویا ہوا ہو تب بھی۔ ماں ہر حال میں اسے چومتی اور اس کی بلائیں

لیتی ہے۔ لیکن وہی بچہ جب بڑا ہوتا ہے تو اس کیلئے ماں کی ممتا میں اگرچہ فرق نہیں پڑتا مگر پیار کی وہ پہلے جیسی کیفیت نہیں ہوتی اس لئے کہ اب اس شخص کا اپنا ارادہ اور اختیار غالب ہوتا ہے۔ اب اس کی ماں اس سے کسی قدر مستغنی ہو جاتی ہے اسی طرح بندہ مومن جب خدا عزوجل کی محبت میں اپنا ارادہ اور اختیار ختم کر کے اسی کی رضا کا طالب بن جاتا ہے تو وہ بہر حال ماں سے زیادہ خداوند قدوس کی محبت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں اس کا چلنا پھرنا کھانا پینا بھوکا پیاسا رہنا سونا جاگنا رونا اس کا کلام و سکوت الغرض زندگی کی ساری حرکات و سکنات اللہ عزوجل کے ذکر و محبت کے باعث اللہ تعالیٰ کی عبادت بن جاتی ہیں۔

(ذکر کی اہمیت، ص، 43)

حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالقادر عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کتاب تصوف کے حقائق میں لکھتے ہیں کہ بحر حال وہ آیات واحادیث جن میں ذکر کی رغبت دی گئی ہے وہ عام ہیں ان میں کسی معین ذکر کی تخصیص نہیں کی گئی۔ اس لئے ان کی تعمیم میں اسم ذات کا ذکر بھی داخل ہوگا۔ بعض کم فہم اعتراض کرتے ہیں کہ صرف "لفظ اللہ عزوجل" کے ساتھ ذکر کرنا درست نہیں۔ ان کے پاس اپنی اس رائے کے ثبوت میں کوئی دلیل نہیں جبکہ قرآن وحدیث میں اسم ذات "اللہ عزوجل" کے ذکر کا جواز موجود ہے۔ بعض کا یہ اعتراض ہے کہ صرف اسم ذات کا ذکر اس لئے درست نہیں کہ یہ مکمل جملہ نہیں۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ اگرچہ اسم ذات مکمل جملہ نہیں مگر ذکر کرنے میں ایسی کوئی شرط نہیں کیونکہ یہاں مخلوق کے ساتھ خطاب نہیں ہے بلکہ اللہ عزوجل کا ذکر کیا جارہا ہے اور اللہ عزوجل اپنے ذاکرین کے دل وجان پر مطلع ہے۔ جمہور علماء نے بھی تصریح کی ہے کہ اسم ذات "اللہ عزوجل" کا ذکر کرنا جائز ہے۔

(تصوف کے حقائق، ص، 120)

حضرت مبارک دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مردے کو زندہ کردے تو یہ اتنی بڑی کرامت اور خرق العادت بات نہیں جتنی بڑی یہ بات ہے کہ کوئی شخص مردہ دل اور لطائف (قلب، روح، سر، خفی، اخفی، نفسی، قالب) کو اللہ عزوجل کے ذکر سے زندہ

کر کے کدورات معنویہ (باطنی بیماری) سے صاف کرے حضرت ملا علی قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مرقات شرح مشکوٰۃ (یعنی مومن کے دل کا صاف کرنا جن وانس کی عبادت نافلہ سے بہتر ہے)۔ کوئی مستدرج (جادوگر) آدمی کسی کو حیات قلبی نہیں دے سکتا کیونکہ حیات قلبی اور لطائف کی حرکات اور اضطرابات صفات فعلیہ خداوندی صفات ذاتیہ حقیقیہ شیونات ذاتیہ صفات سلبیہ اور شان جامع کی تجلیات کے ورود کی وجہ سے ہوتی ہیں جس کے حاملین کامل اولیاء امت ہوتے ہیں فاسق فاجر اور کافر لوگوں کیلئے اس میں سے کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

(ہدایت السالکین، ص، 251)

حضرت علی نواز جتوئی مصطائی حجاز لکھتے ہیں جب سالک اپنے مرشد کے ارشاد کے مطابق ذکر کاملہ حاصل کر لیتا ہے تو خود اس کو یادداشت کی نسبت حاصل ہوتی ہے۔ نیز اس کے دل میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کا تصور بیٹھ جاتا ہے۔ اور اس کا دل ایک لحظہ کیلئے بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے خالی نہیں رہتا۔ اور اگر غافل ہو جاتا ہے تو پھر بازگشت کرتا ہے۔ یعنی پھر ذکر میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور درمیان میں کہتا ہے یا الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور تو ہی میرا مطلوب ہے۔ سالک کو چاہیئے کہ دل کی حالت سے بے خبر نہ رہے اور مسلسل دیکھتا رہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل تو نہیں اور اسے اللہ کا حضور حاصل ہو۔ یہ حالت آہستہ اور دیر سے حاصل ہوتی ہے۔ سالک کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے بے حد بے قرار ہوتا ہے کہ وہ میرا قرب حاصل کرے اور مجھ میں فنا ہو جائے تاکہ دوئی مٹ جائے یہی انسان کی معراج ہے۔ سالک دنیا کو ترک نہ کرے بلکہ دنیا میں رہ کر اس کو دل سے ترک کرے۔ یہی جہاد اکبر ہے۔ سالک اپنے ارادے کو اللہ تعالیٰ کے ارادے میں فنا کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ ظاہر کیا ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ انسان دنیا کے کاروبار میں رہ کر اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرے یہاں تک کہ شعوراً اللہ تعالیٰ میں فنا ہو جائے۔ یہ مرتبہ کامل ولی اللہ میں فنا ہونے سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ جو خود فنافی اللہ ہوتا ہے۔ وہ ظاہر میں تو بشر ہوتا ہے۔ مگر باطن میں اللہ تعالیٰ میں گم ہوتا ہے۔

(پیش لفظ رحمت رحیمیہ، ص، 6)

یہ عاجز صوفی عرض گذار:

لہٰذا بندگان خدا اتنی کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر الٰہی کرتے کہ سوتے جاگتے ان کا دل اپنے محبوب کی یاد سے معمور رہتا ہے۔ ان کی زبان حالت بیداری میں دنیوی امور کی انجام دہی کے وقت شاید اللہ تعالیٰ کے ذکر سے رک جائے لیکن ان کا دل کسی حالت میں بھی خواہ وہ بیدار ہوں یا سوئے ہوں غفلت کا شکار نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے متعلق یوں شہادت فراہم کی گئی ہے۔ ترجمہ ''اللہ ﷻ کو یاد کرنے والے ایسے مرد مومن ہیں جن کو سوداگری اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں رکھ سکتی'' مراد یہ کہ اللہ ﷻ کے جو بندے اس کی بندگی کے سمندر میں غوطہ زن ہوتے ہیں اور بندگی کا حق ادا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انھیں '' رجال'' یعنی مرد بنا دیتے ہیں دیگر لوگ اگر کاروبار کریں تجارتی لین دین کریں۔ دنیوی معاملات نبٹائیں تو ان کا دل ودماغ ان کی سوچ اور جسم سب دنیا داری میں محو ہو جاتے ہیں۔ اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جاتے ہیں۔ وہ دنیوی کاروبار کو دین اور یاد الٰہی سے الگ سمجھتے ہیں۔ مگر وہ مرد مجاہد جنھیں محبت الٰہی کی برکت سے مردانگی مل جاتی ہے اور ان کا ایمان پختہ ہو جاتا ہے ان کا جسم اگر معاملات دنیا میں مصروف رہتا ہے تو وہ صاحب دل مرد مجاہد یاد خدا ﷻ سے بے خبر نہیں ہوتے لیکن قلبی ذکر کا یہ درجہ اس وقت ملتا ہے جب انسان کسی کامل مکمل کے ہاتھ بیعت ہو جائے۔ اس کامل کی صحبت کی برکت ذکر قلبی حاصل ہو جاتی ہے۔

بزرگ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی ؒ (م ۶۳۲ ہجری) نے فرمایا ہے کہ مبتدی فرائض وسنن کو مختصر (اکتفا) کرے اور باقی اوقات کو ذکر الٰہی میں گزارے۔ متوسط کیلئے فرائض وسنتیں ادا کرنے کے بعد باقی اوقات میں تلاوت قرآن مجید کرتا رہے۔

(رسالہ قدسیہ، ص، 51)

حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق ؓ ذکر کی حالت میں رو رہے تھے۔ یاروں نے عرض کی کہ آپ ؓ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ میں اس خوف کے مارے روتا ہوں کہ خدا جانے بارگاہ الٰہی میں میرے اس ذکر کی کچھ قدر بھی ہوگی یا نہ یا دل کی غفلت سے مجھے رونا آتا ہے۔ کہ زبان تو اس کے یاد میں ہے۔ اور دل کو اس سے خبر نہیں۔ کیونکہ رسول خدا ﷺ

www.maktaban.org

نے فرمایا ہلاکت ہے اس آدمی کیلئے جس کی زبان تو ذکر کرے اور دل غافل ہے اس سے جو زبان ذکر کر رہی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ’’وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا‘‘ (پارہ 15، سورۃ الکہف، آیت 28) ایسے آدمی کی اطاعت مت کر، جس کا دل ہمارے ذکر سے غافل ہے۔ کہتے ہیں کہ ڈرنے والوں کا ذکر بے قراری اور بے چینی پیدا کرتا ہے۔ اور رجوع کرنے والوں کا ذکر طلب شوق اور دیدار کو بڑھاتا ہے اور محبوں اور عاشقوں کا ذکر قرب اور خوشی پیدا کرتا ہے آدمی کو لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے دل کو خدا ﷻ کی یاد میں لگائے تاکہ سرور جاودانی اور حیات ابدی حاصل ہو جائے اور دل مطمئن ہو کہ حق سبحانہ کی معرفت کی استعداد پیدا کرے پروردگار سب اہل اسلام کو اپنے ذکر و فکر کی ہدایت و توفیق دے (امین)۔

(ہدایت الانسان الی سبیل العرفان، ص، 40)

عمدۃ المفسرین خواجہ محمد یعقوب ثم الچرخی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے عَلٰی قُلُوْبِهِمْ ان کے دلوں پر مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ان کرتوتوں کے باعث جو وہ کیا کرتے تھے، اس وجہ سے ان کے دل تاریک و سیاہ ہو چکے ہیں اور حق کو قبول نہیں کر رہے ہیں اور ایمان نہیں لاتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے کہ جب بندۂ مومن کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے، اگر وہ توبہ کرلے تو پھر اس کا دل روشن ہو جاتا ہے، اگر توبہ نہیں کرتا تو پھر اس کا سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ حضرت سیدنا امام زجاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سے مراد پہلی چیز جو نافرمانی کی بدبختی اور شومی سے دل میں پیدا ہو جاتی ہے جیسے ابر تنک کو میغ کہتے ہیں یعنی گرد و غبار اور سیاہی زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے، جوں جوں وہ گناہ زیادہ کرتا ہے اس کا دل زیادہ سیاہ اور تاریک ہوتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ یہ سیاہی اور کالک اس کے سارے دل پر غالب آجاتی ہے۔ اسی وجہ دل کی طبع بدل جاتی ہے اور اس پر لعنت کی مہر لگ جاتی ہے اور پھر وہ کافر ہو کر [illegible] روانہ ہوتا ہے، نعوذ باللہ من ذلک. كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ یقیناً انہیں اپنے رب ﷻ (کے دیدار) سے اس دن روک دیا جائے گا، جیسے کہ مومن اس نعمت سے شادکام ہوں گے، یہ آیت اس دعویٰ کی

دلیل بھی ہے کہ قیامت میں مومنوں کو دیدار الٰہی نصیب ہوگا اور کافروں کو نہیں ہوگا۔

بیت ”دیدار تو مومنوں کے لئے ہے۔ منکر تو اس نعمت سے محروم ہوں گے“۔

(تفسیر یعقوب چرخی، ص193)

عمدة المفسرین خواجہ محمد یعقوب ثم الچرخی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اے نیک بخت! جہاں تک تجھ سے ممکن ہو اس کے دوستوں کو دوست رکھ، یعنی مومنوں کو جو حقیقتاً دوستان حق ہیں اور پھر جو اس کے مخلص ترین دوست ہیں جو اولیاء اللہ ہیں، ان کو دکھ نہ دے تاکہ تو کہیں ہلاک و برباد نہ ہو جائے۔

بیت

”بسا اوقات ظاہری صورت نے کئی لوگوں کو گمراہ کیا۔ انہوں نے ظاہری صورت حال پر رویہ
دکھایا مگر انجانے میں وہ اللہ عزوجل کے مقابل و مخالف ہو گئے۔ تو اس کے دوست و محبوب رکھ اور
ان کی صحبت و ہم نشینی کا طلب گار رہ“۔

مثنوی

”اے کریم انسان! تو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے حق کا سبق پڑھ۔ دیکھ کہ القائے شوق اور محبت فراواں میں آپ علیہ السلام کیا فرماتے ہیں میں چلتا ہوں تاکہ مجمع البحرین تک پہنچ جاؤں بحکم خداوندی، اتنی تگ و دو کے بعد جا کر میں کہیں سلطان زمن کا ساتھی بنو۔ میں اتنی وجاہت و سرفرازی اور اتنی اعلیٰ و ارفع اور بلند مرتبت مسند نبوت پر فائز ہونے کے باوجود بحکم ربی متلاشی خضر علیہ السلام ہوا، پس اگر تجھے بھی خلعت زیبائی محبوبیت پہننا ہے تو اپنے آپ سے الگ و آزاد ہو، نفی ذات کر، میں سالوں تک پر و بال کے ساتھ محو پرواز رہا، سالوں تک نہیں بلکہ ہزاروں سال ان گنت و بے شمار، تو ان پاؤں کو زمین پر پڑا مت دیکھ اس لئے کہ عاشق یقین مرتبت تو دل پر چلتا ہے یعنی اس کی حکمرانی دلوں پر ہوتی ہے“۔

(تفسیر یعقوب چرخی، ص207)

دلوں کی ہلاکت

خدا عزوجل کی یاد سے جو شے بھی غافل ہو جائے تو اس کی یہ غفلت اس کی ہلاکت کا

سبب بن جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے جو درخت خدا عزوجل کی یاد کو فراموش کردے تو اس پر آرا چلا دیا جاتا ہے۔ جو لوگ خدا عزوجل کی یاد سے منہ موڑ لیں تو انھیں اس غفلت کی باعث شیطان کے حوالے کردیا جاتا ہے۔ جب کسی شخص پر شیطان مسلط ہوجائے تو اس سے نیک عمل کرنے کی توفیق سلب کرلی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور وہ شخص (دانستہ) اندھا بنتا ہے۔ رحمٰن کے ذکر سے تو ہم مقرر کردیتے ہیں اس کیلئے ایک شیطان پس وہ ہر وقت اس کا رفیق رہتا ہے۔ اور ایک ارشاد ہے بدکاروں پر شیطان مسلط ہے جو انھیں اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل کردیتا ہے۔ جب کسی شخص سے ذکر الٰہی چھین لیا جائے تو وہ ہر قسم کے گناہ اور بداخلاقیوں کا شکار ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اپنے دلوں کو ہلاکت سے محفوظ رکھنا عقلمندی کی علامت ہے۔

عزیز گرامی! قلب (دل) جلوہ گاہ تجلیات ربانی ہے۔ قلب کی حفاظت سب کی ذمہ ہے۔ دل کی سلامتی میں ہم سب کی سلامتی ہے۔ دل بگڑ گیا تو گھربار و اولاد پاس پڑوسی عزیز و اقارب سماج معاشرہ اور سارا ملک بگڑ جاتا ہے۔ دل سنورتا تو دنیا و آخرت سب سنورتی ہے۔ دل سنوارنے کیلئے ذکر و فکر کی ضرورت ہے۔ باطن کو آباد رکھنے کیلئے ذکر الٰہی کی عادت ڈالئے۔ دل کی غذا ذکر الٰہی ہے دنیا کا چین آخرت کا سکون ذکر مولیٰ میں ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْعِلْمُ لَایَحِلُّ عَنْہُ صَدٌّ

ترجمہ: علم سے اعراض کرنا حلال نہیں

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ لِلسَّائِلِ صَدَقَةٌ

ترجمہ: سائل کو نیک کلمہ کہہ کر رخصت کرنا بھی صدقہ ہے۔

حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سخن نرم گوئے باسائل	گرز مالش نمے دہی نفقہ
زانکہ در روئے اہل حاجت ہست	قول خوش از مقولۂ صدقہ

ترجمہ:

اگر خالی ہو جیب اور مرتبہ سائل کا پہچانو
تو میٹھی بات کو خیرات کا نعم البدل جانو

فَطُوْبٰی لِمَنْ تَوَسَّلَ بِهِمْ وَاقْتَدٰی بِهُدٰیهِمْ

ترجمہ: تو مبارک ہیں وہ لوگ کہ جنہوں نے ان (نقشبندیوں) کے ساتھ وسیلہ پکڑا اور ان کی ہدایت کا راستہ اختیار کیا

آٹھواں باب

فضائل نقشبندیہ کا بیان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

نظم خواجہ احمد حسین نقشبندی نے جواہر مجددیہ صفحہ نمبر 18 میں لکھی۔

کیا سلسلوں میں سلسلہ نقشبند ہے	جو نقشبند ہے وہ یقین حق پسند ہے
جس کو حصول سلسلہ نقشبند ہے	واللہ ارجمند ہے وہ ارجمند ہے
طالب کو استواری ایمان ہے نصیب	جس کے سبب سے مرتبہ اس کا دوچند ہے
جولانگہ شریعت غرا میں دیکھئے!	کس زور کس قیام سے ان کا سمند ہے
ایوان معرفت کی ترقی کے واسطے	سب سے سواء سائے میں اُنکے کمند ہے

حضرت سیدنا امام الطریقہ بہاالدین عرف والدین نقشبند ؒ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا طریقہ سب طریقوں سے زیادہ قریب ہے لیکن سنت کو لازم پکڑنا بہت مشکل کام ہے طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں وصول لازم ہے (یعنی معرفت الٰہی)

(مکتوب ن278، ج 2 س)

میرے مخدوم طریقہ عالیہ نقشبندیہ (رحمتہ اللہ علیہم) کے بزرگواروں رحمتہ اللہ علیہم نے اسی تا مسلوک راستہ کو اختیار کیا ہے اور یہ غیر مقررہ راستہ۔ ان بزرگواروں رحمتہ اللہ علیہم کے طریقہ میں مقررہ راہ بن گیا ہے اور بے شمار لوگوں کو اسی راہ سے توجہ وتصرف کے ساتھ مطلب (حقیقی) تک پہنچاتے ہیں اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) کے لئے وصول لازم ہے بشرطیکہ پیر مقتداء کے آداب (یعنی آداب پیر مرشد مربّی) کو مد نظر رکھا جائے کیونکہ اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ مجددیہ) میں بوڑھے (عمر ۶۰ سال کا) اور جوان (۲۵ یا ۳۰ سال کا) اور عورتیں اور بچے (۲ سال سے ۱۰ سال تک) وصول (حاصل کرنے) میں برابر (کے شریک) ہیں بلکہ مردے بھی اس دولت فیضان سے امیدوار ہیں۔

(مکتوب، ج، ص، 1، ن، 200 ایضاً)

حضرت سیدنا امام الطریقہ خواجہ بہاء الحق عرف والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے حق تعالیٰ سے (دعا کرکے) ایسا طریق مانگا ہے جو بلاشبہ مطلوب (حق تعالیٰ) تک پہنچانے والا ہے اور حضرت سیدنا قطب الارشاد خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اوّل میں اس معنی کی وضاحت کے طور پر یہ شعر پڑھا ہے۔

گر شکستی دل دربان راز	قفل جہاں راہمہ بکشادے

ترجمہ: اگر راز و بھید کے دربان کا دل ٹوٹنے کا خدشہ نہ ہوتا تو میں تمام جہان کے تالے کھول دیتا اللہ تعالیٰ ہم کو (ہمارے مریدوں کو) ان بزگواروں (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے طریقہ پر ثابت قدم رکھے۔ (آمین)

(مکتوب ن 200، ج 1 س)

ہمارا مقصود دوستوں کو شوق دلانا ہے

حضرت عندلیب گلشن راز شہباز لامکانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اپنے ایک مرید سے کہ وہ سبق جو طریقہ عالیہ نقشبندیہ (مجددیہ) رحمۃ اللہ علیہم سے اخذ کیا ہے (یعنی حاصل کیا) اس کا تکرار کریں کیونکہ ان بزرگواروں (نقشبندیوی رحمۃ اللہ علیہم) کے طریق میں انتہا ابتداء میں درج ہے اور ان کی نسبت سب نسبتوں سے اعلیٰ ہے کوتاہ اندیش ان باتوں کا یقین کریں یا نہ کریں فقیر (حضرت عندلیب گلشن راز شہباز لامکانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کا مقصود دوستوں کو رغبت اور شوق دلانا ہے مخالف اس بحث سے خارج ہیں۔

ہر کہ افسانہ بخواند افسانہ ایست	ہر کہ نقدش دید خود مردانہ ایست

ترجمہ:

جس نے اسے افسانہ قرار دیا وہ خود افسانہ ہے
یعنی بے حقیقت ہے اور جس نے اسے اپنا مقصد قرار دیا وہ مرد ہے۔

(مکتوب ن 206، ج 1 س)

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (پارہ 30 سورۃ الضحیٰ آیت 11) ترجمہ: تم اپنے رب عزوجل کی نعمت کا

اظہار کرو۔ کے تحت یہ حقیر (حضرت رموزِ اسرار قرآنی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) بعض پوشیدہ اسرار کو معرضِ ظہور میں لایا ہے حق سبحانہ وتعالیٰ طالبان حق کو ان سے بہرہ مند فرمائے اگرچہ یہ فقیر (حضرت رموزِ اسرار قرآنی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) جانتا ہے کہ منکروں کو انکار کی زیادتی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا لیکن مقصود طالبوں کو فائدہ پہنچانا ہے اور منکر اس بحث سے خارج ہیں اور مطمح نظر (مقصد) سے باہر ہیں یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّ یَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا (پارہ 1 سورۃ البقرۃ آیت 26) (اس سے بہت لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور بہت لوگ ہدایت پاتے ہیں) ارباب بصیرت پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ مصلحت کی بنا پر ایک طریقے کو اختیار کرنے سے دوسرے طریقے پر اس کی فضیلت لازم نہیں آتی اور نہ دوسرے طریقے کا نقص ظاہر ہوتا ہے۔

دروازۂ شہر را تواں بست	نتواں دہن مخالفاں بست
شہر کا دروازہ ہو سکتا ہے بند	دشمنوں کا بند منہ ہو کس طرح

(مکتوب ن 291، ج 1 ز)

اس طریقۂ عالیہ کی تمام خوبیاں بزرگی علوشان متابعت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لازم جاننے کی وجہ سے

حضرت عالی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی فضیلت کے بارے میں مولانا محمد ہاشم بن محمد قاسم کی طرف لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين واله واصحابه الطيبين الطاهرين

(سب تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے اور حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل و اصحاب (کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) طیبین وطاہرین پر صلوۃ وسلام ہو، جاننا چاہئیے کہ وہ طریقہ جو اقرب (بہت قریب والا) اسبق (جلد پہنچانے والا) اوفق (کتاب وسنت کے زیادہ موافق) اوثق (زیادہ معتبر و مضبوط) اسلم (تسلیم شدہ) احکم (سب پر غالب) اصدق

(زیادہ سچا) بزرگوں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (زیادہ رہنمائی والا) اعلیٰ (سب سے بلند) اجل (زیادہ بزرگی والا) ارفع (زیادہ بلند) اکمل (زیادہ کامل و مکمل) ہے وہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ ہے

"قدس اللہ تعالیٰ ارواح اھالیھا واسرار موالیھا"

(اللہ تعالیٰ ان کی ارواح کو پاک کرے اور ان کے اسرار کی حفاظت فرمائے)

اس طریقے کی یہ تمام بزرگی اور اس سلسلے کے بزرگوں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی یہ علو شان روشن سنت حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کو لازم جاننے اور ناپسندیدہ بدعتوں سے پرہیز کرنے کی وجہ سے ہے یہی (نقشبندی بزرگ) ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اللہ تعالیٰ اجمعین من الملک المنان کی طرح ان کے کام کی ابتداہی میں انتہا مندرج ہوگئی ہے۔ اور ان کے حضور و آگاہی نے دوام پیدا کر کے درجہ کمال تک پہنچنے کے بعد ان کی آگاہی دوسروں کی آگہی پر فوقیت لے گئی ہے۔

(مکتوبات ن290 ج1 ز)

"فَطُوْبٰی لِمَنْ تَوَسَّلَ بِهِمْ وَاقْتَدٰی بِهُدٰیهِمْ"

تو مبارک ہیں وہ لوگ کہ جنہوں نے ان (نقشبندیوں) کے ساتھ وسیلہ پکڑا اور ان کی ہدایت کا راستہ اختیار کیا

(مکتوبات ن278 ج2 س)

حضرت سیدنا مولانا خواجہ عبدالرحمٰن جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اب یہاں پر خانوادہ خواجگان کے احوال و اقوال کا ذکر کرتے ہیں۔ اور ان کے روشن طریقہ کا بھی۔ (رحمۃ اللہ علیہم) اسی سے معلوم ہوا کہ ان بزرگوں کا طریقہ یعنی اہلسنت والجماعت کا اعتقاد (یعنی عقیدہ) ہے شریعت کے احکام کی اتباع کرنا حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کی پیروی کرنا ہمیشہ عبادت کرنا کہ جس سے وجود غیر کی مزاحمت کے شعور کے بغیر حق سبحانہٗ کی ہمیشہ معرفت حاصل کرتا ہے اب جو گروہ ان عزیزوں کی نفی کرتا ہے تو وہ اس سبب سے ہوگا کہ ہوا و بدعت کی ظلمت نے ان کے ظاہر و باطن کو گھیر لیا ہے حسد اور تعصب کی آلائش کے

غبار نے ان کی بصیرت کی آنکھوں کو اندھا کر رکھا ہے اس لئے ہدایت کے انوار ولایت کے آثار ان کو نظر نہیں آتے اور یہ لوگ اس انوار و آثار کے انکار کرنے سے جنہوں نے مشرق سے مغرب تک گھیر رکھا ہے اپنے اندھے پن کا اظہار کرتے ہیں۔

افسوس قطعہ

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند	کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را
از دل سالک رہ جاذبہ صحبت شان	می برد وسوسہ خلوت وفکر چلہ را
قاصرے گر زند ایں طائفہ را طعن قصور	حاش للہ کہ برآرم بزبان ایں گلہ را
ہمہ شیران جہاں بستہ سلسلہ اند	روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

ترجمہ: نقشبندی بزرگ عجیب قافلہ سالار ہیں جو چپکے سے قافلہ کو حرم پہنچا دیتے ہیں
سالک کے دل سے ان کی صحبت کی کشش وسوسہ خلوت اور فکر چلہ کشی سے بے نیز کر دیتی ہے
اگر کوئی کوتاہ فہم ان کو ناقص جانے یا ان پر زبان طعن دراز کرے تو اس کی مرضی میں تو خدا عزوجل کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا گلہ شکوہ زبان پر لاؤں
جہان کے تمام شیر اسی سلسلہ سے بندھے ہوئے ہیں لومڑی اپنے رکیک حیلوں سے اس سلسلہ کو درہم برہم نہیں کر سکتی۔

(نفحات الانس ص442-443)

حضرت سیدنا سراج السالکین خواجہ محمد بن سلیمان بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے طریقہ نقشبندیہ اور اس کے پیروکار کی ایک جامع تعریف کی ہے: یعنی طریقہ نقشبندیہ دراصل طریقہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ہی ہے نہ تو اس میں کچھ اضافہ ہوا ہے اور نہ ہی اس میں کمی واقع ہوئی ہے کہ جو ظاہری و باطنی طور پر دائمی عبادت سے عبارت ہے جس میں اتباع سنت کا کامل التزام کیا گیا ہے اور تمام حرکات وسکنات میں بدعت ورخصت سے اجتناب کے ساتھ ہی خود فراموشی۔ کے دوران دائمی حضور بھی ہو۔ (الحدیقۃ الندیہ)

چونکہ طریقہ نقشبندیہ طریقہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ہی ہے اور اس کی بنیاد ہی

اتباع سنت ہے اس لئے حضرت امام الطریقہ خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میرے طریقہ (نقشبندیہ) سے جو کوئی روگردانی کرے اس کا ایمان خطرہ میں ہے۔

ہر از طریقہ ما روی گرداند	خطر دین دارد

اعتدال اور اتباع سنت جو نقشبندی سلسلہ کی بنیاد ہے کی وجہ سے عالم اسلام میں علماء کی کثیر تعداد نے اسے قبول کیا۔ اور اس سلسلے کے مشائخ کے حلقہ ہائے ارادت میں داخل ہوئے۔ یہ صرف دور وسطی کے علماء تک محدود نہیں تھا بلکہ دور آخر میں اس سلسلہ میں نام ور مشائخ طریقت حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا خالد کردی رومی اپنے ایک مکتوب بنام شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ میں لکھتے ہیں کہ اس وقت ایک سو متبحر اور صاحب تصانیف علماء مجھ سے اجازت وخلافت حاصل کر چکے ہیں اور پانچ سو علماء مجھ سے بیعت ہوئے ہیں۔

(مقامات معصومی ج 1 ص 14)

حضرت سیدنا سراج الملۃ مؤید الدین الرضی خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا انجذاب اور محبت الٰہی کا طریقہ مقصود تک پہنچانے والا ہے۔ اور اس کا رُخ سوائے ذات حق سبحانہ کے اور کسی طرف کو نہیں ہے۔ بخلاف دوسرے طریقوں کے کہ ان کا رُخ انوار کی طرف بھی ہے۔ ناچار بعض ان ہی انوار میں رہ جاتے ہیں۔ یہ انجذاب ومحبت تمام افراد انسانی میں ہے مگر پوشیدہ ہے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ اسی انجذاب کی تربیت کرتے ہیں۔

(مشائخ نقشبندیہ ص 183)

حضرت سیدنا علامہ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے: صرف سلسلہ نقشبندیہ ہی ایسا سلسلہ ہے جو کہ کدورت اور جہلہ صوفیہ سے پاک ہے۔

(الحدیقۃ الندیۃ بحوالہ مقامات معصومی ج 1 ص 15)

حضرت سیدنا مجدد اعظم الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ جس طریقہ کے ساتھ حق تعالیٰ نے اس حقیر (حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو ممتاز کیا ہے اس کی بنیاد نسبت نقشبندیہ ہے جس کی ابتداء میں دوسروں (سلاسل) کی انتہا مندرج ہے اسی بنیاد پر

بہت سی عمارتیں اور محل بنائے گئے ہیں اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ پہنچتا یعنی بخارا (شریف) و سمرقند (شریف) سے اس بیج کو لا کر زمین ہند میں لا کر جس کا خمیر مدینہ مبارکہ حرم شریف کی خاک سے ہے بویا اور فضل (و کرم) کے پانی سے کئی سالوں تک اس کو سیراب کیا اور احسان کی تربیت سے اس کی تربیت کی جب وہ کھیتی کمال تک پہنچ گئی۔ ان علوم و معارف کا ثمرہ اس سے حاصل ہوا۔ (سبحان اللہ)

(مکتوب ج2، ن260 س)

وہ شخص بہت ہی بدقسمت ہے جو اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) میں داخل ہو اور استقامت اختیار نہ کرے

حضرت شیخ الاسلام مقبول یزداں خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ یہ طریقہ کیونکر اقرب (زیادہ قریب خدا تک پہنچانے میں) اور موصل نہ ہو جب کہ (دوسروں کی) انتہا اس کی ابتداء میں مندرج ہے وہ شخص بہت ہی بدقسمت ہے جو اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) میں داخل ہو اور استقامت اختیار نہ کرے۔ اور بے نصیب چلا جائے۔

خورشید نہ مجرم ار کسے بینا نیست

ترجمہ: سورج کا کیا قصور اگر کوئی خود ہی نابینا ہو۔

(مکتوب ن221، ج2 س)

آئینہ صورت از سفر دور است	کاں پذیرائے صورت از نور است

ترجمہ: آئینہ جو صورت قبول کرتا ہے حرکت و سفر کرنے سے دور ہے بلکہ وہ صورت کو اپنی نورانیت کی وجہ سے قبول کرتا ہے۔

(مکتوب ن42، ج2 س)

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین	طعنہ زند بردہ! سُخرہ کند بر چلہ

(حضرت مطلع انوار عندلیب گلشن راز مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) کہ میرے پیر (حضرت تاج الاولیاء خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) اور بخدا میرے رہنما (حضرت تاج

الاولیاء خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) جن کے وسیلہ سے میں (حضرت مطلع انوار عندلیب گلشن رازمجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس راستے (طریق عالیہ نقشبندیہ) میں آنکھیں کھولیں ہیں اور انکے توسط (وسیلہ) سے طریقت میں لب کشائی کی ہے اور طریقت میں الف و با کا سبق انہی سے لیا ہے اور مولویت کا ملکہ بھی میں نے انہی کی توجہ (تصرف) شریف سے حاصل کیا ہے۔ اگر مجھ میں علم ہے تو انہی کے طفیل اور اگر معرفت ہے تو وہ بھی انہی کے التفات (نظر) کا اثر ہے میں نے اندراج النہایہ فی البدایہ کا طریقہ انہی سے سیکھا ہے اور قیومیت کے طریقہ پر نسبت انجذاب بھی انہی سے اخذ کی ہے اور ان کی ایک نگاہ سے میں (حضرت مطلع انوار عندلیب گلشن رازمجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے وہ کچھ دیکھا ہے کہ لوگ چالیس دن کے چلہ میں بھی نہیں دیکھ سکتے اور ان کے ایک التفات (نظر) سے میں (حضرت مطلع انوار عندلیب گلشن رازمجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے وہ کچھ پایا کہ دوسرے سالہا سال میں بھی حاصل نہیں کر سکتے۔

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین	طعنہ زند بردہ! سُخرہ کند بر چلہ

تبریز نے شمس دین نے ایک نگاہ میں جو کچھ پایا وہ دس روزہ خلوت پر طعنہ زن اور چالیس روزہ چلے کا مذاق اڑاتا ہے۔ اسی مکتوب میں ایک صفحہ آگے فرماتے ہیں۔

نقشبند ندو لے بند بہر نقش نیند	ہر دم از بو العجبی نقشِ دگر پیش آرند
نقشبندانے ولیک از نقش پاک	نقش ما ہم گرچہ پاک از لوح خاک

نقشبند کہلاتے ہیں مگر کسی نقش میں بند نہیں ہیں اپنے کمال اور بو العجبی سے ہر ساعت نہایت عمدہ نقش پیش کرتے ہیں۔ نقشبند کہلاتے ہیں لیکن ہر نقش سے پاک ہیں اگرچہ ہمارا نقش بھی لوح خاک سے پاک ہے۔

(مکتوب ن42، ج2 س)

نقشبندیوں کیلئے تین چیزوں کا ہونا لازمی

حضرت شیخ کبیر شیخ المشائخ خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ہمارے طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کا مدار ان تین چیزوں پر ہے

اول: اہلسنت و جماعت کے عقائد پر پکا ہونا

دوسرے دوامِ حضور

تیسرے عبادت

جس کسی میں ان تینوں میں سے ایک میں فتور آگیا وہ ہمارے طریقۂ عالیہ (نقشبندیہ) سے نکل گیا اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں کہ عزت دیکر پھر ذلیل نہ کرے اور قبول کر کے رد نہ کرے۔ (آمین)

(مکتوبات باقی باللہ، ن،3، ص،35)

نقشبندی کیلئے اہلسنت (سنی) ہونا لازم ہے

حضرت شہباز لامکانی زبدۃ الوصلین خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تمام احوال کرامات مواجید ہمیں دے دیں اور ہماری حقیقت کو اہل سنت و جماعت کے عقائد کے ساتھ آراستہ نہ کریں تو سوائے خرابی کے ہم کچھ نہیں جانتے اور اگر تمام خرابیوں کو ہم پر جمع کر دیں لیکن ہماری حقیقت کو اہلسنت و جماعت کے عقائد سے نواز دیں تو پھر کچھ خوف نہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے احکام شریعت کے اجراء میں کوشاں رہیں ہزار ہا عبادتوں سے بہتر ہے حضرت نبی کریم (محمد مصطفیٰ ﷺ) نے اصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مخاطب کر کے فرمایا تم ایسے زمانے میں ہو کہ اگر اوامر و نواہی میں سے دسویں حصہ کو ترک کرو تو ہلاک ہو جاؤ اور تمھارے بعد ایسے لوگ آئیں گے کہ اگر اوامر و نواہی میں سے دسویں حصہ کو بجالائیں گے تو خلاصی پائیں گے اب یہ وقت وہی ہے اور یہ آدمی وہی آدمی ہیں۔

گوئے توفیق و سعادت درمیان افگندہ اند	کس بمیداں در نمے آید سواراں را چہ شد

ترجمہ: توفیق و سعادت کا گیند میدان میں پڑا ہے سواروں کو کیا ہو گیا ہے کہ اسے اٹھانے کے لئے کوئی آگے نہیں بڑھتا۔

اور اسی مکتوب کے شروع میں مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ اہلسنت و جماعت والے

یہ وہی لوگ ہیں جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طریق پر ہیں اور ان علوم سے جو کتاب (قرآن) وسنت (سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے حاصل ہوئے ہیں وہی معتبر ہیں جو ان بزرگواروں (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے کتاب (قرآن) و سنت (آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اخذ کیے ہیں اور سمجھے ہیں کیونکہ ہر بدعتی و گمراہ (فرقوں والے) بھی اپنے فاسد عقائد کو اپنے خیال فاسد میں کتاب وسنت ہی سے اخذ کردہ معانی میں سے کسی معنی میں اعتبار چاہیے۔

(مکتوب ن، 193، ج، 1 س)

فائدہ صوفی: معلوم ہوا کہ قرآن و مجید و حدیث نبوی کے صرف معنی قابل اعتبار ہیں جو علماء اہلسنت بزرگان دین (جملہ سلاسل والے) نے بیان کیے ہیں یہ ایسا ضابطہ ہے کہ اسے اختیار کرنے سے انسان گمراہ فرقوں کے اثر سے محفوظ رہتا ہے۔

سالکوں کو بھاری نفلی ریاضتوں سے نجات مل گئی

آپ (حضرت سلطان المشائخ خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) نے تصوف میں تربیت ظاہراً شیخ المشائخ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور باطناً اویسی طور پر حضرت شہنشاہ طریقت خواجہ عبدالخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ (حضرت سلطان المشائخ خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) پہلے سلوک کی ابتداء میں زبانی ذکر شامل تھا جس کو آپ (حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمۃ اللہ علیہ) نے الہام کی بنا پر بند کیا اور قلبی مخفی ذکر سے شروعات کروائی اور اس کو نسبت ''یادداشت'' تک پہنچایا اس سے فائدہ یہ ہوا کہ سالکوں کو بھاری نفلی ریاضتوں سے نجات مل گئی اور آسانی سے ''وصل الٰہی'' نصیب ہونے لگا جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین کا طریقہ تھا تصوف کا یہ طریقہ (نقشبندی) اور طریقوں سے بہت زیادہ مقبول ہوا ہے۔

(پیش لفظ، کلمات قدسیہ، ص، 4) فن

بزرگ حضرت سیدنا شیخ الشیوخ بہاء الحق والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ

ہمارا طریقہ عروۃ الوثقی ہے یعنی مضبوط کڑا۔ تاجدار مدینہ ﷺ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑنا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آثار کی پیروی کرنا ہے۔ اس طریقہ میں تھوڑے عمل کے ساتھ بہت سی فتوحات حاصل ہوتی ہیں لیکن سنت کے کام کی پیروی یہی بڑا کام ہے جو شخص اس طریقہ (نقشبندیہ) سے منہ پھیرے اس کے دین میں خطرہ ہے۔

(نفحات الانس ص417)

حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں۔ کہ جس نے مجھے اپنے کندھے پر اٹھا کر ان کی ڈولی کے سامنے جو کہ نورانی انوار سے بھری تھی رکھی آپ نے توجہ فرمائی اور ایک سیر مصری کرمانی عنایت فرمائی۔ آج ساٹھ سال گزر چکے ہیں کہ اب تک ان کے چہرے مبارک کی صفائی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور ان کے دیدار مبارک کی لذت میری دل میں موجود ہے۔ بیشک اعتقاد ارادت محبت کا رشتہ جو فقیر کو خواجگان (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہم کے خاندان کے ساتھ ہے وہ ان کی نظر مبارک کی برکت سے ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ خدا ﷻ کے احسان وکرم سے اسی تعلق کی برکت سے ان حضرات کے دوستوں مخلصوں کے زمرہ میں اٹھایا جاؤں۔ (سبحان اللہ)

(نفحات الانس ص423)

فنا فی اللہ اور بقا باللہ اور ولایت خاصہ

حضرت قیوم اول شہباز لامکانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مخدوم گرامی جس راستے کو ہم طے کرنے کے درپے ہیں وہ سارا سات قدم ہے۔ جس طرح انسان کے سات لطیفے ہیں (قلب، روح، سر، خفی، اخفی، نفس، قالب) دو قدم تو عالم خلق میں ہیں جو قالب (بدن) اور نفس سے تعلق رکھتے ہیں اور پانچ قدم عالم امر میں ہیں جو (قلب، روح، سر، خفی، اخفی) سے تعلق رکھتے ہیں ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم میں دس ہزار (10000) حجابات اٹھاتے ہیں یہ حجابات نورانی ہوں یا ظلماتی (سیاہ) "اِنَّ اللّٰہَ سَبْعِیْنَ اَلْفُ حِجَابٌ مِّنْ نُوْرٍ وَّ ظُلْمَۃٍ" بیشک اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ستر ہزار (70000)

پردے ہیں نور اور ظلمت کے اوّل قدم جو عالم امر میں رکھتے ہیں تجلی افعال ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے قدم پر تجلی صفات تیسرے قدم پر تجلیاتِ ذاتیہ کا آغاز ہو جاتا ہے پھر تجلیات کے فرق کے مطابق آگے ترقی کرتا چلا جاتا ہے جیسا کہ اہل معرفت سے پوشیدہ نہیں اور ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم پر بندہ اپنے سے دور اور حق سبحانہٗ تعالیٰ کے نزدیک ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ ان قدموں کے مکمل ہونے کیساتھ قرب الٰہی بھی مکمل ہو جاتا ہے اس وقت وہ (شخص) فنا اور بقا (فنا فی اللہ اور بقا باللہ) سے مشرف کر دیا جاتا ہے اور ولایت خاصہ کے درجہ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ (عظام رحمۃ اللہ علیہم) نے اس سیر کی ابتداء عالم امر سے اختیار کی ہے اور عالم خلق کو بھی اس سیر کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں بخلاف دوسرے سلاسل کے مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے لہٰذا طریقۂ نقشبندیہ وصول کے لئے دوسرے سب طریقوں سے زیادہ قریب ہے تو ضروری طور پر دوسروں کی انتہا ان کی ابتداء میں درج ہے۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

ترجمہ: میرے گلستان سے۔ میری بہار کا اندازہ کر لو

مجدد اعظم رحمۃ اللہ کچھ سطر آگے جا کر تحریر فرماتے ہیں

تو سوچنا چاہئے کہ جس گروہ کی ابتداء میں دوسروں کی نہایت درج ہے ان کی نہایت کیسی ہوگی اور دوسروں کے علم میں ان کی نہایت کیسے آ سکتی ہے۔

"وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّاھُوَ" (پارہ 29، سورۃ المدثرؔ، آیت 31)

''اور اللہ کے لشکروں کے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا''

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن و قصور حاش للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را

اگر کوئی کوتاہ فہم ان کو ناقص جانے یا ان پر زبان طعن دراز کرے تو اس کی مرضی میں تو خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا گلہ شکوہ زبان پر لاؤں

ہمہ شیران جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

جہان کے تمام شیر اسی سلسلہ سے بندھے ہوئے ہیں لومڑی اپنے رکیک حیلوں سے اس سلسلہ کو درہم برہم نہیں کرسکتی اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اس نادر الوجود گروہ (نقشبندیوں) کی صحبت ومحبت نصیب فرمائے۔ حضرت مبارک مدظلہ العالیہ فرماتے ہیں یہ مکتوب ہر سالک پڑھے اور شکر ادا کرے یاالٰہی تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمیں سلسلہ عالیہ میں داخل فرمایا۔

(مکتوب، ج، ص، 1، ن، 58)

نقشبندیوں کا طریقہ نہایت بدایت میں درج ہے

حضرت خواجگان نقشبندیہ رحمہم اللہ کا طریقہ نہایت کے ابتداء میں اندراج پر مبنی ہے اور یہ طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) بعینہٖ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے کیونکہ ان بزرگوں (یعنی اصحابِ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کو حضور اکرم مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں وہ کچھ میسر آ گیا کہ اولیاءِ امت رحمۃ اللہ علیہم کو نہایت النہایہ میں جا کر اس کمال کا تھوڑا سا حصہ ہاتھ آتا ہے لہٰذا ایک شخص نے حضرت (شیخ المشائخ) عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے سوال کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تو آپ (حضرت شیخ المشائخ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ) نے جواب دیا وہ غبار جو حضور اکرم (احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی معیت (صحبت) (قرب) میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ کئی مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے افضل و بہتر ہے تو ناچار ان حضرات کا سلسلہ سلسلۃ الذہب قرار پایا اور طریقہ (عالیہ) نقشبندیہ کی فضیلت و بزرگی دوسرے تمام سلاسل پر اسطرح مضبوط دلائل کے ساتھ ثابت ہو چکی ہے جیسے اصحابِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے زمانے کی فضیلت دوسرے تمام زمانوں پر ہے وہ جماعت (گروہ صوفیاء نقشبند) جسے آغاز ہی میں کمالِ فضل سے حصہ عطا کر دیا گیا ہو ان کے کمالات کی حقیقت پر دوسروں کا مطلع (باخبر) اور آگاہ ہونا بہت ہی مشکل ہے ان کی نہایت تمام دوسروں کی نہایت سے فائق و اعلیٰ ہے۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

میرے باغ کی رعنائی سے میری بہار کی اچھائی کا اندازہ کرلو

(مکتوب، ج، 1، ن، 66 س)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ رضی الدین محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ نے ترقی بعد الموت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت (شیخ اکبر) شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص نیت صحیح اور اعتقاد درست کے ساتھ حق سبحانہ کی راہ میں آئے اور شریعت غرا کے آداب کما حقہ بجالائے اور اس کو عین حیات میں اس گروہ کے اذواق ومواجید حاصل نہ ہوں تو البتہ موت کے بعد اس کو اس گروہ کے احوال واذواق عطا کیے جاتے ہیں۔ حضرت قطب الارشاد سید رضی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو نقل کر کے تھوڑی دیر تامل کیا اور فرمایا بلکہ ایسے شخص کو اسی جہان میں سکرات موت کے وقت اس دولت (فیضان) سے مشرف کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد زبان مبارک سے فرمایا کہ اعتقاد درست اور احکام شریعت کی رعایت اور اخلاص اور حق سبحانہ کی جناب میں دائمی توجہ سب سے بڑی دولت ہے کوئی ذوق ووجدان اس بڑی نعمت کے برابر نہیں۔

این داشتہ باشد گو دگر ہیچ مباش

(مشائخ نقشبندیہ ص183)

حضرت سیدنا خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں۔ جس زمانہ میں کہ حضرت خواجہ امام الطریقہ سیدنا بہاء الحق والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سفر مبارک میں گئے تھے خراسان کے ایک صاحبزادہ کو ذکر کی تعلیم فرمائی تھی لوٹنے کے وقت ان سے کہا گیا کہ فلاں شخص نے کہ ذکر کے سبق میں تکرار کی تعلیم حاصل کی تھی۔ اب اس نے مشغولی کم کر دی ہے۔ فرمایا مضائقہ نہیں پھر اس سے آپ نے فرمایا کہ ہم کو کبھی تم نے خواب میں دیکھا ہے اس نے کہا ہاں فرمایا کہ یہی کافی ہے۔ اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو تھوڑا سا تعلق بھی ان بزرگوں (خواجگان نقشبند) سے ہو، امید ہے کہ آخر الامر انہیں سے مل جائے گا

اور وہ ان کی نجات اور بلندی درجات کا سبب ہو جائے گا۔

(نفحات الانس ص 418)

مسئلہ: حضرت سیدنا شیخ الشہیر با فتادہ آفندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص جائز مراد دل میں رکھتا ہے لیکن تکمیل سے پہلے فوت ہو جائے تو اسے وہ مراد ضرور ملے گی مثلاً کوئی حج کعبہ کو جا رہا ہو کہ راستہ میں موت واقع ہو تو اس کے دو حج لکھے جائیں گے۔

فائدہ: صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ (پیر و مرشد) سے سنا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ جو ارضِ بشریت سے چل کر مقام قلب تک پہنچتا ہے کہ ابھی منزل طے نہیں ہوئی کہ موت آ گئی تو اسے ان حضرات جیسا اجر نصیب ہو گا جو اس منزل کو طے کر چکے اس لئے کہ وہ طلب میں سچا اور اس نے تا وقوع موت راستہ کو نہ چھوڑا بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ برزخ میں کسی کامل شیخ کی روح کی وساطت سے اس کی تکمیل فرمائے گا اسے براہِ راست اپنے فضل و کرم سے فیضیاب فرمائے گا۔ اسی طرح کئی سالکین کے لئے عالم برزخ میں ہوا۔ اسی کی نظیر شریعت مطہرہ سے بھی ملتی ہے۔

(روح البیان ترجمہ ج 5 ص 234)

طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں رفعت التزام سنت اور بدعت سے اجتناب

حضرت مخدوم زادہ (شیخ المشائخ خواجہ سیدنا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ) کو معلوم ہونا چاہے کہ اس بلند طریقہ عالیہ نقشبندیہ اور طبقہ نقشبندی کی رفعت التزام سنت اور بدعت سے اجتناب کے باعث ہے اس لئے اس بلند طریقہ نقشبندیہ کے اکابر نے ذکر جہر سے اجتناب فرمایا ہے اور ذکر قلبی کی تلقین کی ہے اور سماع و رقص وجد و تواجد سے جو آنحضور (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں نہیں تھا منع کیا ہے اور خلوت نشینی اور چلہ کشی جو زمانہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں نہیں تھی اس کے بجائے خلوت در انجمن کو اختیار کیا ہے تو لازماً اس التزام و پابندی (شریعت) پر نتائج عظیمہ مرتب ہوئے ہیں اور بدعت سے بچنے پر ثمرات کثیرہ حاصل ہوئے ہیں اسی بناء پر یہ بات ہے کہ دوسروں کی

نہایت (انتہا) ان کی بدایت (ابتداء) میں درج ہے اور ان کی نسبت دوسروں کی نسبتوں سے فائق و اعلیٰ ہے ان کا کلام امراض قلبیہ کیلئے دوا اور ان کی نظر علل معنویہ سے شفاء بخشتی ہے اور ان کی اعلیٰ توجہ طالبوں کو کونین کی گرفتاری سے نجات عطا کرتی ہے اور ان کی بلند ہمت مریدوں کو پستی امکان سے بلندی وجوب تک پہنچاتی ہے۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند	کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را
از دل سالک راہ جاذبہ صحبت شاں۔	برد، وسوسہ خلوت وفکر چلہ را

نقشبندی بزرگ عجیب قافلہ سالار ہیں جو پوشیدہ راستے سے قافلہ کو حرم تک پہنچا دیتے ہیں۔ سالکِ راہ کے دل سے ان کی صحبت کا جاذبہ وسوسہ خلوت اور فکر چلہ کشی کو مٹا دیتا ہے۔

(مکتوب، ج،1، ن،168 س)

نقشبندی سلسلہ میں زبان سے ذکر کرنا بدعت فی الطریقہ

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں لسانی ذکر بدعت فی الطریقہ ہے حضرت مبارک مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ تمام امور زبان حال سے متعلق ہیں طریقہ عالیہ نقشبندیہ شریفہ میں کوئی سبق قال (زبان) سے متعلق نہیں ہے بلکہ لسانی اذکار کو صوفیاء نقشبندیہ شریف سے مسمی کرنا (شامل کرنا) بدعت فی الطریقت ہے۔

(ہدایت السالکین، ص، 377)

فضیلت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور پیر ہدایت علی رحمۃ اللہ علیہ

طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کے سر حلقہ حضرت امیر المومنین سیدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جن کا مرتبہ تمام مخلوق میں بعد الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور ان کی بزرگی بوجہ قوتِ ایمانی و نسبت باحق تعالیٰ ہے لہٰذا یہ بزرگ اپنی نسبت طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) کو اوروں کے مقابلہ میں زیادہ ترجیح دیتے ہیں اور حضرت خواجہ خوجگان قبلہ درویشاں بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ ہم نہایت کو (یعنی دوسروں کی انتہا) ابتداء میں درج کرتے ہیں خلوت در انجمن سے یہ مراد ہے کہ کل خیالات کو دل سے دور کیا جائے اور انجمن

(لوگوں) میں دل خدا کے ساتھ رہے اور اس طریق میں جذبہ سلوک پر مقدم ہے اور سیر کی ابتداء عالم امر (یعنی قلب روح سر خفی اخفیٰ) سے ہے اور دوسرے طریقوں میں عالم خلق سے ہے اور یہاں عالم خلق کی سیر خود بخود طے ہو جاتی ہے حضرت خواجہ خوجگان قبلہ درویشاں بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارا طریق سب طریقوں سے اقرب (یعنی قریب) ہے اور (حضرت خواجہ خوجگان قبلہ درویشاں بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کہ حق تعالیٰ سے میں نے ایسا طریق طلب کیا ہے جو بیشک موصل ہے اور آپ (حضرت خواجہ خوجگان قبلہ درویشاں بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کی یہ التجا قبول ہوگئی ہے رشحات (ایک کتاب کا نام ہے) میں حضرت سلطان طریقت مقبول یزداں خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ یہ طریقہ کیونکر اقرب (قریب) اور موصل نہ ہو جب کہ انتہا اس کی ابتداء میں درج ہے وہ شخص بہت ہی بد نصیب ہے جو اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) میں داخل ہو اور استقامت اختیار نہ کرے اور بے نصیب چلا جائے اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) کے بزرگواروں نے احوال و مواجید کرامات وغیرہ کو شریعت کے تابع کیا ہے احکام شرعیہ کے قیمتی موتیوں کو بچوں کی طرح وجد و حال کے جوز و مویز کے عوض ہاتھ سے نہیں دیا ہے سماع اور رقص کو پسند نہیں کرتے ہیں ذکر جہر کی طرف توجہ نہیں کرتے یہ بزرگ جیسے نسبت کے عطا کرنے پر قادر ہیں ویسے ہی نسبت کے سلب کرنے کی پوری طاقت رکھتے ہیں اور اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) میں زیادہ تر فائدہ استفادہ خاموشی میں ہے ان بزرگوں (نقشبندیوں) نے فرمایا جس نے ہماری خاموشی سے فائدہ نہ اٹھایا وہ بات کر کے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے اور ان بزرگواروں کی توجہ ابتداء ہی سے احدیت مجردہ کی طرف ہے اور اسم وصف سے سوائے ذات کے کچھ نہیں چاہتے اور معلوم ہو کہ اس توجہ کے مناسب اور اس مقام کے موافق خاموشی اور گونگا ہونا لازمی ہے۔

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ كَلَّ لِسَانُهٗ

جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اس کی زبان گونگی ہوگئی۔

(مکتوب، ج، 1، ن، 221 (ہدایت علی)

چاروں سلاسل میں سے کونسا سلسلہ اختیار کرنا چاہئیے

تمام طریقوں میں سے طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کا اختیار کرنا بہت مناسب اور بہتر ہے۔ کیونکہ ان بزرگواروں (نقشبندیوں) نے سنت کی متابعت کو لازم پکڑا ہے اور بدعت سے کنارہ کیا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر متابعت (اتباعِ سنت) کی دولت ان کو حاصل ہو اور احوال (کشف وغیرہ) کچھ نہ رکھتے ہوں تو خوش ہیں اور اگر باوجود احوال (کشف) کے متابعت میں قصور معلوم کریں تو ان احوال کو پسند نہیں کرتے (حضرت قطب الاقطاب زبدۃ الواصلین خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اگر تمام احوال و مواجید کرامات ہمیں دے دیں اور ہماری حقیقت کو اہل سنت و جماعت کے اعتقاد سے نہ نوازیں تو سوائے خرابی کے کچھ نہیں جانتے اور اگر اہل سنت و جماعت کا اعتقاد ہم کو دے دیں اور احوال و کرامات وغیرہ کچھ نہ دیں تو پھر کچھ غم نہیں ہے اور نیز اس طریقۂ عالیہ نقشبندیہ میں نہایت بدایت میں مندرج ہے پس اس بزرگ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے حضرات پہلے قدم میں وہ کچھ حاصل کرلیتے ہیں جو دوسرے سلاسل (عالیہ قادریہ۔ عالیہ چشتیہ۔ عالیہ سہروردیہ) والوں کو نہایت میں جا کر حاصل ہوتا ہے اگر فرق ہے تو صرف اجمال و تفصیل اور شمول و عدم شمول کا فرق کا ہے یہ نسبت بعینہٖ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت ہے کیونکہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم حضرت خیر البشر (تاجدار مدینہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پہلی صحبت میں وہ کچھ حاصل کرلیتے جو اولیاءِ امت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو نہایت میں بھی شاید ہی حاصل ہو یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ الاسلام مقبول یزداں خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ جو خیر التابعین ہیں لیکن حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچتے جس کو صرف ایک ہی دفعہ خیر البشر (تاجدار مدینہ احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صحبت نصیب ہوئی کیونکہ صحبت کی بزرگی تمام فضیلتوں اور کمالوں سے بڑھکر ہے اس لئے کہ ان کا ایمان شہودی ہے اور دوسروں کو یہ دولت ہرگز نصیب نہیں ہوئی۔

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

(مکتوب، ج، 1، ن، 210 س)

تمام طریقوں میں زیادہ قریب نقشبندیہ طریقہ ہے

خواجگان نقشبندیہ رحمہ اللہ کا طریقہ حق تعالیٰ تک پہنچانے والے طریقوں میں سب سے زیادہ قریب ہے اور دوسروں کی نہایت ان بزرگواروں رحمۃ اللہ علیہم کی بدایت میں درج ہے اور ان کی نسبت تمام نسبتوں سے بلند ہے یہ سب کچھ اس بناء پر ہے کہ اس سلسلہ عالیہ (نقشبندیہ) میں التزام سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور بدعت سے اجتناب ہے یہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہم حتی الامکان رخصت پر عمل کرنا جائز نہیں رکھتے اگرچہ بظاہر باطنی طور پر اسے نفع بخش ہی پائیں اور عزیمت پر عمل کرنے کو ہاتھ سے (جانے) نہیں دیتے اگرچہ صورت کے لحاظ سے سیرت اور طریقہ میں نقصان وہ ہی محسوس کریں ان بزرگوں رحمۃ اللہ علیہم نے احوال و مواجید کو احکام شرعیہ (قرآن کریم) کے تابع کیا ہے اور اذواق و معارف کو علوم شرعیہ کا خادم تصور کیا ہے شرع شریف کے نفیس موتیوں کو بچوں کی مانند وجد وحال کے اخروٹ اور انگوروں کے عوض نہیں لیتے اور صوفیہ کی بے اصل باتوں سے مغرور اور فتنہ میں نہیں پڑتے نصوص شرعیہ کے مقابلہ میں فصوص الحکم (ابن عربی رحمہ اللہ کی کتاب) کی باتوں کو اختیار نہیں کرتے اور فتوحات مدنیہ (نبی علیہ السلام کی سنت) کو چھوڑ کر فتوحات مکیہ (ابن عربی قدس اللہ سرہٗ کی کتاب) کی طرف التفات نہیں کرتے ان کا حال دائمی ہے اور ان کا وقت پائیدار ہے وہ تجلی ذاتی جو دوسروں کو بجلی کی چمک کی طرح نصیب ہوتی ہے ان بزرگواروں رحمۃ اللہ علیہم کو دائمی طور پر نصیب ہے وہ حضور جو تھوڑی دیر بعد باقی نہ رہے ان (بزرگوں) کے ہاں اعتبار سے ساقط ہے۔

"رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" (پارہ 18، سورۃ النور، آیت 37)

"وہ ایسے لوگ ہیں جنہیں تجارت اور سوداگری اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرسکتی"

لیکن ہر ایک کا فہم ان کے مذاق (ذوق) تک نہیں پہنچ سکتا بلکہ ممکن ہے کہ اس طریقۂ عالیہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم کے کوتاہ اندیش لوگ ان کے کمالات کا انکار ہی کر بیٹھیں۔

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن وقصور حاش للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را

اگر کوئی کوتاہ ہمت اس گروہ نقشبندیہ پر اعتراض کرے تو وہ جانے میں تو اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ اس گلہ کو زباں پر لاؤں (مکتوب، ج، 1، ن، 131 س)

عزیمت پر عمل رخصت سے اجتناب

طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں نفس کی مخالفت زیادہ ہے اس لئے یہ طریقہ سب سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ ان بزرگوں رحمۃ اللہ علیہم نے عزیمت پر عمل اختیار کیا ہے اور، رخصت سے اجتناب کرتے ہیں اور سب جانتے ہیں کہ عزیمت میں دو جزؤں (حرام اور فضول سے اجتناب) کی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے بخلاف رخصت کے کہ اس میں صرف حرام سے اجتناب ہے۔ پس نفس کی مخالفت اس طریقہ میں بدرجۂ اتم ہے لہٰذا یہی طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) سب سے اقرب ہے اسلئے طالب کے لئے یہ طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) اختیار کرنا اولیٰ (بہت اچھا) اور انسب ہے کیونکہ یہ نہایت ہی قریب ترین راہ ہے اور ان بزرگوں رحمۃ اللہ علیہم کا مطلب و مقصود بھی کمال بلندی پر واقع ہے۔

ان نقشبندی بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) کے متاخرین خلفاء کی ایک جماعت نے (اس وقت حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہ کے وقت میں ابھی تو درجنوں جماعتیں اس طرح کرتی ہیں خدا عزوجل امان میں رکھے) ان بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) کے طور اطوار چھوڑ کر بعض نئی نئی باتیں اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) میں نکالیں اور سماع و رقص اور ذکر جہر اختیار کیا اس کا منشاء اس بزرگ خانوادہ رحمۃ اللہ علیہم کے اکابر کی نیتوں کی حقیقت تک نہ پہنچنا ہے ان متاخرین کا خیال ہے کہ محدثات اور مبتدات سے اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کی تکمیل و ترویج کر رہے ہیں جبکہ اس طرح یہ اس طریقۂ عالیہ (نقشبندیہ) کی تخریب اور اس کو ضائع کرنے میں کوشاں ہیں۔

وَاللّٰهُ يُحِقُّ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ

(مکتوب، ج،2،ن،286 س)

اکابرین نقشبندیوں (رحمۃ اللہ علیہم) کی عبارات ہماری نسبت تمام نسبتوں سے فائق ہے

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے اکابرین رحمۃ اللہ علیہم کی عبارات میں جو واقع ہوا ہے کہ

ہماری نسبت تمام نسبتوں سے فائق ہے اس سے مراد حضور وآگاہی کی نسبت ہے جو حضور ان کے ہاں معتبر ہے وہ حضور بے غیبت ہے جس کو انہوں نے ، یادداشت ، سے تعبیر کیا ہے لہٰذا ان عزیزوں (نقشبندیوں) کی نسبت یادداشت سے عبارت ہے اور یادداشت جو اس فقیر (حضرت تاج صوفیاء وعلماء مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے فہم قاصر میں قرار پا چکی ہے وہ اسی تفصیل پر مبنی ہے اور تجلی ذاتی حضرت ذات تعالیٰ وتقدس کے ظہور نیز حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے اسماء صفات شیون اور اعتبارات کے ملاحظہ کے بغیر حضور ذات سے عبارت ہے اور اسی تجلی کو تجلی برقی کہتے ہیں یعنی لمحہ بھر کے لئے شیون و اعتبارات اُٹھ جاتے ہیں پھر شیون و اعتبارات کے پردہ میں وہ ذات پوشیدہ ہو جاتی ہے اس تقریر و بیان کے مطابق حضور بے غیبت متصور نہیں ہو سکتا بلکہ لمحہ بھر کے لئے حضور نصیب ہوتا ہے اور اغلب و اکثر اوقات غیبت رہتی ہے اس طرح کی وقتی نسبت ان بزرگوں (نقشبندیوں رحمۃ اللہ علیہم) کے ہاں کوئی اعتبار نہیں رکھتی ہاں جب یہ حضور دوام اختیار کر لے اور پوشیدہ ہونے کو بالکل قبول نہ کرے اور ہمیشہ اسماء صفات، شیون اور اعتبارات کے پردہ کے بغیر ہی ظاہر اور متجلی رہے تو یہ حضور بے غیبت کہلائے گا تو ان اکابر (نقشبندیوں رحمۃ اللہ علیہم) کی نسبت کو دوسروں کی نسبتوں پر قیاس کر کے موازنہ کرنا چاہیے اور بے تکلف تمام نسبتوں سے فائق و اعلیٰ جاننا چاہیے اس قسم کا حضور اگرچہ اکثر لوگوں کے نزد بعید امر ہے۔

لیکن یعنی ارباب نعمت کو نعمتیں گوارا ہیں،، عاشق مسکین کیلئے صرف وہی ہے جو گھونٹ، گھونٹ پی رہا ہے یہ بلند نسبت اس حد تک اور اس طور پر ندرت وقلت اختیار کر چکی ہے کہ اگر بالفرض اس بزرگ (نقشبندیوں رحمۃ اللہ علیہم) سلسلہ کے لوگوں کے سامنے بیان کی جائے تو احتمال ہے کہ اکثر اس کا انکار ہی کر جائیں اور یقین نہ کریں وہ نسبت جو آجکل اس بزرگ خانوادہ (نقشبندیوں رحمۃ اللہ علیہم) کے اصحاب میں مشہور و متعارف ہے وہ حق تعالیٰ کے اس شہود سے عبارت ہے جو شاہدی اور مشہودی کے وصف سے پاک ومنزّہ ہے اور وہ ایک توجہ ہے جو چھ جہات متعارفہ سے خالی اور معرّا ہے اگرچہ جہت فوق کا وہم پڑتا ہے اور

بظاہر دائمی ہوتی ہے اور جہت صرف مقام جذبہ میں پائی جاتی ہے اور اس جہت کی فوقیت کی کوئی وجہ ظاہر ہے بخلاف یادداشت کے جو بمعنی سابق ہے کیونکہ اس کا حصول جہت جذبہ اور مقامات سلوک کے بعد ہے اور اس کے درجے کی بلندی کسی بھی شخص پر مخفی نہیں ہے اور خفا ہے تو وہ صرف اس کے حصول میں ہے حاسد اگر حسد کی وجہ سے اس کا انکار کریا ور ناقص رہنے کے باعث نہ مانے تو معذور ہے۔

قاصرے گر کند ایں طائفہ راطعن و قصور	حاش للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را
ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند	روبہ از حیلہ چسا بگسلد ایں سلسلہ را

اگر کوئی قاصر شخص اس طائفہ (نقشبندیوں) پر قصوروار ہونے کا عیب رکھے تو اس کی مرضی میں تو خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا گلہ شکوہ زبان پر لاؤں جہان کے تمام شیر اسی سلسلہ سے بندھے ہوئے ہیں لومڑی اپنے رکیک حیلوں سے اس سلسلہ کو درہم برہم نہیں کرسکتی۔

(مکتوب، ج، 1، ن، 27 س)

نقشبندیوں نے سیر کی ابتداء عالم امر سے کی

طریقۂ عالیہ نقشبند کے مشائخ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے اپنی سیر کی ابتداء عالم امر (قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ) سے اختیار کی ہے اور عالم خلق کو اس ضمن میں طے کیا ہے بخلاف دوسرے سلاسل (قادری، چشتی، سہروردی وغیرہ) کے مشائخ کہ ان کی سیر کی ابتداء عالم خلق (نفسی، قالب، بدن ہوا، خاکی) سے ہوتی ہے۔ عالم خلق طے کرنے کے بعد عالم امر میں قدم رکھتے ہیں اور مقام جذبہ تک پہنچتے ہیں۔ لہٰذا (یہ) طریقہ عالیہ نقشبندیہ وصول میں تمام طریقوں سے زیادہ قریب ہے اور دوسروں کی انتہاء ان کی ابتداء میں درج ہے۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا
میرے باغ کی رعنائی سے میری بہار کا اندازہ کرلو

(مکتوبات ج1، ن145)

نقشبندیوں کو دیگر سلاسل پر کئی وجوہ سے فضیلت ہے

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کو صوفیاءِ کرام (رحمۃ اللہ علیہم) نے دوسرے سلاسل طریقت (عالیہ قادری عالیہ چشتی عالیہ سہروردی) پر کئی وجوہ سے فضیلت دی ہے اس سلسلہ (نقشبندیہ) میں ذکر قلبی ہے۔ جس میں جذب ربانی ہے جبکہ ذکر ربانی میں سلوک ہے یعنی جذب اور سلوک دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں سلوک میں بندہ ذکر اذکار اور ریاضت کے ذریعہ خدا عزوجل تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے جبکہ جذب میں جو ذکر قلبی کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے خدا خود اُس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک انسان پیدل سفر کرے اور دوسرے کو کار یا جہاز خود لیجائے تو جس طرح دوسری صورت میں آسانی ہے اسی طرح ذکر قلبی میں بھی آسانی اور جلدی ہے۔

(سندھ کے صوفیاء نقشبند، ج، 1، ص، 30)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی فضیلت مثالی طریقے سے

یافت اور ذائقہ یافت کی تمثیل (مثال) یہ ہے کہ جیسے کسی ہاتھ میں لیموں ہے اور کاٹ کر چکھتا بھی رہا ہے تو جس کہ ہاتھ میں لیموں ہے اس کو لیموں کی یافت حاصل ہے اور ذائقہ لیموں ہی میسر ہے اور جو کھڑا دیکھ رہا ہے لیموں کے کاٹنے سے اس کے منہ میں پانی آرہا ہے تو اس کو یافت نہیں لیکن ذائقہ کی یافت ضرور نصیب ہے اس میں طالب مبتدی وہ ہے جس کو صرف دور سے اثر ذائقہ سے منہ میں پانی آرہا ہے اور متوسط وہ ہے جس کہ ہاتھ میں لیموں ہے اور لیموں کا ذائقہ چکھتا بھی رہا ہے اور منتہی وہ ہے جو ذات بے چون وا بے چگون کے دریائے معرفت وحیرت میں حیران ہے اور اس کو مثل زنانہ مصر حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار میں نہ ہاتھ کی خبر ہے نہ لیموں کی نہ چھری کی نہ زخم کی اور نہ درد کی اسی طرح قرب ذات حق میں نہ یافت کی خبر نہ ذائقہ یافت یہی خاصہ نسبت نقشبندیہ مجددیہ رحمۃ اللہ کا ہے یہ مثال قرب رب عزوجل کے معاملہ میں بے مثالی کی مانند اور معاملات عقل ودانش سے وراء ہے۔

(مکتوب، ن، 43، حاشیہ پر (ہدایت علی)

اللہ ﷻ میں ذوق یافت ہے نہ کہ یافت یہ بات نہایت کے بدایت میں اندراج کے مناسب ہے

اس بلند طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کی عبارات میں واقع ہوا ہے کہ اس حضرت جلّ سلطانہٗ میں ذوق یافت ہے نہ کہ یافت یہ بات نہایت کے بدایت میں اندراج کے مناسب ہے جو ان بزرگوں کے جذبہ خاص کے مقام کے مناسب ہے اس مقام میں یافت کی حقیقت ہے کیونکہ وہ انتہا کے ساتھ مخصوص ہے لیکن جبکہ نہایت کو بدایت میں درج کرنے کی چاشنی ان بزرگوں (نقشبندیوں) رحمۃ اللہ علیہم نے اس میں ڈال دی ہے اس لئے ذوق یافت یہاں میسّر آجاتا ہے اور جب جذبہ سے معاملہ باہر آتا ہے اور ابتداء سے وسط میں آتا ہے تو ذوق یافت بھی یافت کی طرح عدم کی جانب رخ کرلیتا ہے نہ یافت رہتی ہے اور نہ ذوق یافت اور جب کام نہایت تک پہنچتا ہے تو یافت میسّر آجاتی ہے اور ذوق یافت مفقود ہو جاتا ہے اور جب منتہی کے حق میں ذوق یافت مفقود ہے تو التذاذ اور حلاوت بھی اس کے حق میں کمتر ہے منتہی ذوق وحلاوت کو اوّل قدم میں ہی چھوڑ چکا ہے اور آخر کار بے حلاوتی اور بے مزگی کیگوشۂ گمنامی میں چلا جاتا ہے حدیث شریف ”رسول کریم (سرورکائنات ﷺ) ہمیشہ غمگین اور متفکر رہتے تھے“۔

سوال:۔ جب منتہی کو مطلوب کی یافت میسّر آگئی تو ذوق یافت کیوں مفقود ہوگیا اور مبتدی جب کہ یافت سے بے بہرہ ہے تو اسے ذوق یافت کہاں سے میسرآگیا؟

جواب:۔ یافت کی دولت منتہی کے باطن کیلئے ہے جس سے اپنے ظاہر سے تعلق منقطع کرنے سے مشرف ہوا ہے اور جب اس کے باطن کو اسکے ظاہر سے تعلق بہت کم رہ گیا ہے تو لازماً باطنی نسبت ظاہر میں سرایت نہیں کرتی اور باطن کی یافت سے ظاہر کو کچھ ذوق ولذت نصیب نہیں ہوتی پس منتہی کے باطن کو مطلوب کی یافت حاصل ہوتی ہے اور اس کے ظاہر کو ذوق یافت نہیں ہوتا باقی رہا ذوق باطن کہ یافت اس کا حصہ ہے جب باطن نے بے چونی سے حصہ پایا ہے تو اس کا وہ ذوق بھی بے چونی کے جہاں سے ہوگا اور ظاہر کے اِدراک میں جو

سراسر چون ہے نہیں آئے گا لہٰذا بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ظاہر باطن کے ذوق کی نفی کرتا ہے اور باطن کو بھی اپنی طرح بے حلاوت جانتا ہے کیونکہ چوں کا ذوق اور ہے اور بے چوں کا ذوق اور اور جبکہ منتہی کا ظاہر بھی اس کے باطن سے بے خبر ہے تو ظاہر بین (ظاہری لوگوں ،عوام) عوام منتہی کے باطن سے کیا واقف ہونگے اور انکار کے سو انکے حصے میں کیا آئے گا جو ذوق ان کے فہم میں آتا ہے ظاہر کا ذوق ہے جو عالم چوں سے ہے یہی وجہ ہے کہ سماع رقص باہو اور بے قراری وغیرہ جو ظاہر کے احوال اور صورت کے اذواق ہیں ان کے نزدیک بڑے نادر الوجود اور عظیم القدر ہیں بلکہ بہت ممکن ہے کہ اذواق و مواجید کو انھیں مذکورہ امور میں منحصر جانیں اور ولایت کے کمالات صرف انہی امور کو گمان کریں اللہ سبحانہٗ انھیں سیدھی راہ دکھائے ظاہر کے احوال باطنی احوال کی نسبت اس طرح ہیں جس طرح چوں بے چوں کے سامنے تو ثابت ہو گیا کہ منتہی کا باطن یافت بھی رکھتا ہے اور ذوق یافت بھی صرف اتنی بات ہے کہ جب وہ ذوق بے چونی کے عالم سے بہرہ ور ہے تو اس کے ظاہر کے ادراک میں نہیں آسکتا بلکہ ظاہر اس ذوق کی نفی کا فیصلہ کرتا ہے اگرچہ یافت باطن کی ظاہر کو اطلاع ہے لیکن اس یافت کے ذوق کو نہیں پا سکتا پس نظر بظاہر کہا جا سکتا ہے کہ منتہی کو یافت میسر ہے لیکن ذوق یافت مفقود ہے اور اس بلند طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) سے سمجھ دار مبتدی کیلئے جو فقدانِ یافت کے باوجود ذوق یافت ثابت کرتے ہیں تو وہ اس وجہ سے ہے کہ بزرگ (رحمۃ اللہ علیہم) ابتداء میں انتہا کی چاشنی درج کرتے ہیں انعکاس کے طور پر مبتدی رشید کے باطن میں نہایت کا پرتو ڈالتے ہیں اور جب کہ مبتدی کا ظاہر اس کے باطن سے مرتبط ہے اور اس کے ظاہر و باطن میں قوت تعلق ثابت ہے تو لازماً نہایت کا وہ پرتو اور وہ چاشنی ولایت باطن سے مبتدی کے ظاہر کی طرف دوڑ آتی ہے اور ظاہر کو اس کے باطن کی طرح رنگین کر دیتی ہے ا ور یافت کا ذوق بے اختیار اس کے ظاہر میں نمایاں ہو جاتا ہے تو یہ بات درست ثابت ہو گئی کہ مبتدی میں حقیقت یافت مفقود اور ذوق یافت موجود ہے اس بیان سے اکابرین نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم کے طریقہ کی عظمت اور ان کی اعلیٰ نسبت کی رفعت معلوم ہوتی ہے اور مریدوں اور طالبوں

کے حق میں ان بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) کے حسن تربیت اور کمال اہتمام کا پتہ چلتا ہے اور پہلے قدم میں ہی جو کچھ خود رکھتے ہیں طالب صادق مرید رشید کو حوصلے کے مطابق عطا کردیتے ہیں اور ربطہ جبی کی بناء پر التفات وانعکاس سے اس کی تربیت کرتے ہیں دوسرے سلاسل (عالیہ قادریہ، عالیہ چشتیہ عالیہ سہروردیہ) کے بعض مشائخ (کرام) رحمۃ اللہ علیہم کو ان بزرگوں (نقشبندیوں رحمۃ اللہ علیہم) کے صادر شدہ قول یعنی اندراج النہایہ فی البدایہ میں اشتباہ ہے اور انھیں اس بات کی حقیقت میں شک وتردد ہے اور وہ اس کو جائز قرار نہیں دیتے کہ اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم) کا مبتدی دوسرے طریقوں کے منتہی کے برابر ہوجائے تعجب ہے کہ اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم) کے مبتدی کی دوسرے طریقوں کے منتہی حضرات کیساتھ مساوات (برابری) انھوں نے کہاں سے سمجھی ہے نقشبند بزرگوں رحمۃ اللہ علیہم نے نہایت کو بدایت میں درج کرنے سے زیادہ کچھ نہیں کہا یہ عبارت مساوات پر دلالت کرتی ہے اور (اس قول سے ان بزرگوں رحمۃ اللہ علیہم) کا مقصود یہ ہے کہ اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم) میں شیخ (طریقت) منتہی اپنی توجہ وتصرف سے انعکاس کے طور پر اپنی نہایت کی دولت کی چاشنی سے مبتدی رشید کو عطا فرماتا ہے اور اس کی بدایت میں اپنی نہایت کا نمک ملا دیتا ہے مساوات کی جائے اشتباہ کہاں ہے اور اس کی حقیقت میں شک کی کیا گنجائش ہے اور اندراج بڑی دولت ہے اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم) کا مبتدی اگرچہ منتہی کا حکم نہیں رکھتا تاہم نہایت کی دولت سے بے نصیب نہ رہے گا اور نمک کا وہ ذرہ اسے مکمل طور پر ملیح اور نمکین کردے گا بخلاف دوسرے طریقوں کے مبتدیوں کے کہ نہایت سے بہت دور ہیں اور منزلوں اور مسافتوں کے طے کرنے میں زیر بار ہیں افسوس ہزار افسوس اگر انھیں ان منازل کے قطع کرنے کی فرصت نہ دیں اور مسافتوں کے طے کرنے کو ان کے حق میں تجویز نہ کریں اور جب اس طریق (عالیہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم) کے مبتدی اور دوسرے طریقوں کے مبتدیوں کے درمیان فرق واضح ہوگیا اور اس مبتدی (نقشبندی) کی فضیلت دوسرے ارباب بدایت پر ظاہر ہوگئی تو یہ جاننا چاہیے کہ اس طریق کے منتہیوں اور دوسرے طریقوں کے منتہیوں میں بھی

اسقدر فرق ہے اس منتہی کی دوسرے طریقوں کے منتہیوں پر اسی مقدار میں ثابت ہے بلکہ اس طریقۂ عالیہ نقشبندیہ (رحمتہ اللہ علیہم) کی نہایات دوسرے تمام طریقوں کے (حضرات) مشائخ (رحمتہ اللہ علیہم) کی نہایت سے وراءالوراء ہے میری اس بات کا انھیں یقین آئے یا نہ آئے اگر انصاف سے کام لیا جائے تو شاید باور (یقین) کرلیں وہ نہایت جس کی بدایت نہایت آمیز ہو دوسروں کی نہایت سے البتہ ممتاز ہوگی اور بہرحال باقی تمام نہایتوں کی نہایت ہوگی۔

سالیکہ نکوست از بہارش پیدا است

ترجمہ: سال اچھا ہے، بہار گر اچھی

دوسرے سلاسل (عالیہ چشتی عالیہ قادری عالیہ سہروردی وغیرہ) کے متعصب لوگوں کی ایک جماعت ہمیں کہتی ہے کہ ہماری نہایت وصول بحق سبحانہٗ ہے اور تم اسے اپنی بدایت کہتے ہو تو حق سبحانہٗ سے آگے کہاں جاؤ گے اور حق تعالیٰ سے آگے تمہاری نہایت کیا چیز ہوگی ہم (نقشبندی) کہتے ہیں کہ ہم حق تعالیٰ سے حق جلّ سلطانہٗ کی طرف جاتے ہیں اور شائبہ ظلیت سے بھاگ کر اصل الاصل کی طرف دوڑتے ہیں اور تجلیات سے اعراض کر کے متجلی کو طلب کرتے ہیں اور ظہورات کو پیچھے چھوڑ کر ظاہر کو بطن بطون میں چاہتے ہیں اور جبکہ ابطنیت میں مختلف مراتب ہیں اسلئے ایک ابطنیت سے دوسری ابطنیت کی طرف جاتے ہیں اور اس دوسری ابطنیت سے تیری ابطنیت کی طرف قدم بڑھاتے ہیں اسی طرح آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہے حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ اگرچہ بسیط حقیقی ہے۔

لیکن فراخ بھی ہے۔ نہ وہ وسعت جس میں طول وعرض ہو۔ کیونکہ وہ تو نشاناتِ امکان اور علامات حدوث میں سے ہے۔ بلکہ اس سے بلند ذات کی وسعت اس سبحانہ کی طرح بے چون و بے چگون ہے۔ اور جو سیر اس وسعت میں واقع ہوتی ہے وہ بھی بے چون و بے چگون ہے اور صاحب سیر بھی چونی اور چندی کے باوجود بے چونی اور بے چگونی کی قوت سے ان بے چونی کی منازل کو قطع کرتا ہے اور چون سے بے چون میں آجاتا ہے بے سروسامان بے چارے حقیقت معاملہ کو کیا پائیں۔ عالم چون میں گرفتار بے چون سے کیا خبر دے سکتے ہیں اپنی نارسائی کو اعتراض

گمان کرتے ہیں اور اپنی نادانی سے فخر و مباہات کرتے ہیں۔

بے خودے چند ز خودے خیر	عیب پسندند بزعم ہنر

ترجمہ: بعض احمق جو بے خیر خود ہیں   عیب ہی کو ہنر سمجھتے ہیں۔

اس قدر نہیں سمجھتے کہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی نہایت بلکہ خاتم الرسل شفیع محشر کی نہایت بھی حق سبحانہ ہے اور اعتراض کرنے والوں کی نہایت ان بزرگ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی نہایت کے ساتھ متحد نہیں ہے۔ بلکہ دونوں نہایتیں ایک دوسری سے کچھ مناسبت نہیں رکھتیں۔ پس ہو سکتا ہے کہ ایک جماعت کو ایسی نہایت میسر آچکی ہو جو ان اعتراض کرنے والوں کی نہایت سے نیچے ہو۔ تو درست ہو گیا کہ سب کی نہایت حق سبحانہ ہے۔ اور گروہوں کے درمیان ان کے درجات کے مطابق فرق و تفاوت ہے۔ یا ہم یوں کہتے ہیں کہ سب اپنی نہایت وصول بحق جل سلطانہ ہی سمجھتے ہیں۔ لیکن بہت سے ایسے ہیں جو حق کے ظلال اور ظہورات کو ان ظلال ظہورات کے تفاوت کے باوجود حق تعالیٰ و تقدس سمجھ لیتے ہیں۔ پس تمام ارباب نہایات کی نہائتیں نفس الامر میں وصول بحق تعالیٰ و تقدس نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک کے گمان کے مطابق اس کا منتہا حق سبحانہ ہے۔ جس کے ماورا بھی ظلال اور ظہورات ہیں اور یہ کوئی بعید نہیں اور یہ بات کس طرح انکار و اشتباہ کا محل ہو سکتی ہے۔

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن قصور	حاش للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را

کوئی ناقص اگر اس سلسلے پر طعن کرے   ذکر اس کا نہ کروں گا میں کبھی شکوے سے

ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند	روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

یہ ہے وہ سلسلہ جس میں ہیں بندھے دنیا کے شیر   لومڑی کس طرح توڑے گی اسے حیلے سے

(مکتوب ن43، ج2 س)

حضور سیدی قطب الارشاد شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز نسبت کمالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ نسبت (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) اپنی کمال لطافت اور بیرنگی کے باعث احاطۂ ادراک میں نہیں آتی۔ جو اس کمال سے مشرف ہوتے ہیں وہ وہ بھی خود کو محروم اور

لاحاصل ہی پاتے ہیں اس مقام کمال تک پہنچنے والوں کا انجام بھی جہالت نکارت ہے حضرت قبلہ مرزا (حضور سیدی آفتاب ولایت مرزا مظہر جاناں رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ واللہ ثم واللہ! میں اپنے آپ کو سنگریزے کی طرح کمال سے خالی پاتا ہوں جو لوگ میرے نزدیک آتے ہیں توجہ حاصل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ توجہ سے کثیر فوائد حاصل ہوتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولتا۔ اسی لئے شاید نسبت کا کوئی اثر میرے اندر موجود ہو۔

فائدہ صوفی: یہ حال ہمارے مشائخ کا حقیقت تک پہنچنے کے باوجود یہ حال ہے جس شیخ طریقت کے مفتی مولوی صوفی مفسر قرآن مرید ہو اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقت عطا فرمائے۔

آمین آمین آمین

(دارلمعارف ص326)

میں خواجہ نقشبند کی کلام سے متفق نہیں ہوں

حضرت والد ماجد (حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ شیخ میرٹھی نے مجھ سے سوال کیا کہ نقشبندی کہتے ہیں کہ ہمارا آغاز منتہی لوگوں کا انجام ہے میں خواجہ نقشبند کی کلام سے متفق نہیں ہوں کہ ان کا اول قدم بایزید کا انتہائی قدم ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ جس شخص نے پچاس یا ساٹھ سال مجاہدہ کیا ہے وہ امروزہ مبتدی کے برابر کیسے ہو جائیگا میں (حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا تم لوگ یعنی سلسلہ شطاریہ کے پیروکار منازل سلوک کس طرح طے کرتے ہو اس نے کہا پہلے دوضربی اسم ذات پھر چار ضربی پھر اسی طرح سے شغل نفی واثبات کرتے ہیں میں نے پوچھا پھر کیا کرتے ہو اس نے کہا شغل امہات اور اسمائے ملتفہ کا ذکر کرتے ہیں میں نے پوچھا پھر کہا شغل کو بکو، میں نے پوچھا اس کے بعد کیا کرتے ہو اس نے کہا ہائے ہویت میں غرق ہو جاتے ہیں میں نے کہا نقشبندی سب سے پہلے ہائے ہویت میں غرق ہوتے ہیں اور شیخ نقشبندی کے کلام کا یہی مطلب ہے نہ یہ کہ صوفیاء کرام کے تمام احوال وآثار آغاز سلوک میں ان پر طاری ہو جاتے ہیں۔

(انفاس العارفین، ص،124)

نقشبندی کسی ریاکار اور رقاص کے ساتھ نسبت نہیں رکھتے اور توجہ کی برکت

اس بلند مرتبہ طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کے بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) کی نظر ہمت بہت بلند واقع ہوئی ہے کسی ریاکار اور رقاص کے ساتھ یہ لوگ نسبت نہیں رکھتے اس لئے دوسروں کی نہایت ان کی ابتداء میں مندرج ہے اور اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کا مبتدی دوسرے طریقوں (عالیہ قادریہ عالیہ چشتیہ عالیہ سہروردیہ وغیرہ) کے منتہی کا حکم رکھتا ہے اور ان کا سفر ابتداء سے ہی وطن میں مقرر ہو چکا ہے اور خلوت درانجمن ان کو حاصل ہو چکی ہے اور دوام حضور ان کا نقد وقت ہے۔ یہی ہیں کہ طالبوں کی تربیت ان کی بلند صحبت سے وابستہ ہے اور ناقصوں کی تکمیل ان کی توجہ شریف سے متعلق ہے ان کی نظر امراض قلب کو شفا بخشتی ہے اور ان کا التفات (توجہ) معنوی (باطنی) بیماریوں کو دور کرتا ہے ان کی ایک توجہ وچلوں کا کام کرتی ہے اور ان کی ایک نظر سالہا سال کی ریاضات ومجاہدات کے برابر ہے۔

(مکتوب، ج، 2، ن، 23 س)

محبت وانجذاب کے طریقہ نقشبندیہ

حضرات خوجگان رحمۃ اللہ علیہم کی نسبت خود قدیم ہے وہ کیا چیز ہے جو حضرات شیخ المشائخ ردیف کمالات بہاء الحق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کیساتھ ملائی ہے جس کے باعث سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مشہور ہو گیا فرمایا کہ بعض تعلیمات اور کیفیات زیادہ کی ہیں جیسے کہ حضرت مقبول یزدانی قدوۃ السالکین ناصر الدین عبید اللہ خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ نسبت کے ختم کرنے والے کامل طور پر آپ (حضرات شیخ المشائخ ردیف کمالات بہاء الحق رحمۃ اللہ علیہ) ہی تھے اور خاتم وہ شخص ہے جو پورا کرنے کے بعد ختم کر دیتا ہے حضرات شیخ المشائخ ردیف کمالات بہاء الحق رحمۃ اللہ علیہ آپ نے (خود) بھی فرمایا ہے کہ میں نے ایک ایسا طریقہ اختیار کیا ہے جو بیشک موصل یعنی اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والا ہے اور وہ ایک خاص طور پر محبت وانجذاب کا طریقہ ہے جو اس طریق میں معمول ہے پھر اسکے بعد حضرات شیخ المشائخ ردیف کمالات بہاالحق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انجذاب ومحبت کا طریقہ بے شک موصل الی اللہ ہے اور اس کا رخ صرف ذات

کی طرف ہے برخلاف دوسرے طریقوں (عالیہ قادری عالیہ چشتی عالیہ سہروردی) کے کہ انوار کی طرف بھی رُخ رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بعض انوار الٰہی میں رہ جاتے ہیں اور یہ انجذاب ومحبت تمام اس سلسلۂ عالیہ (نقشبندیہ) میں واقع ہے۔ اس سلسلۂ عالیہ (نقشبندیہ) میں اسی انجذاب کی تربیت کرتے ہیں۔

(مکتوبات خواجہ باقی باللہ، نانویں مجلس)

نقشبندیوں کا شروع ہی میں دل ذاکر ہو جانا

حضرت کاشف رموزات سبحانی مقبول یزدانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس نعمت کا حصول اور اس میں شمول یعنی اس طریقے (عالیہ نقشبندیہ) کے طالبوں کا شروع ہی میں دل سے ذاکر ہو جانا اور جذب کو حاصل کر لینا ہمارے حضرت (حضرت قبلہ درویشاں تاج الاولیاء خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کے مبارک الہامات کا فیض ہے اگرچہ سابق اکابر رحمۃ اللہ علیہم کا یہ معمول رہا ہے لیکن شروع ہی میں ایسی کیفیت کا پیدا ہو جانا پہلے کا معمول نہ تھا ایک روز میں (حضرت کاشف رموزات سبحانی مقبول یزدانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس حصول اور شمول کا راز۔ حضرت قبلہ درویشاں تاج الاولیاء خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا تو آپ (حضرت قبلہ درویشاں تاج الاولیاء خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ پہلے زمانے کے مقابلہ میں۔ اب کے مریدوں میں طلب اور شوق کی بہت کمی اور خامی ہوگئی ہے اور ان میں حوصلہ بھی نہیں رہا اسلئے شفقت کا تقاضہ یہ ہے کہ بغیر مجاہدہ اور بغیر کوشش وتردّد کے ان کو مقصود کی طرف پہنچا دیا جائے تاکہ ان کی برودت حرارت (اور جوش) میں مبدل ہو جائے اللہ پاک حضرت قبلہ درویشاں تاج الاولیاء خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو ہم سب کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

(حضرات القدس، ص، 179)

اس میں فیضِ نبوت کا غلبہ ہے

حضور پرنور آقائے دوجہاں مدنی تاجدار ﷺ کا فیض دو طرح کا ہے۔ فیض نبوت اور فیض ولایت فیض نبوت کے مظہر اتم حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر ؓ ہیں اور فیض ولایت کے مظہر اتم حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں تو جس طرح نبوت ولایت سے افضل و برتر ہے اسی طرح فیض ولایت سے فیض نبوت افضل و برتر ہے یہ طریقہ حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر ؓ سے منسوب ہونے کی وجہ سے اس میں فیض نبوت کا غلبہ ہے اسی بناء پر دوسرے طرق سے افضل و برتر ہے۔

(السیف الصارم، ص، 33)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ چند فضیلتوں کے اعتبار سے

باقی تمام سلسلوں سے ممتاز ہے اور اس طریقۂ عالیہ کو باقی تمام طریقوں پر ترجیح ہونا ظاہر ہے یہ سلسلۂ عالیہ برخلاف دوسرے سلسلوں کے حضرت امیر المومنین خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر ؓ پر ختم ہوتا ہے جو **انبیاء علیہم السلام** کے بعد تمام بنی آدم میں سب سے افضل ہیں اس طریقے میں برخلاف باقی طریقوں کے آغاز ہی میں انجام مندرج ہوتا ہے (اندراج نہایت در بدایت) علاوہ ازیں برخلاف دوسرے سلسلوں کے ان بزرگوں کے نزدیک جو شہود معتبر ہے وہ شہود دائمی ہے جسے ان حضرات نے یادداشت سے تعبیر فرمایا ہے اور جو شہود دوام پذیر نہ ہو وہ ان حضرات کے نزدیک ناقابل اعتبار ہے اور اس طریق کی منزلوں کو طے کرنا صاحب شریعت علیہ **وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام** کی مکمل پیروی کے بغیر میسر نہیں ہوتا برخلاف دوسرے سلسلوں اور طریقوں کے کہ کسی قدر پیروی کے ساتھ یہ لوگ ریاضتوں اور مجاہدوں کی مدد سے انقطاع (دنیا سے بے تعلقی) کے مقام تک پہنچ جاتے ہیں اس دعوے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے اور دلیل یہ ہے کہ یہ بزرگ محض جذبہ کی مدد سے راہ کو طے کرتے ہیں اور دوسرے طریقوں میں پر مشقت ریاضتوں اور شدید مجاہدوں کے

ذریعے سے منزلیں قطع کرتے ہیں۔ اور جذبہ، محبوبیت کی صفت کو چاہتا ہے جب تک آدمی محبوب نہ بن جائے اسے جذب نہیں کرتے اور محبوبیت کی حقیقت محبوب رب العالمین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی متابعت اور پیروی سے وابستہ ہے آیت کریمہ ''فاتبعونی یحببکم اللہ'' میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے گا اسی مضمون پر شاہد ہے لہٰذا جس قدر متابعت کامل تر ہوگی اسی قدر جذبہ زیادہ ہوگا اور جس قدر جذبہ زیادہ ہوگا اسی قدر منازل کو قطع کرنا آسان تر اور تیز تر ہوگا لہٰذا کامل متابعت اور پیروی ان بزرگوں کے طریقہ کی شرط ہے اس لئے جہاں تک ممکن ہوسکا ان حضرات نے عزیمت پر ہی عمل فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ ذکر بالجہر کو بھی جو اس راہ میں بڑی عمدہ چیز ہے ان حضرات نے منع کردیا ہے اور سماع اور رقص سے بھی جو ارباب احوال کا مرغوب ترین خلاصہ ہے ان حضرات نے اجتناب فرمایا ہے۔ نیز ظاہر ہے کہ جو کمال، متابعت پر مرتب ہوگا وہ تمام دوسرے کمالات سے بلند درجہ ہوگا یہی وجہ ہے کہ ان بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بلند تر ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ ﷻ بڑے ہی فضل والا ہے لہٰذا طالبان حق کیلئے اس طریق کو اختیار کرنا زیادہ بہتر اور زیادہ مناسب ہوگا کہ یہ راستہ انتہائی نزدیک تر ہے اور مطلوب انتہائی طور پر بلند ہے اور اللہ سبحانہٗ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

(معارف لدنیہ، معرفت 40)

اپنے طریقہ (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) کو لازم پکڑیں

اور طریقہ میں کوئی نیا امر (کوئی نیا کام) پیدا نہ کریں طریقہ (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) کے فیوض و برکات اس وقت تک جاری ہیں جب تک کہ طریقہ (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) میں کوئی نیا امر پیدا نہ ہوا ہو ورنہ فیوض کا راستہ بند ہوجاتا ہے اور طریقہ (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) سکھانے کی اجازت بھی طریقہ (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) میں نئی بات پیدا نہ کرنے اور اتباع سنت اور مشائخ (سلسلہ پیروں) کی محبت پر استحکام کے ساتھ مشروط (شرط) ہے یہ محبت جس قدر زیادہ ہوگی شیخ (شیخ طریقت) کے باطن سے فیض کا اخذ اسی قدر زیادہ

ہوگا چونکہ جہر (بلند آواز سے ذکر کرنا) ہمارے طریقہ (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) میں نہیں ہے (اس لئے) دوستوں کو جہر کی طرف رہنمائی نہیں کرنی چاہیئے اور ذکر جہر کا حلقہ منعقد نہیں کرنا چاہیئے۔

(مکتوب معصومیہ، ج،2، ن،55)

(یعنی طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) کا قلیل

دوسرے طریقوں کے کثیر سے بہتر و پسندیدہ ہے یہ طریقہ سب طریقوں سے اقرب (قریب) ہے اور لازمی طور پر پہنچانے والا ہے طالب صادق اگر پیر کامل کی صحبت میں رہے تو امید ہے کہ وہ راستہ میں نہیں رہے گا اور اگر ناقص کی صحبت میں رہے تو طریقہ کا قصور نہیں ہے کیونکہ (جب) وہ خود واصل نہیں ہے کوئی دوسرا شخص اس کی صحبت میں کس طرح واصل ہوگا اور اس کے طریقے میں اندراج نہایت در بدایت ہے اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کا مبتدیٔ رشید نہایت کی چاشنی سے بہرہ نہیں ہیں لیکن ہمارے طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کا دارومدار صحبت اور پیر کی توجہ پر ہے ترقی اسی کے ساتھ وابستہ ہے سعادت مند مرید اگرچہ پیر کی غیر موجودگی میں اس کے باطن سے (اپنی) محبت وعقیدت کے مطابق بہرہ ور ہوتا ہے اور فیوض وبرکات اخذ کرتا ہے لیکن صحبت اور غیبت میں سینکڑوں گناہ فرق ہے اور جو دقائق کہ ہمارے حضرت عالی (شیخ الاسلام کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) میں بیان فرمائے ہیں اور اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کی تحقیقات وتدقیقات کہ جن پر انھوں نے عمل فرمایا ہے اور معاملہ کو پستی سے بلندی تک پہنچایا ہے اور جس نسبت وطریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کے ساتھ حضرت عالی (سردار اولیاء وامامنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) ممتاز ہیں اور وہ نسبت ہزار سال کے بعد ظہور کے تخت پر جلوہ افروز ہوئی ہے اور از سر نو تازہ ہوئی ہے اور اتنی مدت تک پوشیدہ رہی ہے اور کام کے چہرہ سے نقاب نہیں اُٹھایا تھا جیسا کہ حضرت عالی (سردار اولیاء وامامنا سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے رسائل ومکاتیب سے اس کا کچھ حصہ واضح ونمایاں ہے۔

(مکتوب معصومیہ، ج،3، ن،47)

ہزار سالہ کمالات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان

جاننا چاہئے کہ حضور پرنور آقائے دوجہاں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت فرمانے کے ہزار سال بعد آپ (حضور پرنور آقائے دوجہاں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت کے جن اولیاء کا ظہور ہوگا اگرچہ ان کی تعداد بہت قلیل ہوگی لیکن وہ کامل واکمل ہوں گے تاکہ اس شریعت (محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پورے طور پر تقویت دے سکیں حضرت سیدنا امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جن کی تشریف آوری کی نسبت حضور پرنور آقائے دوجہاں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت فرمائی ہے ہزار سال کے بعد ظاہر ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی ہزار سال کے بعد نزول فرمائیں گے مختصر یہ کہ اس گروہ (نقشبندیہ) کے اولیاء کے کمالات اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے کمالات کے مانند ہیں اگرچہ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیلئے فضیلت وبزرگی ہے لیکن یہ ایک ایسا مقام ہے کہ مشابہت کے کمال کی وجہ سے ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دے سکتے اور ہوسکتا ہے کہ اسی وجہ سے حضور پرنور آقائے دوجہاں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "لَا یُدْرٰی اَوَّلُهُمْ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُهُمْ " (نہیں معلوم ان میں سے پہلے (زمانہ) والے بہتر ہیں یا آخر والے) یہ نہیں فرمایا: "لَا اَدْرِیْ اَوَّلُهُمْ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُهُمْ " (میں نہیں جانتا کہ ان میں سے پہلے والے بہتر ہیں یا آخر والے) کیونکہ آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو فریقین میں سے ہر ایک کا حال معلوم تھا اسی وجہ سے آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "خیر القرون قرنی " (سب زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے) لیکن چونکہ کمال مشابہت کی وجہ سے شک وشبہ کی گنجائش تھی اس لئے لایدریٰ فرمایا اگر کوئی دریافت کرے کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے کے بعد تابعین کے زمانے کے خیر (بہتر) فرمایا ہے اور تابعین کے زمانے کے بعد تبع تابعین کے زمانے کے بعد بھی خیر فرمایا ہے لہٰذا خیریت انہی دو زمانوں

کے لوگوں کے اوپر یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے، پس اس گروہ (نقشبندیہ) کی اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین کے کمالات کے ساتھ کس طرح مشابہت ہوگی جواب میں ہم (حضرت ردیف کمالات سبع مثانی الشیخ احمد رضی اللہ) کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ اس قرن (زمانہ) کا اس طبقہ سے بہتر ہونا اس اعتبار سے ہو کہ (اس میں) اولیاء اللہ (رحمۃ اللہ علیہم) کا ظہور کثرت سے ہوگا اور اہل بدعت اور ارباب فسق و فجور کی کمی ہوگی اور یہ بات اس کے ہرگز منافی نہیں ہے کہ اس طبقہ کے اولیاء اللہ (رحمۃ اللہ علیہم) میں سے بعض افراد دونوں قرنوں (زمانوں) کے اولیاء اللہ (رحمۃ اللہ علیہم) سے افضل ہوں جیسے کہ حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام

ع:

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحامی کرد

ترجمہ: وحی کا فیض اگر پھر سے میسر آجائے ۔ دوسرے بھی وہ کریں جو کچھ مسیحا نے کیا

لیکن اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا زمانہ ہر لحاظ سے خیر ہے اور اس بارے میں گفتگو کرنا فضول ہے۔ آگے والے آگے والے ہی ہیں اور جنت نعیم میں وہ مقرب ہیں یہ وہ حضرات ہیں کہ دوسروں کا پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنا ان کے ایک مد جو خرچ کرنے کے برابر نہیں "وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ" (پارہ 1، سورۃ البقرۃ، آیت 105) اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کر لیتا ہے۔

(مکتوب، ج، 1، ن، 209 ز)

نقشبندیہ میں ریاضتوں سے منع کرتے ہیں

سوال دوم: یہ ہے کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں سنت کی پیروی لازم ہے حالانکہ احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عجیب و غریب ریاضتیں اور شدید بھوک و پیاس کی تکلیفیں برداشت کی ہیں (لیکن) اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) میں ریاضتوں سے منع کیا جاتا ہے بلکہ صورتوں کے کشف کی وجہ سے ریاضتوں کو مضر جانتے ہیں یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ سنت کی متابعت میں نقصان کا احتمال کیسے متصور ہو سکتا ہے۔

جواب: اے محبت کے نشان والے! کس نے کہہ دیا کہ اس طریقے (عالیہ نقشبندیہ) میں ریاضات منع ہیں اور کہاں سے سن لیا ہے کہ (یہ حضرات نقشبندی) ریاضتوں کو مضر جانتے ہیں اس لئے کہ اس طریقے (عالیہ نقشبندیہ) میں نسبت کی دائمی حفاظت اور متابعت سنت احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ کو لازم جاننا اور اپنے احوال کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرنا میانہ روی اختیار کرنا اور کھانے پینے اور لباس وغیرہ میں حد اعتدال کی رعایت کرنا (یہ سب) ریاضات شاقہ اور مجاہدات شدیدہ میں سے ہیں خلاصہ کلام یہ ہے کہ عوام کالانعام (وہ عوام جو چوپاؤں کے مانند ہیں) ان امور کو ریاضات میں شمار نہیں کرتے اور مجاہدات میں سے نہیں جانتے ان کے نزدیک ریاضات ومجاہدات کا انحصار بھوک (پیاس) میں منحصر ہے اور بھوکا پیاسا رہنا ان کی نظر میں بہت بڑی بات ہے کیونکہ درندہ صفت لوگوں کے نزدیک کھانا پینا ہی سب سے زیادہ ضروری اور بڑے مقاصد میں سے ہے لہٰذا اس کا ترک کرنا ان کے نزدیک لازمی طور پر ریاضت شاقہ اور مجاہدات شدیدہ ہیں بخلاف نسبت کی دائمی حفاظت اور متابعت سنت احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ کو لازم رکھنے کے یہ امور عوام کی نظر میں قابل قدر اور شمار کے قابل نہیں تاکہ ان کے ترک کو منکرات سمجھیں اور ان امور (پیروی سنت محمدی ﷺ) کے حصول کو ریاضتیں شمار کریں لہٰذا اس طریقے (عالیہ نقشبندیہ) کے اکابرین پر لازم ہے کہ احوال کے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کریں اور ایسی ریاضتوں کو ترک کردیں جو عوام کی نظر میں عظیم القدر اور مخلوق میں مقبولیت کا باعث اور شہرت کے لئے لازم ہیں کہ ان میں آفت اور شرارت پوشیدہ ہے احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے **بحسب امرء من الشران یشار الیه بالا صابع فی الدین والدنیا الا من عصمه الله** مشکوٰۃ شریف آدمی کیلئے یہی شر کافی ہے کہ دین ودنیا میں لوگ اس کی طرف انگشت نمائی کریں مگر جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے فقیر (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک ماکولات (کھانے پینے) کی چیزوں میں حد اعتدال کی رعایت کو مد نظر رکھنے کی نسبت گرسنگیہائے دور دراز (عرصے

تک بھوکا پیاسا رہنا) زیادہ سہل ہے اور اس میں آسانی ہی آسانی ہے یہ فقیر (حضرت سردا اولیاء وامامنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ میانہ روی کی رعایت کی ریاضت کثرت جوع (بھوک) کی ریاضت سے زیادہ مفید ہے حضرت والد بزرگوار (حضرت شیخ المشائخ مخدوم شیخ عبدالاحد) رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے علم سلوک میں ایک رسال دیکھا ہے جس میں لکھا ہوا تھا کہ کھانے پینے میں اعتدال کی رعایت رکھنا اور میانہ روی کی حد پر نگاہ رکھنا وصول مطلب کیلئے کافی ہے اس رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ذکر وفکر کی زیادہ حاجت نہیں اور سچی بات یہ ہے کہ کھانے پینے اور پہننے بلکہ تمام امور میں توسط حال اور میانہ روی پر قائم رہنا بہت اچھی بات ہے۔

نہ چنداں بخور کہ از دہانت بر آید
نہ چنداں کہ از ضعف جانت بر آمد

ترجمہ: نہ کھا اتنا کہ منہ سے باہر آجائے۔۔۔۔نہ کم اتنا کہ کمزوری سے مر جائے

حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے حضرت پیغمبر (آقائے دوجہاں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو چالیس مردوں کی قوت عطا فرمائی تھی جس قوت کے سبب آپ (آقائے دوجہاں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شدید بھوک پیاس کو برداشت کر لیتے تھے اور اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی حضرت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام والتحیۃ کی صحبت کی برکت سے اس بوجھ کو اٹھا لیتے تھے اور ان کے اعمال وافعال میں کسی قسم کی سستی اور خلل واقع نہیں ہوتا تھا بلکہ بھوک شدت کے باوجود دشمنوں کے خلاف جنگ کرنے کی ایسی طاقت وقدرت رکھتے تھے کہ سیر شکموں کو اس کا دسواں حصہ بھی میسر نہ تھا یہی وجہ بھی کہ صابروں میں سے بیس آدمی دوسو کفار پر غالب آجاتے تھے اور سو آدمیوں کو ہزار کافروں پر غلبہ حاصل ہو جاتا تھا اور صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے علاوہ دوسرے بھوک پیاس برداشت کرنے والوں کا تو یہ حال ہے کہ سنتوں کے آداب بجالانے میں عاجز آجاتے ہیں بلکہ بہت سے ایسے ہیں کہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں مشکل سے عہدہ برآ ہوتے ہیں طاقت کے بغیر اس امر میں اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تقلید کرنا اپنے آپ کو فرائض وسنت کے بجالانے

میں عاجز بنانا ہے منقول ہے کہ خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور پرنور آقائے دوجہاں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقلید میں صوم وصال (یعنی بغیر افطار کئے مسلسل کئی دن روزے رکھنا) اختیار کیا اور ضعف وناتوانی کی وجہ سے زمین پر گر پڑے تو محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعتراض کے طور پر فرمایا کہ ”تم میں سے کون ہے جو میری مانند (مثل) ہو میں تورات کو اپنے پروردگار کے پاس ہوتا ہوں اور وہی مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے“ لہٰذا آپ (حضور پرنور آقائے دوجہاں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بغیر طاقت کے تقلید اختیار کرنے کو مستحسن نہیں سمجھتے تھے اور نیز اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور پرنور آقائے دوجہاں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کی برکت کی وجہ سے زیادہ بھوک پیاس کے خفیہ نقصانات سے محفوظ ومامون تھے اور دوسروں کو یہ حفظ وامن میسر نہیں اس کا بیان یہ ہے کہ کثرت جوع (زیادہ بھوک) اگرچہ صفائی بخش ہے اور ایک جماعت کو صفائے قلب بخشتی ہے اور دوسری جماعت کو صفائی نفس حاصل ہوتی ہے صفائے قلب ہدایت افزا اور نور بخش ہے اور صفائی نفس ضلالت نما اور ظلمت افزا ہے فلاسفہ یونان اور ہندستان کے جوگیوں اور برہمن نے بھوک پیاس کی ریاضت سے صفائی نفس حاصل کر کے ضلالت اور نقصان کی راہ میں پڑ گئے بے عقل افلاطون نے اپنے نفس کی صفائی پر بھروسہ کر کے اور اپنی خیالی کشفی صورتوں کو اپنا مقتدا بنا کر عجب ونخوت اختیار کی اور حضرت عیسیٰ روح اللہ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو اس وقت حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے تھے اس نے ان کی فرمانبرداری اختیار نہیں کی اور کہنے لگا ”ہم ہدایت یافتہ قوم ہیں ہم کو کسی ہدایت دینے والے کی ضرورت نہیں“ اگر اس میں یہ ظلمت بڑھانے والی صفائی نہ ہوتی تو یہ خیالی کشفی صورتیں اس کے راستے میں حائل نہ ہوتیں اور وصول مطلب کے لئے اس کی مانع نہ ہوتیں اس (افلاطون) نے اپنی صفائی کے گمان پر اپنے آپ کو نورانی خیال کیا اور یہ نہ جانا کہ یہ صفائی نفس امارہ کی باریک کھال سے آگے نہیں بڑھی اور اس کا (نفس) امارہ اسی اپنی خباثت اور نجاست پر قائل ہے (اس کی حقیقت ایسی ہے جیسے) نجاست مغلظہ پر

شکر (چینی) کا باریک غلاف چڑھا دیا گیا ہو قلب جو اپنی ذات کی حد میں پاکیزہ اور نورانی ہے اس کے چہرے پر نفس ظلمانی کی ہمسائیگی کی وجہ سے اگر زنگ آجائے تو وہ تھوڑے سے تصفیہ کے بعد اپنی اصلی حالت پر رجوع کر لیتا ہے اور نورانی ہو جاتا ہے بخلاف نفس کے کہ وہ اپنی ذات کی حد میں خبیث ہے اور ظلمت اس کی صفت ہے جب تک قلب کی سیاست بلکہ سنت کی متابعت اور اتباع شریعت (محمدی ﷺ) بلکہ محض فضل خداوندی جل سلطانہ سے مزکی اور مطہر نہ ہو اس وقت تک اس کا ذاتی خبث زائل نہیں ہو سکتا اور اس سے فلاح و بہبود متصور نہیں ہو سکتی افلاطون نے کمال نادانی کی وجہ سے اپنی صفائی کو جس کا تعلق اس کے (نفس) امارہ سے تھا قلب عیسوی (حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کی صفات کے مانند خیال کر لیا اور لازمی طور پر اس نے اپنے آپ کو ان کی طرح مہذب اور مطہر خیال کر کے ان (حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کی دولت متابعت سے محروم رہا اور ابدی خسارہ کے داغ سے داغدار ہو گیا ''اعاذنا اللہ سبحانہ من ھذا البلاء'' (اللہ سبحانہ ہم کو اس بلا سے اپنی پناہ میں رکھے)۔ اور چونکہ یہ ضرر (نقصان) بھوک کی تہ میں پوشیدہ ہے اس لئے طریقہ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے اکابرین نے بھوک پیاس کی ریاضت کو ترک کر کے کھانے پینے میں اعتدال کی ریاضت اور میانہ روی کے مجاہدے کی راہ اختیار کی اور بھوک پیاس کے نفع کو اس عظیم خطرے کے نقصان کے احتمال کی وجہ سے ترک کر دیا اور دوسرے لوگوں نے بھوک کے فائدوں کو ملاحظہ کر کے اس نقصانات سے آنکھیں بند کر لیں اور بھوک کی طرف ترغیب دینے لگے عقلمندوں کے نزدیک یہ بات مقرر (ثابت) ہے کہ نقصان کے احتمال کی وجہ سے بہت زیادہ منافع کو چھوڑ سکتے ہیں اسی مقولہ کے قریب قریب وہ امر ہے جو علماء نے فرمایا ہے کہ ''اگر کوئی امر سنت اور بدعت کے درمیان دائر ہو تو اس سنت کے بجالانے کی نسبت ترک بدعت بہتر ہے۔ یعنی بدعت میں نقصان کا احتمال اور سنت میں منافع کی توقع ہے تو ضرر (نقصان) کے احتمال کو منافع کی توقع پر ترجیح دے کر بدعت کو ترک کر دینا چاہیئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ سنت کے بجالانے میں دوسری راہ

سے نقصان پیدا ہو جائے اس بات کی حقیقت یہ ہے کہ وہ سنت گویا کہ اس حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کے زمانے کے ساتھ ملی ہوئی ہے چونکہ ایک جماعت اس کی باریکی اور پوشیدگی کی وجہ معلوم نہ کر سکی اس لئے اس کی تقلید کرنے میں سبقت کی اور دوسری جماعت نے اس کو موقت (حضرت آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کے زمانے کے ساتھ مخصوص) جان کر اس کی تقلید اختیار نہیں کی "وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْحَالِ"۔

(مکتوبات ن 313، ج 2ز)

حضرت سیدنا امام جعفر صادق ؓ کے دو نسبتوں کا بیان

سوال: کا حاصل یہ ہے کہ اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) کے اکابرین کی کتابوں میں درج ہے کہ ہماری نسبت خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدُ نا ابو بکر صدیق ؓ سے منسوب ہے بخلاف باقی تمام طریقوں (قادریہ۔ چشتیہ۔ سہروردیہ) کے اگر کوئی مدعی یہ کہے کہ اکثر طریقے حضرت امام جعفر صادق ؓ تک پہنچتے ہیں اور (خود حضرت امام جعفر صادق ؓ) خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدُ نا ابو بکر صدیق ؓ سے منسوب ہیں لہٰذا دوسرے سلاسل کیوں خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدُ نا ابو بکر صدیق ؓ کی طرف منسوب نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادق ؓ خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدُ نا ابو بکر صدیق ؓ سے بھی نسبت رکھتے ہیں اور خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا علی المرتضیٰ ؓ سے بھی اور ان دونوں نسبتوں کے اجتماع کے باوجود حضرت امام جعفر صادق ؓ میں ہر نسبت کے کمالات جدا ہیں اور وہ ایک دوسرے سے ممتاز ہیں ایک جماعت نے صدیقی نسبت کے واسطے سے حضرت امام جعفر صادق ؓ سے "نسبت صدیقیہ۔ اخذ کی اور وہ خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدُ نا ابو بکر صدیق ؓ کی طرف منسوب ہو گئے اور دوسری جماعت نے مناسب امیری (خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا علی المرتضیٰ ؓ) کے باعث "نسبت امیریہ (خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا علی المرتضیٰ ؓ)" اخذ کی اور وہ خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا علی المرتضیٰ ؓ کی طرف منسوب ہو گئی یہ فقیر (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد

سرہندی رحمہ اللہ) ایک تقریب کے سلسلے میں پرگنہ بنارس گیا ہوا تھا جہاں دریائے گنگا و دریائے جمنا کے پانی باہم ملتے ہیں اور اس اجتماع کے باوجود محسوس ہوتا ہے کہ گنگا کا پانی علیحدہ ہے اور جمنا کا علیحدہ اور ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ گویا دونوں کے درمیان کوئی ایسا برزخ حائل ہے کہ ایک کا پانی دوسرے کے ساتھ خلط ملط نہیں ہوتا ایک گروہ جو دریائے گنگا کے پانی کی طرف واقع ہے وہ اس مجتمع پانی کو پیتا ہے اور دوسری جماعت جو دریائے جمنا کی طرف رہتی ہے وہ دریائے جمنا کا پانی پیتی ہے۔

سوال: اگر یہ کہیں کہ شیخ کبیر حضرت خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ نے رسالہ قدسیہ میں تحقیق کی ہے کہ خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تربیت حاصل کی ہے اسی طرح خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی تربیت حاصل کی ہے لہٰذا خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نسبت عین خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت ہے۔ پھر ان دونوں میں کیوں فرق ہوا۔

جواب: ہم کہتے ہیں اتحاد نسبت کے باوجود محل و مقام کے تعدد کی خصوصیات اپنے حال پر ہیں کیونکہ ایک ہی پانی متعدد، مقامات (سے گذرنے کے) باعث مختلف امتیازی کیفیت پیدا کر لیتا ہے اسی طرح یہ بات بھی جائز ہے کہ خصوصیت کی نظر سے ہر ایک طریقہ اس کی طرف منسوب ہو۔

(مکتوب، ج2، ن313ز)

صرف اجازت سے نہ کلاہ و شجرہ سے

دوسری بات یہ ہے کہ اخی حضرت میاں شیخ نور محمد نے آپ کی جانب سے ظاہر کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہم کو دوسرے سلاسل کے مشائخ سے اجازتیں حاصل ہیں لہٰذا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی جانب سے بھی اجازت مل جائے (تو اچھا ہے) میرے مخدوم و مکرم! طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں پیری مریدی کا تعلق تعلیم و تعلم کے طریقے پر موقوف ہے نہ کہ کلاہ و شجرہ پر جیسا کہ دوسرے سلاسل

میں متعارف ومروج ہے ان بزرگوں کا طریقہ (شیخ کامل کی) صحبت ہے اور ان کی تربیت انعکاسی ہے اسی لئے ان کی ابتدا میں دوسروں کی انتہا درج ہے اور یہ راستہ قریب ترین راستہ ہے ان بزرگوں کی نظر امراض قلبیہ کے لئے شفا ہے اور ان کی توجہ باطنی بیماریوں کو دفع کرتی ہے۔

(مکتوبات شریف ج2۔ن18ز)

یہاں کی ایک گھڑی دوسروں کے یہاں تمام عمر رہنے سے بہتر ہے

حضرت میاں ابوالحسن رحمۃ اللہ نے حضرت غوث جہاں فرید عصر مخدوم ابوالقاسم نقشبندی رحمۃ اللہ کی شہرت سنی تو اپنے طبعی شوق کی بنا پر کشاں کشاں حضرت حضرت غوث جہاں فرید عصر مخدوم ابوالقاسم نقشبندی رحمۃ اللہ کی خدمت میں چلے آئے اور تعجب کی بات یہ کہ تین، چار چلے تو درکنار ایک چلہ بھی پورا نہ کیا بلکہ زیادہ سے زیادہ چار پانچ روز حضرت (حضرت غوث جہاں فرید عصر مخدوم ابوالقاسم نقشبندی رحمۃ اللہ) کی صحبت میں رہے اور فائز المرام ہو کے اپنے گھر کی طرف واپس آ گئے اس مختصر سے عرصہ میں حضرت غوث جہاں فرید عصر مخدوم ابوالقاسم نقشبندی رحمۃ اللہ نے ان کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمادیا جب وہ اپنے گھر پہنچے تو وہاں کے لوگوں کو خلاف عادت آپ (حضرت میاں ابوالحسن رحمۃ اللہ) کے اتنے جلد آنے پر بڑا تعجب ہوا۔ اور لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تمہارا طریقہ تو یہ ہے کہ کسی بھی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہو تو کم از کم ایک چلہ (چالیس دن۔40) تو ضرور ان کی صحبت کر کے آتے ہو لیکن اس دفعہ کیا بات ہے کہ تم نے ایک چلہ بھی وہاں پورا نہیں کیا! تمہارا دل وہاں نہیں لگا یا وہ جگہ تمہیں پسند نہ آئی اور تمہارے معیار کے مطابق نہیں تھی (حضرت میاں ابوالحسن رحمۃ اللہ) فرمانے لگے، آہ! یہ کیا تم کہہ رہے ہو **اتی جی ہک گھڑی بین جی جھار**” یعنی، ایک ایسی بارگاہ میں پہنچا تھا اور مجھے ایک ایسی صحبت نصیب ہوئی تھی جہاں کی ایک گھڑی دوسروں کے یہاں تمام عمر رہنے سے بہتر ہے“ یعنی وہ گوہر جس کی مجھے تلاش تھی اور جس کی طلب میں میں دربدر کی ٹھوکریں کھاتا تھا وہ مجھے الحمد اللہ اس آستانہ (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) پر تین چار روز میں ہی مل گیا۔

(سندھ کے صوفیاء نقشبند، ج،1،ص،567)

"رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" کی مختصر تفسیر

رِجَالٌ :۔ خدا ﷻ کی پاکی بیان کرنے والے اور نماز پڑھنے والے اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ مقام شہود میں انتہائی استغراق کی وجہ سے۔

لَا تُلْهِيهِمْ: مشغول نہیں کرتی اور اُن کو نہیں روکتی۔

تِجَارَةٌ: سوداگری یعنی ایسے سامان کا خریدنا کہ جس میں نفع کی امید ہو۔

وَّلَا بَيْعٌ: اور نہ اُنکا بیچنا یعنی لین دینا اور خرید و فروخت اُن کو نہیں روکتی۔

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ: خدا ﷻ کی یاد کرنے سے۔

وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ: اور نماز کے قائم کرنے سے۔

وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ :اور زکوۃ کے دینے سے اور محقق اس امر کے قائل ہیں کہ جب خرید و فروخت جو کہ دنیا کے بڑے کاروبار میں سے ہے جب اُن کو خدا ﷻ کی یاد سے نہیں روک سکتی تو اور کام اور بھی نہیں روک سکتے صاحب کشف الاسرار نے نقل کیا ہے کہ اُن کا ظاہر تو مخلوق کیساتھ ہے اور اُن کا دل حق تعالیٰ کے اسماء و صفات کے شہود میں ہے اور دراصل ماوراء النہر کے صوفیاء باصفا کی روش ہے نقل ہے کہ ملک حسین ہرات کے بادشاہ نے حضرت قبلہ خواجہ قطب الاقطاب سیّد الواصلین امام الاولیاء والمتقین خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ (حضرت قبلہ خواجہ قطب الاقطاب سیّد الواصلین امام الاولیاء والمتقین خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کے طریقہ میں ذکر جہر و خلوت (زور اور آہستہ سے) اور سماع (قوالی) ہوتی ہے یا نہیں (حضرت قبلہ خواجہ قطب الاقطاب سیّد الواصلین امام الاولیاء والمتقین خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کہ نہیں ہوتی پھر کہا کہ آپ (حضرت قبلہ خواجہ قطب الاقطاب سیّد الواصلین امام الاولیاء والمتقین خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کے طریقہ کی بنیاد کس پر ہے (حضرت قبلہ خواجہ قطب الاقطاب سیّد الواصلین امام الاولیاء والمتقین خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کہ خلوت در انجمن (بظاہر مجلس میں بیٹھے ہوئے

بھی خدا ﷻ کی یاد میں مشغول رہنا ایک لحظہ بھی اُس بے نیاز سے غافل نہ ہونا) بظاہر خلق کے ساتھ اور بباطن حق تعالیٰ کے ساتھ۔

"بیت"

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وشو	ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہان

اندر (باطن) سے واقف کار ہو جا (ظاہر) سے انجان بن جا ایسی عمدہ چال دنیا میں کم لوگوں کی ہوتی ہے۔

وہ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" اسی مقام کی طرف اشارہ ہے اور حضرت حقائق پناہی (حضرت قبلہ خواجہ قطب الاقطاب سیّد الواصلین امام الاولیاء والمتقین خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) نے اسی طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کے بیان میں فرمایا ہے۔

رباعی

سر رشتہ دولت اے برادر بکف آر	وین عمر گرامی بخسارت مگذار
دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال	میدار نہفتہ چشم دل جانب یار

اے جان برادر دولت کا سرا قبضہ میں کرلے اس قیمتی زندگی کو ٹوٹے میں نہ صرف کر ہر جگہ ہر شخص کیساتھ ہر حال میں ہمیشہ سب سے بچا کر دل کی نظر یار (حق تعالیٰ) کی جانب رکھ۔

(تفسیر حسینی، ج،2، ص109)

چلنے میں اور لیجانے میں بہت ہی بڑا فرق ہے

طریقۂ (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) میں خصوصیت کے ساتھ طالب کیلئے شیخ کی صحبت بہت ضروری ہے کہ اس کے بغیر اس راہ (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) میں کوشش کا پاؤں لنگڑا ہو جاتا ہے اور اپنی ریاضت یا مجاہدہ کام نہیں آتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے جیسا کہ میں نے حضرت ابوسعید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ شیخ و امام میری جان و دل ان پر فدا ہوان کی صحبت میں بارہا تجربہ کیا ہے وہ توجہ کی برکات میں سے ایک یہ بھی ہے اس طریقے عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں

جذبہ کو سلوک پر مقدم کرنے کی وجہ سے راستہ میں ایک طرح کی سہولت پیدا ہو گئی ہے کیونکہ چلنے میں اور لیجانے میں بہت ہی بڑا فرق ہے اور تمام سلوک کا خلاصہ کہ جس سے مراد دس مشہور مقامات کو طے کرنا ہے یعنی توبہ، انابت، زہد، ریاضت، ورع (تقوی) قناعت، توکل، تسلیم، صبر اور رضا یہ سب اسی کے ضمن میں طے ہوتے ہیں۔

میں اپنے پیروں کے قربان جاؤں کہ ہم جیسے گھٹیا اور کم استعداد لوگوں کے لئے کیسی آسان راہ مقرر فرمائی یہ احسان دراصل حضور والا امام الطریقہ قطب الارشاد بہاء الدین عرف والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پندرہ روز تک بارگاہ الٰہی میں رو رو کر اور سر بسجدہ ہو کر دعا کی تھی اور عرض کیا تھا۔ کہ بار الٰہی مجھ کو ایسا طریقہ عطا فرما کہ جس سے تیرا وصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایسا طریقہ عطا فرمایا جو سب طریقوں سے زیادہ نزدیک اور آسان ہے اور ضرور (اللہ کی معرفت) تک پہنچانے والا ہے۔

(ہدایت الطالبین، ص، 35)

پیر پٹھاں پر (40 دن کا) چلہ کشی اور نقشبندیوی کا ایک نظر برابر ہے

منقول ہے ایک شخص نے درگاہ حضرت پیر پٹھاں رحمۃ اللہ علیہ میں تصوف کے کسی خاص مقام کے حصول کیلئے ایک چلہ کھینچا جب چالیسویں رات ہوئی تو تحصیل مراقبہ میں حضرت پیر پٹھاں رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ بابا نہ اس زمانہ میں لوگوں کی وہ محنت ہے اور نہ وہ طلب کرنے والے ہیں تم جس مقام کے طالب ہو وہ تمہیں بغیر محنت کے کیسے حاصل ہو سکتا ہے بیچارہ بددل اور خوار ہو کر وہاں سے لوٹا اور حضرت شیخ المشائخ قدوۃ السالکین مخدوم ابو القاسم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سن کر آپ (حضرت شیخ المشائخ قدوۃ السالکین مخدوم ابو القاسم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تھوڑے ہی دنوں میں تصوف کے جس مقام کا وہ طالب تھا اس سے بلند تر مقامات پر فائز المرام ہوا ایک روز اس نے تنہائی میں حضرت شیخ المشائخ قدوۃ السالکین مخدوم ابو القاسم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے درگاہ حضرت پیر پٹھاں رحمۃ اللہ علیہ پر چلہ کشی

کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت پیر پٹھاں رحمۃ اللہ علیہ نے تو ایسا فرمایا تھا اور میں آپ (حضرت شیخ المشائخ قدوۃ السالکین مخدوم ابوالقاسم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں رہ کر چند دن میں اس مقام سے کہیں بالاتر گزر چکا ہوں آپ (حضرت شیخ المشائخ قدوۃ السالکین مخدوم ابوالقاسم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا بیشک بابا پیر پٹھاں رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ صحیح ہے جو کچھ بھی انسان کو حاصل ہوتا ہے محنت سے حاصل ہوتا ہے مگر یہاں (نقشبندیوں کے پاس) خدا کی رحمت کا بحر بیکراں جوش میں آیا ہوا ہے جو ہر خشک زمین کو سیراب کر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہب (عوض کے بغیر حاصل کرنا) ایک دوسری چیز ہے اور کسب ایک اور چیز سب خواہ درزی ہو یا کہ دھوبی اگر تم اس سے سوال کرو کہ تم ایک لاکھ روپیہ جمع کر سکتے ہو تو وہ بغیر تأمل کے جواب دیگا کہ میرے لئے یہ ناممکنات میں سے ہے لیکن وہ شخص جس کو بادشاہ وقت نے طلب کر کے اپنی مہربانی سے ایک ہی وقت میں دس لاکھ روپیہ دے دیا ہو اگر اس سے بھی سوال کیا جائے تو وہ بھی جواب دے گا کہ اگر خون چاہئے تو یہ ایک منٹ میں ممکن ہے۔

(تحفۃ الزائرین، ص، 366)

نقشبندیوں کو پہچانا اور نقشبندیوں کی حقیقت

حضرت شیخ المشائخ زبدۃ الواصلین مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

تو نقشِ نقشبنداں را چہ دانی	تو شکل و پیکرِ جاں را چہ دانی
گیاہِ سبز داند قدرِ باراں	تو خشکی قدرِ باراں چہ دانی
ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست	حقائقہائے ایماں را چہ دانی

ترجمہ:

تو نقشبندیوں کو کیا جانتا ہے   تو خوبصورت شکل کو کیا جانتا ہے
سبزہ بارش کی قدر جانتا ہے   تو خشک ہے تو بارش کی قدر کیا جانتا ہے
ابھی کفر پہ ہے تجھے ایماں کی خبر نہیں   تو ایماں کی حقیقت کو کیا جانتا ہے

تشریح:

تو حضراتِ نقشبندیہ کے بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) اور ان کے نقش یعنی کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے اور دوسروں کو کرانے کے متعلق کیا جانتا ہے تجھے ان کے متعلق کچھ خبر نہیں تو ان حضرات (نقشبندیوں رحمۃ اللہ علیہم) کی متشرع شکل وصورت اور تعلق باللہ کے بارے میں کیا جانتا ہے تجھے ان کے حالات کا پتہ نہیں اے بے خبر سبز گھاس تو خود کو سرسبز اور برقرار رکھنے کیلئے بارش کی قدر وقیمت جانتا ہے کہ وہ اس کی بقاء کیلئے کس قدر ضروری ہے مگر تو تو خشک گھاس کی مانند ہے جس کیلئے بارش کا برسنا یا نہ برسنا برابر ہے اسلئے تو بارش کی قدر وقیمت کیا جانے اے غافل تو اب تک کفر وایمان کی حقیقت سے بے خبر ہے اسلئے ایمان کی حقیقتوں کے بارے میں تو کیا جانے اگر تو کفر کے تباہ کن حالات اور ایمان کی دولت سے ملنے والی نعمتوں سے آگاہ ہوتا تو حضراتِ نقشبندیہ (رحمۃ اللہ علیہم) کی خدمت میں رہ کر کتاب (قرآن مجید) وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرکے اور بدعات وکفر سے بچ کر اپنا ایمان بچالیتا۔

حضرت شیخ العرفاء عارف نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

قدر گل ومل بادہ پرستان جانند	نہ خود منشاں وتنگدستان دانند
از نقش تواں بسوئے بے نقش شدن	کیں نقش غریب نقشبنداں دانند

گل یعنی عشق اللہ کی قدر وقیمت بادہ پرستان یعنی عاشق جانتے ہیں نہ کہ خود بیں و مفلس لوگ اس کو جانتے ہیں نقش (ماسوا) سے بے نقش یعنی باری تعالیٰ کی طرف ہو سکنے کو اور اس کے نقش (طریقے) کو غریب نقشبند لوگ جانتے ہیں اس ذرہ بے مقدار کو کیا طاقت و ہمت کہ اس بلند طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تعریف کی چھت پر پرواز کرے یا اسکی خوبیوں کے مجموعہ کے فضائل وکمالات کے بارے میں لب کشائی کرے یعنی بات کرے لیکن اسقدر جانتا ہے کہ اس خاندان کے عزیزوں کی خاک اور نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے کمالات کا پرورش کیا ہوا ہے ہر کمال جو اس سے ظاہر ہوتا ہے ان کمالات کا نمونہ وپرتو ہے جو کہ بہت زیادہ محبت اور پیروی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب سے ان کے باطن پہ تجلی کرتا ہے اور

پرتو ذاتی ہے حضرت سلطان المشائخ خواجہ سیدی بہاوالدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے طریقہ سے منہ کا پھیر لینا دین کیلئے خطرہ کا سبب ہے۔ مزید یہی وجہ ہے کہ عقلمندوں کی ایک جماعت نے حضرت شیخ المشائخ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ طریقۂ مجددیہ اختیار کرنے میں دوسرے مشائخ کے طریقوں (عالیہ قادریہ۔ عالیہ چشتیہ۔ عالیہ سہروردیہ وغیرہ) سے کونسی فضیلت ہے آپ (حضرت شیخ المشائخ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ یہ طریقۂ مجددیہ جس کو میں نے کتاب وسنت پر عمل کے مطابق پایا ہے اسلئے کہ یہ ثبوت قطعی ہے یہ کہ ہر چیز جو کہ قطعی پر منطبق (موافق وبرابر) ہے وہ بھی قطعی ہے مزید اسی سبب سے فرمایا کہ ہماری نسبت قرونِ اولیٰ (یعنی اوّل زمانہ) کے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مثل ومشابہ ہے اس راستہ میں بالکل تبدیلی نہیں ہوئی ہے اگر قطرہ ہے تو وہ بھی اسی چشمہ سے ہے اور اگر ایک گھونٹ ہے تو وہ بھی اسی شراب خانہ (معرفت الٰہی) سے ہے۔

مزید یہی سبب ہے کہ حضرت عالی امام ربانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) قیامت کے واقع ہونے تک ہوگا بشرطیکہ اس میں کسی (غیر شرعی) چیز کی ملاوٹ نہ ہو الحمد للہ اس زمانہ تک یہ بلند طریقۂ عالیہ نقشبندیہ جیسا کہ چاہیئے بدعت کے تمام طریقوں سے اب تک محفوظ ہے اور ان عزیزوں (بزرگوں رحمۃ اللہ علیہم) کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ تمام بدعت کے طریقوں سے قیامت تک محفوظ رہے گا جیسا کہ میرے حضرت شیخ المشائخ مخدوم مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ حضرات خواجگان رحمۃ اللہ علیہم کے گروہ کے ذکر کے بعد نفحات میں فرماتے ہیں کہ حضرات خواجگان رحمۃ اللہ علیہم کے خاندان کے بعض احوال واقوال اور ان کے روش وطریقہ کے بیان کے ذکر سے خصوصاً حضرت سلطان المشائخ خواجہ سیدی بہاء الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب رحمۃ اللہ علیہم کی خدمت سے معلوم ہوا کہ ان کا طریقہ اہل سنت وجماعت کے اعتقاد شریعت کے احکام کی اطاعت اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی پیروی اور دوام عبودیت (ہمیشہ کی بندگی) کہ جس سے مراد دوام آگاہی (ذکر) غیر اللہ کے وجود کے شعور کی مزاحمت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی

جناب میں ہے پر منحصر ہے پس ایک گروہ جوان بزرگ صوفیاء نقشبند (رحمتہ اللہ علیہم) کا انکار کرتا ہے اس سبب سے ہو سکتا ہے کہ ان کے ظاہر و باطن کو ہوس اور بدعت کی گمراہی نے پکڑ لیا ہے اور ان کی بصیرت کی آنکھ کو حسد و تعصب نے اندھا کر دیا ہو اس لئے ناچار وہ لوگ ان بزرگوں (رحمتہ اللہ علیہم) کی ہدایت کے انوار اور ولایت کے آثار نہ دیکھتے ہوں اور اپنے اس نابینا ہونے یعنی نہ دیکھنے کے سبب ان آثار و انوار کو جو کہ مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ہیں کا دیدہ و دانستہ انکار کرتے ہیں افسوس صد افسوس۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند	کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را
از دل سالک رہ جاذبہ صحبت شاں	می بردو، وسوسہ خلوت و فکر چلہ را
قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن وقصور	حاش للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را
ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند	روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

تشریح نقشبندی بزرگ (رحمتہ اللہ علیہم) عجیب قافلہ سالار ہیں کہ جو طریقت کے مسافروں کے قافلہ کو حرم کعبہ یعنی ہدایت و کامرانی تک پوشیدہ راستہ سے لے جاتے ہیں راستہ کے سالک یعنی مرید کے دل سے اپنی صحبت کے جذبہ یعنی کشش کے ذریعہ وسوسہ خلوت یعنی گوشہ نشینی اور فکر چلہ یعنی چلہ کشی سے باہر لے جاتے ہیں یعنی ان کی ضرورت نہیں رہتی ہے مقصود سوائے بغیر گوشہ نشینی اور چلہ کشی کے ان کی صحبت سے حاصل ہو جاتا ہے وہ کوتاہ فہم جو اس گروہ کے اولیاء اللہ پر قصور یعنی کمی کے بارے میں ملامت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ اگر میں ایسا گلہ شکوہ زبان پر لاؤں ان کے طعنے قابل التفات اور زبان پر لانے کے قابل نہیں جہان کے تمام شیر یعنی خواجگان نقشبند رحمتہ اللہ علیہم اس سلسلہ سے بندھے ہوئے ہیں لومڑی اپنے رکیک حیلوں سے اس سلسلہ (عالیہ نقشبندیہ) کو درہم برہم نہیں کر سکتی اور کتاب اللہ و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح راستے سے نہیں ہٹا سکتی۔

(معمولات مظہریہ، ص، 321)

حضرت خواجہ خواجگان عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہر زمانہ میں رجال غیب صالحین

میں سے اس شخص کی صحبت میں رہتے ہیں جو عزیمت (عزیمت شریعت میں اصل مشروع کو کہتے ہیں) پر عمل کرتا ہے یہ گروہ رخصت (رخصت اسے بولتے ہیں جو کسی عذر کے سبب سے مباح سمجھا گیا ہو حالانکہ اس کی حرمت کی دلیل قائم ہو) سے بھاگتا ہے۔ رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے ہمارے خواجگان رحمۃ اللہ علیہم کا طریقہ عزیمت ہے۔

(مشائخ نقشبندیہ ص 155)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ قطب الارشاد خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ایک مرید نے چاہا کہ وہ غذا کی مقدار کم کردے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس سلسلہ (عالیہ نقشبندیہ) میں غذا کم کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہمارے بزرگوں نے اس عمل سلوک کی بنیاد وقوف قلبی کے دوام اور صحبت شیخ پر رکھی ہے زہد اور مجاہدہ کا نتیجہ خرق عادت اور تصرف ہوا کرتا ہے۔ اور ہمیں اس سے کچھ سروکار نہیں۔ ہمارا مقصد تو دائمی ذکر اور توجہ الی اللہ ہے۔ اتباع سنت ہے اور کثرت انوار و برکات ہے۔

(خزینۃ الاصفیاء ص 211)

جو طریقہ زیادہ قریب ہوگا وہ سنت کی اتباع کریگا

حضرت شیخ المشائخ فرید عصر شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں دو چیزیں اختیار کرتے ہیں ایک اتباع سنت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے دلی توجہ چنانچہ یہی طریقہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے اور تمام اولیاء رحمۃ اللہ علیہم امت سے افضل اور کمالات میں قابل سند ہیں کیونکہ ان کے کمالات اصل کی حیثیت رکھتے ہیں اور کمالات اولیاء رحمۃ اللہ علیہم فروع اور ان کا عکس ہیں پس جس طریقہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طور طریقے پائے جائیں وہی دوسرے طریقوں سے افضل ہوگا۔

(دار لمعارف، ص، 80 ایضاً)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی عظمت

حضرت شیخ المشائخ فرید عصر شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمارے قدماء کا

طریقہ ریاضتیں و مجاہدات تھا لیکن خواجۂ خواجگان کے خواجہ پیروں کے پیر زخمی دلوں کے لئے مرہم خاص حضرت شیخ المشائخ امام الطریقہ بہاؤالدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کر کے راہ کو آسان بنا دیا بموجب ایں آیۃ کریمہ۔

"یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ" (پارہ 2 سورۃ البقرۃ، آیت 185)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں آسانی چاہتے ہیں اور یہ نہیں چاہتے کہ تم دشواریوں میں مبتلا ہو۔

سخت ریاضتوں سے منع کر کے ہم کم ہمت لوگوں پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے اور اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) میں بغیر محنت کے صرف اکابر (رحمۃ اللہ علیہم) کی توجہات سے فیض حاصل ہوتا ہے اور سالک ہر مقام سے بہرہ ور ہوتا ہے سبحان اللہ خواجۂ خواجگان رحمۃ اللہ علیہم کی شان بھی عجیب ہے کہ زبان اس کے بیان قاصر ہے۔

سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند	نوبت آخر بہ بخارا زدند

ترجمہ:

جس کا سکہ یثرب بطحا میں چل رہا ہے   جن کی نوبت بخارا میں بج رہی ہے

(دار المعارف، ص، 77)

نقشبند کا لقب اور اس کی حقیقت

حضرت شیخ المشائخ سلطان العارفین خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی جانب نقشبند کا لقب غیب و آسمانی تھا اور سلسلہ سے منسوب بعض بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) نے اس کی دو وجوہ بیان فرمائی ہیں ایک یہ کہ آپ (حضرت شیخ المشائخ سلطان العارفین خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) جب کسی طالب کو ذکر قلبی کی تعلیم فرماتے تو اُس کے قلب پر اللہ کا نقش بٹھا دیتے تھے اور یہ اس درجہ قوی ہوتا کہ عوارض قلیلہ سے زائل نہ ہوتا آپ (حضرت شیخ المشائخ سلطان العارفین خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) یہ اپنے بعد اپنے خلفاء کبار کے سپرد فرما گئے یہاں تک کہ آج تک کیلئے یہ اس سلسلہ کا معمول بن گیا دوسری وجہ بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) نے یہ بیان فرمائی کہ آپ (حضرت شیخ المشائخ

سلطان العارفین خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند ؒ) ابتدا ہی میں ہر مرید رشید کے قلب کے آئینہ پر اپنے کامل تصرف اور مکمل توجہ سے نقوش کونیہ کی راہ بند فرما دیا کرتے تھے اور اس طرح صورتوں کا نقش ذکر قلبی میں مخل نہ ہوا کرتا تھا۔

نقش بنداست کہ از یک نظرش تادم حشر
درمرایائے خواطر نہ فتد نقش صور

آپ (حضرت شیخ المشائخ سلطان العارفین خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند ؒ) نقشبند ہیں کہ آپ (حضرت شیخ المشائخ سلطان العارفین خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند ؒ) کی ایک نظر کی برکت سے دلوں کے آئینہ میں تادم حشر صورتوں کا نقش نہ پڑا کرتا تھا۔

(نسیمات القدس، ص، 31)

طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کی فضیلت اور القاب

یہ طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر ؓ کی طرف منسوب ہے مختلف زمانوں میں اس کے مختلف القاب رہے ہیں چنانچہ حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق ؓ سے حضرت شیخ المشائخ شیخ بایزید بسطامی ؒ تک اسے صدیقیہ کہتے تھے اور حضرت شیخ المشائخ شیخ بایزید بسطامی ؒ سے حضرت شیخ المشائخ خواجہ خواجگان عبد الخالق غجدوانی ؒ تک طیفوریہ اور حضرت شیخ المشائخ خواجہ عبدالخالق غجدوانی ؒ سے حضرت شیخ المشائخ خواجہ سیدی بہاء الدین شاہ نقشبند ؒ تک خواجگانیہ کہلاتا تھا اور حضرت شیخ المشائخ خواجہ سیدی بہاء الدین شاہ نقشبند ؒ سے حضرت عالی امام ربانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی ؒ تک نقشبندیہ کے نام سے موسوم تھا۔ اور حضرت امام ربانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی ؒ کے زمانے سے نقشبندیہ مجددیہ کہلاتا ہے انسان پر لازم ہے کہ اپنے آقا و مولا کریم جل جلالہ کے اوامر کو بجالائے اور نواہی سے باز رہے اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک اخلاص کا حکم دیا جسے حدیث جبریل ؑ میں احسان سے تعبیر کیا گیا ہے یہ دوام عبودیت یا دوام آگاہی فناء و محبت ذاتیہ کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اس لئے صوفیاء کرام نے فناء و محبت ذاتیہ کی تحصیل کے لئے مختلف طریقے بیان کئے ہیں جن میں طریقہ (عالیہ)

نقشبندیہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) کا مدار متابعت سنت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے التزام اور بدعت سے اجتناب پر ہے اور ذکر اذکار بھی اگر ہیں تو وہی جو ماثورہ (قرآن وحدیث میں) ہیں۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوع بشر بلکہ ملائکہ سے بھی اکمل الاکملین ہیں ظاہر و باطن اور صفات جبلی و کسبی میں اور علم و اعتقاد و عمل و عبادات اور عادات و معاملات میں جو شخص حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس قدر زیادہ مشابہت پیدا کرے اُسے اُسی قدر کامل جاننا چاہئے اور جو شخص مشابہت میں ان اشیاء میں سے کسی چیز میں قاصر ہے اسے اُسی قدر ناقص جاننا چاہئے کمال اتباع سنت جو حضرات نقشبندیہ (رحمتہ اللہ علیہم) نے اختیار کیا ہے اُس کے سبب سے وہ دوسروں پر سبقت لے گئے ہیں اور کمال متابعت کی وجہ سے یہی کمال مشابہت اُن کی افضلیت کی دلیل ہے وہ عمل پر عزیمت کو حتی المقدور ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور رخصت پر عمل تجویز نہیں کرتے۔ اور احوال و مواجید کو احکام شرعیہ کے تابع رکھتے ہیں اور اذواق و معارف کو علوم دینیہ کے خادم سمجھ کر جواہر نفیسہ شرعیہ کے عوض میں وجد و حال کے جوز و مویز کو نہیں لیتے اور صوفیہ کے ترہات پر مغرور نہیں ہوتے اسی واسطے اُن کا وقتو حال دوام و استمرار پر ہے نقش ماسوا ان کے دل سے اس طرح محو ہو جاتا ہے کہ اگر ہزار سال ماسوا کے حاضر کرنے میں تکلف کریں تو حاضر نہ ہو سکے وہ تجلّی جو دوسروں کیلئے مثل برق کے ہے ان بزرگوں (نقشبندیوں رحمتہ اللہ علیہم) کیلئے دائمی ہے وہ حضور جس کے پیچھے غیبت ہو ان کے نزدیک اعتبار سے ساقط ہے ”رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ترجمہ: وہ مرد کے غافل نہیں کرتی اُن کو سوداگری اور نہ خرید و فروخت خدا عزوجل کی یاد سے (سورۃ نور 37) ان کی صفت ہے۔

حضرت شیخ المشائخ خواجہ سیدی بہاء الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی تھی کہ الٰہی مجھے ایسا طریقہ عطا ہو۔ جو اقرب طرق اور البتہ موصل ہو اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ المشائخ خواجہ سیدی بہاالدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی دعا قبول فرمائی اور ان کو سلوک پر جذبہ کی تقدیم کا الہام ہوا دوسرے طریقوں میں سلوک کو جذبہ پر مقدم کرتے ہیں یعنی پیر اپنے مرید کو پہلے ریاضات (اربعین و بیدار و گرسنگی وغیرہ) کا حکم دیتا ہے۔ اور ان ریاضتوں سے

مرید کے عناصر ونفس کو مصفا کرتا ہے جب مرید اپنے نفس وعناصر کی طہارت اپنے سے باہر عالم مثال میں دیکھتا ہے مثلاً ستارے یا ہلال یا ماہ ناقص یا بدر کامل یا آفتاب تو اس وقت شیخ اُس مرید کو فناء وتصفیہ نفس وعناصر کی بشارت دیتا ہے اسے سلوک کہتے ہیں اور سیر کو سیر آفاقی کہتے ہیں کیونکہ طالب اپنے سے خارج عالم مثال میں جو منجملہ آفاق ہے اپنا احوال وانوار دیکھتا ہے اس کے بعد شیخ محض اپنی توجہ سے مرید کے لطائف عالم امر (قلب۔۔روح۔۔سر۔۔خفی۔۔اخفی) کے تزکیہ میں مشغول ہوجاتا ہے یہاں تک کہ وہ فناء وبقاء حاصل کرلیتا ہے اسے جذبہ کہتے ہیں اور اس سیر کو سیر انفسی کہتے ہیں کیونکہ اس سیر میں طالب جو کچھ (استنارت وترقی وصول باصل وفناء) دیکھتا ہے اپنے اندر دیکھتا ہے بناء برتوجیہ حضرت شیخ المشائخ غوث یزادنی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ اس سیر کو سیر انفسی اس واسطے کہتے ہیں کہ انفس اسماء وصفات باری تعالیٰ کے ظلال وعکوس کے آئینے ہوجاتے ہیں نہ یہ کہ سالک کی سیر سیر انفس میں ہوتی ہے یہاں حقیقت میں ظلال اسماء کی سیر ہے انفس کے آئینوں میں طریقۂ (عالیہ) نقشبندیہ میں جذبہ کو سلوک پر مقدم کرتے ہیں اور ابتداء لطائف عالم امر (قلب۔۔روح۔۔سر۔۔خفی۔۔اخفی) سے کرتے ہیں سلوک جذبہ کے ضمن میں اور سیر آفاقی سیر انفسی کے ضمن میں طئے ہوجاتی ہے حضرت شیخ المشائخ غوث یزادنی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ اس کی توضیح وتشریح یوں فرماتے ہیں کہ سلوک اور جذبہ وتصفیہ سے مقصود نفس کا اخلاق ردیہ اور اوصاف رزائلہ سے پاک کرنا ہے انفس کی گرفتاری اور مرادات نفس کا حصول سب سے بڑی برائی ہے آفاق کی گرفتاری انفس کی گرفتاری کے سبب سے ہے کیونکہ جس چیز کو کوئی شخص دوست رکھتا ہے اپنی دوستی کے سبب سے دوست رکھتا ہے مثلاً اگر فرزند و مال کو دوست رکھتا ہے تو اپنے فائدے کے لئے دوست رکھتا ہے چونکہ سیر انفسی میں محبت خدا تعالیٰ کے غلبہ کے سبب سے اپنی دوستی زائل ہوجاتی ہے اس لئے اس کے ضمن میں فرزند و مال کی دوستی بھی زائل ہوجاتی ہے پس ثابت ہوا کہ اپنی ذات کی گرفتاری کے دور ہوجانے سے دوسروں کی گرفتاری بھی دور ہوجاتی ہے اس طرح سیر انفسی کے ضمن میں سیر آفاقی بھی قطع ہوجاتی ہے اس صورت میں سیر انفسی اور سیر آفاقی کے معنی بھی بلا تکلف درست رہتے ہیں کیونکہ

حقیقت سیر انفسی میں بھی ہے۔ اور آفاق میں بھی انفس کے تعلقات کا قطع بتدریج انفس میں سیر ہے۔ اور آفاق کے تعلقات کا قطع جو سیر انفسی کے ضمن میں ہوتا ہے آفاق میں سیر ہے دیگر مشائخ (رحمۃ اللہ علیہم) نے جو ان دونوں کے معنی بیان کئے ہیں ان میں تکلف ہے پس طریقۂ (عالیہ) نقشبندیہ میں راہ اقرب ہوا اسی واسطے کہا گیا ہے کہ دوسروں کی نہایت ان بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) کی بدایت مندرج ہے واضح رہے کہ سیر انفسی و سیر آفاقی دونوں ولایت کے رکن ہیں شہود انفسی کو کمال بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنے سے باہر شہود یافت نہیں مگر حضرت شیخ المشائخ غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مطلوب جو بیچون و بیچگون ہے آفاق و انفس سے باہر ہے آفاق و انفس کے آئینوں میں اس کی ذات اور اسماء و صفات کی گنجائش نہیں ان میں جو ظاہر ہوتا ہے وہ ظلال اسماء و صفات ہے بلکہ اسما و صفات کی ظلیت بھی ان دونوں سے باہر ہے چونکہ آفاق و انفس و سلوک و جذب سے باہر ولایت اولیاء کا گزر نہیں اس لئے اکابر نقشبندیہ (رحمۃ اللہ علیہم) نے بھی آفاق و انفس اور سلوک و جذب سے باہر ولایت اولیاء کا گزرگاہ نہیں اس لئے اکابر نقشبندیہ نے بھی آفاق و النفس اور سلوک و جذب سے باہر کی خبر نہیں دی ہے اور کمالات ولایت کے مطابق فرمادیا ہے کہ اہل اللہ فناء و بقاء کے بعد جو کچھ دیکھتے ہیں اپنے میں دیکھتے ہیں اور ان کی حیرت اپنے وجود میں ہے "وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" مگر الحمدُ للہ کہ ان بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) نے اگرچہ انفس سے باہر کی خبر نہیں دی مگر وہ گرفتار انفس بھی نہیں وہ انفس کو بھی آفاق کی طرح "لا" کے تحت میں لاکر اُس کی نفی کرتے ہیں چنانچہ حضرت شیخ المشائخ خواجہ سیدی بہاء الحق بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جو کچھ دیکھا گیا اور جو کچھ سنا گیا اور جانا گیا وہ سب غیر ہے حقیقت کلمہ "لا" سے اُس کی نفی کرنی چاہئے۔

نقشبند مدولے بند بہر نقش نیند	ہر دم از بو العجبی نقشِ دگر پیش آرند
نقشبندانے ولیک از نقش پاک	نقش ما ہم گرچہ پاک از لوح خاک

نقشبند کہلاتے ہیں مگر کسی نقش میں بند نہیں ہیں اپنے کمال اور بوالعجبی سے ہر ساعت نہایت

عمدہ نقش پیش کرتے ہیں نقشبند کہلاتے ہیں لیکن ہر نقش سے پاک ہیں اگرچہ ہمارا نقش بھی لوح خاک سے پاک ہے۔

طریقۂ (عالیہ) نقشبندیہ کے اقرب ہونے کی ایک اور وجہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ حضرات نقشبندیہ (رحمۃ اللہ علیہم) کا وسیلہ حضور سرور انبیاء ﷺ کی جناب میں حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ظاہر ہے کہ وسیلہ جس قدر زیادہ قوی ہوگا راہ وصول اقرب ہو گا۔ اور قطع منازل بہت جلدی ہو جائیگا وہ جو اس سلسلہ عالیہ (نقشبندیہ) کے اکابر کی عبارت میں واقع ہے کہ ہماری نسبت سب نسبتوں سے بلند و بالا ہے بالکل درست ہے کیونکہ اُن کی نسبت (یعنی دوام حضور یا دوام آگاہی) حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت ہے جو پیغمبروں علیہم السلام کے بعد افضل البشر ہیں اور حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آگاہی یقیناً سب آگاہیوں سے ارفع و اعلیٰ ہے یہ طریق (عالیہ نقشبندیہ) البتہ موصل ہے عدم وصول کا احتمال یہاں نہیں پایا جاتا کیونکہ اس راہ کا پہلا قدم جذبہ ہے جو وصول کی دہلیز ہے سالک کے وصول کا مانع یا جذب محض ہے جس میں سلوک نہیں یا سلوک محض بغیر جذبہ کے یہ دونوں مانع نہیں پائے جاتے کیونکہ اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) میں نہ سلوک خاص ہے نہ جذب محض بلکہ جذبہ ہے متضمن سلوک۔ لہٰذا اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) میں وصول کا سدراہ سوائے طالب کی سستی کے اور کوئی چیز نہیں طالب صادق اگر پیر کامل کی صحبت میں رہے اور شرائط طلب جو اکابر (بزرگوں رحمۃ اللہ علیہم) سلسلہ نے قرار دی ہیں بجالائے تو امید ہے کہ البتہ واصل ہوگا اگر پیر ناقص سے کسی کا پالا پڑ جائے تو چونکہ وہ خود واصل نہیں دوسرے کو کیسے واصل بنا سکتا ہے اس صورت میں طریق (عالیہ نقشبندیہ) کا کیا قصور ہے۔

حضرت قبلہ درویشاں زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلۂ عالیہ (نقشبندیہ) کی تاریخ میں ایک نیا دور پیدا کر دیا ہے ولایت کبریٰ کے اوپر کے تمام مقامات آپ (حضرت قبلہ درویشاں زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) ہی پر منکشف ہوئے ہیں اور آپ (حضرت قبلہ درویشاں زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے علوم و معارف جدید پر شریعت

کی مہر تصدیق ہے۔ چنانچہ آپ (حضرت قبلہ درویشاں زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) مکتوب ۲۶۰ جلد اوّل میں اپنا طریق (عالیہ نقشبندیہ) بیان کر کے یوں رقم طراز ہیں۔

"یہ ہے بیان اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) کا بدایت سے نہایت تک جس کے ساتھ حق سبحانہ تعالیٰ نے اس حقیر (حضرت قبلہ درویشاں زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو ممتاز فرمایا اس طریق کی بنیاد نسبت نقشبندیہ ہے جو متضمن اندراج نہایت در بدایت ہے اس بنیاد پر عمارتیں اور محل بنائے گئے اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ بڑھتا بخارا اور سمرقند سے بیج زمین ہند میں جس کا مایہ خاک یثرب و بطحا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے بویا گیا اور اس کو سالوں آب فضل سے سیراب رکھا گیا اور تربیت احسان سے پرورش کیا گیا جب وہ کھیتی کمال کو پہنچی تو یہ علوم و معارف کا پھل لائی"۔

ایک اور مکتوب (مکتوب ۲۸۱ جلد اوّل) میں آپ (حضرت زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ "اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) میں ایک قدم رکھنا دوسرے طریقوں (عالیہ قادریہ عالیہ چشتیہ عالیہ سہروردیہ وغیرہ) کے سات قدموں سے بہتر ہے وہ راستہ جو بطریق تبعیت و وراثت کمالات نبوت کی طرف کھلتا ہے اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) سے مخصوص ہے دوسرے طریقوں (عالیہ قادریہ عالیہ چشتیہ عالیہ سہروردیہ وغیرہ) کی نہایت کمالات ولایت کی نہایت تک ہے وہاں سے کمالات نبوت کی طرف کوئی راستہ کھلا نہیں"۔

(مشائخ نقشبندیہ، ص، 488)

نقشبندیہ طریقہ عروۃ الوثقیٰ ہے

حضرت عندلیب گلشن راز خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمارا طریقہ عروۃ الوثقیٰ ہے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی سنت ایسی نہیں ہے جس پر ہمارا عمل نہ ہو اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا کوئی طریقہ ایسا نہیں ہے جس کی ہم پیروی نہ کریں جو شخص ہمارے طریقہ سے روگردانی کرتا ہے اس کے ایمان کے تلف ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اور آپ (حضرت عندلیب گلشن راز خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں۔۔۔۔۔ حضرات

مشائخ نقشبندیہ (رحمۃ اللہ علیہم) کا مقولہ ہے کہ سلوک کے راستہ میں ابتداء میں قبولیت اور آخر میں یافت ہوتی ہے قبولیت (۱) یعنی مرید مشائخ کی نظروں میں مقبول ہو جائے (۲) قبولیت سے یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اصحاب حقیقت کی معرفت مرید کے دل میں پیدا ہو جائے یافت یعنی حق تعالیٰ جل جلالہ کا وصال حاصل ہو جائے۔ (یعنی معرفت)

(حیات باقی باللہ، ص، 12)

چار نہریں عالیہ نقشبندیہ۔ عالیہ قادریہ۔ عالیہ چشتیہ۔ عالیہ سہروردیہ

حضرت شیخ المشائخ فرید عصر شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اسرار الٰہیہ کی چار نہریں (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ۔ عالیہ قادریہ۔ عالیہ چشتیہ۔ عالیہ سہروردیہ) اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ مجدّدیہ) میں جاری ہیں انہی کی دو نہر نقشبندی ایک نہر قادری نصف چشتی اور نصف سہروردی ہیں۔

(درالمعارف، ص، 143)

نقل ہے کہ ایک روز آپ (صوفی باصفا حضرت خواجہ محبوب عالم شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ) مجلس میں تشریف فرما تھے اور اُس وقت اس مجلس کی عجیب حالت ہو رہی تھی کہ ہر ایک شخص ایک محویت اور لذت توحید میں مستغرق تھا ایک شخص نے اربعہ طریقت کی فضیلت بیان کر کے کہا کہ حضرت امام مجدد الف ثانی الشیخ احمد کابلی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے تو نقشبندی سلسلہ کو بہت ہی فضیلت دی ہے باوجود یہ کہ آپ سلسلہ قادریہ اور چشتیہ اور سہروردیہ میں بھی خلیفہ تھے تو حضور نے فرمایا اسکا عروج اوروں سے آگے ہے اور اس میں وصل عریانی ہوتا ہے میں نے عرض کیا کہ حضور کچھ اپنے مشاہدے کی بات بھی آپ ارشاد فرمائیے۔ یہ دلائل تو کتابوں سے دیکھ سکتے ہیں آپ سکوت فرما کر درود خوانی میں مشغول ہو گئے۔ کیونکہ حضور کی عادت مبارک تھی کہ لوگوں سے ملتے وقت مجلس میں اندازہ رکھتے اور جس قدر لوگوں سے بات کرتے اُسی قدر درود شریف پڑھ لیتے تھے تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ ایک فضیلت نقشبندی سلسلہ کی عالم رویا میں یہ دیکھی تھی کہ ایک دفعہ زیارت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی۔ دیکھا کہ میں آپ کے حضور میں بیٹھا ہوں اور آپ کہ سینے مبارک سے چار نہریں نکلی ہیں اور تمام عالم میں جاری ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی تشریف وہاں فرما ہیں، منجملہ اُن کی ایک نہر اتنی بڑی ہے کہ وہ اکیلی ہی اُن تینوں کے برابر ہے اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس بڑی نہر میں بیعت فرمایا میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نہر کا کیا نام ہے۔ آپ نے فرمایا نقشبندی نہر یہی ہے۔ جس وقت بیعت کی، قبولیت کے واسطے فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ طفیل اپنے میاں صاحب (پیر) کے اس طریقہ کی بیعت کو قبول کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا یہی نہریں ہیں جو قیامت تک میری امت کے اولیاء میں جاری اور میرے تک پہنچاتی رہیں گی۔

(ذکر خیر ص 252)

نقشبندیوں ہوشیار لمحہ بہ لمحہ

حضرت خواجہ سلطان طریقت سیدی کعبہ صفا بزرگ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ دل کی نگرانی کا لحاظ ہر حالت میں رکھے کھانے پینے کہنے سننے چلنے خرید و فروخت عبادت کرنے نماز پڑھنے قرآن شریف پڑھنے کتابت کرنے سبق پڑھنے وعظ کرنے غرضیکہ پلک جھپکنے میں بھی خدائے وحدہٗ لاشریک سے غافل نہ رہے تاکہ مقصود حاصل ہو۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی	شاید کہ نگاہ کند آگاہ نباشی

یعنی: ایک پلک جھپکنے کی مقدار بھی اس دوست سے غافل نہ ہو شاید وہ نظر لطف کرے اور تجھ کو خبر نہ ہو۔

(سیرت مجدد الف ثانی، ص 123 ز)

تمام کمالات نقشبندیوں کے حوالے کردیں گے

حضرت عالی امام ربانی مقبول یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد محترم الشیخ (وحید دوران شیخ العرفاء عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ) کی زبانی بیان فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دائرہ (سلوک و احسان) کا مرکز اور اس بادیہ کی شاہراہ اس سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے حوالے کردی گئی ہے اور اس کی نسبت کو تمام نسبتوں سے اُوپر بتایا کرتے تھے اور یہ بھی

فرمایا کرتے تھے کہ ہر چند ہم نے اس طریقۂ عالیہ (نقشبندیہ) کے اکابر کے رسائل سے ان کے طور طریقے اور ان کے اسرار معلوم کیے۔ لیکن ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ اللہ پاک اس سلسلے کے راہ نما اور کار شناسا کو ہمارے شہر میں پہنچا دے یا ہم ہی اُس کے شہر میں پہنچ جائیں تا کہ اس کی صحبت کی برکتوں سے ہم اقتباس انوار (حاصل) کر سکیں۔

(زبدۃ المقامات، ص، 174)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو چھوڑ کر دوسرے سلسلہ میں مرید ہونا

حضرت سیدی قیوم اول مجدد اعظم رحمہ اللہ نے لکھا کہ ایک دن مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم کی غیرت کی نسبت گفتگو ہو رہی تھی کہ اس اثناء میں اس بات کا بھی ذکر درمیان میں آیا کہ اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جنھوں نے اپنے آپ کو ان بزرگواروں (نقشبندیوں) رحمۃ اللہ علیہم کی جماعت میں داخل کیا ہے (یعنی مرید ہوئے) یا اُن کے ضمن میں اپنے آپ کو لائے اور انہوں نے (یعنی صوفیاء نقشبند رحمۃ اللہ علیہم نے) فرمایا اور پھر بلا وجہ و بے سبب ان بزرگواروں رحمۃ اللہ علیہم (نقشبندیوں) سے تعلق کاٹ لیا اور ظن وگمان سے دوسرے کے دامن کو جا پکڑا ہے اس ضمن میں آپ کا اور قاضی سنام کا بھی ذکر ہوا تھا یہ بات ٹھیک معلوم نہیں شاید ایک لحہ تک ہوتی رہی ہوگی اور وہ بھی خاص موقع پر مبنی تھی بعد ازاں خدا نہ کرے کہ فقیر (حضرت تاج الاولیاء شیخ العرفاء مجدد الف ثانی رحمہ اللہ) نے کسی مسلمان کو تکلیف دینے کا ارادہ کیا ہو یا دل میں کینہ چھپا رکھا ہو اپنی خاطر شریف کو اس بات سے جمع رکھیں آپ کو معلوم ہوگا کہ ہمارا طریقہ (نقشبندیہ مجددیہ) دعوت اسماء کا طریق نہیں ہے اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کے بزرگواروں رحمۃ اللہ علیہم نے ان اسماء کے مسمّٰی میں فنا ہونا اختیار کیا ہے اور ابتداء ہی سے ان کی توجہ شریف احدیت صرف کی طرف ہے اور اسم و صفت سے سوائے ذات کے اور کچھ نہیں چاہتے یہی وجہ ہے کہ اوروں کی نہایت ان کی بدایت میں مندرج ہے۔

قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا	میرے باغ سے میری بہار کا اندازہ کرلو

(مکتوب، ج، 1، ن، 202 ص)

نقشبندی حضرات، مرید اور خلفائے، اپنے پیرو کے سامنے اپنے خواب اور واقعات پر بھروسہ نہیں کرتے صوفیاءِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہم اپنے وقائع کا کوئی اعتبار نہیں انہوں نے یہ بیت (شعر) اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔

چوں غلام آفتابم ہم ز آفتاب گویم	نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

میں آفتاب کا غلام ہوں ہر بات آفتاب کے متعلق ہی کہوں گا میں نہ رات ہوں اور نہ رات کا پرستار ہوں کہ خواب کی باتیں بیان کروں۔

(مکتوبات معصومیہ، فضائل نقشبندیہ، ص، 9،)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بعض دوستوں کو جلد اثر نہیں ہوتا اس کا علاج

اس بلند طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) کے کچھ طالب ایسے ہوتے ہیں کہ باوجود ان کی سیر کی ابتداء عالم امر سے ہوتی ہے تاہم وہ جلد اثر پذیر نہیں ہوتے اور لذت و حلاوت جو جذبہ اور کشش کا ہراول دستہ ہے اپنے اندر جلدی پیدا ہی نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں عالم امر عالم خلق کی نسبت کمزور ہوتا ہے اور یہی ضعف و کمزوری جلد اثر پذیری میں رکاوٹ اور سد راہ ہوتی ہے اثر پذیر ہونے میں یہ تاخیر اور دیر اس وقت تک موجود رہتی ہے جب تک ان میں عالم امر عالم خلق پر غلبہ اور قوت حاصل نہ کرلے اور معاملہ برعکس نہ ہو جائے اس ضعف کا علاج اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کے مناسب یہ ہے کہ مکمل تصوف والا مرشد (کامل مکمل شیخ) پورے تصرف (توجہ) سے کام لے اور دوسرے طریقوں (سلسلہ عالیہ قادریہ ۔ عالیہ چشتیہ۔ عالیہ سہروردیہ وغیرہ) کے مناسب اس مرض کا علاج یہ ہے کہ پہلے تزکیہ نفس کیا جائے اور ریاضات و مجاہداتِ شاقہ موافق شریعت اختیار کیے جائیں (مدنی تاجدار حضور پرنور علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ) یہ بات بھی ذہن میں ہونی چاہئے کہ

دیر سے اثر پذیر ہونا استعداد کے ناقص ہونے کی علامت نہیں مکمل استعداد والے گروہ کے متعلق بھی یہ ممکن ہے کہ اس بلا میں مبتلا اور گرفتار ہو۔

(مکتوب، ج، 1، ن 145، س)

نقشبندیوں کی قدرت اور طاقت

بزرگ صوفیاء نقشبند رحمۃ اللہ علیہم جس طرح نسبت کے عطا کرنے پر کامل قدرت رکھتے ہیں اور تھوڑے وقت میں طالب صادق کو حضور و آ گاہی بخش دیتے ہیں اس طرح نسبت کے سلب (لے لینے) کے لئے بھی پوری طاقت رکھتے ہیں اور ایک ہی التفات (توجہ) سے صاحب نسبت کو مفلس کر دیتے ہیں ہاں سچ ہے جو دیتے ہیں لیتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے غیظ وغضب اور اولیاءِ کرام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے غیظ وغضب سے بچائے۔ (آمین)

(مکتوب ن 221 ج 2 س)

اپنے خلیفہ پر یقین اور ایک ہفتہ میں ولایت فنا فی للہ بقا باللہ ولایت خاصہ

حضرت شیخ الاسلام زبدۃ الواصلین خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خاص مرید نے جو کہ سیّد زادہ تھے نہایت تضرّع اور نیاز مندی سے آپ (حضرت شیخ الاسلام زبدۃ الواصلین خوابہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کی خاص توجہ کیلئے التماس کی تو آپ (حضرت شیخ الاسلام زبدۃ الواصلین خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ انشاء اللہ جب وہ (حضرت سردار اولیاء شہباز لامکانی مجدّ د الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) سرہند شریف سے آئیں گے تو میں (حضرت شیخ الاسلام زبدۃ الواصلین خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) ان سے التماس کروں گا کہ تمہارا کام ایک ہفتے میں پورا کر دیں اور درجہ ولایت تک تم کو پہنچا دیں لیکن اس ارشاد کے بعد اتفاق یہ ہوا کہ حضرت شیخ الاسلام زبدۃ الواصلین خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہمارے حضرت (حضرت سردار اولیاء شہباز لامکانی مجدّ د الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی ملاقات نہ ہو سکی آخر جب ہمارے حضرت (حضرت سردار اولیاء شہباز لامکانی مجدّ د الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی تشریف آوری حضرت شیخ الاسلام زبدۃ الواصلین خواجہ رضی الدین باقی

باللہ رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد دہلی شریف میں ہوئی اور جب آپ (حضرت سردار اولیاء شہباز لامکانی مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ) نے حضرت شیخ الاسلام زبدۃ الواصلین خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمہ اللہ کا یہ ارشاد (توجہ کے متعلق) سنا تو آپ (حضرت سردار اولیاء شہباز لامکانی مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ) نے فرمایا کہ اگر صدق دل سے اور پورے اعتقاد سے آؤ تو (انشاء اللہ) حضرت شیخ الاسلام زبدۃ الواصلین خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمہ اللہ کے فرمان کے مطابق تمہارا کام ایک ہفتے میں پورا کرادوں گا لیکن افسوس کہ اس شخص کو پھر یہ سعادت نصیب نہ ہوئی۔

(حضرات القدس ص43)

فائدہ صوفی: اب اگر ہمارے مرشدِ گرامی (مدّ ظلہٗ العالی) کسی کو ایک ہفتے میں ولایت یا کسی خاص درجے تک پہنچادیں اور ارشاد خط دے دیں تو حاسدین کو حسد ہوتا ہے کہ ایک ہفتے میں آدمی کو پیر بنا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں حاسدین سے نجات عطا فرمائے (آمین) اور ہمیں صوفیاء نقشبند رحمۃ اللہ علیہم اور خصوصی اپنے پیر و مرشد سے محبت اور اعتقاد کامل عطا فرمائے (آمین) صوفیاء نقشبند کو وہ لوگ جانتے ہیں جو فیض اور برکات سے مستفیض ہوں اور جن کو فیض اور برکات ملی ہوں۔

جنوبی ایشیا میں میتھوڈسٹ چرچ کے بشپ جان اے سبحان نے حضرت عالی امامِ ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی سیرت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے

یہ شخص لوگوں پر اس حد تک اثر انداز ہوا کہ ایک زمانہ تھا جب کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہندوستان میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ دوسرے سلاسل پر چھا جائے گا اس سلسلے کی اہمیت کا اندازہ روز کے اس بیان سے ہوتا ہے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تاریخ صرف اس لئے دلچسپ نہیں کہ اس نے اسلامی فکر میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے بلکہ اس کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ اس نے ہندوستان کے سیاسی انقلابات کو بے حد متاثر کیا۔

(سیرت امام ربانی ص، 121)

اپنے کمال کے حصول اور سلوک کی تکمیل کی خبر بھی دے دی

حضرت مولانا محمد یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بڑے عالموں میں سے تھے قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تربیت حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے فرما دی تھی۔ سلوک طے کرنے کے زمانے میں ان کی موت کا وقت آ گیا اور وہ جان کنی کے عالم میں تھے کہ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) ان کے سرہانے پہنچ گئے اور ان کے سلوک کی تکمیل کیلئے توجہ فرمائی اور ان کو اس معاملے میں اطلاع بھی دے دی اور ہر لمحہ ان کا حال بھی دریافت فرما رہے تھے اور وہ بھی اپنی ترقیات اور تلقیات جو آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی توجہ سے حاصل ہو رہی تھیں آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) سے عرض کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے تصرف (توجہ شریف) سے ان کا کام تکمیل کو پہنچ گیا اور انھوں نے بھی اپنے کمال کے حصول اور سلوک کی تکمیل کی خبر بھی دے دی بس اسی دم ان کا انتقام ہو گیا (حقیر حضرت علامہ شیخ المشائخ بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو) فخر حاصل ہے کہ آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے برسوں کا کام ایک آن میں (اس شخص کیلئے) مکمل کر دیا کریموں پر نہیں کام مشکل، کرم ہو آپ کا اک لحظہ بھی تو بہتر ہے ہزار سال کی تسبیح اور نوافل سے۔

(حضرات القدس، ص، 180)

سلطان وقت (شاہ جہاں) کا بڑا بیٹا (دارا شکوہ) جو شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن

حضرت خواجہ قیوم ثانی مقبول یزدانی محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ جب حرمین الشریفین کے متبرک مقامات پر پہنچے تو ان مقامات کی محبت کا آپ (حضرت خواجہ قیوم ثانی مقبول یزدانی محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ) پر اتنا غلبہ ہوا کہ دیار ہند کی طرف واپس جانے میں خاصا توقف اور تردد فرمایا جب قافلہ کے مدینہ منورہ سے روانہ ہونے کا وقت قریب آیا تو حضرت خواجہ قیوم ثانی مقبول یزدانی محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ روضہ منورہ پر حاضر ہوئے کہ سرور کائنات (مدنی

تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مرضی مبارک معلوم کریں کہ بندہ کی درگاہ معلیٰ پر اقامت منظور ہے یا وطن واپسی تو کمالِ رضا کے ساتھ واپسی کا امر ہوا اور رخصت کا واضح اشارہ فرما دیا اسی اثناء میں حضرت خواجہ قیوم ثانی مقبول یزدانی محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں آیا کہ سلطان وقت (شاہ جہاں) کا بڑا بیٹا (دارا شکوہ) جو شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن اور متشرع اصحاب خصوصاً سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک اور خاندان حضرت عالی امام ربانی قبلہ درویشاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص عداوت رکھتا ہے اور اس جماعت کو نقصان پہنچانے کے در پے ہے تو تردّد ہوا اس لئے معاملہ میں آپ (حضرت خواجہ قیوم ثانی مقبول یزدانی محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ) نے جناب معلیٰ (حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں التجا کی فرماتے ہیں کہ ایسا محسوس ہوا کہ حضرت رسالت مآب خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات دست مبارک میں برہنہ تلوار لئے ہوئے ظاہر ہوئے اور داراشکوک کے قتل کیلئے اشارہ فرمایا چنانچہ آپ (حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جو اشارہ فرمایا تھا ایسا ہی ہوا اس واقعہ سے چند سال قبل حضرت خواجہ قیوم ثانی مقبول یزدانی محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت مسرت وشادمانی کیساتھ روضۂ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف میں اس معاملہ کے ظہور کی امیر المومنین اورنگ زیب کو بشارت دی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا جس کا مشاہدہ کیا گیا تھا یہ حضرت قبلہ (حضرت خواجہ قیوم ثانی مقبول یزدانی محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ) کی کرامت بھی ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا معجزہ بھی ہے۔

(حسنات الحرمین، ص، 252)

آپ کی طبیعت سنبھلنی شروع ہوگئی

حضرت مولانا مقیم رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر سلسلہ سہروردیہ میں بڑے راسخ تھے اچانک اتنے سخت بیمار ہوئے کہ زندگی سے مایوس ہوگئے حضرت مولانا محمد امین رحمۃ اللہ علیہ مذکوران سے سسرالی رشتہ رکھتے تھے ایک بار ان کی عیادت کو آئے ان سے اشارۃً

فرمایا منت مانو کہ اگر حق سبحانہ، وتعالیٰ تمہیں شفاء بطور کرامت دے دے تو تم سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک ہو جاؤ گے انہوں نے بخوشی قبول فرمالیا اس روز سے آپ کی طبیعت سنبھلنی شروع ہو گئی یہاں تک کہ کامل صحت نصیب ہوئی چنانچہ اس منت اور عہد کی رو سے آپ نے حضرت مولانا محمد امین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کی صحبت کی برکت سے ان بزرگوں (نقشبندی رحمۃ اللہ علیہم) کی نسبت شریفہ حاصل کی۔

(نسیمات القدس، ص، 105)

خلیفہ حضرات کیلئے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ ہدایت کی صلاحیت کے باوجود سلسلہ کا کام نہ کرنا

خلیفہ حضرت غوث یزدانی محبوب ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ! (حضرت شیخ المشائخ) حاجی خضر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت غوث یزدانی محبوب ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خلوت میں بلوا کر اجازت ارشاد اور خلافت عطا فرما کر ٹُور کیلئے روانہ فرما دیا وہاں میں نے محض حکم کی تکمیل میں کچھ لوگوں کو ذکر کا طریقہ بتایا لیکن میرا دل مسند مشیخت (مرید کرنے) پر بیٹھنے کو راغب نہ ہوتا تھا حتیٰ کہ کچھ عرصے کے بعد حضرت غوث یزدانی محبوب ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری سے مشرف ہوا تو حضرت غوث یزدانی محبوب ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کشف سے معلوم فرمالیا کہ مجھے اس کام میں سرگرمی نہیں ہے فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ تم سے پوچھے گا کہ ہدایت دینے کی صلاحیت کے باوجود تم نے ہدایت دینے سے تم نے اپنے آپ کو الگ کیوں رکھا‘‘ چنانچہ حضرت غوث یزدانی محبوب ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کام کیلئے تاکید فرمائی اور اصرار بھی فرمایا تو میں مجبوراً اس کام میں سرگرمی سے مصروف ہو گیا۔

(فضائل نقشبندیہ، ص، 31)

اس بات سے مسند ارشاد حضرات عبرت پکڑیں اور لوگوں کی اصلاح کریں تاکہ فیض و برکات زیادہ حاصل ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیر بزرگوں کے فرمان پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔ امین اور جو امین کہے خدا اُس کو بھی کامیاب فرمائے۔

وصل اعدام تجھ سے گر ہو جائے۔ شاہ مردوں کا کام مرد دانائی سے ہو جائے

مشائخ رحمتہ اللہ علیہم کے طریقوں میں سب سے زیادہ قرب والا اور سب سے بلند طریقہ احراریہ نقشبندیہ کا ہے کہ اوّل ان کا داخلہ ادراک بسیط میں ہے جو خلقیت پر جہت حقیقت کا غلبہ ہے اور انوار ذات کی تجلی کا محل ہے اور ایک خاص جہت کا ظہور ہے اس معنی کے ابتدائی حصے کو جو کہ ادراک مرکب کی مغلوبیت ہے اور وصل کی صبح سعادت کی سفیدی ہے حضور و آگاہی کہا جاتا ہے اور جب کشش اور انجذاب کے غلبوں میں سارے ادراکات رخصت ہو جائیں بلکہ آگاہی کی صفت کا بھی شعور نہ رہے تو اس کو فنا اور فنائے فنا سے تعبیر کرتے ہیں اور اس نسبت کے تواتر کے وجود کو عدم کہتے ہیں بلکہ اس نسبت متواترہ کے ظہور کو عظیم سمجھتے ہیں۔

وصل اعدام اگر توانی کرد	کار مردان مرد تانی کرد

ترجمہ اول:

وصل اعدام تجھ سے گر ہو جائے شاہ۔۔۔۔ مردوں کا کام سر ہو جائے

ترجمہ دوم:

وصل اعدام تجھ سے گر ہو جائے۔۔۔ شاہ مردوں کا کام مرد دانائی سے ہو جائے

نقشبندی مشائخ صحیح معنوں میں شریعت کے عالم و مبلغ ہیں

نقشبندی مشائخ (رحمتہ اللہ علیہم) پیر خرقہ پیر کلاہ وشجرہ نہیں ہوتے وہ صحیح معنوں میں شریعت کے عالم و مبلغ ہوتے ہیں اسلئے شریعت کے مرشد اور طریقت و سلوک کے رہنما ہوتے ہیں لیکن دوسرے سلاسل (عالیہ قادریہ عالیہ چشتیہ عالیہ سہروردیہ وغیرہ) میں ایسا نہیں ہوتا ان کے حلقے میں تعلیم و تسلیم پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے۔

(ایمانیات، ص، 169)

ایک ہفتہ میں فنا اور ایک ماہ میں سلوک باطن

حضرت قیوم ثانی شمس العارفین خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سالک کوئی بھی آپ (حضرت قیوم ثانی شمس العارفین خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس صرف ایک ہفتہ رہنے سے فنا حاصل کر لیتا اور ایک ماہ میں باطنی سلوک ختم کر کے خلافت لے لیتا۔

(روضۃ القیومیہ، ج،2، ص،266)

فائدہ صوفی: اس دور جدید میں ہمارے مرشد و مربی مدظلہٗ العالی بھی اسطرح لوگوں کو ہفتہ مہینہ سہ ماہ سال میں فارغ کر دیتے ہیں اور خلیفہ بنا لیتے ہیں تو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ پیر صاحب تو اتنی جلدی سے خلافت دیتے ہیں اور ہمارے پیر تو مجاہدہ اور ریاضات وغیرہ کرواتے ہیں اور پھر بھی سو میں سے کسی ایک کو خلیفہ بناتے ہیں میرے بھائی اس میں اعتراض کی کیا بات ہے۔ جس کے پاس جتنا فیض ہوگا اتنا دوسروں کو دیگا جو خود ہر چیز سے صاف ہوگا تو دوسروں کو کیا دیگا۔ (نثار الحق نقشبندی)

خوارق کرامات پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے ولایت بڑی نعمت ہے

بزرگ شہباز لامکانی خواجہ بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ 'فرماتے ہیں کہ ولایت بڑی نعمت ہے ولی کو چاہیے کہ اپنے آپ کو ولی سمجھے تا کہ اس نعمت کا شکر ادا کر سکے ولی محفوظ ہوتا ہے عنایت الٰہی اس کو اس کے حال پر نہیں چھوڑتی اور بشریت کی آفت سے اس کو محفوظ رکھتی ہے خوارق و کرامات کے ظاہر ہونے پر کوئی اعتماد نہیں کرنا چاہئے معاملہ استقامت سے متعلق ہے اس لئے استقامت کا طالب بن کرامت کا طالب نہ بن کیونکہ استقامت اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور کرامت نفس کی طلب ہے۔

(سیرت مجدد الف ثانی، ص،36)

فائدہ صوفی: اب زیر غور بات یہ ہے کہ ولی کو چاہئے کہ اپنے آپ کو ولی سمجھے ولی کس کو کہتے ہیں ولی وہ ہے جو شریعت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پابند ہو قلب روح سر خفی اخفیٰ نفسی قالب حاصل کیا ہو جیسے کہ اس سے پہلے صفحات میں گزرا ہے اب ہمارے (مرشد) مربی مدظلہٗ العالی کی

کو کہیں کہ یہ خدا کا ولی ہے تو لوگوں پر شاق گزرتا ہے کہ اپنے مریدوں کو ولی بناتے پھرتے ہیں میرے بھائی ہم اس ولی کی بات نہیں کرتے جیسے کہ تبلیغی جماعت کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کو ولی کہتے ہیں میں تو اس ولی اللہ کی بات کرتا ہوں جو خدا کا حقیقی دوست ہو شریعت کا پابند ہو۔ قلب۔۔۔۔ روح سر۔۔۔۔۔ خفی۔۔۔۔۔ اخفی۔۔۔۔ نفسی۔۔۔۔ قالب۔۔۔۔ نفی اثبات۔۔۔۔ چھتیس (۳۶) مراقبات اور آگے کے مقامات طے کر چکا ہو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی امان میں رکھے۔ (آمین) (نثار الحق نقشبندی)

مریدین حضرات غیروں کی رفاقت ومحبت سے پرہیز کرے

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم بلا جواز عزلت نشینی پر زور نہیں دیتا حضرت امام ربانی کاشف رموزات سبحانی الشیخ احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں عزلت سے مراد یہ ہے کہ غیروں کی رفاقت ومحبت سے پرہیز کیا جائے نہ کہ ہم خیال دوستوں سے حضرت شیخ المشائخ مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

عزلت از اغیار باید نے زیار

ترجمہ: غیر سے دوری نہ ہرگز یار سے

حضرت شیخ المشائخ خواجہ بزرگ بہاء الدین شاہ نقشبند رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمرازوں کی رفاقت اختیار کرنا اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) میں سنت مؤکدہ کے برابر ہے (حضرت مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے فرمایا: عزلت مراد یہ ہے کہ غیروں کی رفاقت ومحبت سے پرہیز کیا جائے نہ کے ہم خیال دوستوں سے۔ حضرت عالی امام الطریقہ قطب الارشاد خواجہ خواجگان بہاء الدین نقشبند رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارا طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) صحبت ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں عافت (مصیبت) اور صحبت سے انکی مراد طریقت ہے موافقت کرنے والوں کی صحبت ہے نہ کہ مخالفین طریقت کی صحبت۔

(مکتوب ن265 ج2ز) (ایمانیات، ص، 170)

خلوت وصحبت ایک دوسرے کی ضد ہیں

حضرت خواجہ سلطان طریقت سیدی کعبہ صفا بزرگ بہاؤ الدینؒ فرماتے ہیں ہمارا طریقۂ عالیہ (نقشبندیہ) سب سے ملے جلے رہنے کا ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے اور خیریت جمعیت میں ہے اور جمعیت صحبت میں ہے اور خلوت وصحبت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

(سیرت مجدد الف ثانی، ز، 123)

سلسلہ عالیہ قادریہ افضل ہے یا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ افضل ہے

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تمام سلاسل میں سلسلۂ (عالیہ) قادریہ افضل ہے یا (سلسلہ عالیہ) نقشبندیہ جب کہ سلسلہ (عالیہ) قادریہ کی ابتداء حضرت سیّدنا غوث اعظمؓ سے ہے اور آپ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد میں سے ہیں یعنی حسینی سیّد ہیں اور آپ (سلطان العارفین غوث یزادنی سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ) کا ارشاد ہے ''قدمی ھذا علیٰ رقبۃ کل اولیاء اللہ'' جس پر تمام اولیاء کاملین نے اپنے سر کو خم کردیا اور تسلیم کیا؟

بینو اتوجروا السائل محمد اسلم نعیمی

الجواب: سلسلۂ (عالیہ) قادریہ کی ابتداء سیّدنا (امیر المومنین) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے اور سلسلہ (عالیہ) نقشبندیہ کی ابتداء سیّدنا (امیر المومنین) حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ہے سلسلۂ (عالیہ) نقشبندیہ افضل ہے اسلئے کہ اس میں اتباع شریعت کی بہت تاکید ہے اور قادری سلسلہ کی انتہا (عالیہ) نقشبندیہ کی ابتداء ہے سیّدنا غوث اعظمؓ کی افضلیت اپنے ہمعصر اولیاء کرام پر ہے نہ کہ کل پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب کتبہ فقیر عبداللہ نعیمی عفی عنہ

(فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ، ج، 1، ص، 359)

لہٰذا طریقت کی محافظت انتہائی ضروری ہوئی

میرے مخدوم ومکرم! طریقت میں بھی کوئی نئی بات نکالنا اس فقیر (حضرت شمس

العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک اس بدعت سے کم نہیں ہے جو دین میں پیدا کی جائے ''برکات طریقت'' اسی وقت تک جاری وساری رہتے ہیں جب تک کہ طریقت میں کوئی نئی بات پیدا نہ کی جائے اور جب کوئی نئی بات طریقت میں پیدا ہو جائے تو اس طریقت کے فیوض وبرکات کی راہ بند ہو جاتی ہے لہٰذا طریقت کی محافظت انتہائی ضروری ہوئی اور طریقت کی مخالفت سے پرہیز کرنا بھی ضروریات میں سے ہو گیا پس آپ جس جگہ بھی ہوں اور جس سے بھی اپنے طریقے کی مخالفت دیکھیں تو نہایت سختی اور سرزنش کے ساتھ اس کو روکیں اور اس طریقت کی ترویج وتقویت میں کوشش کریں۔

(مکتوب ن 267، ج2ز)

ہمیں خواب میں دیکھا ہے۔ عرض کی ہاں۔ حضرت عالی امام الطریقہ بہاء الدین عرف والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کافی ہے

حضرت عالی امام الطریقہ بہاء الدین عرف والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ بزرگ کو لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص ذکر ماموریں بہت کم مشغول ہوتا ہے (حضرت عالی امام الطریقہ بہاء الدین عرف والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کوئی ڈر نہیں اور پوچھا کہ کبھی ہمیں خواب میں دیکھا ہے عرض کی ہاں (حضرت سیدی امام الطریقہ بہاء الدین عرف والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کافی ہے حضرت شیخ المشائخ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ 'نفحات میں فرماتے ہیں کہ اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو ان بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) سے کچھ بھی رابطہ ہے امید ہے کہ وہ آخر کار ان سے مل جائیگا اور یہی رابطہ (تصور شیخ محبت شیخ) اس کی نجات اور ترقی درجات کا سبب ہوگی نیز حضرت خواجہ (حضرت سیدی امام الطریقہ بزرگ خواجہ بہاء الدین عرف والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) نے عنایت فرمائی ہے کہ اس کی برکت سے نازل شدہ بلا دور ہو جائیگی نیز حلقت المعارف میں لکھتے ہیں کہ صادق اور مستقیم طالب علم کی روح شریعت میں اگرچہ ہستی نہ ہو بلکہ ان معاملات میں متوسط بھی ہو اور نہ ہی درجہ کمال کو پہنچی ہو لیکن موت کے بعد کامل واصلوں میں مل جائیگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء

نہیں مرتے نیز آدمی اسی کے ہمراہ ہوتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے اور جن سے تشبیہ ڈھونڈتا ہے وہ انہی کا ہو جاتا ہے۔

(مقامات احمدیہ ص95)

وصل عریانی کا دم مارانہ بلکہ مطلوب کے حاصل ہونے سے ناامیدی

اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم کی نہایت اگر میسر ہو جائے تو وصل عریانی ہے جس کے حاصل ہونے کی علامت مطلوب کے حاصل ہونے سے ناامیدی کا حاصل ہونا ہے پس اس سے سمجھ لے کیونکہ ہمارا کلام وہ اشارات ہیں جن کو خواص بلکہ اخص میں سے بھی بہت تھوڑے سمجھتے ہیں اس اعلیٰ دولت کے حاصل ہونے کی علامت اس واسطے بیان کی ہے کہ اس گروہ میں سے بعض نے وصل عریانی کا دم مارا ہے اور بعض مطلوب کے حاصل ہونے سے ناامیدی کے قائل ہوئے ہیں لیکن اگر دونوں دولتوں کو جمع ہونا ان کے پیش کیا جائے تو نزدیک ہے ان کے جمع ہونے کو جمع ضدین خیال کریں۔

(مکتوب، ج، 2، ن، 221 س)

مردوں کو بھی اپنی نسبت عطا فرمادیا کرتے تھے

حضرت علامہ مولانا مرتضیٰ صاحب رحمہ اللہ بیان کرتے تھے کہ میرے والد نے (انتقال کے وقت) وصیت کی تھی کہ میری نعش کو حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی خدمت میں لے جانا اور عرض کرنا مجھے سلسلے میں داخل فرمالیں آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمہ اللہ) کا طریقہ بھی تھا کہ مردوں کو بھی اپنی نسبت عطا فرمادیا کرتے تھے میں والد صاحب کے انتقال کے بعد ان کی وصیت پر عمل کیا والد صاحب کا جنازہ آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمہ اللہ) کی خدمت میں نماز جنازہ کیلئے لایا اور والد صاحب کی وہ التماس بھی عرض کی فرمایا کہ کل حلقہ ذکر میں معلوم کرلینا چنانچہ دوسرے دن جب میں حلقہ ذکر میں بیٹھا ہوا تھا مجھے استغراق ہو گیا میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تشریف فرما ہیں اور میرے

والد صاحب اس حلقۂ ذکر میں حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک آدمی کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ذکر میں مشغول ہیں۔ میں خدا کا شکر بجالایا۔

(حضرات القدس، ص، 216)

مرید کو وفات کے بعد خدا کا ولی بنایا

حضرت اقدس (حضرت تاج الاولیاء شیخ العرفاء رضی الدین بقاباللہ رحمۃ اللہ علیہ) کے مریدوں کا مرید جان محمد جب فوت ہوگیا تو اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا تھا کہ جان محمد تمہیں معلوم ہے کہ مراقبہ اور ذکر قلبی کے پابند نہ تھے اب مردوں میں تمھاری کیا حالت ہے اس نے عرض کی کہ خوشحال ہوں جب مجھے قبر میں رکھا گیا تو سیدی (حضرت تاج الاولیاء شیخ العرفاء رضی الدین بقاباللہ رحمۃ اللہ علیہ) نے آکر مجھے اولیاء میں داخل کر دیا۔ یہ ہیں کامل اولیاء جو موت کے بعد بھی نسبت اور ولایت دینے پر قدرت رکھتے اور اللہ تعالیٰ ہمیں صوفیاء نقشبند (رحمۃ اللہ علیہم) کے ساتھ استقامت عطا فرمائے۔ (آمین)

آتش دوزخ سے آزاد ہے۔ مجھے بشارت دی گئی ہے

شیخ مجدد (حضرت ابو معصوم جاں نثارِ سنّتِ مصطفےٰ مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ میرے سلسلہ کے تمام مرید اور خادم جو قیامت تک مجددیہ احمدیہ طریقہ میں داخل ہوں گیا اس کی مجھے اطلاع کی جا چکی ہے اور سب کا نام مجھے بتا دیے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو کوئی بھی مجددی سلسلہ میں ہے آتش دوزخ سے آزاد ہے مجھے بشارت دی گئی ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام آخرالزمان مبعوث ہوگا تو وہ تیرے سلسلہ کی نسبت میں ہوگا۔

(خزینۃ الاصفیاء، ص، 159)

جو کوئی اس راہ روشن (طریقہ بسلسلہ نقشبندیہ) پر ہوگا میں نے ان سب کو بخش دیا

بصیرت کے واقعات میں سے ہے کہ جب حضرت شیخ المشائخ خواجہ عبدالخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۵۲ھ) کی عمر آخر ہوئی بعض اصحاب (یعنی مریدین اور خلفاء حضرات) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم حضرت خواجہ (حضرت شیخ المشائخ خواجہ عبدالخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ)

کے سرہانے موجود تھے نیک عمل کرنے کی وصیت کی اور فرمایا کہ اے میرے دوستوں تم کو خاص طور سے بشارت ہو وہ حق تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت ملی ہے کہ جو کوئی اس راہ روشن (طریقہ بسلسلہ نقشبندیہ) پر ہوگا میں نے ان سب کو بخش دیا کوشش کرو کہ اس راہ (طریقہ عالیہ نقشبندیہ) پر چلو اور اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) سے دور نہ ہو جاؤ کچھ دیر بعد غیب سے آوازئی ''اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف آ کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہے۔''

(عارف نامہ، ص، 25)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ (مجدّدیہ) کی بخشش

ایک دن صبح کے حلقے میں آپ (حضرت غوث یزدانی محبوب ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) مراقب تھے اور آپ (حضرت غوث یزدانی محبوب ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) پر اپنے اعمال کی خامی کا تصوّر غالب تھا اور انکسار وتضرّع کا غلبہ تھا۔ حدیث پاک ''مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ'' (جو خدا کیلئے تواضع کرتا ہے خدا اسے بلند کرتا ہے) کے مصداق اللہ تعالیٰ ''غَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُیُوْبِ ۸ کی طرف سے خطاب ہوا کہ ''میں نے تم کو بخش دیا اور اس کو بھی جو تمہارا وسیلہ اختیار کرے بالواسطہ یا بلاواسطہ قیامت تک سب کو بخش دیا'' اور اس بشارت کے اظہار کا حکم بھی دے دیا ہے۔

(حضرات القدس، ص، 114)

صوفی باصفا حضرت خواجہ محبوب عالم شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالی میں ایک شخص کریم بخش نامی مجذوب (یہ وہ کریم بخش نہیں جو حضرت صاحب علیہ الرحمہ کا خادم تھا) حضرت صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور لوگوں کو کثرت سے مرید ہوتے دیکھ کر کہنے لگا کہ حضرت لوگوں کو ڈُباتے ہی جارہے ہیں یعنی جو آتا ہے اسی کو بیعت کر لیتے ہیں اُن ہی میں فاسق وفاجر ہوتے ہیں حضرت صاحب اتنے لوگوں کو کس طرح بخشوائیں گے اور شاید کچھ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا تمام دن اُسے یہی خیال رہا دوسرے دن

صبح کو اس مجذوب نے آ کر عرض کیا کہ حضور میں نے آج ایک خواب دیکھا ہے اس سے میرا سارا شبہ مٹ گیا آپ نے فرمایا دیکھ لیا بس ہو گئی تسلی اچھا جا اب اپنا کام کر وہ جانے لگا تو میں نے پکڑ لیا اور پوچھا کہ ہمیں تو کچھ پتا ہی نہ لگا بتا تو سہی یہ کیا بات تھی اُس نے کہا میں نے تو خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہو گئی ہے اور حضرت شاہ صاحب ایک بہلی میں سوار ہیں اور آپکے پیچھے سینکڑوں بہلیاں سوار پیادے (پیدل) آپ کے مرید چلے جاتے ہیں یہ سارا گروہ حضرت خواجہ قادر بخش صاحب علیہ الرحمہ کے پاس پہنچا پھر وہ اپنے پیر کے پاس گئے اور وہ اپنے پیر کے پاس اسی طرح ہوتے ہوتے یہ تمام سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا اور آپ اُس تمام گرو کو حضرت سید المرسلین ﷺ کے حضور میں لے گئے پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب وکتاب ہوا رسول ﷺ نے شفاعت کی پھر ایک شخص نے آواز دی کہ رسول ﷺ کا حکم ہے کہ جس شخص نے اس خواجہ توکل شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور کریگا وہ بخشا گیا اور اس کے سلسلہ کی شفاعت منظور ہو چکی ہے اور یہ سارا سلسلہ ہی بخشا ہوا ہے حضور نے تبسم کیا اور فرمایا اللہ ایسا ہی کرے جیسا تو نے دیکھا ہے پھر فرمایا جاؤ جو بات ہونی تھی ہوئی۔

(ذکر خیر، ص248)

غیب کی خبر

حضرت عندلیب گلشن راز مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے وہ جو شخص بھی ہمارے طریقے (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) میں داخل ہوا اور داخل ہوگا قیامت تک بالواسطہ اور بلا واسطہ مردوں میں سے ہو یا عورتوں میں سے وہ سب میری نظروں میں لائے گئے اور ان کا نام نسب مولد اور مسکن بھی مجھے بتایا گیا اگر چاہوں تو سب کو بیان کر سکتا ہوں۔

(خزینۃ الاصفیاء، ص، 159)

ایک روز صبح کے وقت میں (صوفی باصفا حضرت خواجہ محبوب عالم شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ) حاضر خدمت ہوا، فرمایا مولوی صاحب یہ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ کیا کلام

ہے میں نے عرض کیا حضور یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور تمام آیت یوں ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (پارہ 11، سورۂ یونس، آیت 62) فرمایا اچھا، اس سے پہلے اولیاء اللہ کا لفظ بھی ہے میں نے عرض کیا ہاں حضور ہے پھر فرمایا اس کے معنی کیا ہوئے میں نے عرض کیا حضور اس کے یہ معنی ہیں کہ جو اولیاء اللہ ہیں اُن پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم ہے فرمایا اس خوف وغم کے نہ ہونے کا کیا مطلب ہے۔ میں نے عرض کیا حضور اس کا یہ مطلب ہے کہ جو لوگ اولیاء اللہ ہیں انہیں عذاب قبر، حشر، قیامت، میزان پُل صراط، دوزخ وغیرہ کا کچھ خوف اور غم نہیں ہے۔ فرمایا یہ سارا تو لَا خَوْفٌ میں آچکا کیونکہ اُنہیں کوئی خوف جو نہ ہوا پھر غم کا ہے کام باقی رہ گیا میں نے عرض کیا حضور اس کا مطلب آپ جانتے ہونگے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ جب عذاب قبر، قیامت، میزان، حساب وکتاب، پُل صراط وغیرہ کا کچھ خوف نہ رہا اور وہ بلا حساب بخشے گے تو خوف تو ہر طرح کا جاتا رہا مگر غم اس بات کا رہا کہ دیکھئے اجر وثواب اور جنت میں مراتب بھی پورے ملتے ہیں یا کسی قدر کمی بیشی ہوتی ہے۔ یعنی اس امر کا غم رہتا ہے کہ اجر وثواب اور مراتب بھی پورے ہی ملیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہیں ان مراتب اور اجر وثواب کے بارے میں بھی کسی طرح کا غم نہ ہوگا۔ پھر فرمایا ہمیں تین تین دفعہ یہ آواز آئی ہے کہ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ یعنی تجھے اس گروہ میں داخل کردیا جن کہ بارے میں یہ آیت ہے تجھے نہ خوف ہوگا اور نہ کسی طرح کا غم ہوگا۔ ہم نے تجھے بے حساب بخش دیا میں نے عرض کیا حضور یہ بشارت خاص حضور ہی کہ واسطے ہے یا آپ کے ملنے والوں کے واسطے بھی۔ فرمایا یہ بشارت ہمارے ملنے والوں کے واسطے بھی ہے اور جو ان کے ملنے والے ہوں گے اُن کے واسطے بھی اور جو کوئی ہمارے سلسلہ میں قیامت تک ہماری نسبت حاصل کرے گا اور ہمارے طریقہ کا پابند رہے گا اُن سب کے واسطے یہ بشارت ہے اس بات کا حکم بھی اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگیا تھا۔ پھر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک سے بھی اسکی تصدیق ہوگئی۔ اور پھر حضرت امام مجدد الف ثانی الشیخ احمد کابلی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے دفتر (ارشادات) میں ہمیں ان سب کے

نام لکھے ہوئے دکھائے جو قیامت تک ہمارے سلسلہ میں داخل ہو کر ہماری نسبت حاصل کریں گے۔ اور ہمارے طریقہ کے پابند رہیں گے اور اس بشارت میں داخل ہیں۔

(ذکر خیر، ص 311)

پہلے مریدوں کو بہشت میں پہنچائیں گے بعد میں پیر صاحب جائیں گے

حضرت تاج الاولیاء شیخ العرفاء رضی الدین باقی باللہ ؒ کے مقامات میں لکھا ہے حضرت شیخ عبد القدوس ؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب ہمارے خواجہ (حضرت تاج الاولیاء شیخ العرفاء رضی الدین باقی باللہ ؒ) کو دفن کیا گیا بہشت سے ایک دریچہ کھلا اور نورانی حوروں نے اندر آ کر سلام عرض کیا کہ ہم آپ (حضرت تاج الاولیاء شیخ العرفاء رضی الدین باقی باللہ ؒ) ہی سے ہیں حضرت خواجہ (حضرت تاج الاولیاء شیخ العرفاء رضی الدین باقی باللہ ؒ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے میرا عہد و پیان ہو چکا ہے کہ جب تک میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف نہ ہوں گا اور اپنے سارے مریدوں کی شفاعت نہ کرلوں گا کسی کی طرف ہرگز ہرگز متوجہ نہ ہوں گا۔

(مقامات احمدیہ، ص، 96)

حضرت سرتاج اولیاء مجدد الف ثانی ؒ ہاتھ میں عصاء لئے ہوئے پل صراط پر کھڑے ہیں

ایک نیک بخت کا بیان ہے کہ میں نے واقعہ صحیحہ میں قیامت اور پل صراط کو خوفناک دیکھا کیا دیکھتا ہوں کہ سیدی (حضرت قبلہ درویشاں سرتاج اولیاء مجدد الف ثانی ؒ) ہاتھ میں عصاء لئے ہوئے پل صراط پر کھڑے ہیں طریقے (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) کا جو مخلص ومحب آتا ہے اسے بجلی کی طرح گزار دیتے ہیں اور جو منکر آتا ہے اس سے تغافل کرتے ہیں (یہاں تک) کہ نقشبندی مرید (مریدین) گروہ کے گروہ سب گزر گئے۔

(مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ، ص، 94)

بہشت میں نقشبندی دوسرے طریقہ سے پہلے جنت میں جائینگے

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت عندلیب گلشن راز مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ کو باقی طریقوں سے افضل بنایا اور اس طریقہ مجددیہ والے باقی طریقہ والوں کی نسبت بہشت میں پہلے داخل ہوں گے۔

(روضۃ القیومیہ، ص، 426)

حضرت شیخ المشائخ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دعا فرماتے ہیں

ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی یا الٰہی۔ زندگی میں نزع میں اور قبر میں اس نسبت شریفہ (نقشبندی مجددی طریقہ میں) مشرف رکھنا اور حشر و نشر میں بھی اسی نسبت (نقشبندیہ مجددیہ) کے ساتھ محشور فرمانا (آمین)

بس کنم خود زیرا ایں بس است	بانگِ دو کردم اگر در دہ کس است
در دنیا بد حال پختہ ہیچ خام	پس سخن کوتاہ باید والسلام

میرے لئے یہی کافی ہے کہ میں خود کو ان (نقشبندیوں) کے زیر فرمان کر دوں اگر دس میں سے کوئی ایک ہے تو میں اسی کا نعرہ ماروں اور فرمایا کاملین کے مرتبہ کو نا تجربہ کار و نا پختہ کیا سمجھے پس گفتگو مختصر کر کے والسلام کہنا ہی بہتر ہے۔

ازیں در نہ داریم روئے گزرا	گرچہ از دو عالم گزر کردہ ایم
بیان نمکہائے ایں میکسار	حوالہ بریش جگر کردہ ایم

ترجمہ

نہ جائیں گے اس در کو ہم چھوڑ کر۔	کہ ہم ہیں دو عالم کو دیکھے ہوئے
نمک سب جو اس میکساری میں تھے	وہ زخم جگر کے حوالے ہوئے

(در معارف فیض نقشبند، ص، 89)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْعِلْمُ لَایَحِلُّ عَنْهُ صَدٌّ

ترجمہ: علم سے اعراض کرنا حلال نہیں۔

حضرت سیدنا مولانا خواجہ عبدالرحمٰن جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں

اے گرانمایہ مرادِ دانشور	کہ ترا علم دیں بود معلوم
مستعد را ازاں مشو مانع	مستحق را ازاں مکن محروم

ترجمہ:

ہر اک انساں کو حق ہے علم کی دولت سے ہو فائز
کسی کو روکنا اس سے نہیں اسلام میں جائز

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى
اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ
(پارہ 7، سورۃ المائدہ، آیت 83)

ترجمہ: یعنی اور جب وہ اس کو سنتے ہیں جو کہ رسول ﷺ کی طرف بھیجا گیا ہے۔
تو آپ ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اس سبب سے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا

نواں باب
وجد کے ثبوت
کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

حضرت شیخ المشائخ علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں کہ مسئلہ: اگر کسی کو وجد میں مرتعش (جس کے عضو بے ساختہ حرکت کرتے ہوں) سی کیفیت ہو یعنی وجد میں اس کی اپنی حرکت ارادی کو دخل نہ ہو یہاں تک کہ اسے خبر تک نہ ہو کہ وہ کیا کر رہا ہے اور جب حرکت ہو تو اسے روکنا مشکل ہو جائے تو ایسے شخص کو وجد جائز ہے۔ اس کی مثال چھینک والے کی ہے کہ جیسے وہ چھینک کے وقت مجبور محض ہوتا ہے ایسے ہی بلا تکلف وجد کرنے والا۔

(روح البیان، پارہ، 21، ص، 257)

حال، وجد اور استغراق۔ ہاتھ مارنے سے جو حالت ہوئی یہ وجد ہے اس کا غلبہ حد درجہ کا استغراق ہے۔ اور یہ حد درجہ ہونا حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ "نَظَرَ اِلَی اللّٰہِ" سے تشبیہ دی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف دیکھنے کا وقوع اس دنیا میں ہوتا تو ہرگز ہوش وحواس اسے بجا نہ رہتے۔

(عمدۃ السلوک، ص، 105)

حضرت ابو العباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفاعی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بزرگو! تم اس خانقاہ میں ذکر اللہ عزوجل کرتے، اور وجد کرتے، اور نشاط میں حرکت کرتے ہو تو جو علماء (دولت سے) محجوب ہیں یوں کہتے ہیں کہ درویش ناچ رہے ہیں، اور عارفین کہتے ہیں کہ درویش (اللہ عزوجل کو) یاد کر رہے ہیں، پس جس کا وجد جھوٹا اور نیت فاسد ہے اور اس کا ذکر محض زبان سے ہو، اور (دل کی) نگاہ اغیار کی طرف اٹھی ہوئی ہو، وہ تو واقعی ناچنے ہی والا ہے جیسا کہ علماء (ظاہر) کہتے ہیں، ایسے لوگوں کی نسبت علماء کی بات سچی ہے اور جس کا وجد سچا ہو، اور نیت اچھی ہو، حق تعالیٰ کے اس ارشاد کا مصداق ہو، "اَلَّذِیْنَ

يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَه'' (پارہ 23 سورۃ الزمر، آیت 18) یعنی ان لوگوں میں سے ہو جو بات کو سن کر لفظوں پر نہیں رہتے، بلکہ مطلب اور مراد کا قصد کرتے ہیں۔

(البیان المشید، ص، 120)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا (پارہ 15 سورۃ الکہف، آیت 14)

ترجمہ: اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا، جب وہ اٹھ کھڑے ہوئے وجد، سنگِ اختیار اور آہن نیاز مندی کے درمیان، آتش سوزاں کی مانند ہے۔

وہ تین طرح کا ہے

(1) نفس کیلئے

(2) دل کیلئے

(3) روح کیلئے

وہ وجد کہ نفس کو لاحق ہوتا ہے، عقل پر چھا جاتا ہے، اس سے صبر و سکون درہم برہم ہو جاتا ہے، وہ اسرارِ الٰہی کو فاش کر دیتا ہے۔ (یہ باطنی وجد ہوتا ہے)

وہ وجد کہ دل کو لاحق ہوتا ہے، انسانی قوت پر غالب آ جاتا ہے یہاں تک کہ اس سے انسان کا وجود حرکت میں آتا ہے، وہ نعرہ زنی کرتا ہے، اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتا ہے۔ (یہ وجد بھی معنوی ہے) وہ وجد کہ روح کو لاحق ہوتا ہے، اس میں انسان کو اللہ تعالیٰ سے فی الفور حظِ وافر نصیب ہوتا ہے، اس کا نفس حقیقتِ ذات میں مستغرق ہو جاتا ہے، اس کی روح اس عالم سے منقطع ہونا چاہتی ہے (یہ وجد شہودی ہے کیونکہ اس میں حق تعالیٰ بندے پر نگاہ ڈالتا ہے)

(صد میدان، ص 183)

حضرت آفتابِ تصوف ابو القاسم الجنید بن محمد الزجاج رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ جب وہ قصائد، اشعار اور گانا سنتے، (قوالی) ہیں تو خوشی سے جھومتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس لئے یہ انھوں نے خود بنائے ہیں۔ نیز اس لئے کہ وہ محبوب کا کلام ہے پوچھا گیا کیا وجہ ہے کہ وہ لوگوں کے اموال سے محروم ہے۔ فرمایا اس لئے کہ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے

اللہ تعالیٰ ان کیلئے پسند نہیں فرماتا تاکہ وہ مخلوق کی طرف مائل ہو کر حق سبحانہ وتعالیٰ سے منقطع نہ ہو جائیں۔ پس ان پر کرم فرماتے ہوئے انھیں صرف اپنی طرف قصد کی توفیق عطا فرمائی۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی ص، 200)

شیخ المشائخ شیخ ابونصر سراج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کیفیت وجد کے تیزی سے آنے اور عجلت تمام رخصت ہونے میں ایک نکتہ دقیقہ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت پوشیدہ ہے وہ اس طرح کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو نہ بچاتا اور ہر قلب پر مالا یطاق کیفیت وجد کو دیر تک طاری رہنے دیتا تو عقلیں بکھر جاتیں اور جانیں تلف ہو جاتیں۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 514)

حضرت شیخ المشائخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کا قول! وجد خصوصی درجات میں سے پہلا درجہ ہے اور تصدیق غیب کو کہتے ہیں جس کا مزا جو چکھ لے اور جس کا نور جس کے قلب کو منور کردے اس سے ہر شک وریب رخصت ہو جاتا ہے۔ آپ (حضرت شیخ المشائخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ) ہی نے یہ بھی فرمایا! کہ وجد کے سامنے جو چیز حجاب بنتی ہے وہ دنیوی علائق اور آثار نفس ہیں اور جب نفس ان تمام آلائشوں اور اسباب سے پاک ہو تو مشاہدہ کرتا ہے باطن پاکیزہ ہوتا ہے اور بندہ وہ کچھ دیکھ لیتا ہے جس سے اس کا قلب خالی تھا۔ اور یہی وجد ہے۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 500)

حضرت شیخ المشائخ صبیحی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس شخص کو وجد آئے اس کے لیے واجب ہے کہ اگر اس کا وجد صحیح ہو تو وہ اپنے وجد کی حالت میں (لغزشوں سے) محفوظ ہو اور اس کی زبان پر کوئی برائی کا کلمہ جاری نہ ہو۔ کہا گیا ہے کہ وجد صفات باطن کا سر (راز) ہے۔ جیسا کہ طاعت صفات ظاہر کا۔ صفات ظاہر حرکت وسکون اور صفات باطن احوال واخلاق ہیں۔

(آداب المریدین، ص، 110)

شیخ طریقت شیخ عبدالقادر عیسیٰ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ ذکر میں جھومنا ذکر میں حرکت کرنا مستحسن ہے اس سے بدن چست رہتا ہے یہ شرعاً جائز ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ اہل حبشہ حضور ﷺ کے سامنے رقص کر رہے (جھوم رہے) تھے۔ اور اپنی زبان میں کچھ پڑھ رہے تھے آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ آپ ﷺ کی تعریف میں پڑھ رہے ہیں محمد عبد صالح آپ ﷺ نے انہیں اس وجدانی حالت سے منع نہیں فرمایا بلکہ اس حالت پر برقرار رکھا اور آقائے دوجہان ﷺ کا کسی فعل کا برقرار رکھنا ہی شریعت ہے (مسند امام احمد) اس حدیث میں اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اجتماعی طور پر جھومنا جائز ہے اور سرور کائنات ﷺ کی تعریف میں جھومنا جائز ہے۔ ذکر میں جھومنا جائز رقص نہیں بلکہ جائز ہے۔ اس سے جسم تر و تازہ اور چست رہتا ہے۔ اور حضور قلبی میں مدد ملتی ہے۔

(تصوف کے حقائق، ص، 124)

(۱) وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ (پارہ 7، سورۃ المائدہ، آیت 83) ترجمہ: یعنی اور جب وہ اس کو سنتے ہیں جو کہ رسول ﷺ کی طرف بھیجا گیا ہے۔ تو آپ ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اس سبب سے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا۔

قرآن مجید کی آیتوں کو سن کر رونا آجانا اور دلوں کا نرما جانا یہی جذبہ اور وجد کی کیفیت ہے جو آیت مذکور سے ظاہر ہے۔

(عمدۃ السلوک، ص 107)

(۲) ''فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا'' (پارہ 9، سورۃ الاعراف، آیت 143) پھر جب اس کے رب عزوجل نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام گر کر بے ہوش ہو گئے۔

(۳) ''فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ پس جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ یعنی موسیٰ علیہ السلام پر اپنا نور ڈالا تو ان کا بدن اللہ تعالیٰ کے خوف سے مضطرب ہوا۔ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا اور موسیٰ علیہ السلام اپنی ہویت سے فانی ہو کر عین حق سے حق کو دیکھا''۔

(روح البیان، ص، 93 پارہ، 9)

اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خدا تعالیٰ کی تجلی کے پرتو سے بے ہوش ہو جانا کمال جذبہ و وجد کی دلیل ہے۔ سالک بھی خدا تعالیٰ کی تجلی کے پرتو کو برداشت نہیں کر سکتا اور اس پر وجد اور بے ہوشی چھا جاتی ہے۔ اور بعض وقت اس حال کے کمال غلبہ میں محو ہو جاتا ہے جس کو استغراق کہتے ہیں اور بھی بہت سی آیتیں وجد و حال پر دلالت کرتی ہیں مثلاً ''اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ'' (پارہ 23، سورۃ الزمر، آیت 23)

اللہ عزوجل نے عمدہ کلام نازل فرمایا ہے۔ جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے۔ بار بار دہرائی گئی ہے جس سے ان لوگوں کے جو کہ اپنے رب عزوجل سے ڈرتے ہیں بدن کانپ اٹھتے ہیں اور دل نرم (اور تابع) ہو کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ سب حالتیں وجد کی ہیں۔

(عمدۃ السلوک، ص 107)

حدیث شریف میں آتا ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (پارہ 5، سورۃ النساء، آیت 41) ترجمہ: تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے گواہ لائیں گے اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمھیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے۔ اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر غشی کے سی طاری ہو گئی یہ کیفیت بھی صفات واجدین میں سے ہے۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص 502)

مفسر قرآن علامہ الصوفی قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں جلد 10، پارہ 23، صفحہ 154 پر اس آیت مبارکہ میں لکھا ہے۔

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ج ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ط (پارہ 23، سورۃ الزمر، آیت 23) ترجمہ: جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب عزوجل سے ڈرتے پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ عزوجل کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

یعنی اللہ عزوجل کی رحمت اور عموم مغفرت کا جب وہ ذکر کرتے ہیں تو اس ذکر کی وجہ

سے ان کے دلوں میں سکون واطمینان پیدا ہوجاتا ہے۔ ذکر اللہ عزوجل کے ساتھ رحمت کا ذکر نہیں کیا کیونکہ اصل تو رحمت یہی ہے اللہ عزوجل کی رحمت عضب پر غالب ہے۔ الی ذکر اللہ میں الی بمعنی لام ہے یعنی اللہ عزوجل کے ذکر کی وجہ سے لیکن ذکر کے اندر چونکہ سکون واطمینان کا مفہوم داخل ہے اس لئے بجائے لام کے الی کہا گیا مطلب یہ ہے کہ جب قرآن مجید میں آیت وعید کا ذکر آتا ہے تو مومنوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جلد بدن سکڑ جاتی ہے۔ اس میں انقباج پیدا ہوجاتا ہے اور جب آیات وعدہ کا ذکر آتا ہے تو کھانوں کا انقباض جاتا رہتا ہے کھالیں نرم ہوجاتی ہیں اور دلوں میں سکون پیدا ہوجاتا ہے۔

پہلے کتابا کی صفت مثالی بیان کی تھی یونہی اس میں فرماں برداروں کے لئے وعدہ ثواب اور نافرمانوں کے لئے وعید عذاب کا بار بار ذکر ہے۔ اس آیت مبارکہ میں وہ اثر بیان کر دیا جو وعدہ وعید سے مومنوں پر پڑتا ہے۔

حضرت سیدنا مفسر قرآن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب اللہ عزوجل کے خوف سے بندہ کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے سوکھے پتے۔ رواہ لطبرانی بسند ضعیف درداہ البغوی۔ بغوی کی دوسری روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے جب اللہ عزوجل کے خوف سے بندہ کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں تو اللہ عزوجل اس کو دوزخ کے لئے حرام کر دیتا ہے۔

ایک شبہ: بعض عاشقان الٰہی قرآن سننے سے بیہوش ہوجاتے ہیں کیا ایسا ہونا کوئی پسندیدہ صفت ہے امام محی السنۃ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس کو سخت بُرا کہا ہے اور اس سلسلہ میں امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان نقل کیا ہے کہ اللہ عزوجل کے خوف رونگٹے کھڑے ہوجانا اور بدن کا لرز جانا اولیاء اللہ کی صفت ہے اللہ عزوجل نے ان کی یہی صفت بیان کی ہے اولیاء اللہ کی یہ صفت بیان نہیں کی کہ قرآن مجید سننے سے ان کی عقلیں جاتی رہتی ہیں اور بیہوش ہوجاتی ہیں۔ یہ کیفیت اہل بدعت کی ہوتی ہے اور شیطان کی طرف سے ہوتی ہے ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنی دادی حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے کہا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے جب قرآن پڑھا جاتا تو ان کی کیا حالت ہوتی تھی۔ حضرت سیدہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ان کی حالت وہی ہوتی تھی جیسی اللہ عزوجل نے بیان فرمائی ہے کہ آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے میں نے کہا کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جب قرآن مجید ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑتے ہیں۔ حضرت سیدہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (جواب میں) فرمایا میں شیطان مردود سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگتی ہوں۔

حضرت امام محی السنۃ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک عراقی شخص گر پڑا ہے حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا دریافت فرمایا اس کی کیا حالت ہے ہے لوگوں نے کہا اس شخص کے سامنے جب قرآن مجید پڑھا جاتا ہے اور یہ اللہ عزوجل کا ذکر سنتا ہے تو بیہوش ہو کر گر جاتا ہے حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم بھی اللہ عزوجل سے ڈرتے ہیں لیکن گر نہیں پڑتے آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ شیطان بعض لوگوں کے اندر گھس جاتا ہے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم تو ایسا نہیں کرتے تھے یہ فعل ان کا نہ تھا۔

شبہ کا جواب: میں کہتا ہوں (حضرت علامہ الصوفی قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ) جب برکات اور تجلیات کی بارش بکثرت ہوتی ہے لیکن صوفی کا حوصلہ تنگ اور استعداد کمزور ہوتی ہے تو بیہوشی کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ظرف وسیع (بہت زیادہ) تھے اور صحبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے استعداد قوی (مضبوط) تھی اس لئے باوجود برکات کی کثیر بارش کے ان پر بیہوشی طاری نہیں ہوتی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ دوسروں کو یہ چیز میسر نہیں اس لئے دو وجہوں سے ان پر بیہوشی طاری ہو جاتی ہے۔

۱۔ یا نزول برکات ہی کم ہوتا ہے۔

۲۔ یا ان کا ظرف تنگ ہوتا ہے اور حوصلہ میں سمائی نہیں ہوتی۔

تعجب ہے کہ امام محی السنۃ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے صوفیوں کو برا کہا جن پر قرآن مجید سننے سے بیہوشی طاری ہو جاتی ہے وہ بھول گئے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا۔

حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ
(پارہ 22، سورۂ سبا، آیت 23)

امام محی السنۃ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں خود ہی حضرت سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی روایت سے مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ نقل کی ہے۔ کہ جب اللہ عزوجل کسی بات کا ارادہ کرتا ہے اور وحی کے الفاظ فرماتا ہے تو اللہ عزوجل کے خوف سے آسمانوں میں ایک شدید لرزہ آجاتا ہے۔ آسمان والے اس کو سن کر بیہوش ہوجاتے اور سجدہ میں گر پڑتے ہیں پھر سب سے پہلے سر اُٹھانے والے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام ہوتے ہیں۔ (الحدیث مبارکہ)

بخاری شریف نے حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایسی ہی حدیث مبارکہ نقل کی ہے لیکن الفاظ (میں کچھ تغیر ہے) اور الفاظ اس طرح ہیں جب اللہ عزوجل آسمان پر کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو اسکے کلام کو سُن کر عاجزی کے ساتھ ملائکہ اپنے بازو پھڑ پھڑاتے ہیں۔ (وہ ایسی آواز ہوتی ہے)۔ جیسے پتھر کی چٹان پر زنجیر لگنے سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب ان کے دلوں کی وہ ہیبت دور ہوجاتی ہے۔ تو (بعض ملائکہ بعض) سے کہتے ہیں تمہارے رب عزوجل نے کیا فرمایا وہ جواب دیتے ہیں (جو کچھ فرمایا) حق ہے (الحدیث مبارکہ) ایک اور آیت مبارکہ میں حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بیہوش ہوجانے کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے۔

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ۔ (پارہ 9، سورۂ الاعراف، آیت 143)

ترجمہ: پھر جب اس کے رب عزوجل نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کردیا اور موسیٰ علیہ السلام گر کر بے ہوش ہوگئے۔

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ شیطان کچھ لوگوں کے خون کے اندر گھس جاتا ہے اسی طرح حضرت سیدہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اعوذ باللہ پڑھنا تو ظاہر ہے کہ ان کے حوصلے قوی ظرف وسیع تھے جن کے اندر تمام تجلیات کی سمائی تھی اس لئے ان کی اور ان جیسے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بیہوشی کی حالت نہیں ہوتی تھی۔ جب ان بزرگوں نے دو آدمیوں کو بیہوش پایا تو (ان پر چونکہ کبھی یہ حالت طاری نہیں ہوئی تھیں اس لئے) خیال کرلیا کہ یہ فریبی

ہیں۔ مکر سے بیہوش بنے ہیں اس بات کی تائید اس قصہ سے بھی ہوتی ہے کہ جب حضرت سیدنا علامہ ابن سیرین کے سامنے ذکر کیا گیا کہ کچھ لوگ قرآن کریم سن کر بیہوش ہو جاتے ہیں تو فرمایا ایسے آدمی کو کسی چھت کے کنارے پر نیچے کو پاؤں لٹکا کر بٹھایا جائے پھر قرآن مجید پڑھا جائے۔ اگر وہ سن کر بیہوش ہو کر نیچے گر پڑے تو سمجھ لو سچا ہے حضرت علامہ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے بھی معلوم ہوتا کہ آپ اکثر اس طرح کے آدمیوں کو بناوٹی اور مکار خیال کرتے تھے۔

تنبیہ: ملائکہ سے انسان کی استعداد زیادہ قوی اور حوصلہ زیادہ وسیع ہے اس کے ثبوت کے لئے آیت مبارکہ اِنِّیْ جَاعِلٌ "فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ تک کافی ہے اسی وسعت حوصلہ اور قوت استعداد کو ظاہر کرنے کے لئے فرمایا آیت مبارکہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ (پارہ 22، سورۃ الاحزاب، آیت 72) یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے جب بھی وحی (کا کلام) سُنا تو ان پر غشی طاری ہو گئی لیکن آدمی کی حالت ایسی نہیں ہے اگر (عروج کے بعد) انسان کا نزول بھی مکمل ہو جائے تو سواء کسی نادر مثال کے عام طور پر ایسے عارفوں کی حالت میں کوئی تغیر نہیں آتا اور اگر نزولی حالت کامل نہ ہو ناقص ہو تو اکثر حالات میں تغیر آ جاتا ہے (اور ناقص النزول عارف کلام اللہ سن کر بیہوش ہو جاتا ہے)۔

جب صوفی (حالات) سُکر (بیخودی) میں ہوتا ہے اور شعر و غناء میں محبوب (اللہ عزوجل کی حمد و محبوب کی نعت یا مشائخ کی منقبت) کا ذکر سنتا ہے تو اکثر اس کی حالت بگڑ جاتی ہے (رقص وجد کرتا ہے لوٹتا ہے تڑپتا ہے بیہوش ہو جاتا ہے) اس لئے صوفیہ سماع (نعت منقبت وغیرہ) کو پسند کرتے ہیں لیکن قرآن مجید تو شعر و غناء سے بہت زیادہ بلند مقام رکھتا اس کو سُن کر حالت میں کوئی تغیر نہیں آتا اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے یا سننے کے وقت ذاتی صفات و تجلیات سے تعلق رکھنے والی برکات کا اتنی کثرت سے فیضان و نزول ہوتا ہے کہ جو صوفی اپنے مقام پر رُکے ہوئے ہیں اور احتباس کی حالت میں ہیں ان کی رسائی بھی ان برکات تک نہیں ہو پاتی۔ یہی احتباس گانا سننے (سماع نعت، منقبت) کے وقت تو ان ان کی حالت میں تغیر

پیدا کر دیتا ہے اور قرآن مجید سننے کے وقت حالت میں کوئی تغیر نہیں آتا لیکن جو صوفی افق اعلیٰ پر پہنچ گئے ہوں اور مَقَامَ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (پارہ 27، سورۃ النجم، آیت 9،8) تک ان کی رسائی ہوگئی ہو ان کی حالت میں تغیر (بیہوشی کی حد تک نہیں بلکہ) صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی طرح ہو جاتا ہے آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ذکر رب عزوجل سے دلوں میں سکون واطمینان پیدا ہو جاتا ہے۔

فائدہ صوفی: مکتوبات شریف میں ج1ن26 بنام دانش مند شیخ مولانا حاجی محمد لاہوری کی طرف مجدد اعظم الشیخ احمد فاروقی ؒ نے لکھا کہ ثابت ہوا کہ ابرار (کیونکہ مشتاق جس چیز کا شوق رکھتا ہے۔ اس سے محبت کرتا ہے لیکن وہ چیز اس سے گم ہوتی ہے یعنی حاصل نہیں ہوئی ہوتی اور یہ ابرار کی صفت ہوتی ہے مقربین کی نہیں) ہی مشتاق ہوتے ہیں کیونکہ وہ اپنے مطلوب کو گم کرنے والے محب ہیں اور ابرار سے ہماری مراد وہ شخص ہے جو مقرب واصل (صاحب وصال) نہ ہو۔ خواہ وہ راہِ سلوک کی ابتدا میں ہو یا وسط میں سے رائی کے دانہ کی برابر باقی رہ گیا ہو۔ کسی نے فارسی میں کیا اچھا کہا ہے۔

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست
درونِ دیدہ اگر نیم موست بسیار است

ترجمہ: نہیں ہے قابل برداشت ہجر یار تھوڑا بھی۔
گوارا آنکھ کرسکتی نہیں ہے بال آدھا بھی۔

حضرت سیدنا امیر المؤمنین ابوبکر صدیق ؓ سے منقول ہے کہ آپ نے ایک قاری کو دیکھا کہ قرآن مجید پڑھ رہا ہے اور رو رہا ہے تو آپ ؓ نے فرمایا کہ ہم بھی ایسا ہی کرتے تھے لیکن اب ہمارے دِل سخت (چونکہ آپ ؓ واصلین مقربین میں سے ہو گئے تھے اس لئے شوق وجدو غیر باقی نہیں رہا تھا۔ پس بظاہر آپ ؓ کہ اس قول میں زم کا پہلو نکلتا ہے لیکن حقیقت میں یہ بھی آپ ؓ کی مدح کا مظہر ہے) ہو گئے ہیں۔ آپ ؓ کا یہ فرمانا مدح بما شبہ الازم (ایسی تعریف جو مذمت کت مشابہ ہو) کے طور پر ہے۔ اور میں (مجدد اعظم الشیخ احمد فاروقی نقشبندی ؒ) نے

اپنے شیخ (حضرت سیدنا قطب الارشاد خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ۔ بیشک منتہی وصل بسا اوقات اس شوق وطلب کی تمنا کرتا ہے جو اس کو ابتداء میں حاصل تھا۔

حضرت سیدنا شفی اصبحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا میں آپ سے حق کیلئے اور پھر حق کیلئے درخواست کرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی ایسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان کیجئے جس کو آپ نے خوب سمجھا ہو اور بوجھا ہو۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں ایسا کروں گا، میں تم سے ایسی ہی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان کروں گا جس کو میں نے سمجھا ہوگا اور بوجھا ہوگا اور پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک چیخ ماری۔ یہ کیفیت بے تابی کی یا تو شدت خوف سے ہوئی ہے کہ حدیث کا بلا کم وکاست بیان کرنا بڑی احتیاط کی بات ہے اور یا شدت شوق سے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا نقشہ آنکھوں میں پھر گئی، ہم بڑی دیر تک منتظر رہے پھر ان کو افاقہ ہوا اور فرمایا کہ میں تم سے ضرور ایسی حدیث بیان کروں گا جو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مکان میں بیان فرمائی ہے۔ کہ ہمارے پاس اس وقت کوئی نہ تھا بجز میرے اور بجز آپ کے، پھر حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بڑے زور سے ایک چیخ ماری، پھر ان کو افاقہ ہوا پسینہ منہ پر سے پونچھا اور فرمایا کہ میں یہ کام کروں گا میں اور آپ اس مکان میں تھے۔ ہمارے پاس اس وقت کوئی نہ تھا۔ بجز میرے اور آپ کے۔ پھر حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بڑے زور سے چیخ ماری پھر آگے کو جھک کر منہ کے بل گر پڑے۔ میں ان کو بڑی دیر تک اپنے سہارے لگائے رہا پھر افاقہ ہوا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے بیان فرمایا (روایت کیا اس کو ترمذی نے)۔

فائدہ صوفی: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بڑے زور سے چیخ مارنا۔ بیہوش ہو جانا اور پسینہ آجانا وجد وحال کی کھلی دلیل ہے۔

حضرت شیخ المشائخ احمد بن مقاتل عکی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا میں ایک مسجد میں حضرت شیخ المشائخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ امام صاحب نے یہ آیت پڑھی۔ ”**وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ**“ (پارہ 15، سورۂ بنی اسرائیل، آیت 86) ترجمہ: اگر ہم چاہتے تو

یہ وحی جو ہم نے تمہاری طرف کی اسے لے جاتے۔ آیت سنتے ہی انھوں نے ایک ایسی (چیخ) ماری کہ مجھے ڈر ہوا کہ مبادا ان کی روح پرواز کر گئی تھوڑی دیر بعد میں نے ان کو دیکھا کہ ان پر کپکپی طاری تھی اور بار بار یہی کہہ رہے تھے کہ احباب ہی کو اس طرح مخاطب کیا جاتا ہے۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 471)

مکتوبات صدی میں حضرت شیخ المشائخ شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشارت ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے درویش و فقیر امیروں کے اعتبار سے پانچ سو سال پیشتر جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ خوشخبری سنکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہو گئے اور فرمایا یہاں کوئی ہے کہ شعر سنائے؟ ایک بدوی نے کہا "ہاں ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ھات ھات" (آؤ آؤ) اس نے یہ شعر پڑھے۔

ترجمہ: میرے کلیجے پر محبت کے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اس کیلئے نہ کوئی طبیب ہے اور نہ جھاڑ پھونک والا مگر ہاں وہ محبوب جو مہربانی فرمائے اسی کے پاس اس کا منتر اور تریاق ہے۔

یہ سن کر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تواجد فرمایا اور جتنے اصحاب (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) وہاں تھے سب وجد کرنے لگے۔ یہاں تک کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ردائے (چادر) مبارک دوش (کندھے) مبارک سے گر پڑی۔ جب اس حال سے فارغ ہوئے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کتنی اچھی ہے آپ کی یہ بازی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "مَہْ یَا مُعَاوِیَۃُ لَیْسَ بِکَرِیْمٍ مَنْ لَمْ یَھْتَزَّ عِنْدَ سَمَاعِ ذِکْرِ الْحَبِیْبِ" ترجمہ: دور ہوا اے معاویہ وہ شخص کریم (یعنی سخی و با مروت) نہیں ہے جو دوست کا ذکر سنے اور جھوم نہ اٹھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ردائے مبارک کے چار سو ٹکڑے کر کے حاضرین میں تقسیم کر دیئے گئے۔

(مکتوبات صدی، ص، 569)

حضرت شیخ المشائخ شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں قصہ کہہ رہے تھے، کسی نے نعرہ مارا

موسیٰ علیہ السلام نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا، حق سبحانہ نے مناجات کے وقت فرمایا "بِحُبِّیْ صَاحُوْا وَبِحُبِّیْ نَاحُوْا وَبِوَجْدِیْ رَاحُوْا فَلَمْ تُنْکِرْ عَلٰی عِبَادِیْ" وہ میری محبت میں نعرہ مارتے ہیں میری محبت میں روتے چلاتے ہیں اور میرے قرب سے راحت پاتے ہیں۔ تم ان کو مت جھڑکا کرو۔

(مکتوبات صدی، ص، 570)

حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی (سورۃ الاعراف، ج، 5، ص، 84) ذیل آیت "وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا" (پارہ 9، سورۃ الاعراف، آیت 155) لکھتے ہیں۔ ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے اشراف اور بااثر لوگوں سے ستر آدمی چن لئے۔ جو کہ استعداد اور صفائی اور ارادہ اور طلب اور سلوک والے تھے۔ پس جب انھیں جسم کا کانپنا لاحق ہوا۔ وہ کانپنا جو کہ فنائیت کی آواز کی ابتداء میں ہوا کرتا ہے۔ جس وقت انوار (وتجلیات) وارد ہوتے ہیں۔ اور تجلیات صفات کی سیروں کا ظہور ہوتا جو کہ جسم کی حرکت ہوتی ہے۔

اور اکثر و بیشتر یہ حرکت سالکین کو ذکر اور قرآن کے سننے اور دوسری اثر کرنے والی بات کے وقت عارض (لاحق) ہوا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے جسم کے اعضاء جدا جدا ہو جاتے ہیں اور تحقیق ہم (حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کا مشاہدہ کر لیا ہے۔ خالدین (سلسلہ خالدیہ نقشبندیہ) میں جو کہ اہل طریقہ نقشبندیہ ہیں اور اکثر ان کو نماز میں اس حال میں چیخنے کی حالت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ (یعنی نماز میں خالدیہ سلسلہ والے چیخ و پکار کرتے ہیں) تو بعض لوگ اپنی نماز اس وجہ سے دوبارہ پڑھتے ہیں اور بعض لوگ دوبارہ نہیں پڑھتے اور ان پر لوگ اعتراض کرنے لگے۔ میں (حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ) نے بعض اعتراض کرنے والے لوگوں سے سنا جو کہتے ہیں کہ اگر یہ حالت شعور اور عقل کے ساتھ ہو تو یہ بڑی بے ادبی ہے۔ (کہ نماز میں آدمی چیخ رہا ہو) اور قطعاً نماز اس سے باطل ہو جاتی ہے اور اگر یہ حالت لاشعوری اور بے عقلی میں ہو تو پھر اس حالت میں آنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حالانکہ یہ سالکین اس حالت کے بعد دوبارہ وضو نہیں کرتے۔

میں (حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ) اس کا یہ جواب دیتا ہوں کہ ان کی یہ

حرکت غیر اختیاری ہے۔ اور عقل و شعور بھی برقرار رہتی ہے اور یہ حالت چھینک اور کھانسی کی طرح ہے اور اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا اور نماز بھی باطل نہیں ہوتی۔

پس کوئی دور نہیں کہ ان کی یہ حالت بھی تجلیات غیر اختیاری کا اثر ہو جو کہ ذکر کی گئی ہے اور اس حالت کے غیر اختیاری کا ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ حالت شعور کے بغیر پیدا ہوئی ہے۔ اس لئے مرتعش (جس شخص پر کپکپی کا مرض ہوتا ہے) کی حرکت بھی غیر اختیاری ہوتی ہے۔ لیکن اس کا شعور یعنی عقل برقرار ہے (انتہی)

ہدایہ شریف میں ہے اگر کوئی شخص نماز میں آہ آہ کر لے یا اوو کر لے یا روئے بلند آواز سے تو اگر یہ سب کچھ جنت یا دوزخ کے ذکر کی وجہ سے ہے تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ تو خشوع کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے۔ (انتہی)

فقط حضرت علامہ مولانا علی بن حسین الواعظ الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب رشحات میں لکھتے ہیں۔ اور اس نے کہا کہ ظاہری علماء میں سے ایک عالم ہمارے شیخ کے پاس آیا تھا اس نے کہا کہ رقص و سماع کرنے والوں کا حال دو حالتوں میں ہوتا ہے یا تو وہ شعور رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے اگر وہ شعور رکھتے ہیں تو باوجود شعور کے حرکت و رقص کرنا اور بیخودی کا اظہار کرنا نہایت برا عمل ہے اور اگر وہ شعور نہیں رکھتے تو شعور میں آنے کے بعد بغیر طہارت (وضو وغیرہ) نماز پڑھتے ہیں تو یہ بہت ہی برا عمل ہے اس دانا شخص کے جواب میں ہمارے شیخ نے فرمایا کہ اس کی خرابی کے اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ عقل مسلوب ہو جاتی ہے پاگلوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے دوسرا یہ کہ عقل مستور ہو جاتی ہے ایسا بے ہوش لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اس گروہ کی رقص و سماع کے وقت بے شعوری سے عقل نہ مسلوب ہوتی ہے اور نہ مستور ہوتی ہے بلکہ اس بے شعوری کا سبب یہ ہے کہ اس موقع پر عقل کلی عالم الٰہی سے اس عقل پر جزوی طور پر قابض ہو جاتی ہے اور سالک کے وجود کی ملکیت پر قابض کر کے حاکم ہو جاتی ہے۔ اس عقل کلی کی طاقت وقدرت یہ ہے کہ وہ بدن کی تدبیر وضبط کی بجائے عالمی کی تدبیر وضبط کرتی ہے اس حالت میں ظل میں اس کی حمایت اور تدبیر ہوتی ہے اور وہ عقل کلی تدبیر کر کے

اس مقام پر حفاظت ونگرانی کرتی ہے اس موقع پر وضو میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی۔ اس مقام پر مرید صادق اس کی طبیعت اور احکام سے مکمل باہر آ جاتا ہے اور وہ بشری ضرورتوں سے آزاد ہو جاتا ہے پس اس وقت نیا وضو کرنے کی قطعی طور پر ضرورت نہیں ہوتی۔

(ہدایت السالکین، ص، 261 سے 263)

بحر العلوم واقف مذاہب اربعہ حضرت شیخ المشائخ عبدالرحمٰن جزیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”**الانین والتاوہ والتافیف والبکاء اذا اشتملت علی حروف مسموعۃ فی مسئلۃ الخشیۃ**“ نماز میں آہ، اوُ اُف کرنا اور اس طرح رونا کہ حروف مسموعہ پر مشتمل ہو تو یہ چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں۔ مگر جب یہ حالت اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے ہو یا ایسی مرض کی وجہ سے ہو جس میں حالات مذکورہ کے منع کرنے کی طاقت نہ ہو تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اور عدم فساد صلوٰۃ کا حکم بابت خشیت حنفیہ۔ حنابلہ اور مالکیہ کے مابین متفق ہے۔

(مرشد کامل کی ضرورت کیوں، ص، 167)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے اگر کسی نے نماز میں آہ کی یا اوہ کہا اور اتنی اونچی آواز سے رویا جس سے حروف حاصل ہوں۔ پس اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے ہو تو نماز صحیح اور کامل ہے۔ اگر یہ حالت درد یا مصیبت کی وجہ سے ہے تو پھر نماز فاسد ہے۔ اگر گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اوہ کیا تو نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر نماز میں رو پڑا اور بغیر آواز کے آنسو بہہ پڑے تو بھی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ انین کا معنی یہ ہے کہ وہ آہ آہ کہے اور تاوہ کا معنی یہ ہے کہ اوہ کہے جیسا کہ تتارخانیہ میں ہے۔

(مرشد کامل کی ضرورت کیوں، ص، 168)

مفسر جلیل حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے اس وجد کے بارے میں فتویٰ طلب کیا گیا تو آپ نے اس کی یوں وضاحت فرمائی: مسئلہ۔۔ صوفیائے کرام کی جماعت جب ذکر کیلئے جمع ہو چکی ہو پھر ایک شخص مجلس سے ذکر کرتے ہوئے اٹھ جائے اور انوار الٰہیہ کے ورود کی وجہ سے یہ حالت اس سالک پر مداومت سے طاری ہو جائے۔ پس یہ

کام اس سالک کیلئے جائز ہے یا نہیں، خواہ اختیار سے اٹھتا ہے یا بے اختیار ہو کر۔ نیز اس سالک کو اس حال سے منع کرنا چاہیئے یا نہیں اور کیا اسے ڈانٹ ڈپٹ کرنی چاہیئے یا نہیں؟

جواب: اس سالک پر اس حال میں کوئی اعتراض اور انکار نہیں۔ شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی سوال کیا گیا تو انھوں نے بھی اسی طرح کا جواب دیا اور مزید فرمایا کہ سالک کو اس حال سے منع کرنا کسی کیلئے جائز نہیں اور منع کرنے والے کو سرزنش کرنا لازمی ہے۔ حضرت علامہ برہان الدین انباسی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی سوال پوچھا گیا تو انھوں نے بھی یہی جواب دیا اور فرمایا یہ سالک صاحب الحال مغلوب ہے اور منکر محروم ہے۔ کیونکہ اس نے تواجد کی لذت حاصل نہیں کی اور منکر کو عشق حقیقی کا مشروب نصیب نہیں۔ خلاصہ یہ کہ صوفیائے کرام کے حال کو تسلیم کرنے میں سلامتی ہے۔ اسی طرح بعض ائمہ احناف اور مالکیہ نے بھی یہی جواب دیا ہے۔ سب نے اس سوال کے جواب پر اتفاق کیا ہے۔ جس میں کسی مخالفت کی گنجائش نہیں میں (مفسر جلیل حضرت شیخ الشیوخ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ کیونکر کھڑے ہو کر ذکر کرنے سے یا ذکر کرتے ہوئے کھڑے ہونے سے منع کیا جائے گا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ'' (پارہ 4، سورۃ ال عمران، آیت 191) عقل مند وہ لوگ ہیں جو کھڑے ہو کر بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت امہات المؤمنین سیدہ عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر لحہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اسی طرح اگر سالک نے قیام کے ساتھ رقص کیا یا چیخ و پکار کی تب بھی اس پر کوئی اعتراض یا انکار نہ ہوگا کیونکہ یہ حالت شہود اور مواجید کی لذت کی بنا پر طاری ہوتی ہے اور حدیث شریف میں (حبشہ سے واپس آ کر خیبر کی فتح کے بعد) حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا رقص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ثابت ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ آپ (حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کے اخلاق اور شکل مجھ سے مشابہ ہیں۔ پس اس خطاب کی لذت سے انھوں نے رقص کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر کوئی انکار ظاہر نہیں فرمایا۔

(مرشد کامل کی ضرورت کیوں، ص، 170، 171)

حضرت شیخ المشائخ سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو وجد کی حالت میں اس قدر تقویت حاصل ہو جاتی تھی کہ چودہ یا پندرہ دن تک بغیر کھائے پئے گذار دیتے تھے۔ شدید سردی کے باوجود ان کے جسم سے پسینہ بہتا رہتا اور انھوں نے ایک قمیص پہنے ہوئی تھے جب آپ سے اس بارے میں سوال کیا جاتا تو کہتے مجھ سے سوال مت کرو کیونکہ اس وقت تم میری بات کو سمجھ نہیں سکتے۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 509)

علامہ سید اسرار بخاری صاحب فرماتے ہیں وجد: ایسی حقیقی کیفیات جو اس وقت قلب پر وارد ہو جبکہ قلب شہود (مشاہدہ حق تعالی) میں فانی ہو۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 113)

حضرت شیخ المشائخ ابوالملیح رحمۃ اللہ علیہ کا قاعدہ تھا کہ جب وہ ذکر اللہ عزوجل کرتے تو وجد میں آ جاتے اور فرماتے کہ مجھے اس پر وجد آتا ہے کہ حق تعالی مجھے یاد کرتے ہیں کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا نیز ان کا قاعدہ تھا کہ جب وہ راستہ میں چلتے ہوتے اور کسی وجہ سے خدا عزوجل کی یاد سے غفلت ہو جاتی تو پھر لوٹتے اگر ایک منزل طے کر چکے ہوتے اور دوبارہ یاد الہی کے ساتھ چلتے اور فرماتے کہ میں چاہتا ہوں کہ جس جس زمین پر چلوں قیامت میں تمام میرے ذکر اللہ عزوجل کی شہادت دیں۔

(احوال الصادقین، ص، 201)

حضرت علامہ مولانا شیخ ابن مہذب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''عجائب واسطہ'' میں لکھتے ہیں کہ آپ کی آخر عمر میں آپ کے خلفاء کی تعداد اسی ہزار ایک سو تھی۔ عراق کا کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں آپ کے دو چار خلیفہ نہ ہوں۔ اور عقیدت مند مریدوں کا تو کوئی شمار نہ تھا۔ جب آپ سنہ ۵۵۵ھ میں زیارت بیت اللہ کو تشریف لے گئے تو آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسالت پناہ کے روضہ مقدس کی زیارت کے لئے بھی حاضر ہوئے، گنبد خضرا کے قریب پہنچ کر آپ نے با آواز بلند کہا ''**السلام علیک یا جدی**'' فوراً روضہ اطہر سے ندا آئی کہ ''**وعلیک السلام یا ولدی**'' اس نداء مبارک کو سن کر آپ پر وجد طاری

ہو گیا، آپ کے علاوہ جتنے آدمی وہاں موجود تھے سب نے آواز کو سنا۔

(البیان المشید، ص، 34)

فائدہ صوفی: دور جدید میں اگر ہمارے پیر و مرشد (مدظلہ العالی) سالک کو قلب، روح، سر، خفی، اخفی، نفسی، قالب، نفی اثبات، مراقبات، اور دیگر مقامات طے کروا کر ارشاد خط دیں تو لوگوں کو اعتراض ہوتا ہے کہ یہ پیر صاحب (مدظلہ العالی) تو خلفاء بناتا رہتا ہے۔ میرے بھائی! اوپر کی عبارت کو پڑھ لو اور توبہ کرو کہ ان کے تو اسی ہزار ایک سو خلفاء ہمارے پیر صاحب (مدظلہ العالی) کے ابھی تو چوبیس ہزار پانچ سو خلفاء ہوئے ہیں (1998 میں)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس فیض کو جاری وساری رکھے لاکھوں اور کروڑوں خلفاء بنے۔ حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کا سایہ ہم پر قائم اور دائم رہے۔ (آمین۔ آمین۔ آمین)

صاحب رشحات فرماتے ہیں حضرت شیخ المشائخ خواجہ حسن رحمۃ اللہ علیہ پر جب خاص کیفیت طاری ہوتی اس وقت جو کوئی آپ کے چہرہ مبارک پر نظر ڈالتا بے ہوش ہو جاتا۔ جس مریض پر آپ توجہ فرماتے فوراً تندرست ہو جاتا۔

(خزینۃ الاصفیاء، ص، 84)

حالتِ وجد میں رونا، چلانا، لوٹنا، شیخ کا بوسہ لینا

امام ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں نقل فرماتے ہیں: جب امام علی رضا رضی اللہ عنہ نیشاپور میں تشریف لائے، چہرہ مبارک کے سامنے ایک پردہ تھا حافظانِ حدیث امام ابوزرعہ رازی و امام محمد بن اسلم طوسی اور ان کے ساتھ بیشمار طالبانِ علم وحدیث حاضر خدمتِ انور ہوئے اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ اپنا جمال مبارک ہمیں دکھایئے اور اپنے آبائے کرام سے ایک حدیث ہمارے سامنے روایت فرمایئے، امام (علی رضا رضی اللہ عنہ) نے سواری روکی اور غلاموں کو حکم فرمایا کہ پردہ ہٹالیں خلق کی آنکھیں جمال مبارک کے دیدار سے ٹھنڈی ہوئیں دو (۲) گیسو شانہ مبارک پر لٹک رہے تھے، پردہ ہٹتے ہی خلق کی یہ حالت ہوئی کہ کوئی چلاتا ہے، کوئی روتا ہے،

کوئی خاک پر لوٹتا ہے، کوئی سواری مقدس کا سُم چومتا ہے اتنے میں علماء نے آواز دی: خاموش۔ سب لوگ خاموش ہو گئے۔

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج جلد 9 مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ پر جب خاص کیفیت طاری ہوئی اور وجد آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سارے کپڑے پھاڑ ڈالے اور کچھ دیر تک وجد میں مشغول رہے۔ جب وجد کی کیفیت سے باہر آئے تو مرید آپ کے لباس کے ٹکڑے تبرک کے طور پر لینے لگے۔

(خزینۃ الاصفیاء ص 29)

حضرت شیخ المشائخ سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ عالم وجد میں ستون کے ساتھ اتنی زور سے چمٹ گئے کہ وہ ستون ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے قریب ہو گیا۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 193)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ مولانا شمس الدین محمد اسد رحمۃ اللہ علیہ آپ کو حال اور وجد کامل تھا۔ یہ کیفیت تھی کہ جب سماع کی مجلس میں آپ کی حالت بدلتی تو چیخیں نعرہ مارا کرتے۔ جس سے اہل مجلس پر بھی اثر ہو جاتا اور سب کا وقت خوش ہوتا۔

(نفحات الانس ص 487)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ میر برہان شیخ الشیوخ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں، جب بزرگ والدین نقشبند سر تاج اولیاء بہاؤ الحق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر توجہ کی تو یہ حالت ہو گئی کہ ہر وقت جذب و سکر میں رہتے۔ لوگوں سے قطع تعلق ہو گیا اور کسی کے پاس آرام و سکون نہ ملتا۔

(خزینۃ الاصفیاء ص 72)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ تین شبانہ روز سے پتھر پر بیٹھے آواز بلند اللہ اللہ عزوجل کر رہے ہیں اور کھانا پینا سب بند کر رکھا ہے۔ لیکن نماز اپنے صحیح وقت میں

ادا کر لیتے حضرت سیدنا شیخ المشائخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں نے کہا کہ یہ تو فنائیت کی دلیل نہیں بلکہ ہوشیاری کی علامت ہے کیونکہ فانی کو نماز کا ہوش باقی نہیں رہتا حضرت سیدنا شیخ المشائخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بات نہیں بلکہ ان پر عالم وجد طاری ہے اور صاحب وجد خدا عزوجل کی حفاظت میں ہوتا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء ص255)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دوستوں کا وجد خدا عزوجل کا ایسا راز پنہاں ہے جس کو کسی قیمت پر ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔

(تذکرۃ الاولیاء ص249)

حضرت سیدنا شیخ کبیر خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے تھے کہ خواجہ بزرگوار (امام طریقہ بہاء الحق عرف والدین رحمۃ اللہ علیہ) کو میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ کو توجہ کرتے تھے۔ میں بیخود پڑ گیا تھا۔ جب مجھے ہوش آیا تو خواجہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے تھے، میں نے چاہا کہ آپ کے پیچھے جاؤں۔ لیکن میرے پاؤں لڑکھڑا گئے۔ بڑی محنت سے خواجہ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم کو مبارک ہو۔

(نفحات الانس ص442)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ خواجہ کاکا ابوالفقیر بستی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ابو قصر کے سب مرید ایسے تھے کہ نعرے بڑے مارا کرتے تھے۔ اور یہ دونوں اپنے پیر کی حکایات بیان کرتے تھے۔

(نفحات الانس ص369)

حضرت سیدنا شیخ ابو عبد اللہ باکو رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں، استاد امام اور ابو عبد اللہ باکو کے سامنے گئے۔ جب بیٹھے تو شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے استاد امام سے کہا کہ ان حضرت سے کہئے کہ مجھ سے دل صاف کر لیں۔ ابو عبد اللہ باکو رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں اس وقت خوش ہوں گا کہ جمعرات کو میرے پاس آؤ۔ اور پھر نہ آؤ۔ شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بہت مشائخ اور بزرگوں (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی نظر آپ پر پڑی ہے۔ ہم ان نظروں کی وجہ سے آتے ہیں۔ نہ آپ کے لئے جب شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات کہی تو تمام حاضرین سے رونا اور

چیخنا شروع ہو گیا۔ شیخ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی رو پڑے اور وہ انکار رنجش دل سے جاتی رہی۔ بلکہ صاف دل ہو گئے سب لوگ خوش ہو کر اٹھے۔ جب شیخ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو وہ انکار نہ رہا۔ تو وہ شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے سلام کو جایا کرتے۔ لیکن ابھی ان کے رقص و سماع پر سخت انکار کرتے۔ اور کبھی کبھی اس کا اظہار بھی کر دیتے۔ ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ہاتف غیبی ان کو کہہ رہا ہے: **قوموا و ارقصوا للہ** ۔ یعنی کھڑے ہو جاؤ اور اللہ عزوجل کے لئے رقص کرو۔ جب بیدار ہوئے تو کہنے لگے: **لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ** ۔ یہ خواب شیطانی ہے دوبارہ سو گئے۔ تو پھر ہاتف کہتا ہے **قوموا و ارقصوا للہ**۔ یعنی کھڑے ہو اور خدا عزوجل کے لئے رقص کرو پھر بیدار ہوئے اور لاحول پڑھنے لگے۔ ذکر کرنے لگے۔ اور چند سورہ قرآن پڑھیں۔ تیسری بار سوئے تو پھر وہی خواب دیکھا تب معلوم کیا کہ یہ خواب شیطانی نہیں ہے۔ اور یہ اسی انکار کے سبب ہے۔ کہ جو شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ پر کرتا ہوں صبح تو شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پر آئے جب خانقاہ کے دروازہ پر پہنچے تو شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ حجرہ میں کہتے تھے **قوموا و ارقصوا للہ** شیخ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ خوش ہو گئے اور وہ ان کا انکار بالکل جاتا رہا۔

(نفحات الانس ص353)

فائدہ صوفی: بزرگان دین مریدین کے وجد جذب رقص کا مذاق نہ کیا جائے اللہ تعالیٰ ادب محبت صحبت کی توفیق دے۔ آمین۔

حضرت سیدنا محبوب سبحانی غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حالات میں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ وجد یہ ہے کہ روح ذکر کی حلاوت میں اور نفس لذت طرب میں مشغول ہو جائے اور سر سب سے فارغ ہو کر صرف حق تعالیٰ کی ہی طرف متوجہ ہو۔ نیز وجد شراب محبت الٰہی ہے کہ مولا اپنے بندوں کو پلاتا ہے۔ جب بندہ یہ شراب پی لیتا ہے تو اس کا سبک اور ہلکا ہو جاتا ہے اور جب اس کا وجود ہلکا ہو جاتا ہے تو اس کا دل محبت کے بازوؤں پر اڑ کر مقام حضرت القدس میں پہنچ کر دریائے ہیبت میں جا گرتا ہے۔ اسی لئے واجد (وجد کرنے والا) گر جاتا ہے۔ اور اس پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔

(قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبد القادر گیلانی، ص223)

حضرت خواجہ سیدنا حسن عطار رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ایک روز حضرت گھر سے باہر آئے اس وقت کیفیت عروج پر تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر ایک کسان کھڑا تھا جونہی اس پر کیمیا اثر نظر پڑی کسان علم لدنی سے مالا مال ہو گیا اور متبحر علماء میں شمار ہونے لگا۔

(خزینۃ الاصفیاء ص 84)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں، مجلس میں تشریف رکھتے تو انتظار کی کیفیت طاری ہوتی جیسے کوئی عاشق اپنے معشوق کا انتظار کرتا ہے۔ اہل محفل میں سے کوئی جب اللہ عزوجل کا نام زبان پر لاتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سنتے ہی مدہوش ہو جاتے اور زمین پر مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپتے۔

(خزینۃ الاصفیاء ص 210)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ شاہ محمد صادق قلندر نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں، ایک دن پیر طریقت میر نازک نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کی چھت پر چڑھے۔ اذان کہی اور عین اسی حالت اذان میں آپ پر جذب کی کیفیت طاری ہوئی۔ چھت سے زمین پر گرے اور بے ہوش ہو گئے۔

(خزینۃ الاصفیاء ص 258)

حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء ابو سعید خزار رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں، یعنی وجد اس شخص کو خوش کرتا ہے جس کی خوشی وجد میں ہوتی ہے۔ لیکن جب خدا عزوجل مل جائے تو وجد جاتا رہتا ہے بیشک میرا وجد مجھ کو خوش کیا کرتا تھا۔ لیکن اب وجد سے مقصود تھا (یعنی خدا تعالیٰ) اس نے وجد کے شوق سے مجھ کو غافل کر دیا۔ (نفحات الانس ص 86)

حضرت شیخ المشائخ شیخ محمد احسان رحمۃ اللہ علیہ سردی کے موسم میں ادنی لباس پہننے کی ضرورت محسوس نہ فرماتے یہ نتیجہ تھا حرارت شوق اور طپش باطنی کی گرمی کا۔ محبت الہی کا یہ حال تھا کہ جب بھی لفظ ''اللہ عزوجل'' آپ کے کان میں پڑتا بے ہوش ہو جاتے۔

(خزینۃ الاصفیاء، ص، 269)

حضرت شیخ المشائخ شاہ درگاہ مجددی رحمۃ اللہ علیہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ امام نے

قرأت میں "یُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (پارہ2، سورۃ البقرۃ، آیت 165) پڑھی۔ یہ آیت سنتے ہی ان کے دل سے محبت کی آگ کا لاوا ابل پڑا۔ آپ (حضرت شیخ المشائخ شاہ درگاہ مجددی رحمۃ اللہ علیہ) کے جسم مبارک میں تھوڑی سی حرکت ہوئی۔ فوراً پہلے امام اس کے بعد تمام مقتدی وجد میں آ گئے۔ جب مسجد سے "ھاؤ، ھو" کی آواز اٹھی تو اہل محلہ جمع ہو گئے اور مسجد میں قدم رکھتے ہی ان پر بھی وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ غرضیکہ جو کوئی بھی مسجد میں قدم رکھتا مدہوش ہو جاتا اور زمین پر ماہی بے آب کی طرح تڑپتا۔ یہ فیضان محبت الٰہی کا کرشمہ تھا جو وہاں بارش کی طرح برس رہی تھی۔

(خزینۃ الاصفیاء، ص، 274)

حضرت شیخ المشائخ خلف بن علی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت غوث صمدانی یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں تھا۔ ایک شخص کو وجد ہو گیا۔ دوسرے نے شیخ سے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ اس نے خدا عزوجل کی بات سنی۔ وحدانیت کا راز اس کے دل میں کھل گیا۔ انسانیت کی صفت محو ہو گئی۔

(نفحات الانس، ص، 64)

تمام ماوراءالنہر خراسان کے علاقہ میں آپ (حضرت شیخ المشائخ خواجہ حسن عطار رحمۃ اللہ علیہ) کے تصرف کی کیفیت طالبین اور زائرین میں مشہور تھی۔ جو شخص آپ کے ہاتھ پر بوسہ دیتا وہ گر پڑتا۔ اس کو غیبت بیخودی کی دولت حاصل ہو جاتی۔ ایسا سنا گیا ہے۔ کہ ایک دن صبح کے وقت آپ گھر سے باہر نکلے۔ آپ پر کیفیت غالب ہوئی۔ جس شخص کی نگاہ آپ پر پڑتی سب کو بیخودی کی کیفیت ہوتی۔ اور گر پڑتا۔ اس سلسلہ کے ایک بزرگ عزیز نے جن کی خدمت میں میں جایا کرتا تھا۔ اس کی بابت پوچھا، آپ نے فرمایا کہ اس درویش کا کام اس سے بڑھ کر نہیں۔ کہ ہمیشہ حضرت شیخ المشائخ خواجہ حسن رحمۃ اللہ علیہ کا تصور رکھتا ہے۔ اور اسی کو یاد رکھتا ہے۔ اس نگاہداشت کی برکت سے ان کے جذبہ کی صفت اس میں اثر کر گئی ہے۔

(نفحات الانس، ص، 427)

حضرت شیخ المشائخ الشیخ الشہیر بافتادہ آفندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت شیخ المشائخ مولانا علاؤالدین خلوتی رحمۃ اللہ علیہ بروسہ میں تشریف لائے تو جامع مسجد کبیر میں ممبر پر وعظ کیلئے بیٹھے تو آپ کا وعظ سننے کیلئے ایک جم غفیر ہوا اور منتظر تھے۔ کہ آپ کا وعظ مبارک ہو اور ہم سنیں آپ نے وہاں صرف ایک بار کہا اللہ لوگوں پر وجد طاری ہو گیا۔ اور رقص کرنے لگے اور دھاڑیں مار کر رونے لگے یہاں تک کہ آہ وبکا کا تانتا بندھ گیا۔

(تفسیر روح البیان، پ، 3، ص، 13، 14)

حکایت: ایک دن ایک پیر آیا ایک نے اس کو پہچان لیا کہ وہ حضرت شیخ المشائخ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔ بزرگ لوگ آئے اور درس کی درخواست کی آپ نے قبول نہ کیا وہ بہت اصرار کرنے لگے اور منبر رکھا گیا تاکہ آپ وعظ کریں۔ آپ منبر پر چڑھے اور دائیں طرف اشارہ کیا اور کہا اللہ اکبر اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور کہا "وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ" یعنی خدا عزوجل کی رضامندی بہت بڑی ہے۔ بائیں طرف اشارہ کیا اور کہا "فَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى" یعنی خدا عزوجل بہتر ہے اور بڑا باقی رہنے والا ہے۔ لوگ ایک دم شور مچانے لگے اور چند شخص وہیں فوت ہوئے استاد اس شور میں منبر پر سے اتر پڑے اور چل دیئے۔ اس کے بعد ان کی تلاش کی گئی تو نہ ملے۔ (نفحات الانس، ص 323)

حکایت: قطب الاقطاب سیدنا حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ یہ تھا کہ جس شخص کو بیعت کیلئے قبول فرماتے تو پہلے اس سے توبہ کراتے اور اگر اس طالب میں عشق ومحبت کا جذبہ زیادہ دیکھتے تو اسے رابطہ اور نگہداشت کے طریقہ پر اپنی صورت کا بہ حقیقت جامعہ امر فرماتے اس طرح یعنی اس احضار اور نگہداشت صورت (تصور شیخ) سے طالب کو بہت کچھ کشائش حاصل ہوتی۔ چنانچہ حضرت خواجہ برہان جو خواجگان دہبیدی رحمۃ اللہ علیہ میں سے تھے اور اپنے بزرگوں سے نسبت اور اجازت حاصل کیے ہوئے تھے۔ آپ (قطب الاقطاب سیدنا حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں آئے اور آپ (قطب الاقطاب سیدنا حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) سے مستفیض ہونے کے خواہش مند ہوئے۔ آپ (قطب الاقطاب سیدنا حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) نے ان کو نگاہ

داشت صورت (یعنی تصور شیخ) کیلئے ارشاد فرمایا وہ سخت متعجب ہوئے اور اپنے رفیقوں سے کہنے لگے کہ یہ طریقہ تو ان لوگوں کیلئے مناسب ہے جو اس راہ میں پہلے پہل قدم رکھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کرم فرما کر مراقبہ اعلیٰ کیلئے ارشاد فرمادیں تو بہتر ہوتا۔ ان کے دوستوں نے کہا جو کچھ حکم ہوا ہے۔ اس کی تعمیل چاہئیے اور خواہ مخواہ کی فضول باتوں سے احتراز کرنا چاہئیے۔ چونکہ ان (حضرت خواجہ برہان رحمۃ اللہ علیہ) کی عقیدت درست تھی اس لئے وہ نگہداشت صورت شریفہ میں مشغول ہوگئے۔ ابھی دو روز ہی گذرے تھے کہ ان پر نسبت عظیم غالب ہوگئی اور غلبہ سکر اس قدر رہا کہ باوجود سنجیدگی اور بڑھاپے کے وہ زمین سے قریب دو گز اوپر اچھل جاتے تھے۔ اور ہر طرف دیوار اور درختوں سے خود کو ٹکراتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ جوان لوگ جو انھیں پکڑے ہوئے تھے ان کی قوت ان کی نگہداشت (تصور شیخ) کے مقابلے میں ہیچ ہوگئی۔ پھر جو کچھ دیکھا وہ دیکھا۔

(زبدۃ المقامات، ص،44،)

حکایت: ایک مرتبہ ماہ رمضان المبارک کی ایک رات کو ہمارے حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خادم کے ہاتھ ایک پیالہ فالودہ کا قطب الاقطاب سیدنا حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا۔ چونکہ وہ خادم ایک پہاڑی آدمی بھولا بھالا تھا۔ قطب الاقطاب سیدنا حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے خاص پر پہنچ کر دروازے کی زنجیر پیٹنے لگا۔ قطب الاقطاب سیدنا حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کو بیدار نہیں کیا اور خود ہی باہر آ کر فالودہ کا پیالہ اس خادم سے لیکر دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے عرض کیا کہ مجھے بابا کہا کرتے ہیں۔ آپ (قطب الاقطاب سیدنا حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ چونکہ تم ہمارے شیخ احمد کے خادم ہو اس لئے ہمارے ہو۔ اس خادم کے واپس ہوتے ہی اس پر سکر اور نسبت کا جذبہ غالب ہوگیا اور وہ روتا پیٹتا، گرتا پڑتا ہمارے حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا۔ حضرت (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے دریافت فرمایا کہ کیا حال ہے؟ اس نے بہت

جذب و مستی کے عالم میں عرض کیا کہ میں ہر جگہ شجر و حجر زمین و آسمان میں ایک بے رنگ نور دیکھتا ہوں۔ جو بے نہایت ہے۔ اور اس کو بیان نہیں کر سکتا۔

(زبدۃ المقامات، ص، 45)

صاحب زبدۃ المقامات خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا شیخ المشائخ قطب وقت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ میری بچی کی ایک دایہ تھی کئی مرتبہ اس سے کہا گیا کہ آپ کی مرید ہو جائے لیکن اس نے انکار کیا۔ اتفاق سے ایک دن میں نے اس بچی کو اس دایہ کے ساتھ حضرت سیدنا شیخ الشیوخ خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے اس بچی کو گود میں لے لیا اور پیار کرنے لگے۔ بچی اپنا ہاتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ ریش مبارک میں لے گئی تو اس کے ہاتھ میں ایک بال آ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بچی ہم سے ایک بارگاہ لے رہی ہے۔ اسی زمانے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال فرمایا اور وہ بال ابھی تک تبرک اور یادگار کے طور پر محفوظ ہے۔

مرا از زلف تو موئے پسند است
فضولی می کنم بوئے پسند است

ترجمہ:

تیری زلفوں کے بال اچھے ہیں کیسے
مہکتے ہیں وہ (مہکے مشک جیسے)

جب وہ دایہ گھر کو واپس ہوئی تو ابھی ایک گھڑی نہ گزری تھی کہ اس پر مستی و بیخودی (سکر) کے آثار شروع ہونے لگے اور وہ ان جذبات کو ضبط نہ کر سکی اس لیے شور مچانے لگی اور بے ہوش ہو گئی اور اس کے بائیں پہلو سے حرکت قلبی اس قدر تیز ہونے لگی کہ سبھی لوگوں (یعنی عورتوں) نے معائنہ کیا۔ ایک عرصے کے بعد اس کو ہوش آیا تو اس سے پوچھا گیا کہ تجھے کیا ہوا اور تو نے کیا دیکھا۔ اس نے جواب دیا کہ ہر گھڑی حضرت خواجہ (شیخ الشیوخ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مہیب صورت میں ظاہر ہوئے تھے یہاں تک کہ میں بے ہوش ہو گئی۔ پھر مجھے معلوم نہیں کہ کیا ہوا سوائے اس کے کہ میں اپنے دل کو اللہ اللہ کہنے والا پاتی ہوں۔

(زبدۃ المقامات، ص، 46)

فائدہ صوفی:

۱۔ بزرگوں کے بال مبارک تبرک کے طور پر رکھنا اور اُن سے فیض حاصل کرنا ثابت ہے۔

۲۔ جیسے مرد حضرات کو وجد جذب سُکر یہ حالات ہوتے ہیں اس طرح عورتوں کو بھی ہوتی ہے۔

۳۔ لطائف حرکت کرتے ہیں دیکھوں غور کرو اور اس کو ریاکاری نہ سمجھو کتنی عورتوں نے اُس اللہ کی ولیاں کی قلب (دل) کا منظر دیکھا ہوگا۔

۴۔ تصورِ شیخ کی برکت انسان پر سلوک آسان ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین اسلام کے حقیقی گروں کے ساتھ اُنس و محبت صحبت اور فیضان حاصل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

حکایت: ایک دن ایک فوجی شخص آپ (قطب الاقطاب سیدنا حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ (قطب الاقطاب سیدنا حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) طہارت کیلئے مسجد سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ اس فوجی کا خادم دروازے کے باہر گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے کھڑا تھا۔ طہارت کے وقت آپ (قطب الاقطاب سیدنا حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کی نظر کیمیا اثر اس خادم پر کئی مرتبہ پڑی۔ آپ (قطب الاقطاب سیدنا حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) جب مسجد میں تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ وہ خادم اس قدر جذب اور بیخودی میں مبتلا ہوا ہے کہ گھوڑوں کے درمیان گیند کی طرح لڑھکتا پھرتا ہے۔ شام سے رات کے کچھ حصے تک اسی طرح اضطراب میں رہا۔ پھر یکایک جنونی کیفیت میں وہ بازار کی طرف جا نکلا اور وہاں سے جنگل کی طرف چلا گیا اور پھر اس کی کوئی خبر معلوم نہ ہو سکی۔

(زبدۃ المقامات ص، 45، 46،)

یعنی حضرت شیخ المشائخ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کو دوسرے بھی دیکھ لیتے تو ان کے قلوب پر اس قدر جذب و مستی کا غلبہ ہو جاتا کہ وہ غلبہ سکر کی وجہ سے اپنے کپڑے پھاڑ دیتے تھے۔ اور مرغ بسمل کی طرح زمین پر تڑپنے لگتے تھے۔ اس حد تک دیکھا گیا ہے کہ کبھی کبھی تیس چالیس آدمی یکبارگی ہوش کھو بیٹھتے اور زمین پر گر پڑتے۔

یہ جذب و مستی کی حالت دیکھ کر بعض مشائخ وقت کے مریدین بھی سیدنا شیخ المشائخ حضرت اقدس میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ استفاضہ میں داخل ہوئے اور بہت سے مفسدین کی

اصلاح ہوئی بکثرت شمندوں نے بادۂ بیخودی وجذب کا جام نوش کیا۔

(سیرت مجدد الف ثانی، ص785)

حقیقی، طبعی اور شیطانی وجد کی علامات

حضرت سیدنا علامہ مولانا محدث دہلوی شاہ عبدالحق نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فقہ وتصوف میں تحریر فرماتے ہیں کہ صاحب وجد اگر وجد کے دوران ایسا مطلب محسوس کرے جو اسے علم، عمل یا حال کا فائدہ دے۔ اس کے ساتھ ہی وہ آرام اور لیٹنے کی رغبت محسوس کرے تو اس کا وجد حقیقی اور معنوی ہے۔ اگر اس کی توجہ اشعار کی موزونیت اور خوش آوزی کی طرف ہو تو اس کا وجد طبعی ہے۔ خصوصاً اگر نفس میں اضطراب اور گرمی واقع ہو۔ اور اگر فقط حرکت ہی پیشِ نظر ہو تو شیطانی ہے۔ خصوصاً اگر اس کے بعد اضطراب پیدا ہو۔ یعنی جسم میں سخت گرمی محسوس ہو جیسے آگ کا شعلہ لپک جائے اس لئے وجد کی مکمل تحقیق ضروری ہے ورنہ اس کے سبب (سماع) کا ترک کرنا ہی سلامتی کے طلبگار دیندار کے لئے ضروری ہے۔

شرح: حضرت شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قاعدے میں صحیح اور فاسد حال اور وجد کی علامات اور نشانیاں بیان کی ہیں فرماتے ہیں کہ اگر وجد والے کو اس کے وجد میں کوئی ایسا معنی حاصل ہو جو اسے ظاہری اعضاء یا دلوں کے اعمال کا فائدہ مند علم اور معرفت دے یا ایسا حال اور صفت دے جو سیر وسلوک میں اس کے لئے مفید ہو۔ اس کے ساتھ ہی اسے آرام اور لیٹنے کی طرف میلان محسوس ہو تو اس کا وجد حقیقی اور معنوی ہے۔ کیونکہ وہ اس وجد سے اپنے مقصد میں فائدہ حاصل کرتا ہے۔ اگر اس کی توجہ کلام موزوں اور اچھی آوازوں کی طرف ہے اور اسے کوئی ایسا مطلب حاصل نہیں ہوتا جو علم، عمل یا حال کا فائدہ دے تو یہ سماع اور وجد طبعی ہے۔ آواز کی دل کشی، عمدگی اور باقی حواس کی لذت آفریں چیزوں کی طرف طبیعت کو اس آواز کا سننا اچھا لگتا ہے اس طرح نغمہ اور ترنم روح حیوانی کو متاثر کر جاتا ہے۔ ترنم کی اصل تاثیر روح حیوانی میں ہے حضرت شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نغمہ اور ترنم کی اصل اور بالذات تاثیر روح حیوانی میں ہے روحِ انسانی اس سے منزہ ہے اس کی شان صرف محویت، استغراق اور علم ومعرفت

ہے یا اس سے ملتے جلتے الفاظ فرمائے۔ بعض ارباب سماع ووجدان نے فرمایا کہ مطلب کا سمجھنا اور اس کا استنباط مریدین کے سماع کا حصہ ہے منتہی کا ذوق اور وجد نفس آواز سے ہے۔ اس کی ذات میں حق کی جلوہ گری ہوتی ہے نہ تو معانی کا فہم اس کی ذات میں جلوہ گر ہوتا ہے اور نہ ہی اشعار اور منظوم کلام سے سمجھا جانے والا مطلب۔ اور اگر وجد والا کلامِ موزوں اور آواز کی تاثیر سے محض حرکت پاتا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں تو یہ وجد شیطانی ہے۔ یہ حکم اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے ماخوذ ہے: وَ اسۡتَفۡزِزۡ مَنِ اسۡتَطَعۡتَ مِنۡهُمۡ بِصَوۡتِكَ (پارہ 15 سورۂ بنی اسرائیل آیت 64) (شیطان کو فرمایا) اور ڈگمگا دے ان میں جس کو تو ڈگمگا سکتا ہے اپنی آواز سے۔ خصوصاً! سننے والے کو اضطراب اور جھنجھناہٹ لاحق ہو اور جسم میں آگ کا شعلہ سا لپک جائے (اَلشَّنَّةُ، شین کے نیچے زیر اور نون مشدد، پانی کا پھینکنا اور اس کا بکھیر دینا) کیونکہ شیطان انسانوں پر اپنا شر پھینک دیتا ہے۔ آگ کے شعلے کا شیطان سے ہونا ظاہر ہے۔ جب سماع میں یہ معاملہ ہے کہ کبھی اس کا تعلق حقیقت سے ہوتا ہے کبھی طبیعت سے اور کبھی شیطان سے۔ تو اس کی تحقیق اور فرق کرنا ضروری ہے اور اگر فرق نہ ہو سکے (کہ کونسا وجد حقیقی ہے اور کونسا طبعی اور شیطانی؟) اور فرق کرنا ہے بھی مشکل۔ تو اس کے سبب یعنی سماع کا ترک کرنا سلامتی کے طالب ہر دیندار کے لئے اولیٰ اور افضل ہے۔

(فقہ وتصوف ص 179 سے 181)

حضرت سیدنا علامہ شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: اسی قسم سے رقص وغیرہ ہے مثلاً کپڑوں کا پھاڑنا، سینو پر ہاتھ مارنا، زمین پر گر جانا اور لوٹ پوٹ ہونا جو شخص کسی طرح بھی شریعت کی مخالفت کا ارادہ نہ کرے اور جو کچھ وہ کرے اس کے علاوہ کچھ کرنا اس کے بس میں نہ ہو۔ بلکہ اس سے غیر اختیاری طور پر افعال سرزد ہوں۔ اس کی حرکتیں (رقاصاؤں کی طرح) منضبط نہ ہوں تو وہ معذور ہے اور معذور پر نہ مؤاخذہ ہے اور نہ ہی عتاب ہے۔

(فقہ وتصوف ص 178)

فائدہ صوفی: مختلف سلاسل کے اولیاء (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے یہاں بھی ایسے وجد جذب رہا ہوں سکر، بے ہوش کے واقعات بکثرت ملتے ہیں حضرت پیر پیراں سیدنا غوث الاعظم عبد

القادر جیلانی اور سیدنا میر تصوف آفتاب ولایت ابوعلی دقاق (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی توجہات سے بعض لوگوں کا وجد میں وصال پانا بھی مروی ہے یاد رہے کہ جو وجد تواجد نا جائز امور پر مرتب ہو وہ درست نہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّ ارْزُقْنِیْ اِتبَاعَه‘

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنِیْ اِجْتِنَابَه‘

اے اللہ! ہم پر حق کی حقانیت واضح کرا اور ہمیں اس کی اتباع عطا فرما

اے اللہ! ہم پر باطل کا بطلان واضح کرا اور ہمیں اس سے اجتناب عطا فرما

آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین

حضرت سیدنا

مولانا عبد الرحمن جامی

نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

تا خدا دوست گیر دت با خلق	یک دل و یک زبان و یک رو باش
شاد طبع و شگفتہ خاطر زی	نرم خوی و کشادہ ابرو باش

ترجمہ

خدا رکھتا ہے اس کو دوست جو ہنس مکھ ہو خوش خو ہو
شگفتہ جس کی فطرت ہو کشادہ جس کا ابرو ہو

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یَّنْفَعُنِیْ حُبُّہٗ عِنْدَکَ.... الخ

ترجمہ: اے میرے اللہ مجھ کو اپنی محبت اور اس کی محبت

جس کی محبت میرے لئے تیرے نزدیک نفع بخش ہو عنایت کر۔ (آمین)

دسواں باب

تصورِ شیخ

کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

(تصورِشیخ) رابطہ کی سنیت اور اولویت روز روشن کی طرح ثابت ہے

(۱) سورہ یوسف کی آیت چوبیس میں ہے "لَوْلَآ اَنْ رَّاٰی بُرْهَانَ رَبِّهٖ" اگر یہ نہ ہوتا کہ دیکھتے قدرت اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی اس آیت کی تفسیر میں عبدالرزاق ابن جریر ابن منذر ابن ابی حاتم ابوالشیخ اور حاکم نے حضرت سید (عبداللہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی تصحیح کی ہے کہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے والد حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کی صورت دیکھی حاکم نے اس کی روایت کی ہے۔ کہ اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں حضرت سیدنا ابن عباس سعید مجاہد جریر ابن سیرین حسن قتادہ ابوصالح ضحاک ابن اسحاق وغیرہم رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے والد حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کو دیکھا کہ انگلی دانت سے پکڑے ہوئے ہیں اور یہی رابطہ (تصورشیخ) ہے۔

(۲) سورہ توبہ کی آیت ایک سو بیس میں ہے "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ" ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اور ہو ساتھ سچوں کے اس آیت شریفہ سے صادقین کی معیت (ساتھ رہنا بیٹھنا) مطلوب ہے ان کے حضور میں معیت ظاہری ہے اور غیبوبت میں ان کا خیال معیت باطنی اور معنوی ہے۔ جس کو حضرات خواجگان رابطہ (تصورشیخ) کہتے ہیں۔

(۳) ترمذی نے اس مبارک دعا کی روایت کی ہے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یَّنْفَعُنِیْ حُبُّهٗ عِنْدَكَ.... الخ ترجمہ: اے میرے اللہ مجھ کو اپنی محبت اور اس کی محبت جس کی محبت میرے لئے تیرے نزدیک نفع بخش ہو عنایت کر۔ (آمین)

محبت دل کے تعلق اور لگاؤ کو کہتے ہیں اس مبارک دعا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دل کا لگاؤ اور ہر اس شخص سے دل کا لگاؤ جو موصل الی اللہ ہو مطلوب ہے محبت جتنی زیادہ ہوگی "کَاَنَّكَ تَرَاهُ"

گویا کہ تم اللہ عزوجل کو دیکھتے ہو۔ کی کیفیت بیشتر حاصل ہوگی جو درجۂ احسان کا اعلیٰ تر مقام ہے۔

(۴) بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت مبارکہ میں عرض کی کہ کسی کو ایک جماعت سے محبت ہے لیکن وہ ان جیسا نہیں آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) نے فرمایا: ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ'' جو شخص جس سے محبت رکھتا ہے وہ اسی کے ساتھ ہے یعنی جس کا خیال دل میں رہے گا اسی کے ساتھ اس کا حشر ونشر ہوگا یہی تصور ہے اور یہی رابطہ۔ (اسی کو تصور شیخ کہتے)

(۵) حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ کی دنیا سے پردہ (کرنے کے بعد) کے وقت حضرت امام حسن ﵁ خوردسال تھے حلیہ نبویہ ﷺ پوری طرح حافظۂ خیال میں ثبت نہ تھا بڑے ہو کر انہوں نے اپنی والدہ (محترمہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ماموں سے کہا جو حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ کے حلیہ مبارکہ بیان کرنے میں یکتا تھے ''اَنَا اَشْتَهِی اَنْ یَصِفَ لِیْ مِنْهَا شَیْئًا اَتَعَلَّقُ بِهٖ'' میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ ﷺ کے سراپا کا کچھ بیان کریں تاکہ اس سے میرا تعلق ہو یعنی آپ ﷺ کا حلیہ مبارکہ میرے خانۂ قلب کو مجلّٰی و مطہر و منور کرتا رہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

> بہ چہ تسکیں بدہم دیدہ و دل را کہ مدام
> دل ترا می طلبد دیدہ ترا می خواہد

ابن ماجہ اور طبرانی نے نیک بندوں کی یہ نشانی روایت کی ہے ''اذا رُاُوْ ذُکِرَ اللّٰه'' وہ جب دیکھے جائیں تو اللہ عزوجل یاد آئے اور بغوی کی روایت حدیث قدسی کی ہے ''اولیائی من عبادی الذین یذکرون بذکری و اذکر بذکرھم'' میرے بندوں میں سے اولیاء وہ ہیں کہ میری یاد کے وقت ان کی یاد اور ان کی یاد کے وقت میری یاد آتی ہو یعنی وہ مبارک ہستی جس کی فنا اور بقا اللہ ہی سے ہے وہ اللہ عزوجل کی یاد کا ذریعہ ہے جس کو ایسا ذریعہ ملے وہ خوش نصیب ہے اور حضرت سیدُنا امام حسن ﵁ نے اسی سعادت کو حاصل کرنا چاہا حضرات

صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اس دولت عظمیٰ اور سعادت علیا (اعلیٰ) سے پوری طرح آراستہ و پیراستہ تھے وہ جس وقت اپنے محبوب احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر شریف کرتے تھے بے ساختہ ان کی زبان پر "کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ" آتا تھا یعنی گویا کہ میں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔ ان عاشقان پاک باطن کی آنکھوں کے سامنے وہی خیال مبارک تھا جو ان کے نگار خانہ دل میں ہمہ وقت محفوظ رہتا تھا۔

(حضرت مجدد اور اُن کے ناقدین، ص، 58)

تصور شیخ شرک نہیں۔ محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے

حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے نسبت رابطہ (تصور شیخ) کی مشق کے بارے میں لکھا تھا کہ اس حد تک غالب ہوگئی ہے کہ نماز میں اس کو اپنا مسجود جانتا اور دیکھتا ہے اور اگر بالفرض اس کی نفی کرنا چاہے تو وہ رابطہ (تصور شیخ) نفی نہیں ہوتا، اسکے متعلق امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں اے محبت کے نشان والے طالبان حق جل وعلا اسی دولت کی تمنا کرتے ہیں مگر ہزاروں میں سے کسی ایک کو نصیب ہوتی ہے ایسی کیفیت والا شخص صاحب استعداد اور کامل مناسبت والا ہوتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ وہ شیخ مقتدا کی تھوڑی سی صحبت سے اس کے تمام کمالات کو جذب (حاصل) کرے اور رابطہ (تصور شیخ) کی نفی کی کیا ضرورت ہے کیونکہ وہ تو مسجود الیہ ہے نہ کہ مسجود لہ محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے اس قسم کی دولت کا ظہور سعادت مندوں کو حاصل ہوتا ہے تاکہ وہ تمام احوال میں صاحب رابطہ (مرشد) کو اپنا وسیلہ جانیں اور تمام اوقات میں اسی کی طرف متوجہ رہیں نہ کہ ان بدبخت لوگوں کی طرح جو اپنے آپ کو مستغنی (یعنی تصور شیخ سے بے نیاز) جانتے ہیں اور اپنی توجہ کے قبلہ کو اپنے شیخ (مرشد) سے ہٹا لیتے ہیں اور اپنے معاملے کو خراب کر لیتے ہیں۔

(مکتوب، ج، 2، ن 30 ز)

(تصور شیخ) سے زیادہ قریب ترین طریق کوئی نہیں ہے

جاننا چاہئے کہ مرید کو تکلف اور بناوٹ کے بغیر اپنے شیخ (پیر و مرشد) کے ساتھ

رابطہ (تصور شیخ) کا حاصل ہونا پیر اور مرید کے درمیان اس کامل مناسبت کی علامت ہے جو افادہ و استفادہ (فائدہ پہنچانے اور فائدہ حاصل کرنے) کا سبب ہے اور وصول الی اللہ کیلئے رابطہ (تصور شیخ) سے زیادہ اقرب ترین طریق کوئی نہیں ہے دیکھیں کس سعادت مند کو اس دولت سے بہرہ مند کرتے ہیں غوث المحققین شیخ کبیر حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''فقرات'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ع

سایۂ رہبر بہ است از ذکر حق
صحبت شیخ ذکر سے بہتر

اس کو بہتر کہنا نفع کے اعتبار سے ہے یعنی رہبر کا سایہ مرید کیلئے ذکر کرنے سے زیادہ فائدہ مند ہے کیونکہ (ابتدا میں) مرید کو ابھی مذکور (حق جل وعلا) کے ساتھ کامل مناسبت حاصل نہیں ہے۔ کہ (جس سے) وہ ذکر کے طریق سے پورا پورا نفع حاصل کر سکے۔

(مکتوب، ج، 1، ن 187 ز)

مرشد کی صورت

اگر ذکر (الٰہی) کرتے وقت پیر کی صورت (تصور شیخ) بے تکلف ظاہر ہو تو اس کو بھی قلب کی طرف لے جانا چاہئیے اور قلب میں نگاہ رکھ کر ذکر کرنا چاہئیے۔

(مکتوب، ج، 2، ن، 190 ز)

(تصور شیخ) نظر قلبی امراض کو شفا بخشی ہے

جاننا چاہئے کہ اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) کا سلوک ایسے شیخ مقتدا کی محبت کے رابطہ پر وابستہ ہے جس نے سیر مرادی سے اس راہ کو طے کیا ہو اور قوت انجذاب سے ان کمالات کے ساتھ رنگا ہوا ہو اس کی نظر قلبی امراض کو شفا بخشتی ہے اور اس کی توجہ باطنی امراض دور کرتی ہے۔

(مکتوب، ج، 2، ن، 260)

عجائب و غرائب کے ظہور کا یہی ذریعہ ہے

جاننا چاہئیے کہ تمام طریقوں میں رابطہ (تصور شیخ) کا راستہ تمام راستوں کی نسبت بہت ہی نزدیک راستہ ہے اور عجائب و غرائب کے ظہور کا یہی ذریعہ ہے حضرت عروۃ الوثقی

قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بغیر رابطہ (تصور شیخ) اور بغیر فنافی الشیخ کے تنہا ذکر وصل تک نہیں پہنچاتا لیکن تنہا رابطہ (تصور شیخ) آداب صحبت کی رعایت کے ساتھ کافی ہوتا ہے۔

(ہدایت الطالبین، ص، 31)

''ھذا حرام'' ''یہ تو حرام ہے

(حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی صاحب) ابھی دو سال کا واقعہ ہے کہ دہلی میں ایک جگہ نجد و، کویت اور شام کے چار فضلا کے ساتھ ہندوستان کے چار علماء کا اجتماع تھا اس مختصر لیکن مؤقر اجتماع میں میری (حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی صاحب) شرکت بھی ہوئی ہندوستان کے علماء میں سے دو صاحبان کا تعلق طریقہ طیبہ چشتیہ سے تھا مجھ کو بعد میں معلوم ہوا کے کویت کے فاضل کا تعلق حضرات مشائخ کے کسی سلسلہ سے تھا اس پاکیزہ اور باوقار محفل میں سلاسل مبارکہ کا ذکر آیا اور فاضل کویت نے رابطہ (تصور شیخ) کے متعلق کچھ کہا فاضل نجد نے رابطہ (تصور شیخ) کے متعلق دریافت کیا اور جب ان کو معلوم ہوا کہ رابطہ تصور شیخ کو کہتے ہیں تو انہوں نے کہا ھذا حرام ''یہ تو حرام ہے میں نے ان سے کہا (یہ عربی) جناب من رابطہ (تصور شیخ) تو حضرات صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا معمول رہا ہے وہ سالہا سال بعد حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک ذکر شریف کرتے وقت کس شوق و محبت سے کہا کرتے تھے'' کانی انظر الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم '' گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں جس وقت وہ یہ الفاظ فرماتے تھے وہ اس مبارک خیال کو دیکھا کرتے تھے جو ان کے نہان خانہ دل میں محفوظ تھا یہی وہ رابطہ (تصور شیخ) ہے جو موصل الی اللہ ہے وہ حضرات نقشبندیہ اس پر عامل ہیں میری بات سن کر فاضل نجد خاموش بیٹھ گئے ان کے بشرہ سے ظاہر ہو رہا تھا کہ ان کی خاموشی جامہ تفکر پہنے ہوئے ہے اور فاضل کویت کے چہرے پر آثار مسرت ظاہر تھے۔ حسن اتفاق سے دوسرے دن ایک بڑے اجتماع میں یہ دونوں صاحبان بہت مسرت سے ملے اور کچھ علمی گفتگو ہوئی۔

تصور ہے وہ نسخۂ کیمیا	کہ جس نے مس دل کو کندن کیا
تصور ہے بوئے سوز و گداز	ہے مہر و محبت ہی راہ نیاز
تصور ہے معمول مردان دیں	جو سمجھے تھے کونوا مع الصادقین
تصور ہے شمع فروزان راہ	زہے قول عاشق کانی اراہ
تصور نے ان کے کیا یہ اثر	کھلا لی مع اللہ کا وہ بستہ در
تصور ہے بے شک وہ راہ وصول	پہنچتی ہے جو بارگاہ رسول
ہوا جو گرفتار عشق نبی	وہ دوزخ سے یکسر ہوا ہے بری
جو نار محبت کا ہو سوختہ	نہ ہوگا وہ دوزخ کا اندوختہ
قتیل وفا پر ہو رحمت مدام	بہشت بریں ہوگا اس کا مقام
نہ اس میں خفا ہے نہ تنکیر ہے	مع من احب کی یہ تفسیر ہے

(حضرت مجدد اور ان کے ناقدین 59، 60)

تعجب ہے کہ مولوی سید احمد بریلوی نے

(اپنی کتاب) صراط مستقیم میں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کے تصور کو ہی فساد نماز کا سبب قرار دیا ہے (نعوذ باللہ) حضرت مجددؒ (شمس العارفین تاج اولیاء شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ علیہ) نے ایسے لوگوں کو "بے دولت" فرمایا ہے

(حضرت مجدد الف ثانی، 103م)

تصور شیخ کا احسن طریقہ

حضرت خواجہ عبداللہ امام اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام جو (جو حضرت علامہ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی) نفحات الانس میں مذکور ہے اسی سلسلے میں وہ حضرت شیخ تاج صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اس شخص کا تصور کریں جس سے یہ نسبت حاصل کی ہے حضرت شیخ تاج صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں پس چاہیے کہ تو شیخ کی صورت کو اپنے دائیں مونڈھے پر اپنے خیال میں رکھے اور اپنے مونڈھے سے اپنے دل کی طرف ایک لمبا امر سوچے اور حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو

اس امر پر لائے اور اس کو اپنے دل میں رکھے پھر توقع ہے کہ اس کے ذریعے تجھے غیبت (روحانی مقامات) کا حصول ہو جائیگا۔

(زبدۃ المقامات، ص، 121)

جس کو اللہ تعالیٰ تصور شیخ نصیب کرے

حضرت سیدنا شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک دوسرے رسالے میں لکھا ہے۔ کہ قریب ترین راہ الٰہی ذکر حق ہے جس کی بہتری صورت یہ ہے کے تصور پیر کرے اور جس کو اللہ تعالیٰ تصور شیخ نصیب کرے۔ اس سے زیادہ بہتر اور کوئی کام نہیں ہے۔ مرید اگر کوئی اور ریاضت نہ کرتا ہو لیکن صرف گوشے تنہائی میں بیٹھ کر تصور شیخ کرے تو یہی اس کو اللہ عزوجل تک پہنچا دیتا ہے مبتدی کے لئے تصور شیخ ضروری ہے اس لئے کہ عالم الٰہی وہ عالم معنوی ہے جس کو دیکھنا ممکن نہیں ہے البتہ صاحب کمال کی صورت زیر نظر رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ انسان کامل کی ذات دراصل اللہ عزوجل کی ذات ہے اور اس کے کمالات کا مظہر ہے۔

(اخبار الاخیار ص 575)

قطب الارشاد مولوی عبدالرحمان جامی رحمۃ اللہ علیہ نے نفحات میں لکھا کہ

اس سلسلہ کہ ایک بزرگ عزیز نے جن کی خدمت میں میں جایا کرتا تھا اس کی بابت پوچھا آپ نے فرمایا کہ اس درویش کا کام اس سے بڑھ کر نہیں کہ ہمیشہ خواجہ حسن عطار رحمۃ اللہ علیہ کی صورت کا تصور رکھتا ہے اور اسی کو یاد رکھتا ہے۔ اس نگاہداشت کی برکت سے ان کے جذبہ کی صفت اس میں اثر کر گئی ہے۔

(نفحات الانس ص 427)

اس بزرگ سے تلقین ذکر ہوئی ہو

(جس شخص سے ذکر لیا ہو) اس کی صورت (تصور شیخ) کا تصور اپنے دل کے اندر دل کے مقابلہ میں رکھنا خطرات کے دور کرنے کیلئے پوری طرح مؤثر ہے اور شیخ کی صورت کے اسی تصور کو ذکر رابطہ کہتے ہیں۔

(ہدایت الطالبین، ص، 23)

محال است سعدی کہ راہ صفا	تواں رفت جز در پے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سراج السالکین حاجی عبدالعزیز نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں تصور شیخ کے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا

طریق احضار و رابطہ آنچہ نزدیک تر از ادب بود آنست
کہ خود را در خدمت پیر احضار کند نہ آنکہ پیر را نزدِ خویش حاضر سازد۔

ترجمہ: آدب سے قریب تر تصور شیخ اور پیر و مرشد کے احضار و رابطہ کا طریقہ یہ ہے کہ خود کو تصور میں پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر سمجھے نہ یہ کہ شیخ طریقت کو اپنے پاس بلائے۔

(نسمات القدس، ص 292)

اللہ تعالیٰ ہمیں حق و صداقت کے راستے پر چلنے کی توفیق دے۔

آمین آمین آمین

حضرت سیدنا
مولانا عبدالرحمن جامی
نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

بتو نعمت ز دست ہر کہ رسد	نہ بمیداں شکر کو بی پائے
کے بشکر خدا قیام کند	تارک شکر بندگان خدائے

ترجمہ

وہ انساں جو نہیں منت پذیر انساں کے احسان کا
ادا حق اس سے ہو سکتا نہیں ہے شکر یزداں کا

كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

ترجمہ. ہوجاؤ صادقوں کے ساتھ۔

گیارہواں باب

پیر طریقت

کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

صاحب زبدۃ المقامات تحریر فرماتے ہیں حضرت قبلہ درویشاں الشیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکتوب میں فرمایا کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ. ترجمہ: ہو جاؤ صادقوں کے ساتھ۔ ایک ایسا فرمان ہے کہ بارگاہ خداوندی میں اللہ (تعالیٰ) کے دوستوں کی مدد اور اس کے واقفوں (عارفوں) کی مصاحبت کے بغیر رسائی دشوار ہے اگرچہ نیک اعمال لاکھ ہی ہوں۔

(زبدۃ المقامات، ص150)

مرشد وہ شخص ہو جو شریعت محمدی ﷺ پر سختی سے کاربند ہو اور صحیح العقیدہ ہو اس کے اعمال سے فسق و فجور کی بو نہ آئے بلکہ حدیث قدسی کے مطابق کہ "میرا بندہ وہ جسے دیکھ کر میں یاد آجاؤں" وہ ایسی ہی شخصیت کا مالک ہونا چاہیے پھر اسکی وضاحت حق تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے ذریعہ بھی کردی فرمایا!" وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا " (پارہ15، سورۃ الکہف، آیت28) ترجمہ: اور نہ پیروی کر اس (بدنصیب) کی، جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ لگا ہوا ہے اپنی نفسانی خواہش کے پیچھے، اور اس کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے۔

مرشد کامل ذاکر ہوتا ہے اور جو کوئی اللہ ﷻ کی یاد سے غافل ہے وہ خود گمراہ ہے وہ دوسروں کی راہنمائی کیا کرے گا وہ تو خود نفس امارہ کے پیچھے لگا ہوا ہے وہ کسی دوسرے کو نفس مطمئنہ تک کس طرح پہنچا سکتا ہے پس حکم ہوا ہے کہ ایسے شخص کی بات بالکل نہ مانی جائے نہ اس کی صحبت اختیار کریں جو اللہ ﷻ کی یاد سے غافل ہے اور اپنے نفس کا بندہ بن چکا ہے۔
جو شخص صاحب بصیرت ہو اس کی راہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔
(اے محبوب ﷺ) آپ ﷺ فرما دیجئے یہ میرا راستہ ہے میں تو بلاتا ہوں صرف اللہ ﷻ کی طرف بصیرت پر میں اور (وہ بھی) جو میری اتباع کرتے ہیں۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ

اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ (پارہ 13، سورۂ یوسف، آیت 108)۔

جو شخص صاحب نسبت ہو اور کسی بزرگ کی صحبت میں رہ کر کسب فیضان کیا ہو اور باقاعدہ بیعت کرنے کی اجازت حاصل کی ہو اور بیعت کا یہ سلسلہ معلم انسانیت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہو پس ایسی شخصیت کی بیعت کی جا سکتی ہے اور اسے مرشد کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے! یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ○ وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا (پارہ 22، سورۂ الاحزاب، آیت 45) ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (سب سچائیوں کا) گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور (بروقت) ڈرانے والا اور دعوت دینے والا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے اذن سے اور روشن آفتاب۔

تبلیغ اسلام کی دعوت و تبلیغ اور رشد و ہدایت کیلئے جہاں اور بہت سی باتیں ضروری ہیں وہاں اذن الٰہی بھی بہت ضروری ہے۔ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم اور اذن کے تحت لوگوں کو رجوع الی اللہ کی ؛٫ دیتے تھے اور یہ اذن درجہ بدرجہ سلسلہ در سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتا ہوا مرشد کریم تک پہنچتا ہے۔

(آئینۂ تصوف، ص، 134، 135، 136)

اصطلاح تصوف میں ”مرشد“

اصطلاح تصوف میں ”مرشد“ سے مراد وہ مرد کامل ہے جو اپنی ایمانی بصیرت سے مرید کو صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرے اور اپنی نگرانی میں منزل مقصود تک پہنچائے۔

فتاویٰ حدیثیہ میں حضرت علامہ شیخ احمد شہاب الدین ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالک کو طریقت و سلوک میں معارف تک رسائی سے قبل ضروری ہے کہ وہ ایک ایسے شیخ کے احکام کی تعمیل کرے جو شریعت اور طریقت کا جامع ہو ایسا شیخ طبیب اعظم ہے جو احکام ربانی اور معارفِ ذوقیہ کی مناسبت سے ہر بدن و نفس کو وہی کچھ عطا کرے گا جو اس کے مزاج کی درستی کیلئے مناسب ہو اور جس میں اس کیلئے شفا ہو۔

(تصوف کے حقائق، ص، 42)

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں فرمایا کہ "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" کے بعد "صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ" کے ذکر کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ شیخ کی رہنمائی کے بغیر مرید کی ہدایت و مکاشفہ کے مقام تک رسائی نہیں ہوسکتی کیونکہ بیشتر لوگوں پر نقائص اور عیوب کا غلبہ ہے اور اکثر لوگ حق کے ادراک اور صحیح وغلط کے درمیان امتیاز سے قاصر ہیں لہٰذا ناقص کیلئے ایسے کامل کی ضرورت ہے جس کی پیروی کی جاسکے اور جس کے عقل کے نور سے ناقص کی عقل قوی ہو جائے تاکہ کمال اور سعادت کے مرتبے تک رسائی ہوسکے۔

(تصوف کے حقائق، ص 42)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ! ہمارے لئے کون سا ہم نشیں بہتر ہے فرمایا وہ جس کے دیکھنے سے تمہیں اللہ ﷻ کی یاد آئے۔ جس کے کلام سے تمہارے عمل میں اضافہ ہو اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

(تصوف کے حقائق، ص، 40)

صحبت شیخ کے بارے میں صوفیاء کرام نے جو اس قدر تاکید فرمائی ہے یہ اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ صوفیاء کرام کا کوئی قدم سنت رسول اللہ ﷺ سے باہر نہیں ہوتا شیخ کی ذاتی توجہ کی بھی مرید کو ضرورت ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم دونوں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا! تم میں کوئی بیگانہ تو نہیں؟ ہم نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ ﷺ تو ارشاد فرمایا! "دروازہ بند کردو اور اپنے ہاتھ بلند کرو اور کہو 'لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'" کچھ دیر ہم نے اپنے ہاتھو کو بلند رکھا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک نیچے کیا اور فرمایا "الحمد للہ" اے اللہ ﷻ تو نے مجھے اس کلمے کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اور اس کلمہ کا حکم دیا۔ اور میرے ساتھ وعدہ فرمایا کہ جو اس کلمے پر پکارے گا وہ

جنت میں داخل ہوگا اور تو اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا پھر فرمایا! اے فرزندان اسلام! تمھیں خوشخبری ہو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمھیں بخش دیا‘‘ (یہ حضور پرنور ﷺ کی خاص صحبت تھی جس سے آپ ﷺ نے تنہائی میں اپنے دو مریدوں پر نظر کرم فرمائی اور دعا سے نوازا)

(آئینہ تصوف، ص 145)

حضرت سیدنا شیخ حسینی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر حسینی میں فرماتے ہیں:

(1)	در طریقت رہبر دانا گزیں	زانکہ راہ دور است و رہزن در کمیں
(2)	رہبرے باید بمعنی سربلند	از شریعت وز طریقت بہرہ مند
(3)	اصل وفرع وجزوکل آموختہ	شمع از نور علم افروختہ
(4)	ظاہرش از علم کسبی باخدا	باطنش میراث دار مصطفیٰ
(5)	ہر کہ از دست عنایت بر گرفت	روز اوّل دامن رہبر گرفت
(6)	ہر در زنداں خود رائے فتاد	بند او را سالہا نتواں کشاد
(7)	اے سلیم القلب دشوار است کار	تا نہ پنداری کہ پندار است کار

ترجمہ:

(1) طریقت میں دانا (کامل) کی تلاش کر اس لئے کہ راستہ دور اور رہزن چھپے بیٹھے ہیں

(2) ایسے رہبر کی تلاش کرو جو حقیقت میں سربلند اور شریعت وطریعت سے بہرہ ور ہو۔

(3) وہ اصل وفرع اور جز وکل کا حامل ہو اس نے نور علم سے شمع روشن کی ہو۔

(4) اس کا علم کسبی از خدا ہو اس کا باطن دار مصطفیٰ کی میراث ہو۔

(5) جس کو دست عنایت الٰہی کی مدد ہوئی اس نے روز اوّل سے رہبر حاصل کرلیا۔

(6) وہ خود رائی کے گڑھے میں پھنسا اس کا تالہ سالوں تک نہ کھلے گا۔

(7) اے سلیم القلب یہ کام بہت دشوار ہے یہ نہ سمجھنا کہ یہ کوئی خیالی بات ہے۔

سبق: سالک پر لازم ہے کہ وہ مرشد کا دامن تھامے اسے توحید اور بقا بعد از فنا کی واقفیت نصیب نہ ہو اس کے دامن کو چمٹا رہے اس لئے کہ صرف علم فرمان کا حصول نجات نہیں بخشا

جب تک کہ حقیقت حال کا تحقق نہ ہو اس لئے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ: سب سے بد بخت وہ شخص ہوگا جس کی زندگی پر قیامت قائم ہوگی یعنی علم توحید سے واقفیت تو حاصل کر لی لیکن نفس کو فنائیت نصیب نہ ہوئی۔ ایسا شخص زندیق ہوتا ہے جو فنا نہ پا سکا اور زندگی کے گورکھ دھندوں میں لگا رہا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاصی اور فحش سے بچائے۔ (آمین)

(تفسیر روح البیان ج 5 ص 102)

ان پڑھ ولی اللہ نہیں ہو سکتا یہ ان کی غلط فہمی ہے:

مفسر قرآن صوفی باکمال علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں بعض لوگ دھوکہ دیتے ہیں کہ ان پڑھ ولی اللہ نہیں ہو سکتا یہ ان کی غلط فہمی ہے یہ دراصل شان ولایت کے بجائے شانِ نبوت پر حملہ ہے اس لئے کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب امام الانبیاء ہو کر نبی امّی ہو سکتے ہیں تو ان کا امتی (ان پڑھ) بھی ولی ہو سکتا ہے۔ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث نقل کی ہے وہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کسی جاہل کو ولی نہیں بناتا اگر اللہ تعالیٰ کا اسے ولی بنانا ہوتا تو اسے عالم بناتا۔ صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ نے یہی حدیث نقل کر کے انہی امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور نہ ہی اس کا کہیں ثبوت ملتا ہے۔

سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء الٰہی کی شرح کرتے ہوئے لفظ حکیم پر لکھا ہے کہ جسے ذاتِ حق کا عرفان نصیب ہو وہ حکیم ہے۔ اگرچہ اسے علوم وفنون مروّجہ بظاہر حاصل نہ ہوں بلکہ ان کے بیان میں اسے کمی اور سخت کی بلکہ برعکس باتیں کرتا ہو۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ ان پڑھ بھی ولی اللہ ہو سکتا ہے۔

صاحب روح البیان حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: واضح ہو کہ علم الحال یعنی علوم رسمیہ کا ہونا ولی اللہ کی ولایت کے لئے شرط نہیں ہے۔ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے لئے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دین کی سمجھ بخشتا اور اسے اپنی طرف سے علمِ یقین سے نوازتا ہے۔

(تفسیر روح البیان پارہ 11 ص 225-226)

وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ (پارہ 14، سورۃ الحجر، آیت 47) اور ہم نکال دینگے جو کچھ ان کے سینوں میں کینہ (وغیرہ) تھا۔ اس آیت کی تفسیر ضیاء امت پیر کرم شاہ صاحب ؒ لکھتے ہیں: دنیا میں دو نیک آدمی بھی بعض غلط فہمیوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے کھچے کھچے رہ سکتے ہیں دل میں ایک دوسرے کے متعلق حسد اور منافرت بھی پیدا ہو جاتی ہے جس کے باعث شکر رنجی بلکہ جنگ و جدال تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ قیامت کے دن جنت میں داخل ہونے کا جب حکم ملے گا تو دلوں کو حسد و بغض کی آلائشوں سے پاک کر دیا جائے گا اور سب نیک بندے باہم شیر و شکر ہو جائینگے۔ حضرت سیدنا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آپ ؓ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ میں عثمان، طلحہ، زبیر (رضی اللہ عنہم) انہی لوگوں میں سے ہوں گا۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج 2 ص 543)

فائدہ صوفی: صوفیاء کرام (رضی اللہ عنہم) اور پیر صاحبان کے خلیفوں میں بھی اس قسم کہ واقعات ملتے ہیں انشاء اللہ ان کا بھی یہی حال ہوگا جو ہمارے اکابر کے ساتھ ہوگا۔

حکایت: سیدنا شیخ المشائخ حسن بصری ؒ کی حج کے راستہ میں سواری گم ہوگئی آپ ؒ کو اس راہ پر ایک لڑکا ملا آپ ؒ نے اس سے پوچھا تو اس نے سواری کا پورا پتہ بتایا جب سواری مل گئی تو اس لڑکے نے حضرت سیدنا حسن بصری ؒ سے سوال کیا کہ اے شیخ آپ کیا کھاتے اور پہنتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو کی روٹی کھاتا ہوں اور اُون کا کپڑا پہنتا ہوں تا کہ شہوت نفسانی کا زور ٹوٹے لڑکے نے کہا اے شیخ کھاؤ اور پہنو جو مرضی میں آئے لیکن حلال کے مال سے ہو پھر لڑکے نے پوچھا آپ رات کو کہاں گزارتے ہیں آپ نے فرمایا جھونپڑے میں اس نے کہا کسی پر ظلم نہ کرو۔ پھر جہاں مرضی آئے گزارو۔ حضرت سیدنا حسن بصری ؒ نے کہا اگر تو لڑکا نہ ہوتا تو میں تجھ سے کچھ حاصل کرتا اس پر وہ ہنس پڑا اور کہا آپ تو بڑے غافل ہیں۔ میں نے دنیا کی باتیں سنائی ہیں تو تم قبول کرتے چلے گئے اور دین کی بات آئی تو میرے کلام سے نفرت کر رہے ہیں اب گھر جاؤ تمہارا حج قبول نہیں۔

حضرت سیدنا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

فرو باید کرد اندر گوش	در نوشته است پند بر دیوار

نصیحت کو کان میں جگہ دو اگر وہ دیوار پر لکھی ہو۔

بزرگی بعقل است نہ بسال

بزرگی ایک اور شے ہے بزرگی بڑی عمر کا نام نہیں۔

(تفسیر روح البیان ج 1 پارہ 2 ص 251)

حضرت سیدنا عارف کامل ابو تراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو قلب اللہ تعالیٰ سے اعراض سے مایوس ہو، تو اسے بے شمار خرابیاں گھیر لیتی ہیں۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس ورد	میلش اندر طعنہ پاکاں زند

ترجمہ: جب خدا عزوجل کسی کا پردہ فاش کرنا چاہتا ہے تو اس کا میلان طبع اولیاء پر طعن زنی کا کر دیتا ہے حضور سیدنا ولی نعمت عارف شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اولیاء کی محبت سے بڑھ کر اور کوئی عبادت نہیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مقام محبت اور رضائے الٰہی کی اسے ہدایت بخشتا ہے۔ جس کے لئے چاہتا ہے لیکن ظالمین معاندین کو ہرگز ہدایت نہیں بخشتا۔ کیونکہ ان کے ازل سے تالے بند ہیں۔

(روح البیان پارہ 26 ص 29)

حضرت سیدنا حقائق البقلی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ہے۔ کہ جب تم اولیاء اللہ کے گھروں میں داخل ہو تو اعتقاد صحیح لے کر ان کی تعظیم و تکریم بجا لاؤ اس طرح سے تم بھی اہل کرامت سے ہو جاؤ گے۔ وہاں کی حاضری پر اپنی سلامتی کے لئے دعا مانگو اس لئے کہ ان کے آستانے کرامتِ حق و رحمتِ الٰہی کے مرکز ہیں۔

صوفیم و معتقد صوفیان	کیست چو من صوفی نیک اعتقاد

ترجمہ: میں صوفی ہوں اور صوفیہ کا معتقد ہوں اور میرے جیسا خوش اعتقاد صوفی ہے کون؟

(روح البیان ج 18 ص 301)

حکایت: ایک شخص رو رو کر بارگاہِ ایزدی میں عرض کرتا ہے کہ اسے کوئی ایک نماز مقبول نصیب ہو۔ ایک دن اس نے حضرت سیدنا شمس العارفین حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نماز پڑھی لیکن دل میں کہا کہ ان کی تو قرأت اچھی نہیں۔ اس کے بعد نماز میں مشغول ہوا رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ تجھے ایک نماز مقبول نصیب ہوئی لیکن افسوس کہ تو نے اس کی قدر نہ کی۔

(تفسیر روح البیان ج 21 ص 14)

عاقل پر لازم ہے کہ اپنے نفس کو خواہشات سے روکے اور اسے سیدھا چلانے کی سوچے اور اس بزرگ کا دامن پکڑے جو عقل و نقل کے لحاظ سے ایسے راستوں کا واقف اور عارف ہو۔ مثنوی شریف میں ہے:

رہرو راہ طریقت ایں بود	کہ او باحکام شریعت میرود

ترجمہ:

راہِ طریقت پر وہ چلتا ہے جو احکامِ شریعت کی پابندی کرتا ہے اور وہ پیر و مرشد جو راہ شریعت کے خلاف چلتا ہو اس سے دور بھاگنا ضروری اور لازمی ہے۔

اس لئے کہ وہ تو بانجھ عورت کی طرح ہے۔ بانجھ عورت سے اسی کا تعلق ہوگا جو خود بیکار ہوگا ہم اللہ تعالیٰ سے توفیق کی درخواست کرتے ہیں کہ جمیع حالات میں اہل (دِل) مکاشفات و مشاہدات کے طریقہ پر ثابت قدمی کی توفیق بخشے۔

(روح البیان ج 17 پارہ 17 ص 64)

حضرت سید سراج السالکین مفسر قرآن الشیخ اسماعیل حقی البروسوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان پارہ نمبر 10 صفحہ نمبر 289 پر اس آیت میں۔

یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوْا ط وَلَقَدْ قَالُوْا کَلِمَۃَ الْکُفْرِ وَکَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِہِمْ (پارہ 10، سورۃ التوبۃ، آیت 74) میں اشارہ ہے کہ بعض مریدین خواہشات نفسانی اور نفوس لمارہ اور شیطان کی شرارت کے غلبہ سے اپنے مشائخ اور اولیاء کے کمالات و فضائل کا انکار اور ان اعتراض اور ان کی

www.makiaban.org

شان میں کفریہ کلمات بکتے ہیں یعنی اولیاء کے کمالات وفضائل کا انکار اور ان پر اعتراضات کرنا منافقین (بدبختوں) کا کام ہے ایسے لوگ اگرچہ بظاہر اور زبانی طور (پر) اسلام کا دم بھرتے اور اولیاء کرام کی کرامات وفضائل کا اقرار کرتے ہیں۔ لیکن قلبی طور (پر) اور حقیقۃً اولیاء کرام کے منکر ہیں جب اولیاء اکرم ایسے بدبختوں کی خبث باطنی کی خبر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم اندرونی طور (پر) اللہ والوں کے دشمن ہو تو وہ قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ہم اولیاء کرام کے منکر نہیں ہیں اور نہ ہی ہم ان کے گستاخ ہیں۔ اور ان کی شان میں کمی کرتے ہیں اور ان کا ارادہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اولیاے کرام کی پیروی کے بغیر یا وقت سے پہلے ہی مسند مشیخت پر بیٹھیں اور عوام پر اپنا سکہ بٹھائیں۔ ان کے لئے ایسا ہونا مشکل ہے۔

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (پارہ 10، سورۃ التوبۃ، آیت 74) اور وہ مشائخ پر صرف اس حیثیت سے اعتراض کرتے ہیں کہ مشائخ نے انہیں ولایت کے مراتب سے روشناس کرایا اور آثار رشد وہدایت سے انہیں بہرہ رو فرمایا۔ لیکن چونکہ یہ ازلی بدبخت تھے۔ اپنی پست ہمتی ولایت کے انوار وتجلیات نہ بچا سکے بلکہ شیطان نے انہیں اپنی اچھی کارگزاریوں پر ابھار کر دارین کی بہبودیوں (سعادتوں) سے محروم رکھا اس لیے وہ دارین میں اندھے، بہرے اور گونگے رہے فَاِنْ یَّتُوْبُوْا اگر وہ عجز وانکسار اور الحاح وزاری کرکے اپنے مشائخ (اولیاء کرام) سے معافی لے کر ولایت کی راہوں پر واپس آئیں۔ خَیْرًا لَّھُمْ تو ان کے لیے بھلائی ہے کہ ولایت کی غیرت اور ارتداد کی سزا سے نجات پالیں گے اس لیے کہ ولایت کی غیرت اور ولایت کے ارتداد کی سزا بہت سخت ہے۔ اس سے بچنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ کسی کامل کا دامن مضبوطی سے تھام لے اس میں اس کی نجات ہے اور بس۔ وَاِنْ یَّتَوَلَّوْا اور اگر وہ اللہ والوں (مشائخ) کی ولایت کا انکار کریں اور انہیں نہ مانیں۔ یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِیْمًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ (پارہ 10، سورۃ التوبۃ، آیت 74) دنیا و آخرت کی سزا ایسے بدبخت کو یوں نصیب ہوگی کہ اس سے ولایت کا جوہر چھین لیا جائے گا مسئلہ یاد رہے کہ شریعت کے مرتد کا گناہ بہت بڑا ہے اس لیے اس کی سزا بھی بڑی سخت ہے (اللہ تعالیٰ بچائیں آمین آمین آمین)۔

کامل مرشد کی بیعت توڑنے کی سزا:

بیعت توڑنے کی سزا جہنم ہے۔ اس میں وہ ہمیشہ رہے گا نہ اللہ تعالیٰ اس سے قیامت میں کلام کرے گا اور نہ نظر کرم سے دیکھے گا اور اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

حضرت سیدنا سلطان الاولیاء سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ اس کی آخرت کی سزا ہے اور دنیا کی سزا وہ ہے جو حضرت سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد (مرید) کے لئے فرمایا جس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کے بعد مخالفت کی اس کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: **دعوا من سقط من عین اللہ۔** اسے چھوڑوں جو اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت سے گر گیا۔

(روح البیان پارہ 26 ص 240)

ملفوظ، حضرت شیخ کبیر سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صدیق کا مرتبہ پا کر اور کوئی ہزار سال اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے لیکن بدقسمتی سے صرف ایک گھڑی روگردانی کرے تو تمام مراتب ضایع ہو کر سخت سزا کا مستحق ہو جائے گا یعنی ہزار سالہ عبادت و ریاضت ضایع ہوگی اور سزا کا استحقاق مزید براں۔

فائدہ: طریقت کے مرتد کی دنیوی سزا یہ ہے کہ اس سے قلب کی صدق وصفائی چھین لی جائے گی اور اسے طلب حق کے دروازے سے ہٹا دیا جائے گا اور اس کے آگے ہزاروں پردے لٹکا دیئے جائیں گے اسی معنوی ذلت وخواری میں مبتلا کیا جائے گا اور اس پر ہوا و ہوس کو مسلط کیا جائے گا اس کے اخلاص کو ریاء اور حرص علی الدنیا اور جاہ وجلال اور حشمت و وجاہت کی طلب میں تبدیل کیا جائے گا اور اس کی آخرت کی سزا یہ ہے کہ اس کے دل پر حسرت وندامت کو مسلط کر کے اسے دائمی جدائی ومفارقت کی آگ میں جلایا جائے گا یہ نار ہجران الٰہی وہی ہے جو بدبختوں کے قلوب کو جھلس دے گی۔

وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (پارہ 10 سورۃ التوبہ آیت 74) میں اشارہ ہے کہ جو شیخ کامل ولی اللہ کی ولایت کا مردود ہے اس کا دنیا میں کوئی حامی ومددگار نہیں اگرچہ عالم دنیا کے تمام مشائخ اولیاء کرام اس کے لئے سفارش کریں اور اپنے شیخ سے مردود ہو چکا ہے تو وہ اگرچہ ہزاروں مشائخ کی ارادت کا دم بھرے یا بے شمار اولیاء کرام کی خدمت کرے تب بھی اپنی بدبختی سے نہیں نکل

سکے گا اور نہ ہی اسے کوئی کامل اس بدبختی سے نکال سکے گا ہاں اللہ تعالیٰ چاہے تو مالک ومختار ہے۔

(تفسیر روح البیان ج10 پارہ 10 ص289)

مولانا سیدنا شیخ المشائخ سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ذکر ہیں: جب میں حضرت شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا اور ان واقعات کو بیان کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم سے بیعت کرو۔ اور ہماری ارادت کی قید میں آجاؤ میں نے کہا وہ بزرگ کہ جن سے میں نے یہ طریقہ لیا ہے ابھی زندہ ہیں۔ آپ امین ہیں اگر آپ جانتے ہیں کہ اس گروہ کے طریقہ میں جائز ہے تو میں ایسا ہی کروں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ استخارہ کرو میں نے کہا مجھے اپنے استخارہ پر بھروسہ نہیں ہے۔ آپ استخارہ کریں فرمایا کہ تم بھی استخارہ کرو۔ ہم بھی کرتے ہیں جب رات آئی میں نے استخارہ کیا تو دیکھا کہ خواجگان کا ایک گروہ ایک پیر کی زیارت گاہ پر کہ جہاں شیخ مولانا زین الدین اس وقت موجود تھے آتے تھے درختوں کو اکھیڑتے ہیں۔ دیواروں کو گراتے ہیں اور ان پر غضب وقہر کے آثار ظاہر ہیں۔ میں نے بیان کیا کہ یہ پوری شان اس پر ہے کہ میں دوسرے طریقہ پر نہ آؤں۔ تب مجھے تسلی ہوگئی اور پاؤں پھیلا کر آرام سے سوتا رہا۔ جب صبح کے وقت شیخ کی مجلس میں آیا تو بغیر اس کے کہ میں اپنا واقعہ آپ سے عرض کروں۔ فرمایا کہ طریقہ ایک ہی ہے اور سب ایک ہی طرف لوٹتے ہیں۔ اسی طریقہ پر مشغول رہو اگر کوئی واقعہ یا مشکل پیش آئے تو ہم کو کہو جس قدر ہم سے ہو سکے گا مدد کریں گے۔

(نفحات الانس ص434)

فائدہ: اویسی صاحب دامت برکاتہم العالیہ تحریر فرماتے ہیں اسی لئے ہم اہلسنت (صوفیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) اپنے شیخ کی ارادت پر کسی ولی کامل کی ارادت وعقیدت کی ترجیح کے روادار نہیں۔

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ نقشبندی مظہری مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد الطالبین صفحہ 49 پر تحریر فرمایا نفع محسوس ہونے پر اس شیخ (طریقت) کو نہ چھوڑے مسئلہ اگر کسی شخص کی ولایت ثابت ہو اور مرید اس کی صحبت کی تاثیر اپنے اندر محسوس بھی کرلے تو اس پر واجب ہے کہ اس کی

صحبت کو غنیمت سمجھے اور اس کے فیض کا دامن مضبوط پکڑ رکھے اور اس کے عشق اور اس کی محبت کو اپنے دل میں پیوست کر لے اور اللہ عزوجل سے اس (شیخ طریقت) کی محبت کے راسخ ہو جانے کی درخواست کرے۔ اور اس کے حکم (کردہ اعمال واشغال وظائف شریعت کے مسلہ سنت پر چلنا تھا) کی بجا آوری اور منع (حرام وغیرہ) کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کی پوری پوری کوشش کرے اور ہمیشہ اس کی خوشنودی (یعنی رضا) کا طالب بنا رہے اور ہمیشہ (اس بات کی) احتیاط برتے کہ اپنی طرف سے کوئی حرکت ایسی ہونے نہ پائے جو اس کی ناراضگی کا موجب ہو جائے کیونکہ اس کی خوشنودی (ربانی) اور فتوحاتِ (باطنی ترقی) کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

حکایت: حضرت سیدنا لقمان علیٰ نبینا علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: جب تم ذکر کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے ساتھ بیٹھ جاؤ اس لئے کہ اگر تم عالم دین ہو تو تجھے تیرا علم نفع دے گا اور اگر تو جاہل ہے تجھے وہ تعلیم دیں گے اگر ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برسے گی تو تجھے بھی اس سے حصہ نصیب ہو گا اگر تمہارا گزر ایسی قوم سے ہو جو ذکرِ الٰہی سے محروم ہیں تو ان کے پاس نہ بیٹھنا اگر تم عالم دین ہو تو تیرا عمل اس سے نفع نہ دے گا اگر تم جاہل ہو تو الٹا اس کی صحبت سے جہل اور گمراہی میں اضافہ ہو گا بلکہ جب ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو گا تو تم بھی اس کے ساتھ بیٹھنے سے مارے جاؤ۔ اے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ذکر کرنے والوں سے بنا۔

(تفسیر روح البیان ج 1 پارہ 2 ص 26)

اس حکایت کے حاشیہ پر فیض احمد اویسی مدظلہ العالی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

صحبتِ صالح ترا صالح کند	صحبتِ طالح ترا طالح کند

ترجمہ:

نیک کی صحبت تجھے نیک بنائے گی، برے کی صحبت تجھے برا بنائے گی۔

اسی لئے ہم اہلسنت بد مذاہب کی یاری دوستی سے عوام بلکہ خواص کو سختی سے روکتے ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ** ۔

ترجمہ: یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ (پارہ ، سورۃ الانعام، آیت 68)

www.makhtabah.org

اور سرور کون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدمذاہب سے دور رہنے کی یوں تاکید فرمائی اگر بیمار ہوں تو ان کی طبع پرسی نہ کرو اگر مرجائیں ان کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کرو اگر ملیں تو انہیں سلام نہ کرو۔ الحمد للہ یہی طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا۔ چنانچہ حضرت امیر ملت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد والے ہر زمانے کے ایمان والوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفوں دشمنوں کے ساتھ بائیکاٹ کرتے رہے حالانکہ ایمانداروں کو دنیاوی طور پر ان کے مخالفوں کی احتیاج بھی ہوتی تھی لیکن وہ مسلمان کی رضا کو اس پر ترجیح دیتے ہوئے بائیکاٹ کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اپنی رضا جوئی کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(مرقات شرح مشکوۃ ج10 ص290)

یار بد بر تر زمار بد

برے کی صحبت زہریلے سانپ سے بھی بدتر ہے۔

(ترجمہ فیوض الرحمٰن حاشیہ پر اویسی جلد 1 ص26)

حضرت الصوفی امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا انوار قدسیہ صفحہ نمبر 187 پر کہ

اپنے نفس سے مخلوق کے حقوق کا مطالبہ کرے۔

اور درویش کی ایک شان یہ ہے کہ اپنے نفس سے تو مخلوق کے حقوق کا مطالبہ کرے (اور ان کے ادا کرنے کی کوشش کرے) اور مخلوق سے اپنے حقوق کا مطالبہ نہ کرے (نہ اس کی خواہش کرے کہ لوگ اس کے حقوق ادا کریں) اس کے پاس مریدوں میں سے اگر کوئی شخص اس کی مجلس میں آنا کم کردے اور پاس آنا اور بار بار آمد ورفت کرنا چھوڑ دے تو اس سے مکدر (رنجیدہ) نہ ہو، کیونکہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اس شیخ کی صحبت مریدوں کے لئے مفید تھی تو انہوں نے خود ہی اپنے کو خیر (وبرکت) سے محروم کردیا یا مضر تھی تو اچھا ہوا وہ اس کے ضرر سے بچ گئے۔ (تو پھر شیخ ان سے کیوں مکدر رہتا ہے اس کا انہوں نے کیا نقصان کیا)۔

اور بعض اکابر﵏ (کے مطابق جو منقول ہے کہ انہوں) نے ایسے لوگوں سے تکدر (ظاہر) کیا جنہوں نے ان کی (صحبت) خیر و برکت کو چھوڑ دیا تھا تو ان کا تکدر محض اس وجہ سے تھا کہ اس خیر و برکت کے چھوڑنے سے وہ مرید پریشانیوں میں مبتلا ہو گیا تھا اس کی ذات سے تکدر نہ تھا۔

فائدہ صوفی: (خلاصہ یہ کہ وہ حضرات محض شفقت کی وجہ سے رنجیدہ ہوتے تھے کہ افسوس یہ مرید راستہ طے کرتا تھا پیچھے ہٹ گیا باقی اس کے علیحدہ ہو جانے سے ان کو کوئی بغض و عناد اسکی ذات سے پیدا نہ ہوتا تھا)

شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی ﵀ نے عوارف المعاف میں لکھا ہے کہ مرید صادق بُرے لوگوں کی صحبت سے زیادہ نیک لوگوں کی صحبت میں رہ کر خراب ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ بُرے لوگوں کی برائی کا علم ہوتا ہے۔ اس لیے ان سے پرہیز کیا جاتا ہے مگر نیک لوگوں کی نیکی سے دھوکا ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ انسان صلاحیت پسندی کے جذبے کے ماتحت ان کی طرف مائل ہوتا ہے۔ مگر بعد میں ان میں باہمی محبت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ وہ خدا ﷻ کی محبت و صحبت کی راہ میں حائل ہو جاتی ہے۔ اس طرح راہ طلب میں فتور اور حصول مقصد کے راہ میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ایک طالب صادق کو یہ نکتہ اچھی طرح سمجھنا چاہیے۔ تاکہ وہ صحبت کے صاف ترین اثر کو قبول کرے۔ اور ان باتوں کو چھوڑ دے جو اس کے مقصد کی راہ میں حائل ہوں۔

حضرت شیخ المشائخ شقیق بن ابراہیم ﵀ سے منقول ہے کہ ان سے ایک آدمی نے پوچھا کہ لوگ مجھے نیک اور صالح کہتے ہیں۔ مجھے کیسے پتہ چلے کہ میں صالح ہوں یا نہیں۔ حضرت شیخ المشائخ شقیق بن ابراہیم ﵀ نے فرمایا کہ اپنے باطن کو صلحاء کے پاس ظاہر کرو وہ پسند کریں تو سمجھ لینا کہ تو نیک ہے ورنہ نہیں، دوسرے یہ کہ دنیا کو اپنے دل پر پیش کر اگر وہ ٹھکرا دے تو جان لے کہ تو نیک ہے۔ تیسرے یہ کہ موت کو اپنے نفس پر پیش کر اگر وہ اسے چاہنے لگے تو جان لے کہ تو نیک ہے ورنہ نہیں اور اگر یہ تینوں باتیں تجھ میں جمع ہوں تو اللہ تعالیٰ کے حضور بہت ہی عاجزی کر کہ کہیں تیرے عمل میں ریا نہ گھس آئے اور تیرے اعمال کو غارت کر دے۔

(تنبیہ الغافلین، ص، 22)

حضرت شیخ المشائخ ابوالعباس حمزہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس شخص کو اولیاء اور مشائخ کی صحبت مہذب نہ بنائے۔ اس کو اور کوئی نصیحت مہذب نہیں بنا سکتی۔

(نفحات الانس، ص، 170)

حضرت شیخ المشائخ ابو عبد اللہ السنجری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ اولیاء کی تین علامات ہیں۔ بلند ہو کر تواضع کرنا، قدرت مال کی رکھ کر زہد اختیار کرنا قوت ہوتے ہوئے انصاف کرنا اور یہ بھی کہا ہے۔ جو واعظ کہ اس کی مجلس سے تونگر و درویش ہو کر نہ اٹھے۔ اور درویش تونگر ہو کر تو وہ واعظ نہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ مریدوں کیلئے زیادہ فائدہ مند نیک بختوں کی صحبت ہے۔ ان کے افعال اور اخلاق کی پیروی کرنا۔ دوستان خدا کی قبروں کی زیارت کرنا۔ اور یاروں اور فقیروں کی خدمت بجالانا۔

(نفحات الانس، ص، 129)

حضرت شیخ المشائخ ابوبکر عطوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے استاد شیخ کبیر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا ہے کہ اگر کسی ایسے کو دیکھو کہ اس گروہ صوفیہ کا معتقد ہے اور ان کی باتیں قبول کرتا ہے۔ تو اس سے ضرور کہدو کہ مجھے دعا میں یاد رکھو۔

حضرت شیخ المشائخ شیخ عباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ المشائخ شیخ سیرانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ ہے کہتے تھے میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم ایسے شخص کے ساتھ جو گروہ صوفیہ کا دوست ہے بھلائی کرو۔

(نفحات الانس، ص، 211)

حضرت شیخ المشائخ ابو علی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص بزرگوں کی صحبت بطریق عزت نہیں کرتا۔ اس پر ان کے فائدے اور برکتیں حرام ہو جاتی ہیں۔ ان کے نور کا کچھ حصہ بھی اس پر ظاہر نہیں ہوتا۔

(نفحات الانس، ص، 228)

حضرت شیخ المشائخ ابو عبد اللہ رودباری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ یعنی تصوف یہ ہے

تکلف کو چھوڑنا اور پاکیزگی کا برتاؤ۔ اور بڑائی کا دور کرنا۔

(نفحات الانس، ص، 294)

حضرت شیخ الشیوخ ابو الفضل محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے بیٹا جو کچھ تمہارے دل میں گذرا ہے۔ مجھے معلوم ہو گیا۔ ہر حکم کیلئے ایک سبب ہوا کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ سردار کے بچہ کو ملک کا تاج دے تو پہلے اس کو توبہ دیتا ہے۔ اور کسی دوست کی خدمت میں مشغول کرتا ہے۔ تاکہ خدمت اس کی بزرگی کا سبب بن جائے۔

(نفحات الانس، ص، 346)

حضرت شیخ المشائخ محمد جلال الدین محمد البلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صحبت پیاری شے ہے۔ یعنی ناجنسوں کے ساتھ صحبت نہ رکھو۔ اور کہا کہ اس بارہ میں میرے شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ مرید مقبول کی علامت یہ ہے۔ کہ ہرگز بیگانہ مردوں کی صحبت میں نہ جاسکے۔ اگر اتفاقاً کبھی بیگانہ صحبت میں جا پھنسے تو ایسا بیٹھے جیسا منافق مسجد میں جا بیٹھتا ہے۔ اور بچہ مکتب۔ قیدی قید خانہ میں اخیر مرض میں اپنے اصحاب سے کہا کہ میرے فوت ہونے سے غم ناک نہ ہونا کہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کی روح نے ڈیڑھ سو سال کے بعد حضرت شیخ الشیوخ شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر تجلی کی۔ اور اس کی مرشدی بنی۔ جس حالت میں کہ رہو میرے ساتھ رہنا۔ اور مجھے یاد کرنا۔ تاکہ میں تمہارا مددگار معاون بنوں۔

(نفحات الانس، ص، 492)

حضرت غوث جہانیہ سیدنا ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا استاد و مرشد کے وسیلے کے بغیر کوئی بندہ خدا تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔ اور جو شخص ابتداء میں استاد و مرشد کی اتباع نہیں کرتا وہ جب تک کسی کامل استاد و مرشد کو اپنا راہنما نہیں بنالیتا اس وقت تک طریقت سے محروم رہتا ہے۔ اور مزید فرمایا: مرشد کی مخالفت مرشد کے تعلق کو منقطع کردیتی ہے۔ اور جو مرید اپنے مرشد کے قول و فعل پر معترض ہوتا ہے اس کے لئے مرشد کی صحبت بے سود ہے۔ اور مرشد کی نافرمانی کرنے والے کی توبہ کبھی قبول نہیں ہوتی فرمایا کہ سوئے بے ادبی ایک ایسا شجر ہے۔ جس کا ثمر مردود ہوتا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 417)

حضرت سراج السالکین سیدنا ذوالنورین مصری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے ایک شخص اولیاء کرام کو خبطی تصور کرتا تھا تو اپنی انگشتری (انگوٹھی) دے کر فرمایا کہ اس بھٹیارے کی دکان پر ایک دینار میں فروخت کر دو لیکن بھٹیارے نے کہا کہ اس کی قیمت تو زیادہ مانگتا ہے کچھ کم کر۔ پھر جب سنار کے یہاں پہنچا تو اس نے ایک ہزار دینار قیمت لگائی اور جب اس شخص نے پورا واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ جس طرح بھٹیارہ انگشتری کی قیمت سے آشنا نہیں اسی طرح تم بھی مراتب اولیاء سے نا آشنا ہو۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 94)

حضرت سیدنا علی بن بندار الحسین الصوفی الصیر فی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں، شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ اس گروہ کی بڑی نسبت پیروں کا دیدار ہے اور ان کی صحبت میں رہنا۔ مزید فرمایا پیروں کا دیدار اس گروہ کے نزدیک فرض ہے کیونکہ یہ لوگ پیروں کی زیارت سے وہ بات حاصل کرتے ہیں جو اور کسی چیز سے حاصل نہیں ہو سکتی (حدیث قدسی ہے) (اللہ تعالیٰ فرمائے گا) میں بیمار ہوا تھا تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی تھی۔ مزید فرمایا الٰہی یہ کیا بات ہے کہ تو نے اپنے دوستوں سے کی ہے جو شخص ان کو ڈھونڈتا ہے وہ تجھ کو پا لیتا ہے اور جب تک تجھ کو نہ دیکھا ان کو نہیں پہچانا۔

(نفحات الانس ص 131)

حضرت سیدنا مقبول یزدانی داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے جاہل صوفی وہ ہوتا ہے جو صحبت پیر سے محروم ہو اور اس نے کسی بزرگ سے کبھی ادب نہ کیا ہو لوگوں کے درمیان اچھل پڑا ہو۔ بغیر زمانہ کی سختی برداشت کیے سبز پوش بن گیا ہو اپنی کورچشمی سے وہ اہل تصوف کی مجلس میں سما جاتا ہے اور پاس حرمت چھوڑ کر مسرت وانبساط میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی حماقت کی وجہ سے سب کو اپنے جیسا خیال کرتا ہے اور اس طرح حق و باطل کی تمیز کا دروازہ اس کے لئے بند ہو جاتا ہے۔

(کشف المحجوب ص 67)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے گروہ درویشان لوگ تمہیں با خدا سمجھتے ہیں اور خدا عزوجل کے نام پر تمہاری عزت کرتے ہیں دیکھو خلوت کی حالت میں تم اس سے کس کیفیت میں ہوتے ہو۔ یعنی جب خلقت تمہیں درویش سمجھتی ہے اور تمہیں حق پرست جانتی ہے تو تم حق درویشی کس طرح ادا کرتے ہو۔ اگر لوگ تمہیں تمہارے دعویٰ کے خلاف کسی اور نام سے پکاریں تو تمہیں بُرا نہیں ماننا چاہئے کیونکہ تم بھی دعویٰ کی صداقت کے ساتھ انصاف نہیں کرتے کمترین درجہ کا آدمی وہ ہے جسے لوگ سچا درویش تصور کریں اور وہ درویش نہ ہو۔

(کشف المحجوب ص 80)

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے انوار قدسیہ صفحہ نمبر 211 پر لکھا کہ (مسند مشیخت وارشاد کے لئے اس وقت تک تیار نہ ہو جب تک اپنے خاص مریدوں کو نہ پہچان لے)

اور درویش (کامل کی یہ بھی شان ہے کہ وہ مسند مشیخت وارشاد کے لئے اس وقت تک تیار نہیں ہوتا جب تک اپنے ان مریدوں کو نہیں پہچان لیتا جو روز ازل سے اس کے مرید ہو چکے ہیں چنانچہ حضرت شمس العارفین سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے یوں ہی فرمایا ہے کہ میں اپنے مریدوں کو روز ازل سے پہچانتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ کون میرے ہاتھ سے کامیاب ہوگا، اور مجھے معلوم ہے کہ اس وقت کون میرے دائیں طرف تھا اور کون میرے بائیں طرف تھا۔

جب تم نے یہ بات جان لی تو اب سمجھ لو جو شخص اس درجہ کا ہوا سے یہ حق ہے کہ اپنے مریدوں کو دوسرے مشائخ کے پاس جانے سے روک دے، کیونکہ راسخین کا کشف بہت ہی کم غلط ہوتا ہے یَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ (پارہ 13 سورۃ الرعد، آیت 39) ترجمہ: اور حق سبحانہ وتعالیٰ جو چاہتے ہیں لکھتے ہیں اور جو چاہتے ہیں مٹا دیتے ہیں۔

اور جس شیخ طریقت کو یہ درجہ حاصل نہ ہو اس کو یہ حق نہیں ہے کہ محض اپنی عزت قائم رکھنے کے لئے مخلوق پر اس بات میں تنگی کردے جس میں (فی نفسہ ان کے لئے) وسعت ہے،

اور یوں چاہئے کہ یہ سب مرید میری ہی طرف منسوب رہیں کسی اور کی طرف منسوب نہ ہوں وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (پارہ 12، سورۂ یوسف، آیت 21)

ترجمہ: (اور اللہ تعالیٰ اپنے کاموں پر پورا غالب ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے)۔

اور (یادرکھو!) بندہ کے ہاتھ سے مخلوق کو جتنا نفع مقدر ہو چکا ہے وہ تو ضرور پہنچ کر رہے گا (پھر اس تنگی کی کیا ضرورت ہے)" فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ" (پارہ 14، سورۂ النحل، آیت 61) ترجمہ: جب ان کا وقت آجائے گا تو اس سے نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکیں گے نہ آگے بڑھ سکیں گے، (پس تم اپنے مریدوں کو سب مشائخ کے پاس جانے کی اجازت دے دیا کرو، پھر جس کی تقدیر میں تمہارے ہاتھ سے کامیاب ہونا ہے وہ جھک مار کر یہیں آئے گا کہیں نہیں رہ سکتا اور جو دوسری جگہ رہ گیا سمجھ لو اس کے مقدر میں تمہارے ہاتھ پر کامیابی نہ تھی۔

اور دنیا سے کوئی نفس اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک اپنے مقسوم کو پوری طرح وصول نہ کرلے گا (پس مطمئن رہو کہ جتنا نفع پہنچانا تمہارے لئے مقدر ہے تم اس کو پہنچا کر مرو گے، پھر کسی مرید کے دوسرے کے یہاں چلے جانے سے کیوں دل گیر ہوتے ہو؟)

اور ناقصین کو اس تنگ گیری میں یہ بات ڈالتی ہے کہ وہ اپنے کو صاحب کمال اور عارف کامل سمجھ لیتے ہیں (اس لئے کاملین کی طرح یہ بھی اپنے مریدوں کو دوسرے مشائخ کی زیارت سے روکنے لگتے ہیں) حالانکہ یہ ان کی غلطی ہے، کیونکہ جس کو خدا تعالیٰ کی کامل معرفت ہوتی ہے اس پر اپنے مریدوں کی حالت مخفی نہیں رہا کرتی۔ پس (ان کو بے شک روکنے کا حق ہے مگر) ان جیسے (ناقصوں) کا دوسروں سے اپنے متعلقین کو روکنا تو محض جہالت کی بناء پر ایک نیک کام سے ان کو روکنا ہے، اگرچہ حقیقت میں روکنے والا حق تعالیٰ ہی ہے کیونکہ اگر ان مریدوں کی قسمت میں دوسرے مشائخ سے ملاقات (لکھی) ہوتی تو اس کا وقوع ضرور ہوتا کیونکہ مخلوق میں باہم اجتماع اور افتراق کے اوقات بھی خاص تقدیر کے موافق ہیں۔ پس ان روکنے والوں سے تو محض ان کے قصد پر مواخذہ ہے ورنہ ہوتا وہی

ہے جو حق سبحانہ وتعالیٰ چاہتا ہے۔

غرض ناقص کو یہ بات جائز نہیں کہ وہ اکابر اولیاء کی مشابہت اختیار کرنے لگے جو اپنے بعض مریدوں کو دوسرے مشائخ سے اس لئے روکتے تھے کہ کشف صحیح سے ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ ان لوگوں کو ہمارے سوا کسی کے ہاتھ سے نفع نہ ہوگا۔ اور اپنے کو ان جیسا سمجھ کر انہی کی طرح اپنے مریدوں کو دوسروں سے روکنے اور بدون اس کے کہ اس کو لوگوں کے متعلق جن کو روک رہا ہے کشف صحیح سے کچھ معلوم ہو ان احکام (واقوال سے استدلال کرنے لگے جو اکابر نے اپنے رسائل میں اس قسم کے ارشاد فرمائے ہیں (جن میں مریدوں کو مختلف مشائخ کی زیارت سے روکا گیا ہے خوب سمجھ لو۔

اور جاننا چاہئے کہ صاحب ارشاد کی شرط یہ ہے کہ وہ تلقین وارشاد میں اس بات پر اعتماد کرے جو حق سبحانہ وتعالیٰ اس کے قلب میں القا فرمادیں۔ پس وہ اپنے پاس رہنے والوں میں سے ہر ایک کو وہ بات بتلادے جس کو اس کی استعداد قبول کرتی ہو۔

اور جو شخص محض بزرگوں کے اقوال کا مطالعہ کر کے یکساں طور پر ہر شخص کو بتلا دیا اور سنا دیا کرے وہ صاحب ارشاد نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے ذوق سے کچھ نہیں کہتا کہ دوسروں کے ذوق کا ناقل ہے۔ اور اسی وجہ سے شب معراج میں نماز کی تعداد کے متعلق پچاس سے پانچ تک تخفیف ہو جانے کی درخواست کرنے کے لئے تمام انبیاء میں سے خصوصیت کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی نے بار بار گفتگو کی (کہ پچاس نمازیں بہت زیادہ ہیں اس میں کمی کی درخواست کیجئے چنانچہ پانچ رہ گئیں) کیونکہ موسیٰ علیہ السلام اس وقت ان باتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ جانتے تھے اور اس لئے کہ ان کو بنی اسرائیل کے تجربہ سے اس کا ذوق حاصل ہو چکا تھا تو انہوں نے ذوق وتجربہ کے ساتھ گفتگو فرمائی۔

جب تم یہ بات سمجھ گئے تو اب جانو کہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے اقوال (واحوال) بیان کر دینا ارشاد وتلقین میں داخل نہیں خواہ وہ مرید کی حالت کے مناسب ہوں یا نہ ہوں۔ اور بعض مرید شیخ کے پاس جا کر اپنے ان بھائیوں سے (جو مجلس میں حاضر نہ ہوئے ہوں) یوں

کہتے ہیں کہ افسوس آج تم سے وہ حکایتیں فوت ہوگئیں جو عقل کو خیرہ بنائے دیتی تھیں۔

اور یہ لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ ہم ان حکایتوں (اور باتوں) کے سننے ہی سے سالک ہوگئے، حالانکہ ان کو ان باتوں کا ذوق بھی حاصل نہیں ہوا کیونکہ کاملین کی باتوں کا کسی قدر ذوق اسی شخص کو حاصل ہوتا ہے جو ان کے درجہ میں ہو (پورا ذوق اس کو بھی نہیں ہوتا) کیونکہ دو شخص ایک ذوق میں (کامل طور پر) متحد نہیں ہوسکتے۔

اور ہمارے (مرشد کریم) شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر درویش عمر نوح میں ریگستان عالج کے ریت کی شمار کے برابر صوفیہ کے کتابوں کا مطالعہ کرے جب بھی وہ محض مطالعہ سے صوفی نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہوجائے (یعنی کبھی نہیں ہوسکتا) اور جس شخص کے دل میں حق تعالیٰ نے ایسا نور نہ ڈالا ہو جس سے وہ حق و باطل میں امتیاز نہ کرسکے وہ اس دروازہ (مشیخت میں داخل ہونے) کے قابل نہیں۔ "یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا" (پارہ 9، سورۃ الانفال، آیت 29) ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہارے واسطے (حق و باطل میں) تمیز (کرنے کی قوت) پیدا کردیں گے۔

(پس شیخ کو تقویٰ کا اہتمام کرنا چاہئے اس سے اس کے قلب میں خاص نور پیدا ہوگا (صرف مطالعہ سے کچھ نہیں ہوسکتا) اور اس کا (یعنی بزرگوں کے اقوال بیان کرنے پر اکتفا کا) تمام تر سبب یہ ہوتا ہے کہ بعض ناقصین جب زمانہ (دراز) تک اپنے مشائخ کی صحبت رہ چکتے ہیں اور پھر بھی کشود کار نہیں ہوتا اور اجازت نہیں ملتی تو ان کو اپنی مشیخت کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور ان کی نیت بخیر ہوتی ہے، مگر وہ ہنوز ناقص ہونے کی وجہ سے ایسی آفات نفسانیہ میں گھرے ہوئے ہوتے ہیں، جن سے عموماً کوئی (ناقص) بھی نہیں بچ سکتا۔

تو اب وہ (اپنی مشیخت جمانے کے لئے) ناقص مریدوں کی تربیت شروع کردیتے ہیں اور مشائخ متقدمین کی کتابوں اور رسالوں کا اختصار کرکے (تصوف میں دو چار کتابیں لکھ مارتے اور) ان کو اپنی طرف منسوب کرلیتے ہیں اور (شاگردوں) مریدوں کو

www.maktaban.org

ان کی نقل کا حکم کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ ان پر ہمارا نام لکھ دو اور (اس طرح ان کو) اس وہم میں ڈال دیتے ہیں کہ یہ سب (مضامین ہماری طرف سے ہیں اور یہ) ہمارا ہی کلام ہے، حالانکہ اتنا کام تو ہر نجومی اور زبان داں کرسکتا ہے اور وہ (مرید) ان کی باتوں کو سن کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا شیخ علم وہبی وعلم لدنی سے باتیں کرتا ہے۔

حالانکہ یہ سب باتیں وہی ہیں جو ان ناقص مشائخ نے رسالہ قشیریہ یا عوارف المعارف وغیرہ (کے مطالعہ) سے یاد کرلی ہیں، مگر (چونکہ مریدوں اور شاگردوں کے پاس یہ کتابیں نہیں ہیں اس لئے ان کو خبر نہیں ہوتی کہ یہ مضامین شیخ نے اپنی طرف سے بیان نہیں کئے، بلکہ صوفیہ کی کتابوں سے یاد کرلئے ہیں) اور اگر مریدوں کے پاس یہ کتابیں ہوں بھی تو یہ (ناقص) مشائخ ان کے مطالعہ سے مریدوں کو نہ خود ان کے ضرر کے خوف سے بلکہ محض اس لئے منع کردیتے ہیں کہ مبادا ان کو ان مضامین پر اطلاع ہوجاوے جو یہ ان کے سامنے بیان کیا کرتے تھے پھر (کتابوں میں یہی مضامین دیکھ کر) ان کا اعتقاد شیخ سے کم ہوجائے (اور اس کی پوری قلعی کھل جائے)۔

پس خدا ﷻ اس شخص پر رحم کرے جو اپنی حالت کو پہچان کر (اپنے نقص کا) اعتراف کرے، اور مثل مشہور میں کہا گیا ہے، "**ما هلك امرو عرف قدره**" کہ وہ شخص ہلاک نہیں ہوسکتا جو اپنی قدر کو پہچان لے اور جو صاحب ارشاد ایسا ہو کہ اگر تمام کتب نقلیہ گم ہوجاویں تو وہ محض کتاب اللہ اور سنت نبویہ سے احکام (سلوک) اور آداب (طریق) کے استنباط کی قوت نہ رکھتا ہو وہ صاحب ارشاد (بنانے کے قابل) نہیں

اور جاننا چاہئے کہ عارفین اس بات کو جانتے ہیں کہ حق تعالیٰ رات دن تغیر وتحویل میں ہیں (یعنی قلوب کو بدلتے اور پلٹتے رہتے ہیں) کیونکہ ہر دن نئے حالات پیش آتے رہتے ہیں جن کو حق تعالیٰ ظاہر فرماتے ہیں اسی لئے عارفین شیخ طریق کو (محض) کتابوں سے ارشاد وتلقین کرنے سے منع فرماتے ہیں کیونکہ ہوزمانہ کے لئے نیا طریقہ اور نئے آدمی ہیں (اور ہر زمانہ کے آدمیوں کو اسی زمانہ کا طریقہ نافع ہوسکتا ہے نہ کہ پہلا طریقہ) اور بشر کا

کلام اپنے مخاطبین کے لئے ان کی موجودہ قابلیت کے لحاظ سے ہوا کرتا ہے (ہر انسان کا کلام ساری مخلوق کے لئے مفید نہیں ہو سکتا بس یہ شان تو کلام اللہ عزوجل وکلام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ہے کہ وہ ساری مخلوق کے لئے یکساں مفید ہوتا ہے۔

پس اب مریدوں کے سامنے ان باتوں کے بیان کرنے سے کیا فائدہ جو کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وحضرت سلطان العارفین بایزید رحمۃ اللہ علیہ اور سیدنا شیخ المشائخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں سے ارشاد فرمایا کرتے تھے کیونکہ ہر زمانہ میں دلوں کی بیماریاں نئی نئی پیدا ہوتی ہیں اس لئے ہر زمانہ کے آدمیوں کے امراض ان سے پہلے قرن والوں کے امراض سے جدا ہیں، (جیسا کہ امراض جسمانی بھی ہر زمانہ میں نو بنو پیدا ہوتے جاتے ہیں چنانچہ اطباء ظاہری مشاہدہ کرتے رہتے ہیں بلکہ ہمارے (مرشد کریم) شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ہر وقت میں نیاء مرض پیدا ہوتا ہے بلکہ ہر سانس کی حالت دوسری سانس سے جدا ہے جیسا کے اہل اللہ اس کا مشاہدہ کرتے ہیں اور یہ مردان کاملین کا درجہ ہے جو کے اصحاب نفوس قدسیہ ہیں (وہی اس کا مشاہدہ کرسکتے ہیں) خدا تعالیٰ ان سب سے راضی ہوں۔ پس یہ حضرات ہر شخص کو اس کے مناسب حصہ دیتے ہیں (سب کو ایک لاٹھی سے نہیں ہانکتے)۔

اور وہ یہ بھی پہچان لیتے ہیں اور ان کے ہاتھ پر کون کامیاب ہونے والا ہے اور کون نہیں اور وہ اپنے مرید کی (تربیت و) نگہبانی اس وقت سے کرتے ہیں جب کے وہ (ماں باپ کی) پشتوں میں تھا جیسا کہ ہمارے (مرشد کریم) شیخ طریقت اپنے شیخ مرشد کے ساتھ اور سیدی شیوخ شیخ محمد بن ہارون کو سیدی راز دار حقیقت شیخ ابراہیم دسوقی کے ساتھ اور سیدی قدوۃ الاولیاء ابوالسعود بن ابی العشائر (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کو حضرت سیدی تاجدار ولایت حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اور حضرت قبلہ مقبول یزدانی شیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت سراج السالکین شیخ عبدالرحیم قناوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی واقعہ پیش آیا (کہ آخر الذکر نے اول الذکر کی تربیت اس کی پیدائش سے پہلے فرمائی تھی) خدا تعالیٰ ان سب سے راضی ہو اس کو سمجھ جاؤ (اور جلدی سے کمال کا دعویٰ نہ کرو) کیونکہ کاملین کی یہ شان ہوتی ہے جو ہم نے ابھی بیان کی ہے)

اور خدا عزوجل تم کو ہدایت کرے اور وہی نیک بندوں کی تربیت کرتا ہے۔

حضرت سید مقبول یزدانی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مواقع النجوم ومطالع اہل الاسرار والعلوم میں لکھا ہے: علم عقائد وفقہ کی تحصیل کے لئے علماء (اہلسنت) ظاہر کی ضرورت ہے۔ اسی طرح علم باطن کی تحصیل کے لئے علمائے (مشائخ اہلسنت) باطن کی ضرورت ہے کوئی شخص اپنے امراض کا علاج ماہر و تجربہ کار شیخ کے بغیر نہیں کرسکتا خواہ اسے اخلاق و وعظ کی ہزاروں کتابیں یاد ہوں۔ ایسا عالم اگر مرشد کامل کے بغیر راستہ میں قدم رکھے۔ تو اس کا حال ایسا ہے کہ کسی نے طب کی کتابیں یاد کرلیں۔ مگر مطب میں بیٹھ کر تجربہ نہ کیا۔ اس کو اگر کوئی تدریس کرتے سنے گا تو سمجھے گا کہ بڑا طبیب ہے۔ مگر جب کسی مریض کو اس کے سامنے لاکر تشخیص مرض اور اس کا علاج دریافت کرے گا تو کہے گا کہ بڑا جاہل ہے۔

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں:

نفس رانکشد بغیر ازظل پیر	دامنِ آں نفس کش محکم بگیر

(مشائخ نقشبندیہ ص 486)

حضرت سیدنا محبوب سبحانی غوثِ صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا دستور ملاقات۔ میں نے سنا ہے کہ حضرت محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب کوئی درویش ملاقات کے لئے آتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی آمد کی اطلاع دی جاتی تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ تھوڑا سا دروازہ کھول کر خلوت خانے سے نکلتے تھے اور اسے مصافحہ اور سلام کر کے سیدھے اپنے خلوت کدہ میں واپس آجاتے تھے۔ درویش کے پاس بیٹھا نہیں کرتے تھے لیکن جب کوئی غیر درویش (عام آدمی) آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے آتا تھا تو اس وقت آپ خلوت خانے سے نکل کر اس کے پاس بیٹھتے تھے ایک درویش کو آپ کا یہ رویہ ناگوار گزرا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ درویش کے پاس تو بیٹھتے نہیں اور جو درویش نہیں ہوتا اس کے پاس بیٹھتے ہیں۔ درویش کا یہ خطرہ بذریعہ کشف آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوگیا تب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ درویش اور فقیر کے ساتھ ہمارا ربط اور قلبی تعلق ہے وہ ہمارے اہل سے ہے اور ہمارے اس کے درمیان مغائرت نہیں ہے۔ پس اس کے ساتھ ہمارا یہ دلی تعلق کافی ہے۔

اور دلی موافقت پر ہم اکتفا کرتے ہیں اور یہ معمولی ملاقات کافی ہے لیکن جو فقراء میں سے نہیں ہے تو اس کے ساتھ ظاہری رسوم وطرز معاشرت کے ساتھ پیش آیا جاتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ یہ ظاہری رسوم نہ برتی جائیں تو اس کو وحشت ہوگی۔ پس ایک طالب حقیقت کا یہ فرض ہے کہ شیخ کے ساتھ حد ادب کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے ظاہر و باطن کو آراستہ کرے۔

(عوارف المعارف ص603)

حضرت سیدنا شیخ کبیر سلطان الاولیاء خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ پیر کون ہوتا ہے۔ پیر وہ ہے کہ جس کام میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی نہیں اس سے وہ جاتی رہے اور جو کچھ سرور کون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں ہوا وہ اس میں نہ رہے بلکہ وہ اور اس کی سب ضروریات جاتی رہیں اور وہ ایسا آئینہ ہو جائے کہ اخلاق و اوصاف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اس میں کچھ نہ ہو۔ اس مقام میں صفات نبویہ سے موصوف ہونے کے سبب حق سبحانہ تعالیٰ کے تصرف کا مظہر بن جائے اور خدائی تصرف سے مستعد لوگوں کے باطن میں تصرف کرے اور اپنے سے پورے طور پر خالی ہو کر حق سبحانہ کے ساتھ مقصود کے لئے کھڑا ہو جائے۔

(نفحات الانس ص441)

حضرت سیدی امام الصوفی عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے انوار قدسیہ صفحہ 290 میں لکھا کہ خلافت (یا ارشاد خط) ملنے کے بعد مطمئن نہ ہو جائے:

اور درویش کی شان یہ ہے کہ اگر اس کو اپنے شیخ سے یا کسی اور کی طرف سے ارشاد وتلقین کی اجازات ہو جائے تو اس سے مطمئن (اور بے فکر) نہ ہو جائے کیونکہ یہ اجازت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کی ضمانت نہیں کرتی کہ اس پر (کبھی قہر نہ ہوگا یا یہ حالت سلب نہ ہوگی کہ اس پر اعتماد کر کے بے فکری کی جائے اور فرض کرلو کہ اجازت اس بات کی ضمانت بھی کرلے جب بھی بے فکری جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں ہوسکتی تو یہ اجازت اپنی ضمانت کے پورا کرنے پر قادر نہیں اور جس شخص نے ارشاد الٰہی: كُلَّ يَوْمٍ هُوَ

فِیْ شَانٍ اور یَمْحُوْ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتَابِ (پارہ 13 سورۃ الرعد آیت 39)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر وقت نئی شان میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں مٹا دیتے ہیں۔ اور جو چاہتے ہیں قائم رکھتے ہیں اور اصلی علم ان ہی کے پاس ہے کے معنی سمجھ لئے ہیں وہ اس بات کی حقیقت کو سمجھ لے گا۔

اور جو لوگ اجازت (وخلافت) کے صحیح ہونے یا نہ ہونے میں جھگڑا کرتے ہوں یہ ان کے نزاع سے مکدر نہ ہوگا کیونکہ اجازت کے بعد بھی شب و روز وہ اپنی حالت کو کبھی ترقی اور کبھی تنزل میں دیکھے گا پس تنزل کے وقت تو یہ کسی شیخ کا محتاج ہے جو اس کی تکمیل کرے اور ترقی کے وقت اذن جدید کا محتاج ہے (کیونکہ پہلی اجازت تو تنزل کی وجہ سے کالعدم ہو چکی ۱۲) خلاصہ یہ کہ انسان کو ایک حال پر قرار نہیں رہتا جس پر اعتماد کیا جا سکے اور اس میں وہی شخص منازعت (جھگڑا) کرے گا جس کا دل اندھا ہوا۔ اور مجھے ایک درویش کے متعلق یہ خبر پہنچی کہ لوگوں نے اس کی اجازت (وخلافت) میں جھگڑا کیا (اور بعض نے یہ کہا کہ تجھ کو شیخ نے اجازت نہیں دی) تو اس نے قاضی مالکی کی عدالت میں اس کو ثبوت دیا اور قاضی سے اس نزاع واختلاف کے رفع کرنے کا فیصلہ چاہا اور خدا کی قسم اس مسکین نے طریق کو کچھ بھی نہیں سمجھا۔

حضرت سیدنا شیخ المشائخ خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا صحبت سنت موکدہ ہے ہر روز یا ہر دوسرے روز اولیاء اللہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہئے۔ اور ان کے آداب کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ اگر ظاہری دوری کا اتفاق ہو تو ہر مہینے یا ہر دوسرے مہینے اپنے ظاہری و باطنی حالات کو خطوط کے ذریعہ سے عرض کرنا چاہئے۔ اور اپنے مکان میں ان کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھنا چاہئے تا کہ غیبت کلی واقع نہ ہو۔

(مشائخ نقشبندیہ ص 139)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ شیخ ابوعلی محمد بن عبدالوہاب ثقفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر کوئی تکمیل علوم پر دسترس حاصل کر کے اولیاء کرام کی صحبت میں رہے پھر بھی اس وقت تک اس کو اولیاء کرام کا رتبہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک وہ کسی مرشد کامل کی ہدایت کے مطابق

ریاضت نفس نہ کرے کیونکہ ادب سیکھنے والوں کو پہلے خدمت وصحبت کے فوائد سے آگاہ کیا جاتا ہے اور ممنوعہ چیزوں سے روک کر اعمال کی برائیوں سے واقف کرایا جاتا ہے۔ فریب نفس وخود بینی پر اس کو تنبیہ کی جاتی ہے کیونکہ جو شخص ان افعال پر کاربند نہیں ہوتا وہ ایسا غافل ہے جس کی اتباع کسی چیز میں نہ کرنی چاہئے اور جو خود ہی راستی سے آگاہ نہ ہو اس سے راستی کی امید رکھنا بے سود ہے۔ اور جو ادب ہی سے ناواقف ہو اس سے ادب طلب کرنا مہمل اور بے معنی ہے۔ اور جو شخص صحبت میں رہنے کے باوجود مرشد کا ادب نہیں کرتا وہ مرشد کے فیوض وبرکات سے محروم رہتا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 421)

حضرت سیدنا سراج السالکین ابوعمرو دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں کہ جس طرح پیغمبروں علیہم السلام پر آیات اور معجزات کا اظہار فرض ہے اسی طرح اولیاء پر کرامات کا چھپانا فرض ہے تاکہ لوگ فتنہ میں نہ پڑیں۔

(نفحات الانس ص 176)

حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء شیخ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صحبت مرشد کا اجر ایک سو رکعت نفل سے بھی فزوں تر ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 391)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ خلیل آقا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو شخص کہ خدا عزوجل کی رضا مندی کے لئے میری خدمت کرے وہ مخلوق میں بزرگ ہوگا۔

(نفحات الانس ص 414)

حضرت سیدنا شمس العارفین خواجہ خرجہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ میں نے خرقانی (حضرت سیدنا شیخ المشائخ غوث یزدانی ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ) سے الحمد للہ سُنی تھی کہ وہ اُمّی تھے الحمد للہ وہ اچھی طرح پڑھ نہ سکتے تھے لیکن وہ سردار اور زمانہ کے غوث تھے۔

(نفحات الانس ص 383)

حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا درویشوں کی دعا کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ درویشوں کے پاس آگ بھی ہے اور پانی بھی۔ (یعنی رحم بھی اور قہر بھی) (ہشت بہشت، ص، 511)

حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مریدوں کو جو نعمت حاصل ہوتی ہے وہ سب پیر کی برکت سے حاصل ہوتی ہے اس لئے جو کچھ پیر سے سنے ہمہ تن گوش ہو کر سنے اور اس پر عمل کرے۔ تا کہ نعمت اس سے ضائع نہ ہو جائے۔

(ہشت بہشت ص 573)

آپ (حضرت شیخ الشیوخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ) کے مزار مبارک پر حضرت غوث صمدانی امام شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ خدا رسیدہ لوگوں کی حیات و ممات دونوں مساوی ہوتی ہیں اس لئے میں اس مزار پر کسی مسئلہ کا جواب دینے میں ندامت محسوس کرتا ہوں کہ مرنے کے بعد بھی میں آپ سے اتنی ہی حیا رکھتا ہوں جتنی حیات میں تھی۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 247)

حضرت شیخ الشیوخ عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اتباع سنت کیلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ضروری ہے۔ اور خادم بن کر اولیائے کرام کی تعظیم کرنی لازمی ہے۔ فرمایا کہ اقوال صوفیاء پر عمل پیرا ہونے سے نور حاصل ہوتا ہے لیکن بے عمل لوگوں پر ان کے اقوال کا کوئی اثر نہیں۔ فرمایا کہ نفس کی برائیوں سے وہی واقف ہو سکتا ہے جو خود کو ہیچ تصور کرلے۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 261)

حضرت غوث یزدانی ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر عبادت کا ثواب معین ہے لیکن اولیاء کرام کی عبادت کا ثواب نہ مقرر ہے نہ ظاہر بلکہ خدا عزوجل جتنا اجر دینا چاہے گا دے دیگا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے جس عبادت کا اجر خدا کے دین پر موقوف ہو اس کے برابر کون سی عبادت ہو سکتی ہے لہٰذا بندوں کو چاہیئے کہ خدا عزوجل کے محبوب بن کر ہر وقت اس کی عبادت میں مشغول رہیں۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص، 354)

حضرت غوث یزدانی ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مومن کی زیارت کا ثواب ایک سو حج کے مساوی اور ہزار دینار صدقہ دینے سے بھی افضل ہے اور جس کو کسی مومن کی زیارت نصیب ہو جائے اس پر خدا عزوجل کی رحمت ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص 365)

حضرت شیخ المشائخ شیخ ابو العباس قصاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرید مرشد کا آئینہ دار ہوا کرتا ہے اور اس آئینہ میں اسی طرح دیکھا جا سکتا ہے جیسے مرید نور ارادت سے مشاہدہ کرتا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص 391)

حضرت شیخ المشائخ ابو بکر صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انسان کیلئے خدا عزوجل کی صحبت اختیار کرنا بہت ضروری ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو خدا دوست ہوں اور اس کو اللہ تعالیٰ تک پہنچا کر دونوں عالم کی مرادیں پوری کروا سکیں۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص 407)

میں (ابو العباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفاعی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ) تم کو سختی کے ساتھ وصیت کرتا ہوں کہ دین کے (فرائض و) واجبات کا علم حاصل کر لینے کے بعد ان کی صحبت (یعنی اللہ والوں) اختیار کرو، کیونکہ ان کی صحبت بڑا مجرب تریاق ہے، (جس سے دل کی تمام بیماریاں جاتی رہتی ہیں) دین کی چوٹی ان ہی کے پاس ہے صدق (سچائی) وصفاء (صفائی) ذوق (دردِ دل) ووفا (وفاداری)، اور دنیا و آخرت سب الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف یکسو ہو جانا انہی کا کام ہے۔ اور یہ باتیں کتابیں پڑھنے پڑھانے اور مجلس جمانے سے نہیں حاصل ہوتیں، یہ تو صرف شیخ (کامل) عارف کی صحبت سے حاصل ہوتی ہیں، جو حال اور قال دونوں کا جامع ہو کہ اپنی باتوں سے راستہ بتلائے اور حال سے ہمت کو بڑھائے۔

نہ کتابوں سے نہ کالج سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

(البیان المشید، ص 141)

شیخ الاسلام (ابو اسماعیل عبد اللہ انصاری الہروی رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ المشائخ ابو جعفر حداد رحمۃ اللہ علیہ مصر میں تھے۔ ستر سال تک لوہار کا کام کرتے رہے۔ ہر روز ایک دینار اور دس درہم کماتے۔ لیکن اس میں سے اپنے کام میں کچھ نہ لاتے سب درویشوں پر خرچ کر دیتے۔

(نفحات الانس، ص، 191)

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے دین کو ذریعہ کسب نہ بناؤ، مثلاً صلحاء و فقراء کی سی صورت اس نیت سے نہ بناؤ کہ ہمیں بزرگ سمجھ کر لوگ دیں گے، حالانکہ تم بالکل کورے ہو اور تمہارا دل گندگی سے آلودہ ہے۔ یاد رکھو کہ دوسرے کا دیا ہوا مال تمہیں اس وقت حلال ہے جب کہ تمہاری چھپی ہوئی حالت ایسی نہ ہو کہ اگر دینے والا اس سے آگاہ ہو جائے تو ہرگز نہ دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر تم نے صورت بزرگوں سی بنائی اور تمہارے دل میں خواہشاتِ نفسانی کا ہجوم ہے، اور ظاہر ہے کہ دینے والے نے جو کچھ تم کو دیا ہے، وہ صرف تمہاری صورت دیکھ کر دیا ہے کہ اس کو تمہاری باطنی گندگی کی بالکل خبر نہیں، تو اگرچہ علمائے شریعت، جو ظاہری انتظام کے متکفل (ذمہ دار) ہیں، اس مال کو حلال بتائیں گے، مگر صاحب بصیرت، ضرور حرام کہے گا اور اس کو استعمال میں لانے کی ہرگز اجازت نہ دے گا۔

(تبلیغ دین، ص59)

امام الصوفی عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا انوار قدسیہ صفحہ نمبر 251 پر کہ نہ کسی سے سوال کرے اور نہ کسی کا ہدیہ بلا وجہ رد کرے

اور درویش کی شان یہ ہے کہ نہ کسی سے سوال کرے نہ کسی کا ہدیہ (بلا وجہ) رد کرے اور نہ آئندہ کے لئے ذخیرہ جمع کرے۔ خاندان شاذلیہ کا یہی طریقہ ہے اور جس چیز کے متعلق ہم کو حلت کا گمان غالب ہوتا ہے اس میں ہمارا بھی اس وقت تک یہی طریقہ ہے (کہ نہ ہم سوال کرتے ہیں نہ رد کرتے ہیں) اور ہم کو امید ہے کہ اس کو نعمت میں ہمیشہ ترقی حاصل ہوتی رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور حضرت سیدی امام الصوفیہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ مجھے ڈھول اور بانسری بجا کر دنیا کمانا زیادہ پسند ہے اس سے کہ دین کے ذریعہ دنیا حاصل کروں یہ تو ان کا حال ہے جن کو دین حاصل ہے اور ان کی حالت معتقدوں کے اعتقاد کے موافق واقع ہیں درست ہے اور جس کی یہ حالت ہو کہ لوگ تو اس کی خدمت دین داری کی وجہ سے کرتے ہوں اور یہ اس سے کورا ہو، اس کا تو کھانا، پہننا سب حرام اور سخت حرام ہے۔ اس کو خوب سمجھ جاؤ۔

مریدوں کے مال سے اپنا خیال اٹھالے

اور درویش کی شان یہ ہے کہ اس کے مریدوں کے پاس جو کچھ دنیا کا ساز وسامان ہے اس سے اپنا خیال اٹھالے اور جہاں تک ممکن ہو اپنی حاجت کو مریدوں سے چھپائے اور ان پر اپنا فکر نہ ڈالے۔

چنانچہ امام المرسلین رسول خدا ﷺ بعض دفعہ بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے۔ (اور کسی سے اپنا حال ظاہر نہ فرماتے) اور صحابہ ؓ کو آپ ﷺ کی بھوک پیاس کی خبر محض چہرہ کی زردی دیکھ کر ہوتی تھی۔

اور درویش کو اپنے مال دار مریدوں کے سامنے تعریض وکنایہ کے طور پر بھی اپنے حاجت ظاہر کرنے سے احتیاط لازم ہے۔ جیسے ان کے سامنے پنیر یا لکڑی کا بھاؤ دریافت کرنا، یا عمامہ اور پٹکہ اور جوتہ اور زنانہ رومال۔ اور بھوں کی ٹوپی کی قیمت پوچھنا، جس سے معتقدین یہ سمجھیں گے کہ شاید درویش کو ان چیزوں کی ضرورت ہے اور وہ جانتے ہیں کہ ان کے پاس خریدنے کو کچھ نہیں تو لامحالہ وہ ان چیزوں کے خرید کرانے میں جلدی کریں گے۔ تو اس صورت میں گویا شیخ نے صراحۃً سوال کیا۔

اور جاننا چاہئے کہ درویش کا اپنے پاس رہنے والے فقراء کی ضرورتوں کو تعریضاً ظاہر کرنا خاص اپنی اور اپنے اہل وعیال کے ضرورتوں کے متعلق تعریض کرنے سے اخف ہے۔

چنانچہ ایک دفعہ بازار کے کتے اور شکاری کتے میں مناظرہ ہوا۔ بازاری کتے نے شکاری کتے سے کہا کہ تو میری طرح کوڑی پر پڑے ہوئے ٹکڑوں سے کیوں قناعت نہیں کرتا۔ اور امراء وسلاطین کی صحبت سے الگ ہو کر راحت وآزادی کیوں نہیں اختیار کرتا، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ وہ لوگ پھر بھی تیری عزت وخاطر کرتے ہیں۔ اور مجھے دھتکارتے اور ذلیل کرتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟) شکاری کتے نے کہا کہ میں گو امراء وسلاطین کے سر ہوں، مگر میں دوسروں کے لئے شکار کرتا ہوں اس لئے معزز ہوں اور تو اپنے لئے شکار کرتا ہے اس واسطے ذلیل وحقیر ہے اور تجھے کوڑیوں پر دھکے دیے جاتے ہیں۔

اور عزیز من! اگر تم اپنے پاس آنے والے دوستوں کی امداد قبول کرنے سے چارہ ہی نہ ہو تو لوگوں کے دلوں میں اپنے متعلق اس قسم کا خیال ہرگز نہ ڈالنا کہ میں دست غیب سے کھانے پر قادر ہوں اور اشیاء کی حقیقت بدل سکتا ہوں (کہ مٹی کو سونا بنا دوں اور پانی کو دودھ کر دوں) لیکن محض ادب کی وجہ سے میں نے یہ طریقہ چھوڑ دیا ہے خواہ واقع میں تم اس دعوے میں حق پر ہو یا باطل پر (ہر حال میں اس سے احتیاط کرو) کیونکہ اس کا ضرر بہت سخت ہے اور مریدوں کے دلوں میں اس قسم کے خیالات پیدا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تم اولیاء کی حکایت بیان کر کے جن کے ہاتھوں سے حقائق اشیاء پلٹ گئی ہیں یوں کہو کہ یہ کچھ کمال نہیں، بلکہ نقص ہے۔ کاملین سے اس قسم کے تصرفات ظاہر نہیں ہوتے (جس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ ہم کامل ہیں اس لئے ہم ایسے تصرفات نہیں کرتے) خوب سمجھ لو۔ **واللہ یتولی هداک وهو یتولی الصالحین.**

سراج السالکین سیدنا شیخ ابو طالب عطیہ حارثی المکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقراء اور سالکین کا طریقہ تھا کہ مختلف شہروں میں جاتے تا کہ علماء اور صالحین کی ملاقات حاصل ہو، ان کی زیارت کر کے برکت اور ادب حاصل کریں۔ علماء حضرات مختلف شہروں میں جاتے تا کہ علم حاصل کر کے لوگوں تک پہنچائیں اور انہیں راہِ حق بتائیں۔ اور جب اہل عمل اور سالکین ناپید ہو جائیں تو پھر جہاں دین کی سلامتی، اصلاحِ قلب اور سکونِ نفس دیکھے، وہیں اقامت کرلے۔ اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ سفر کر کے کسی بدتر حالت و مقام میں جا پڑے اور پہلی جگہ واپس نہ آسکے۔

(قوت القلوب، جلد دوئم، ص 432)

حضرت سیدنا امام حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے "اللہ عزوجل کی قسم، مومن کا عمل موت سے ذرے ختم نہیں ہوتا۔ اللہ عزوجل کی قسم، وہ مومن نہیں جو ایک ماہ یا دو ماہ یا سال دو سال عمل کرے بلکہ مومن وہ ہے جو کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلے اور اللہ کی گرفت سے ہمیشہ ڈرتا رہے۔" ایمان یہ ہے کہ شدت ہو۔ یقین میں عزم ہو صبر میں اجتہاد و محنت ہو اور زاہد میں علم۔

(قوت القلوب، جلد اول، ص 358)

حضرت شیخ المشائخ سید علی خواص رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی کامل اسی وقت مرتبہ کمال کو پہنچتا ہے جبکہ اس کا کلام ظاہر شریعت کو داغدار نہ کرے کیونکہ رحمت للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنی شریعت پر امین بنایا ہے۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 40)

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اور علماء جو بھی انبیاء علیہم السلام کے آثار کی پیروی کرتے ہیں ان کیلئے ضروری ہے کہ وہ ستائے جائیں جس طرح کہ انبیاء علیہم السلام کو ستایا گیا اور ان کے متعلق جھوٹ بہتان کی باتیں کی جائے۔ جس طرح ان کے مقتداؤں کے متعلق کی گئیں تاکہ ان کی طرح وہ بھی صبر کریں۔ اور مخلوق خدا عزوجل پر رحم کرنے کی عادت اپنائیں۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 60)

حضرت شیخ المشائخ الشیخ عدی بن مسافر الاموی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تو اپنے شیخ سے نفع نہیں لے سکتا مگر جبکہ اس کے متعلق تیرا عقیدہ ہر اعتقاد سے اوپر ہوگا۔ اس وقت وہ تجھے اپنی حضوری میں کرلے گا اور اپنے غائب ہونے پر تیری حفاظت فرمائیگا۔ اور اپنے اخلاق کے ساتھ تیری اصلاح کریگا۔ اور اپنے احوال کے ساتھ ادب سکھائے گا۔ اپنے انوار سے تیرے باطن کو منور فرمائیگا۔ اور اس کے متعلق تیرے اعتقاد میں کمزوری ہوگی تو اس میں ان چیزوں میں سے کسی کا مشاہدہ نہیں کریگا۔ بلکہ تیرے باطن کی ظلمت تجھ پر عکس ڈالے گی۔ تو اس کی صفات کا مشاہدہ کریگا۔ جو کہ تیری صفات ہیں تو کبھی بھی اس سے نفع نہیں پائیگا۔ اگرچہ اولیاء میں اس کا اعلیٰ مقام ہو۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 289)

حضرت شیخ المشائخ ابراہیم الدسوقی القرشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مرید کیلئے شیخ حکیم (ڈاکٹر) ہے۔ تو جب مریض حکیم (ڈاکٹر) کے کہے پر عمل نہیں کرتا تو اسے شفا نہیں ملتی جب سے ہم نے اپنی ہمتیں اس کی طرف صرف کی ہے اس نے ہمیں ماسوا سے بے نیاز کر دیا ہے ہم ابلیس لعین کو کبھی خاطر میں لاتے ہی نہیں

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 351)

حضرت کاشف اسرار محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تیرے استاد (شیخ) کی خدمت تیرے باپ کی خدمت پر مقدم ہے کیونکہ تیرے باپ نے تجھے گدلا کیا اور تیرے استاد نے تجھے صاف کیا تیرے باپ نے تجھے نیچے کیا جبکہ تیرے استاد نے تجھے اونچا کیا تیرے باپ نے تجھے گارے اور پانی میں ملایا جبکہ تیرے استاد نے تجھے اعلیٰ علیین رفعت بخشی۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 391)

حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے ان ذاکرین سے جو میرے پاس رہتے تھے نفرت ہوگئی تھی اور میں نے ان کو چھوڑ دینا کا قصد کیا تو اسی رات خواب میں حضرت شیخ المشائخ سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ مجھ سے فرمارہے ہیں کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم فرماتے ہیں کہ اپنے لوگوں کی صحبت پر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے صبر کیے رہو اور اچھی نصیحت سے ان کی ہر وقت خبر گیری کرتے رہو اور اس شخص کی طرح مت بنو جس کی بکریاں دشوار گذار زمین میں منتشر ہوگئیں۔ اور وہ غصہ ہوکر ان کو جنگل میں بھیڑیئے کے واسطے چھوڑ آیا تا کہ وہ ان کو پھاڑ کھاوے۔

(ہم سے عہد لیا گیا، ص، 78)

حضرت سیدی امام الصوفی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے انوار قدسیہ صفحہ 270 میں لکھا کہ مریدوں کی کثرت سے کوئی بزرگ یا شیخ نہیں بن جاتا:

اور عزیز من! اگر مریدوں کے مجمع کی کثرت سے ہی آدمی شیخ و بزرگ بن جایا کرے تو بازی گر (اور دھوکا باز، کیمیاء گر) سب سے پہلے بزرگ اور شیخ ہونا چاہیے (کیونکہ ان کے پاس سب سے زیادہ شاگردوں کا مجمع ہوتا ہے) چنانچہ میرے باز دوستوں نے ایک بازی گر کے حلقہ کی شمار کی تو اس میں تین سو سے زیادہ آدمی موجود تھے کے اتنی مقدار کوئی شیخ بھی اپنی مجلس ذکر میں جمع نہیں کرسکتا ہاں کوئی خوشی کی تقریب ولیمہ وغیرہ ہو تو اور بات ہے پس یہ سب دھوکا کی چیزیں ہیں خوب سمجھ لو۔

اور خبردار! اپنی نسبت یہ بات کبھی نہ کہنا کہ فلاں شخص کو مجھ سے نفع ہوا ہے کیونکہ ان

باتوں میں تمہاری ہلاکت ہے اور جب تک تم اپنے گرد جمع ہونے والے آدمیوں کے تعلق کو ویسا ہی اپنے ساتھ نہ سمجھو جیسا کہ بازار والوں کو دوسرے شیخ کے مریدوں کے تعلق کو اپنے ساتھ سمجھتے ہو اس وقت تک تم دھوکا اور فتنہ میں مبتلا ہو کیونکہ تم ہدایت خلق میں اپنا کچھ دخل سمجھتے ہو اور اگرچہ وسائط و آلات کا ہونا ضروری اور لابدی ہے لیکن (اپنے کو واسطہ و آلہ سمجھنا) یہ ایسی بات ہے جس کے ساتھ انسان کی عقل وفہم غائب ہو جاتی ہے پس خوب سمجھ لو اور ان بلاؤں سے بچنے کا پورا اہتمام کرو۔

حضرت ابوالعباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفائی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں طریقت میراث نہیں ہے، بلکہ عمل سے حاصل ہوتی ہے۔ میرے پیارے! تیرا یہ گمان ہے کہ یہ طریقت تیرے باپ کی میراث ہے، تیرے دادا سے سلسلہ بسلسلہ چلی آرہی ہے، تیرے پاس بکر و عمر کے نام سے آجائے گی، تیرے شجرہ نسب میں داخل ہو جائے گی، تیرے خرقہ کے گریبان پر، تیرے کلاہ پر منقش ہو جائے گی، تو نے اس سرمایہ کو (طریقت) سمجھ لیا ہے، کہ اونی لباس ہو، ایک کلاہ ہو، ایک لاٹھی ہو، ایک گدڑی اور بڑا سا عمامہ ہو، بزرگوں کی سی شان وصورت ہو۔ نہیں خدا عزوجل کی قسم اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تو تیرے دل کو دیکھتا ہے، تیرے دل میں خدا عزوجل کے اسرار اور اس کے قرب کی برکت کیونکر ڈالی جائے کہ وہ تو کلاہ اور خرقہ اور تسبیح اور عصا اور ٹاٹ (پالان) کے حجابوں میں (گرفتار ہو کر) اللہ تعالیٰ سے غافل ہو رہا ہے، یہ عقل کس کام کی جو نور معرفت سے کوری ہے؟ یہ سر کس کام کا جو جوہر عقل سے خالی ہے؟ اے مسکین! تو نے اس جماعت جیسے کام تو کئے نہیں اور ان کا لباس پہن لیا۔

(البیان المشید، ص، 89)

حضرت ابوالعباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفائی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر تجھ کو اپنی حقیقت معلوم ہوتی تو ماں باپ، دادا چچا اور (لمبا) کرتہ اور کلاہ اور تخت و زینہ سب سے الگ ہو جاتا ہے اور خدا عزوجل کی قسم خدا عزوجل (کو ڈھونڈھنے) کیلئے ہمارے پاس آتا۔ پھر اچھی طرح ادب حاصل کر کے یہ لباس پہنتا، اور میرا گمان تو یہ ہے کہ حسن ادب (حاصل

ہو جانے) کے بعد تو اپنے نفس کو اس لباس اور تمام فضولیات سے جو (اللہ تعالیٰ سے) غافل کرنے والی ہیں خود ہی الگ کرلے گا۔

(البیان المشید، ص، 90)

حضرت ابو العباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفاعی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے مسکین! تو (اس وقت) اپنے وہم پر چل رہا ہے، اپنے خیال پر راستہ طے کر رہا ہے، اپنے جھوٹ اور عجب و غرور کے ساتھ چل رہا ہے، انانیت (اور تکبر) کی ناپاکی لادے ہوئے ہے، سمجھتا ہے کہ میں بھی کچھ ہوں، بھلا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ (تکبر کے ساتھ یہ راستہ ایک قدم بھی طے نہیں ہو سکتا) تواضع کا علم سیکھ! حیرت کا سبق پڑھ! مسکنت اور انکسار کا علم حاصل کر! ارے بیہودہ! تو نے تو تکبر کا علم حاصل کیا، اور بڑائی کا سبق پڑھا ہے، (بتلا) ان سب سے تجھے کیا حاصل ہوا؟ (بس یہ حاصل ہوا کہ) تو آخرت (والوں) کی سی ظاہری صورت بنا کر اس مردود دنیا کو حاصل کر رہا ہے، تو نے بہت ہی برا کیا، تیری مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی گندگی کو گندی چیز کے عوض خرید رہا ہو (کیونکہ دنیا کیلئے آخرت والوں کی صورت بنانا بھی دنیا بلکہ بدترین دنیا ہے) تو آپ ہی اپنے کو کیونکر دھوکہ دے رہا ہے؟ اور اپنے متعلق اور اپنے ہم جنسوں کے متعلق کس طرح جھوٹی باتیں کرتا ہے؟ (کہ اپنے کو اللہ والا کہتا ہے اور اپنے مریدوں کو طریقت کا سالک بتلاتا ہے، حالانکہ نہ تو اللہ عزوجل والا ہے اور نہ تیرے مریدوں کو کچھ اللہ کے راستہ کا پتہ)۔

(البیان المشید، ص، 90)

حضرت سیدی امام الصوفی عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے انوار قدسیہ صفحہ 291 میں لکھا کہ انسان کو اس زمانے میں اپنی طرف سے ارشاد و تلقین کا کام نہیں کرنا چاہیے بلکہ اجازت ہونے کے باوجود بھی (اقوال، افعال اور احوال میں بیداری) سے کام لے:

اور درویش کی شان یہ ہے کہ جو اقوال و احوال اس سے صادر ہوتے ہیں ان میں تیقظ اور بیداری سے کام لیتا ہو پس اپنے پاس بیٹھنے والوں کے سامنے وہی (بات اور وہی حال) ظاہر کرتا ہو جس کو ان کی استعداد قبول کرتی ہو۔

جب یہ بات سمجھ گئے تو اب سنو! کہ اس زمانہ میں مشیخت اور ارشاد و تلقین کا دروازہ کھولنا مناسب نہیں کیونکہ تمام حضرات عارفین اس دروازہ کو بہت عرصہ سے بند کر چکے ہیں جیسے سیدی شیخ ابراہیم اور سیدی ابو العباس غمری اور سیدی محمد بن عنان اور سیدی منیر رحمۃ اللہ علیہم۔

سیدی محمد غمری کی جماعت نے ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے سیدی ابو العباس غمری رحمہ اللہ سے درخواست کی تھی کہ اب آپ تربیت مریدین (اور ارشاد و تلقین) کا کام اپنے ہاتھ میں لیں تو سیدی ابو العباس نے اس اعراض کیا لوگوں نے بار بار اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو بتلاؤ کہ خالص خدا کا طالب کہاں ہے؟ (اور کون ہے؟) اس پر کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ آگے بڑھے (اور اپنے کو پیش کرے) بلکہ سب پیچھے ہٹ گئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کے دلوں میں سچائی کے خلاف بعض باتیں موجود ہیں حالانکہ وہ ایسے طریق پر تھے جس پر آج کل کے مشائخ بھی نہیں چلتے وہ صائم الدھر اور قائم اللیل تھے موٹے کپڑے پہننے والے تھے اور ان کی آپس میں حالت تھی کہ جس شخص کی زبان سے ایک بات بھی مباح نکلتی جس کے دونوں پہلو برابر ہوتے اس کو سب چھوڑ کر الگ ہو جاتے اور یوں کہتے تھے کہ مباحات میں مشغول ہونا ہی ہمارا طریق نہیں ہمارا طریق نہیں ہمارا طریق تو رات دن مجاہدہ میں مشغول رہنا ہے (پس افعال مستحبہ یا سنن و واجبات و فرائض کے سوا کوئی کام نہ کرنا چاہئے) یہ تو اس جماعت کی حالت تھی مگر شیخ ابو العباس رحمہ اللہ نے ان میں سے بھی کسی کو طریقت کا اہل نہیں سمجھا۔

اسی طرح سیدی محمد بن عنان رحمہ اللہ کا واقعہ ہے جن کی (ولایت کی) بشارت سیدی ابراہیم متبولی رحمہ اللہ نے (ان کو پیدا ہونے سے پہلے) دی تھی جب ان سے لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت حجرہ شریفہ کی خدمت آپ کے بعد کس کے سپرد ہوگی؟ فرمایا بلاد مشرق سے ایک شخص ظاہر ہوگا جس کا نام محمد بن عنان رحمہ اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ اولیاء اولیاء کی بشارت کرتے ہیں تو حالانکہ سیدی ابراہیم متبولی رحمہ اللہ نے محمد بن عنان رحمہ اللہ کی ولایت پر ان کے وجود سے بھی پہلے شہادت دی تھی مگر بایں ہمہ شیخ محمد بن

عنان نے (تربیت وارشاد سے) انکار کیا اور قسم کھا کر فرمایا کہ میں طریق الٰہی کو نہیں جانتا غرض محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ نے اس دروازہ کو بند کر دیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس زمانہ میں شہرت سے کچھ نفع نہیں۔

اسی طرح اور مشائخ نے بھی اس دروازہ کو بند کر دیا ہے کیونکہ وہ کامل تھے اور حق تعالیٰ کے سامنے مؤدب تھے وہ مخلوق میں تقدیر کے تصرفات کا مشاہدہ کرتے تھے اس لئے وہ اس چیز کے کامل کرنے کا قصد نہ کرتے تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے ناقص کرنا چاہا ہے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اب اللہ تعالیٰ نے وجود کو ہر طرف سے کم کرنے کا قصد فرمالیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے ''اَوَلَمْ یَرَوْ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا'' (پارہ 13، سورۃ الرعد، آیت 41) ترجمہ: (کیا ان لوگوں نے دیکھا نہیں کہ ہم زمین کو تمام جوانب سے کم کرتے آرہے ہیں) اس کے سوا اور بہت سی آیات واحادیث ہیں۔

اور شیخ محمد شناوی رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت نے ان کی وفات کے بعد اس فقیر سے تلقین و ارشاد کی درخواست کی میں نے انکار کیا انہوں نے اصرار کیا اور شیخ کا ارشاد بیان کیا کہ وہ فرما گئے ہیں کہ میرے بعد فلاں شخص میرا خلیفہ ہے (یعنی شیخ عبد الوہاب شعرانی)۔

مجھ پر یہ بات گراں ہوئی کیونکہ میں اپنی حالت کو خود جانتا تھا (مگر شیخ کی بات کو رد بھی نہ کر سکا) غرض میں نے ایک جماعت کو کچھ تلقین کیا تو میں دیکھتا تھا کہ حالت یہ ہے کہ میں ایک جوتے کو خوب مضبوط گا سیتا ہوں مگر جب سلائی ختم ہو جاتی ہے تو وہ خود بخود کھل جاتا اور جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے، میں نے اس کی وجہ دریافت کی اور معلوم ہوا اب کام ختم ہو چکا، اللہ تعالیٰ (ہمارے) شیخ پر رحمت (کی بارش نازل) فرمائے (انہوں نے جو مجھ کو اپنا خلیفہ ظاہر کیا) یا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں حسن ظن غالب تھا یا ان کو زمانہ آئندہ کا کشف ہوا ہو تو شاید آئندہ کچھ حالت پیچھے کو لوٹ جائے (اور سلف صالحین کا نمونہ نظر آئے) ورنہ یہ فقیر تو شیخ کا مرید بننے کے بھی لائق نہیں۔

میں نے ایک دفعہ آسمان وزمین کے درمیان ایک لوح (تختی) دیکھی جس میں

کچھ لکھا ہوا تھا من جملہ اس کے ایک یہ بات لکھی ہوئی تھی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ۶۶۴ھ سے ہر چیز کے وجود کو کم کرنے کا ارادہ فرمالیا ہے۔

اب جو شخص بغیر بصیرت کے اس دروازہ کے (کھولنے کے) درپے ہے وہ اگر مسند ارشاد تلقین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے لئے ابتلاء (وامتحان) نہیں سمجھتا تو وہ اس کو کو پورا کرنا چاہتا ہے "وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ" (پارہ 12، سورہ یوسف، آیت 21) ترجمہ: حالانکہ خدا ہی کی بات غالب ہوتی ہے مگر بہت لوگ نہیں جانتے۔ لیکن یہ شخص دھوکے میں ہے کیونکہ وہ (حقیقت سے) محجوب ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اس پر بھی عالم وجود کی موجودہ حالت کو منکشف کر دیتے۔ جیسا کہ عارفین وکاملین پر منکشف ہوا کرتی ہے تو وہ زمین میں زندہ گڑھ جانے کی تمنا کرتا اور اس دروازہ کو چھوڑ کر الگ ہو جاتا اسی لئے تم دیکھو گے کہ شیخ ہزاروں آدمیوں کو بلکہ اس سے زیادہ کو تلقین وتعلیم کرتا ہے اور ان میں سے ایک بھی کام کا نہیں بنتا جیسا کہ مشاہدہ سے معلوم ہے اور عزیز من! ٹھنڈے لوہے پر چوٹ لگانے سے کیا نفع؟ جس کے گرم ہونے کی آئندہ بھی امید نہیں۔

اور یہ خوب سمجھ لو کہ ہم نے جو کچھ خطرہ بیان کیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ذکر و تلقینِ ذکر کو چھوڑ دیا جائے جیسا کہ بعض ناقصین کو اس تقریر سے یہ وہم پیدا ہوا ہے بلکہ مطلب صرف یہ ہے کہ (از خود ارشاد و تلقین کے دروازہ کو کھولنے کا قصد نہ کرو اور) جس پر بغیر اس کی طلب کے یہ دروازہ کھول دیا جائے (مثلاً شیخ اس کو اجازت وخلافت دے کر ارشاد و تلقین کا امر کرے) تو اس کو چاہئے کہ اس کو اپنے حق میں ایک بلا سمجھے اور یہ اعتقاد رکھے کہ میں مشیخت وتلقین وارشاد کا اہل نہیں ہوں اور اس میں میری ہلاکت (کا خطرہ) ہے اور مریدوں کو تو تلقین ذکر سے انشاء اللہ خیر و برکت ہی حاصل ہوگی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے طالب ہیں اور اپنے کو حقیر سمجھتے ہیں۔ خوب سمجھ لو۔

اور جان لو کے شیخ اپنے معتقدوں اور تعظیم کرنے والوں کے سامنے صرف زبان سے اتنا کہہ دینا کافی نہیں کہ میں تو اس کام کا اہل نہیں یہ بھی ایک بلا ہے جو ہم لوگوں پر نازل

ہو رہی ہے (کہ زبان سے اپنی نااہلیت ظاہر کرنے کو کمال سمجھتے ہیں) کیونکہ اس سے تو مخلوق کو اس کا اعتقاد پہلے سے زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ شیخ کی تواضع کو تو دیکھو کہ باوجود اس کمال و جلالت کے اپنے کو کتنا حقیر سمجھتے ہیں بلکہ دل سے اپنے نہ اہل سمجھو۔ اور سمجھنا چاہئے کہ اگر یہ شخص اس دعوے (نااہلیت) میں سچا ہوتا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ مجھ سے یہ منصب واپس لے لیا جائے اور تضرع وزاری کے ساتھ دعا کرتا کہ مجھے اس سے عافیت دی جائے اور فقراء وسالکین کی بھی خوشامد کرتا کہ اس کے لئے (اس سے) عافیت کی دعا کریں۔ ان وساوس کو سمجھ لو۔

اور جان لو کہ آج کل جو شخص مشیخت کا دروازہ کھولتا ہے اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی مدرس غروب آفتاب کے وقت مکتب کھول کر بیٹھے اور بچوں کا انتظار کرنے لگے (کہ اب پڑھنے آئیں گے) تو ان کو تعلیم دوں گا (سو ظاہر ہے کہ اس وقت کون پڑھنے آتا ہے اور کون اس سے تعلیم حاصل کر سکتا ہے یہی حال آج کل دروازہ مشیخت کھولنے والوں کا ہے) کیونکہ ہم لوگ قیامت کی دہلیز میں (داخل ہو چکے) ہیں اور ہر چیز اپنے موقعہ سے نکل چکی ہر کام قرب قیامت کی وجہ سے نااہلوں کے سپرد ہو چکا ہے جیسا وہ لوگ اس کا مشاہدہ کر رہے ہیں جن کی بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے کھول دیا ہے۔

غور کرو جس وقت کشتی کنارے پر آلگتی ہے تو اس کی رسیاں کھول دی جاتی ہیں اور پردے لپیٹ کے باندھ دیئے جاتے ہیں اور مسافر بھی اپنے وطن کے نشانات دیکھ کر سامان باندھ لیتے اور بکھرے ہوئے اسباب کو لپیٹ لیتے ہیں اور ان کا تمام نظام جو سفر کی حالت میں تھا درہم برہم ہو جاتا ہے۔ تو اب مشیخت کا بازار گرم کرنے والے کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص کشتی کنارے پر لگ جانے کے بعد یوں چاہے کہ مسافروں کا سامان اسی طرح جما رہے جس طرح سفر کی حالت میں تھا اور اب بھی وہ اسی نظام پر قائم رہیں جس پر پہلے قائم تھے کہ ہر شخص کا بستر اور سامان اسی جگہ پر لگا رہے جہاں سمندر کے بیچ میں لگا ہوا تھا یقیناً اس کو سب لوگ بے وقوف سمجھیں گے اور کوئی بھی اس کی بات نہ مانے گا۔

پس جو شخص اس زمانہ میں جو ہر برائی کا سرچشمہ اور ہر بھلائی کا خاتمہ مشیخت کے درپے ہو اس کی یہی حالت ہے اور عوام بھی ایسے شخص کو بے وقوف سمجھتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں فلاں شخص پیر بن گیا ہے تو گویا مشیخت اور پیری بھی کوشش سے حاصل ہونے لگی اور (وہ بھی سچ کہتے ہیں کیونکہ) ان کا مشاہدہ یہ ہے کہ آج کل کے (اکثر) مشائخ (اعمال میں) سست کاہل اور شریعت وحقیقت سے جاہل ہیں اس لیے آج کل (کوشش سے) پیر بن جانا بہت آسان ہوگیا کیونکہ ان کا مدار زیادہ تر دعووں پر رہ گیا ہے (کہ جو زیادہ باتیں بنائے لمبے چوڑے دعوے کرے وہی پیر ہے)۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت لوگ حقیقی مشائخ کی بھی بے وقعتی کرنے لگے اگرچہ وہ حقیقت میں کیسے ہی قابل واہل ہوں جس کا راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کا ناقص رکھنا منظور ہے اس لئے ان کے رابطہ اعتقاد کو فاسد کردیا اب وہ مشائخ کاملین کے کلام سے نفع حاصل نہیں کرسکتے تاکہ امر مقدور پورا ہوجائے **وَاِلَی اللّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ** (پارہ 21، سورۂ لقمان، آیت 22)۔

ترجمہ: اور اللہ ہی کی طرف ہے سب کاموں کی انتہا۔

اس تقریر سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ آج کل درجۂ ولایت کی تحصیل سے یہ امر مانع نہیں ہے۔ کہ کوئی شیخ سلوک وتربیت کا اہل ہی نہیں بلکہ اس کا سبب وہ ہے جس کو جاننے والے جانتے ہیں اسی لئے حضرات انبیاء علیہم السلام نے بہت لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا مگر بہت کم لوگوں نے ان کی اطاعت کی حالانکہ انبیاء علیہم السلام معصوم بھی تھے اور سچے بھی تھے (پس کیا یہاں بھی کسی کو یہ کہنے کا منہ ہے کہ مخلوق کو درجۂ ولایت اس لئے حاصل نہ ہو کہ مزکی کامل موجود نہ تھا ہرگز نہیں؟)۔

پس اگر کسی شیخ کے ہاتھ سے کسی کو بھی کامیابی حاصل نہ ہو اور سامعین کے قلوب پر اس کے کلام کا اثر نہ ہو تو اس کے متعلق یہ کہنا غلط ہے کہ اگر اس واعظ کا کلام صدق دل سے ہوتا تو مخلوق کے قلوب پر اس کا اثر ضرور ہوتا (کیونکہ تاثیر نہ ہونے کا سبب واعظ کا عدم

اخلاص ہی نہیں بلکہ سامع کی نا قابلیت بھی ہے) خوب سمجھ لو۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے سب بھائیوں اور دوستوں اور سب مسلمانوں کو حسن خاتمہ عطا فرمائے (آمین) کیونکہ صرف اسلام کے درجہ پر موت آجانا گو اس سے زیادہ کچھ نہ ہو یہ بھی اس زمانہ میں بڑی نعمت ہے جس کے برابر کوئی نعمت نہیں اور جو شخص بے ہودہ دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے اور دھوکہ میں ہے وہ اپنے احوال کو (پہلے زمانہ کے عام) مسلمانوں کی حالت کے بھی مطابق نہ پائے گا مؤمنین اور عارفین کے احوال تو بہت دور رہے جن میں وہ اپنے کو شمار کرنا چاہتا ہے خوب سمجھ لو۔

اور میں نے جو وسائس اور دھوکے اور مردودیت ومطرودیت کی علامتیں بتلائی ہیں ان میں غور کرو اللہ تعالیٰ سے اس تقریر پر عمل کی توفیق مانگو اور اپنے خیر خواہ کی اس نصیحت کو قبول کر لو کیونکہ تم آجکل کے مشائخ میں سے کسی کو اس راستہ کی طرف ہدایت کرنے والا نہ پاؤ گے چنانچہ مشاہدہ ہے (کہ امراض قلب ووسائس نفس پر مطلع نہیں کرتا) اور اگر تم اس نصیحت کو قبول نہ کرو گے تو اس کا وبال تم ہی پر عائد ہوگا۔ میں نے تم کو چند علامتیں بتلا کر دوسری علامات پر متنبہ کر دیا ہے۔

حضرت ابوالعباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفاعی الحسنی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں (یاد رکھ!) عاشق اپنے محبوب کے پاس اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک اس کے دشمن سے دور نہ ہو جائے، (اب سن لے دنیا خدا عزوجل کی دشمن ہے اور تو اس میں پھنسا ہوا ہے، تو خدا کا مقرب اور اللہ والا کیوں کر ہو سکتا ہے) ایک مرید نے پانی نکالنے کیلئے اپنا برتن کنویں میں ڈالا تو وہ سونے سے بھرا ہوا نکلا، اس نے برتن کو کنویں ہی میں لوٹ دیا اور (حق تعالیٰ سے) عرض کیا میرے محبوب تیرے حق کی قسم میں تیرے سوا کسی اور چیز کو نہیں چاہتا (اللہ والے ایسے ہوتے ہیں۔) اگر ایسا نہ بن سکے تو کم از کم اتنا تو ہو کہ حرام طریقہ سے دنیا نہ کمائے۔ مریدوں کے مال پر نظر رکھنا۔ اور لوگوں سے نذرانہ اور ہدیہ وصول کرنے کیلئے اللہ والوں کی صورت بنانا حرام ہے۔ جس کو توکل کامل حاصل نہ ہو اس کو اپنے ہاتھ سے

مزدوری کرکے غذا حاصل کرنی چاہئیے۔

(البیان المشید، ص، 91)

حضرت سیدنا ردیف کمالات شیخ المشائخ عزیزان علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

باہر کہ نشستی وتشد جمع دلت	وزتو نہ رہید زحمت آب وگلت
زنہار زصحبتش گریزاں می باش	ورنہ نہ کند روح عزیزاں بحلت
ازصحبت وے گرتبرانہ کنی	ہرگز نہ کند روحِ عزیزاں بحلت

ترجمہ:

اگر تو جس شخص کے ساتھ بیٹھے اور اس کی صحبت سے تجھے دل کا سکون حاصل نہ ہوا اور تجھے
سے ''آب وگل'' (بری صحبتیں) دور نہ ہوں
اگر تو اس کی صحبت سے بےزار ہوکر اس سے علیحدہ نہ ہوجائے گا۔
تو علی عزیزاں کی روح ہرگز تجھے معاف نہیں کریگی۔

(رسالہ محبوب العارفین ص 43)

حضرت ابوالعباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفاعی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مرد وہ ہے جو اپنے حال سے (مریدوں کی) تربیت کرے نہ وہ جو تنہا باتوں ہی سے تربیت کرے اور جو شخص حال ومقام دونوں کا جامع ہو (کہ حال سے بھی تربیت کرتا ہو اور زبان سے بھی روک ٹوک کرتا نصیحت کرتا، علوم ومعارف بیان کرتا رہتا ہو) وہ تو بڑا کامل مرد ہے۔

(البیان المشید، ص، 116)

اپنے بھائیوں کی زیارت کرتے رہا کریں

ہم سے عہد لیا گیا ہے کہ اپنے سب بھائیوں کی خواہ وہ مخلص ہو یا مخلص نہ ہو زیارت کرتے رہا کریں جب تک ہم کو پیادہ (پیدل) چلنے کی قدرت ہو اس وقت سواری وغیرہ نہ ہونے کی وجہ اس کی ملاقات نہ چھوڑیں۔ ''ان المحب لمن یھواہ زوار'' کیونکہ محبت رکھنے والا اپنے دوستوں کی زیارت بکثرت کیا کرتا ہے۔

مجنون لیلیٰ سے کہتا ہے

ولو قطعوا رجلی مشیت علی العصا	ولو قطعوا اخری حبیب و حبیب

اگر دشمن میرا پیر کاٹ ڈالیں گے تو لاٹھی کے سہارے چلوں گا۔ اور اگر دوسرا بھی کاٹ ڈالیں تو گھسیٹتا ہوا پہنچوں گا

اس بارے میں باوجاہت درویش بہت سستی اور غفلت کرتے ہیں انھوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کی زیارت وملاقات بالکل ترک کردی۔ اور بہانہ یہ کرتے ہیں کہ ہم کو کہیں آنے جانے اور مخلوق سے ملنے اور ملانے کی عادت نہیں۔ چنانچہ اکثر لوگوں کی زبان سے میں نے یہ عذر سنا ہے۔ مگر دوستوں کی ملاقات چھوڑنے کیلئے یہ عذر کچھ بھی نہیں۔

اور بعض لوگوں نے مجھ سے یہ عذر بیان کیا کہ میں نے ملنا، ملانا صرف اس وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔ کہ مبادا (کہیں) میرے شاگرد اور مرید نہ سمجھے کہ اگر فلاح شخص ہمارے پیر سے مرتبہ میں بڑھا ہوا نہ ہوتا تو یہ خود اس کی زیارت کو کیوں جاتے جبکہ وہ ان کی زیارت کو کبھی نہیں آتا۔ پھر اس خیال کے بعد میری صحبت سے فائدہ نہ پہنچ سکے گا۔ اور یہ بھی ایک عذر بارد ہے شرعی سنتیں ایسے بہانوں سے چھوڑی نہیں جاسکتیں۔ منشا ان سب کا علوم شریعت میں کم مشغول ہونا ہے۔

فائدہ صوفی: (اے کاش تمام سالکین اور خلفاء حضرات امام شعرانی کے بیان سے عبرت حاصل کریں۔ اور سنتوں کی بہاریں اپنائیں)

(ہم سے عہد لیا گیا، ص، 156)

حضرت قدوۃ الاولیاء شیخ الشیوخ شیخ عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف المعارف صفحہ 438 پر لکھتے ہیں کہ (حضرت شیخ المشائخ) ابو معاویۃ الاسود رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے مرے تمام (پیر) بھائی مجھ سے بہتر ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ کیسے ممکن ہے۔ فرمایا ان میں سے ہر ایک مجھے اپنی ذات سے افضل سمجھتا ہے اور جو کوئی مجھے اپنی ذات سے افضل سمجھے وہ مجھ سے بہتر ہے۔ ایک شاعر نے ان خیالات کو اس طرح منظوم کیا ہے۔

ترجمہ:۱۔ تم اس کی تواضع کرو جو تمہاری تواضع کو بیوقوفی نہیں بلکہ تمہاری فضیلت سمجھتا ہو۔

۲۔ اس آدمی کی دوستی سے کنارہ کشی اختیار کرو جو ہمیشہ اپنے دوستوں پر اپنی بڑائی جتاتا ہے۔

حضرت سیدنا شیخ المشائخ شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صوفیہ کے آداب میں سے ایک چیز یہ ہے کہ وہ اپنے ہم جنس اور ایسے شخص کی صحبت اختیار کرتے ہیں جن سے بھلائی پہنچ سکے۔ ان میں سے بعض نے یہ کہا ہے کہ وہی لوگ صحبت کے لائق ہیں جو تمھارے عقیدے کے موافق ہوں اور جن کو تم بزرگ اور قابل احترام سمجھتے ہو۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے "وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ" (پارہ3، سورۃ ال عمران، آیت73) (اور تصدیق نہ کرو بجز انکے جو تمھارے دین کی پیروی کرتے ہیں) اور ایسے شخص کی صحبت اختیار نہ کرے جو اس کے مذہب کا مخالف ہو اگرچہ اس کا قرابتدار ہی کیوں نہ ہو غور کرو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو جب انھوں کہا میرا لڑکا میرے اہل وعیال میں سے ہے تو کس طرح جواب دیا: "اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ" (پارہ12، سورۃ ھود، آیت46) (وہ آپ کے اہل وعیال میں سے نہیں ہے بلکہ وہ ناپسندیدہ عمل کرنے والا ہے) حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" (پارہ28، سورۃ المجادلہ، آیت22) (تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف کو دوست رکھیں گے) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! "اے اللہ عزوجل کسی بدکار کو مجھ پر احسان کرنے کا موقع نہ دے کہ جس کی وجہ سے میرا دل اس سے محبت کرنے لگے"۔

(آداب المریدین، ص، 59)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب آداب المریدین ص 76 میں لکھا کہ کہا گیا ہے کہ جب تم کسی انسان کی صحبت اختیار کرو تو اس کی عقل کو اس کے دین سے زیادہ پرکھو کیوں کہ دین اس کے لیے ہے اور عقل تمہارے لیے

ہے اور ایسے شخص کی صحبت اختیار نہ کرو جس کی ہمت اور توجہ دنیا، نفس اور خواہشات میں لگی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ''اس شخص سے روگردانی کرو جو ہمارے ذکر سے منہ پھیر چکا ہے اور سوائے دنیوی زندگی کے کچھ نہیں چاہتا'' نیز فرمایا! ''اور اس کا کہنا نہ مانو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا وہ اپنی خواہشات کا پیروکار ہو گیا''۔

حضرت سیدنا شیخ المشائخ شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب آداب المریدین ص 85 میں لکھا ہے کہ والدین اور استاذ کی رضامندی کے اور اجازت کے بغیر سفر نہ کیا جائے کیوں کہ اس صورت میں وہ عاق (نافرمان) ہوگا اور سفر کی برکتوں سے محروم رہے گا۔

حضرت شیخ المشائخ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انوار قدسیہ صفحہ 267 میں (فقراء) صوفیہ کو چاہیے کہ تواضع اختیار کریں:

اور عزیز من! تم کو اپنی نسبت یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ میں تو صرف عوام کے نزدیک درویش ہوں فقراء صادقین کے نزدیک میرا کچھ بھی درجہ نہیں اور (سمجھ لو کہ) آدمیوں میں بہتر وہ ہے جو گم نام ہو کہ اپنے نام کو اہل مشیخت کی فہرست ہی سے مٹا چکا ہو کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کے فقر اسی وقت تک نور ہے جب تک فقیر اس کو چھپاتا رہے (اور جس نے ظاہر کرنے کا قصد کیا اس کے پاس ظلمت کے سوا کچھ نہیں رہتا، ہاں اگر کسی کو اللہ تعالیٰ چمکا دیں باوجودیکہ وہ اپنے کو چھپانا ہی چاہتا تھا تو یہ نعمت موہوبہ ہے اس سے نور میں کمی نہیں ہوتی بلکہ ترقی ہوتی ہے)۔

حضرت شیخ المشائخ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حضرت مقبول یزدانی شیخ سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے کہ کوئی چیز علماء وصلحاء کی اولاد کے لیے اس سے زیادہ نافع نہیں کہ ان کے لیے ان کے پیٹھ پیچھے دعا کی جاوے اور ان کے معاملہ کو خدا عزوجل کے سپرد کیا جاوے کیونکہ ان کی تربیت اس طور پر ہوتی ہے کہ وہ اپنے باپ پر ناز کرتے ہیں۔ اور

اگر ماں ہوتی ہے تو وہ ان کی مدد کرتی ہے نیز وہ لوگوں کی اس تعظیم پر اکتفاء کرتے ہیں۔ جو ان کے باپ کی وجہ سے ان کی کیجاتی ہے۔ ان وجوہ سے اکثر ان کو فضائل علمیہ وعملیہ حاصل کرنے کی رغبت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ اپنے دل میں کہتے ہیں کہ علم وریاضت میں مشغول ہو کر ہم جس جاہ کے حاصل کرنے کی زحمت گوارا کرتے وہ ہم کو ہمارے باپ کی بدولت حاصل ہوگئی۔ لہٰذا اب ہمیں کسی محنت ومشقت کی ضرورت نہیں۔ اور یہ خیال کرکے وہ علم وعمل سے کورے رہ جاتے ہیں بخلاف عام آدمیوں خاص کر کسانوں کی اولاد کے کہ وہ آنکھ کھول کر حکام اور ان کے سپاہیوں کی طرف سے مار پیٹ قید اور دیگر اقسام کی توہین دیکھتے ہیں۔ اور ان سے وہ سخت توہین کے ساتھ خراج لیتے ہیں۔ اور اس وقت وہ کوئی ایسا چارہ کار سوچتے ہیں جو ان کو اس بلا سے آزاد کردے۔ تب حق تعالیٰ ان کو علم اور قرآن میں مشغول ہونے کا الہام فرماتے ہیں اور تعلیم میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ پھر جس قدر لوگ ان کی تعظیم کرتے ہیں اسی قدر علم اور مجاہدہ کی طرف ان کی رغبت زیادہ ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ پڑھتے پڑھتے شیخ الاسلام یا شیخ طریق ہوجاتے ہیں۔ اور سیدی شیخ احمد زاہد رحمہ اللہ اپنے صاحبزادے کو ہر خلوت کے موقع پر چالیس روز تنہا چھوڑتے تھے اور دروازہ بند کرکے چالیس روز تک نہ کھولتے تھے اور کہتے تھے کہ بیٹا اگر معاملہ میرے قبضہ میں ہوتا تو میں معرفت طریق میں کسی کو بھی تجھ پر مقدم نہ کرتا بلکہ سب سے اکمل تجھ ہی کو بناتا مگر کیا کیا جائے کہ سب کچھ خدا عزوجل کے اختیار میں ہے اور وہی جس کو جس قدر چاہتا ہے دیتا ہے پس میں (امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ بعض علماء وصلحاء کی اولاد میں جیسے شیخ تقی الدین اور شیخ سراج الدین کی اولاد اس قاعدہ کی مخالفت کی گئی اور ان کی اولاد نہایت کامل ہوئی ہے علیٰ ہذا ہمارے زمانہ کے علماء وفقراء کی ایک جماعت میں اس کی مخالفت کی گئی ہے جیسے سیدی محمد بن البکری الرملی وسیدی عبدالقدوس بن الشناوی وسیدی علی بن الشیخ محمد منیر وسیدی محمد بن الشیخ ابی الحسن الغمری اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات جن کا ہم نے طبقات العلماء الصوفیہ میں ذکر کیا ہے جس کا نام ہم نے لواقع الانوار فی طبقات الاخیار رکھا ہے کہ یہ لوگ اپنے آباء کی طرح علم وعمل میں کامل

ہیں خدا عزوجل مسلمانوں میں ایسے لوگوں کی کثرت کرے۔ اور ہم کو ان کی برکات سے نفع بخشے۔ (آمین ثم آمین)

(احوال الصادقین، ص، 19، 20)

حضرت شیخ المشائخ جگر مجددی مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اپنی بد خلقی سے پیروں کو بدنام نہیں کرنا چاہیے اگر کوئی تمہارے طریقہ کی طرف آئے تو اس سے خدمت لینے کی بجائے خود اس کی خدمت کرو ہاں اگر وہ محبت کے غلبہ سے خود تمہاری خدمت کرے تو دوسری بات ہے۔

مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پیر حق تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔

مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صوفیہ کے علوم و معارف اگر کتاب و سنت کے مطابق ہیں تو مقبول ورنہ مردود۔

مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اولیاء اللہ کے ساتھ بغض و عناد رکھنا زہر قاتل ہے۔

مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ناقص پیر کی صحبت زہر قاتل اور اس کی طرف رجوع کرنا مہلک ہے۔

مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شدید ریاضتوں سے بھی وہ بات میسر نہیں آتی جو بزرگوں کی صحبت سے مل جاتی ہے۔

حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قیوم اول الشیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مکتوبات نمبر 20 ج 2 میں فرماتے ہیں کہ ولایت خاصہ تک منازل کا طے کرنا اعمال شریعت (محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ وابستہ ہے۔ ذکر الٰہی جل شانہ جو اس راہ کا عمدہ طریقہ ہے۔ وہ ماموراتِ شرعیہ سے ہے۔ اور مناہی شرعیہ سے بچنا بھی اس راہ کی ضروریات میں سے اور فرائض کی ادائیگی (حق تعالیٰ کا) مقرب بناتی ہے۔ اور راہ بین و راہ نما (راستے کا جاننے والا اور راستہ دکھانے والا) پیر و مرشد کی تلاش بھی جو وسیلہ ہو سکے مامور شرعی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے ”وابتغوا الیه الوسیلة“ اس (اللہ تعالیٰ) تک پہنچنے کیلئے وسیلہ تلاش کرو۔

مختصر یہ کہ شریعت (محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ خواہ شریعت کی صورت ہو یا شریعت کی حقیقت کیونکہ ولایت و نبوت کے تمام کمالات کی اصل و بنیاد ”احکام شرعیہ“ ہیں۔ ولایت کے کمالات صورت شریعت کے نتائج ہیں۔ اور نبوت کے کمالات حقیقت کے ثمرات ہیں۔

حضرت شیخ المشائخ شیخ احمد زروق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو شیخ سنت کو نہ اپنا سکا اس کی تابعداری درست نہیں خواہ وہ ہزار کرامتیں دکھائے۔

(تصوف کے حقائق، ص، 300)

حضرت سیدنا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزہد میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب بات کی تو یہ بھی فرمایا: یہ جان لو کہ جس نے میرے کسی ولی کی بے عزتی کی یا اُسے ڈرایا اس نے مجھ سے جنگ کے لئے للکارا اور اپنے آپ کو پیش کر کے مجھے اس کی طرف دعوت دی۔ میرے لئے سب سے زیادہ تیزی میں حرکت میں لانے والی چیز میرے اولیاء کی مدد ہے جو مجھ سے جنگ کرتا ہے کیا وہ سمجھتا ہے کہ وہ میرا مقابلہ کر پائے گا؟ یا جو مجھ سے دشمنی کرتا ہے کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ مجھے بے بس کر دے گا؟ یا جو مجھے للکارتا ہے کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ میرے ہاتھ سے نکل جائے گا؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ میں (اپنے اولیاء کے لئے) دنیا و آخرت میں انتقام لینے والا ہوں اور ان کی مدد اپنے علاوہ کسی اور کے ذمے نہیں سونپتا۔

یہ بھی جاننا چاہئے کہ تمام گناہ اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنے کے مترادف ہیں۔ ایک حدیث مبارکہ میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا: میرے ساتھیوں کے بارے میں خبردار رہنا انہیں نشانہ نہ بنا لینا۔ جس نے انہیں تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے گرفت میں لے لے۔

(گنجینہ حکمت ص 472-473)

اولوالامر کی اطاعت واجب ہے

"اے مومنو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے اولوالامر کی۔ پس اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ ﷻ اور رسول ﷺ کی طرف لوٹاؤ۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہت بہتر اور اچھے انجام والی بات ہے"۔

حضرت سیدنا امام زاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے: حضور ﷺ نے حضرت سیدنا خالد بن ولید ؓ کو مجاہدین کے ایک لشکر کے ساتھ ایک قبیلہ کی طرف لڑنے کیلئے بھیجا۔ اس لشکر میں حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ جب قبیلہ کو حضرت سیدنا خالد بن ولید ؓ کی آمد کی اطلاع ملی تو ایک کے سوا سب بھاگ گئے۔ یہ ایک شخص اسلام لے آیا اور حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے خیمہ میں داخل ہوگیا۔ اور کہنے لگا کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں۔ کیا مجھے میرا اسلام لانا نفع دے گا؟ حضرت سیدنا عمار بن یاسر ؓ نے جواب میں کہا: ہاں ضرور تیرا ایمان تجھے فائدہ دے گا۔ جب اگلی صبح ہوئی تو حضرت سیدنا خالد بن ولید ؓ نے اسے اور اس کے مال واسباب دونوں کو قبضہ میں لے لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدنا عمار ؓ نے کہا۔ اے خالد ؓ! اسے چھوڑ دیجئے، میں اس کو امان دے چکا ہوں۔ یہ سن کر حضرت سیدنا خالد بن ولید ؓ بولے: امیر میں ہوں اور امان تم دیتے ہو۔ حضرت سیدنا عمار ؓ نے کہا: ہاں، میں نے امان دی ہے۔ دونوں میں اختلاف ہوگیا۔ حتیٰ کہ دونوں حضور سرور کائنات ﷺ کے حضور حاضر ہوئے۔ گفتگو سن کر آپ ﷺ نے حضرت عمار ؓ کی دی گئی "امان" کو درست قرار دیا اور اس شخص کو چھوڑ دیا گیا۔ پھر ارشاد فرمایا: اے عمار ؓ! آئندہ کیلئے امیر کی اجازت کے بغیر کسی کو امان مت دینا۔ حضرت سیدنا عمار ؓ جناب خالد بن ولید ؓ کے ساتھ مناظرانہ انداز میں گفتگو کر رہے تھے۔ یہ سب کچھ حضور سرور کائنات ﷺ کے سامنے ہو رہا تھا۔ جناب عمار نے حضرت خالد کو سخت الفاظ کہے۔ جس سے حضرت سیدنا خالد ؓ کو غصہ آگیا اور کہنے لگے: یا نبی اللہ ﷺ!

آپ ﷺ اس غلام کو اس بات کی اجازت دے رہے ہیں کہ آپ ﷺ کی موجودگی میں میری بے عزتی کرے؟ خدا کی قسم اگر آپ کی حرمت وعزت کا خیال نہ ہوتا تو میں بھی اینٹ کا جواب پتھر سے دیتا۔ حضرت سیدنا عمار ؓ ہاشم بن مغیرہ ؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے خالد ؓ! عمار ؓ کو برا بھلا کہنے سے رک جاؤ۔ جس نے حضرت سیدنا عمار ؓ کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ اپنا غضب نازل کرے گا اور جس نے حضرت سیدنا عمار ؓ پر لعنت کی اس پر خدا لعنت کرے گا۔ اس کے بعد حضرت سیدنا عمار ؓ اٹھ کر جانے لگے۔ تو حضرت خالد بن ولید ؓ نے ان کا کپڑا پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ اللہ کیلئے مجھ سے راضی ہو جاؤ۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ جس میں اولوالامر کی اطاعت کا حکم دیا۔

اسی مضمون کو صاحب حسینی نے اسباب النزول کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

آیت کریمہ کا مضمون واضح ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنی اطاعت کا حکم دیا۔ اور اطاعت رسول کریم ﷺ کا حکم دیا۔ اور پھر اولوالامر کی اطاعت کا حکم دیا۔ یعنی مسلمانوں میں سے جو حکومت کرتا ہے اس حاکم کی اطاعت کا حکم دیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: اگر تمہارا اور تم میں سے کسی حاکم کے درمیان جھگڑا ہو جائے۔ تو اسے ختم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف رجوع کرو۔ اور اگر رسول کریم ﷺ تم حیات ظاہری کے ساتھ بجسد ہمو جود ہوں تو ان کی بارگاہ میں تنازع لے جاؤ، آپ ﷺ فیصلہ فرمادیں گے۔ اور اگر آپ ﷺ دنیا سے (پردہ) یا انتقال کر چکے ہوں تو آپ ﷺ کی سنت مبارکہ سے فیصلہ کراؤ۔ جو فیصلہ کریں اس پر عمل کرو۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف جھگڑے کا لوٹایا جانا تمہارے لئے دنیا میں بہتر ہے اور اپنی عاقبت وانجام کے اعتبار سے بھی نہایت عمدہ ہے۔

خلاصہ یہ کہ حاکم و امیر کی اطاعت لازم ہے۔ لیکن اختلاف اس میں ہے کہ "اولوالامر" سے مراد کون ہیں؟ اکثر حضرات کا یہ کہنا ہے کہ اس سے مراد مسلمانوں کے امراء اور ان کے خلفاء ہیں۔ یہ قول مشہور قول ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد فوج کا سپہ

سالار ہے۔ کیونکہ آیت کا شان نزول یہی بتاتا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں (امراء، خلفاء، فوجی حکمران) کی اطاعت واجب ہے۔ لیکن مطلقاً نہیں بلکہ جب یہ لوگ عادل رہیں اور حق پر ہوں۔ یہ شرط اس لئے ضروری ہے۔ کیونکہ یہ آیت اپنی سابقہ آیت سے متصل ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے امانت کو اس کے حق دار کے سپرد کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور جس میں عدل و انصاف کا حکم بھی دیا ہے۔ اور یہ خطاب بعض مفسرین کرام کے نزدیک مملکت کے والیوں کیلئے مخصوص تھا۔ اس کے بعد اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کو حکم دیا۔ کہ تم ان (اولوالامر) کی اطاعت کرو۔ پھر حکم دیا کہ جھگڑے کے وقت اسے اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹاؤ۔ تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں کی اطاعت اس وقت تک لازم ہے جب یہ خود حق پر ہوں۔ اور اگر حق کے خلاف چلیں تو ان کی اطاعت کا حکم ختم۔ کیونکہ حضور سرور کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "**لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق**" اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں۔

حکایت: مسلمہ بن عبدالملک بن مروان نے ابوحازم کو کہا: کیا تمہیں ہماری اطاعت کرنے کا حکم **وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ** کے الفاظ قرآنی سے نہیں دیا گیا؟ جناب ابوحازم نے جواب دیا: کیا تم سے اطاعت کا منصب چھین نہیں لیا گیا جب تم نے حق کی مخالفت شروع کر دی؟ جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ہے: **فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ** (پارہ 5، سورۃ النساء، آیت 59) یعنی جھگڑے کی صورت میں فیصلہ اللہ کی کتاب اور رسول کریم ﷺ بنفس نفیس یا آپ ﷺ کی سنت مبارکہ کی طرف رجوع کرو۔ فی المدارک۔

اعتراض: اگر کہا جائے کہ یہ بات تمہارے موقف کے خلاف ہے۔ کیونکہ تم کہتے ہو کہ ظالم بادشاہ کی تقلید جائز ہے۔ اس کے خلاف خروج و بغاوت درست نہیں اور فسق و فجور کی بناء پر کسی کو امامت سے معزول نہیں کیا جاسکتا؟ آخری بات میں اگرچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ہے۔ لیکن پہلی دو میں وہ بھی یہی موقف رکھتے ہیں۔

جواب: میں کہتا ہوں کہ یہ بات اس وقت صحیح ہوتی ہے جب حق کے ساتھ فیصلہ کیا جانا ممکن ہو۔ اور اگر ناممکن ہو تو پھر صحیح نہیں۔ اور ہم نے جو اس کی صحت کا حکم لگایا ہے وہ اس حال میں ہے کہ جب فیصلہ حق کے ساتھ ہوتا ہو۔ اس لئے اب فسق عام ہو چکا ہے۔ اور ائمہ کی طرف سے ظلم کی روش عام ہو چکی ہے۔ اور خلفائے راشدین اور سلف صالحین (رضی اللہ عنہم) کے بعد ایسے امراء بکثرت آئے اور آرہے ہیں۔ پھر خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) کے بعد کے زمانہ والے سلف صالحین (رضی اللہ عنہم) ایسے حاکموں کی حکومت تسلیم کرتے رہے۔ ان کی ماتحتی میں رہے۔ ان کی اجازت سے جمعہ اور عیدین قائم کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان پر خروج یا ان سے بغاوت کرنے کا مشورہ نہ دیتے۔ دیکھیں حضرات صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے حضرت امیر معاویہ ؓ کی تقلید کی، جب کہ حق پر حضرت علی المرتضیٰ ؓ تھے۔ تابعین (رضی اللہ عنہم) نے حجاج بن یوسف کی تقلید و اتباع کی۔ حالانکہ یہ ظالم حکمران تھا۔ اس کی صاحب ہدایہ نے تصریح کی۔ علاوہ ازیں حضرت امام شافعی ؒ سے مروی ہے کہ حکمران اگر ظالم و فاسق ہو تو اس کا معزول کیا جانا درست ہے۔ لیکن ان کے مسلک کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ امام کو فسق کی وجہ سے معزول نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اسے معزول کر دینے اور کسی دوسرے کو اس کی جگہ امام بنا کر بٹھانے سے ملک میں فتنہ و انتشار پھیلنے کا شدید خطرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ امام خواہ فاسق ہی کیوں نہ ہو اس کی شوکت رعب لازماً ہوتا ہے۔ ہاں قاضی کا معاملہ ذرا مختلف ہے۔ اگر قاضی فسق و فجور کا عادی ہو جائے۔ تو امام شافعی ؒ کے نزدیک اس کی معزولی ضروری ہے۔ کیونکہ اس کی معزولی سے گڑبڑ کا خطرہ نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ قاضی کی شوکت، رعب و دبدبہ بالکل معمولی سا ہوتا ہے۔ شرح عقائد میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔ صاحب کشاف نے ظالم حکمرانوں کی اطاعت کا خوب رد کیا ہے۔ اور انتہائی سخت رویہ اختیار کیا ہے۔ کیونکہ صاحب کشاف کا مذہب "اعتزال" ہے۔ اور معتزلہ اس بات میں نہایت سخت رویہ کے قائل ہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے۔ کہ اُولِی الْاَمْرِ سے مراد شریعت مطہرہ کے علماء ہیں۔ گویا

اللہ تعالیٰ نے آیت میں جاہل لوگوں کو حکم دیا کہ علماء کی اطاعت کریں۔ اور علماء کو حکم ہے کہ وہ مجتہدین کی اطاعت کریں۔ اطاعت مجتہدہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (پارہ 5، سورۃ النساء، آیت 83) اور اگر وہ اس معاملہ کو رسول کریم ﷺ اور اپنے میں صاحبان امر کی طرف لوٹاتے البتہ اسے وہ لوگ جانتے ہیں جو ان میں سے اس کے استنباط و اجتہاد کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ لیکن یہ توجیہ اللہ تعالیٰ کی اس قول فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ (پارہ 5، سورۃ النساء، آیت 59) سے ضعیف سمجھی جاتی ہے۔ اس کہ اس کا معنی یہ ہے: اگر تم اور اولی الامر کسی امر میں جھگڑ پڑو۔ لیکن ایک مجتہد کے حکم میں اس کے مقلد کو جھگڑا کرنے گنجائش نہیں ہوتی۔ ہاں اگر یوں کہا جائے کہ آیت کریمہ کا معنی یہ ہے اے اولی الامر اگر تم دوسرے اولی الامر سے اختلاف کر بیٹھو۔ یعنی اولی الامر کا باہم اختلاف ہو جائے۔

مختصر یہ کہ منکرین قیاس نے اس آیت سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ "قیاس" حجت نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اختلاف کی صورت میں کتاب اور سنت کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے۔ قیاس کی طرف رجوع کرنے کا نہیں۔

ہم اس استدلال کا دفاع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ تمہیں شبہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اختلافی امر کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اسے کتاب اور سنت کی طرف لوٹاؤ۔ یہ رد یا لوٹانا ان دونوں پر قیاس کرکے ہی متحقق ہو سکتا ہے۔ لہٰذا قیاس کی حجیت ہونے پر لفظ "رد" دلالت کرتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت کے بعد "رد" کا حکم دیا۔ تو یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ احکام تین اقسام کے ہوئے۔ ایک وہ جو کتاب اللہ کے ظاہر سے ثابت ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جو سنت کے ظاہر سے ثابت ہوتے ہیں۔ اور تیسرے وہ جو ان دونوں پر "رد" کرنے سے قیاس کے طرق سے حاصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس آیت میں ہمارے موقف کی دلیل ہے۔ کہ "قیاس" حجت ہے۔ هكذا فی البیضاوی. (بیضاوی میں اسی طرح ہے)۔

حق بات یہ ہے کہ کہ اُولِی الْاَمْرِ سے مراد ہر حکمران ہے۔ خواہ وہ بشکل امام ہو یا امیر و سلطان، حاکم ہو یا عالم، مجتہد ہو یا قاضی، مفتی ہو یا کوئی صاحب مرتبہ۔ ہر تابع کو اپنے متبوع کی اطاعت کرنی ضروری ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی اطاعت اس کے مرتبہ کے اعتبار سے ہے۔ کیونکہ آیت کریمہ مطلق ہے۔ لہٰذا خصوص کی دلیل نہ ہونے کی وجہ سے اسے مقید نہیں کیا جاسکتا۔

یہاں ایک بات خاص طور پر جاننا ضروری ہے وہ یہ کہ خلافت کاملہ۔ یقیناً حضرت علی المرتضیٰ ﷜ پر ختم ہو چکی ہے۔ جو حضور ﷺ کے ایک قول کا مقتضی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "الخلافة بعدی ثلثون سنة ثم یصیر ملکا عضوضا" میرے بعد خلافت تیس سال تک چلے گی۔ پھر بادشاہت آجائے گی۔ لیکن "خلافت ناقصہ" بعد میں چلتی رہی۔ کیونکہ خلفائے بنی عباس بھی خالفت ناقصہ کے ساتھ متصف رہے۔ اور "امامت" بھی معدوم ہو چکی۔ کیونکہ ہمارے دور میں اس کی شرائط موجود نہیں۔ اس لئے کہ کم ازکم شرط یہ ہے کہ "امام" قریش میں سے ہونا چاہیے۔ اور یہ شرط اس دور میں اکثر مقامات میں معدوم ہے۔ لیکن سلطنت اور امارات باقی ہے۔ اس زمانے میں ہم پر ان کی اتباع و اطاعت لازم ہے۔ کیونکہ اولی الامر کی اطاعت کا تقاضا یہی ہے۔ اور **اولی الامر** کی اطاعت اس آیت کریمہ سے واجب ثابت ہوتی ہے، جو مطلق ہے۔ ان کی اطاعت واتباع اس لئے واجب نہیں کہ یہ امام یا خلیفہ ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(تفسیرات احمدیہ ص 417)

امام الصوفی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے انوار قدسیہ صفحہ نمبر 27 میں لکھا امیر اور غریب کے پیر میں فرق

اس لئے ہمارے بعض مشائخ رحمہم اللہ کا ارشاد ہے "**شیخ الامیر طبل کبیر و شیخ الفقیر عبد حقیر**" امیر کا پیر تو بڑا ڈھول ہے اسی طرح امیروں کا پیر مشہور تو بہت

ہوتا ہے، مگر اندر سے خالی ہوتا ہے اور غریب کا پیر حقیر غلام ہے۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب انوار قدسیہ صفحہ نمبر **198** پر لکھا کہ اگر ہمارے حکم کی خلاف ورزی کی جائے تو مکدر نہ ہونا چاہئے۔

اور درویش کی یہ شان ہے کہ جب وہ کسی کو ادب کی بات کا حکم کرتا یا کسی کام سے منع کرتا ہے اور وہ شخص جس کو حکم کیا یا منع کیا ہے اس کی خلاف ورزی کرے تو یہ اس سے مکدر نہیں ہوتا (کیونکہ) حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے "مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ" (پارہ 7، سورۃ المائدۃ، آیت 99) ترجمہ: رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام صرف پہنچا دینا ہے۔ اور فرماتے ہیں "فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَ عَلَيْنَا الْحِسَابُ" ترجمہ: پس آپ کے ذمہ پر پہنچا دینا ہے۔ اور ہمارے ذمہ حساب لینا ہے اور یہی منصب وارثان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے تو ان کا کام بھی صرف سمجھانا اور نصیحت کر دینا ہے۔ اس کے بعد چاہئے کوئی عمل کرے یا نہ کرے اس سے ان کو بحث نہ ہونی چاہئے، پھر مخالفت حکم کے وقت تم مکدر کیوں ہوتے ہو۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا (پارہ 11، سورۃ التوبہ، آیت 118) ترجمہ: پھر خدا عزوجل نے ان پر توجہ کی تا کہ وہ بھی خدا عزوجل کی طرف توجہ کریں اس سے معلوم ہوا کہ پہلے حق سبحانہ و تعالیٰ توجہ فرماتے ہیں پھر بندہ کو توجہ کی توفیق ہوتی ہے) پس جب خدا تعالیٰ بندہ میں گناہ کو پیدا کرتے رہیں گے۔ اس وقت تک ممکن نہیں کہ وہ گناہ سے توبہ کر سکے پھر جب حق سبحانہ و تعالیٰ بندہ میں گناہ کا پیدا کرنا چھوڑ دیں۔ اس وقت وہ بالضرور توبہ کرلے گا، اور اس لئے قیامت میں جب اہل حقوق دوسروں سے اپنے حقوق وصول کرلیں گے، اس وقت حق سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوگی، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ میں نے ہی بندوں کی زبان کو ان باتوں کے ساتھ گویا تھا جو (غیبت و بہتان وغیرہ کی قسم سے ہے) انہوں نے کہی تھیں اور میں نے ان کے دلوں میں وہ خیالات پیدا کئے تھے جن پر انہوں نے اقدام کیا۔ تو سبحان اللہ وہ کیسے حاکم عادل باریک بین اور دانا ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں کوئی ان سے ان کے افعال پر باز پرس نہیں کرسکتا۔

اس مضمون کو سمجھ جاؤ۔ اور جان لو کہ امتثال حکم کا معاملہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف راجع ہے

اگر حق تعالیٰ نے بندہ کے لئے امتثال کو مقدر کیا ہے تو وہ ضرور حکم کی تعمیل کرے گا ورنہ کسی حکم کرنے والے کی قدرت میں یہ بات نہیں کہ دوسرے سے اپنے حکم کی تعمیل کرالے جب کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا۔

جب تم نے یہ بات سمجھ لی تو اب نرمی اور رحمت کے ساتھ کیا کرو، تحقیر و تذلیل کے ساتھ کسی کو حکم نہ کیا کرو، کیونکہ مخلوق تقدیروں کے جاری ہونے کا محل ہے۔ (جس کے مقدر میں جو کچھ ہے وہ اس پر جاری ہو کر رہتا ہے) اور جس کام میں وہ شخص مبتلا ہے جس کو تم نے کوئی حکم کیا یا کسی کام سے منع کیا تھا اس کام کا سرزد ہونا تم سے بھی ممکن ہے (پھر کس لئے دوسروں کو حقیر سمجھتے ہو) بلکہ شفقت و رحمت سے حکم کرنا چاہئے اس کا اثر یہ ہوگا کہ) کہ جب تمہارے قلب میں اس پر رحم ہوگا تو دوسرا بھی انقیاد سے پیش آئے گا اور تمہاری نصیحت کا مشکور ہوگا، کیونکہ اس کے قلب نے تمہارے قلب کی شفقت و رحمت کا ادراک کرلیا ہے بخلاف اس صورت کے جب کہ تم نفسانیت اور تحقیر و بے رحمی کے ساتھ حکم کرو۔ اس وقت ادھر بھی نفسانیت ہی کا جواب ملے گا۔ اب دو نفسوں کا مقابلہ ہوگا تو بجز انکار اور عدم التفات کے کچھ حاصل نہ ہوگا، چنانچہ بکثرت اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ اس کو خوب سمجھ لو۔

حضرت سیدنا
مولانا عبد الرحمن جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

مسلم آنکس بود بقول رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	گرچہ عامی بود وگر عالم
کہ بہر جا بود مسلمانے	باشد از قول و فعل او سالم

ترجمہ:

ترا قول اور فعل ایذا نہ دیتا ہو جو مسلم کو
تو اے مسلم پہنچ جاتا ہے تو اسلام کی لم کو

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ لَا یَرْحَمُهُ اللّٰهُ

ترجمہ: جو آدمیوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا

حضرت سیدنا

مولانا عبد الرحمن جامی

نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

رحم کن رحم زانکہ بررخ تو	وررحمت بجزاز تو نکشاید
تاتو بردیگراں نہ بخشائی	ارحم الرّاحمین نہ بخشاید

ترجمہ:

نہ آیا رحم جس کو بے کسوں اور ناتوانوں پر
لگائی مہر اس نے حق کی رحمت کے خزانوں پر

وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ

(پارہ 12، سورۂ یوسف، آیت 76)

ترجمہ: ہر علم والے سے بڑھکر دوسرا صاحب علم موجود ہے

بارہواں باب
مریدین کی اصلاح
کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

مرید کا بیان

مادۂ اشتقاق کے اعتبار سے مرید وہ ہے جس میں ارادہ پایا جائے جیسے علم والے کو عالم کہا جاتا ہے۔ مگر صوفیاء کی اصطلاح میں مرید وہ ہے جس کا اپنا کوئی ارادہ نہ ہو۔ لہٰذا جو شخص اپنے ارادہ سے علیحدگی اختیار نہیں کرتا، وہ مرید نہیں کہلا سکتا حالانکہ اشتقاق کے اعتبار سے جس کا ارادہ نہ ہو وہ مرید نہیں کہلا سکتا۔ (رسالۂ قشیریہ، ص، 404)

حقیقت مرید

"مرید" اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے ارادے کو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں محو کردے اور اپنے مرشد کی راہنمائی میں ہر طرف سے کنارہ کش ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ حیات انسانی کی یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ انسان جس فن یا علم سے ناآشنا ہوتا ہے تو اس کو جاننے کیلئے وہ کسی ماہرِ فن استاد کی طرف رجوع کرتا ہے تاکہ اس کی راہنمائی اور دستگیری سے اس میں کمال حاصل کر کے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر لے۔ جب دنیاوی امور میں بغیر راہنما کے کامیابی کا حصول ممکن نہیں تو دینی اور روحانی امور میں بغیر راہنما اور استاد کے کس طرح کامیابی ممکن ہے؟

وہ طریقہ جس کے اندر رہ کر تربیت حاصل کی جاتی ہے وہ طریقت ہے اور جس کی راہنمائی میں شریعت کی پیروی کی جائے وہ مرد کامل مرشد کی ذات ہے اور مرشد اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں میں سے ہوتا ہے اور مخلصین کی وہ جماعت صوفیاء کرام اور اولیاء عظام کی برگزیدہ اور پاکیزہ جماعت ہے اور یہی اہلسنت والجماعت ہے سیدھی سی بات ہے کہ اس میں نہ کوئی فلسفانہ موشگافی ہے اور نہ کوئی الجھاؤ۔

(آئینہ تصوف، ص، 127,126)

پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ مرید کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو مگر وہ ہمیشہ یہی سمجھے کہ علم میں شیخ و مرشد مجھ سے بہت آگے ہے۔

مرید اپنے شیخ کی خوشنودی حاصل کرے کیونکہ مرید کے دل میں شیخ کی جس قدر محبت زیادہ ہوگی اسی قدر فیض کی زیادتی ہوگی۔

(آئینہ تصوف، ص، 146)

شمس العارفین شیخ الشیوخ عمر بن شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف المعارف ص 415 میں لکھا کہ مرید کے لیے یہ مناسب ہے کہ جب شیخ کے بارے میں اُسے کوئی دشواری پیش آئے۔ تو وہ حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو یاد کرے کہ کس طرح حضرت خضر علیہ السلام ایسے کام کرتے تھے۔ جنہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام ناپسند کرتے تھے۔ مگر جب حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو اپنے پوشیدہ رازوں سے آگاہ کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اعتراضات دور ہو گئے۔ لہٰذا اگر اپنی کم علمی کی وجہ سے شیخ کا کوئی فعل اُسے ناگوار معلوم ہو تو (سمجھ لے) شیخ علم و حکمت کی زبان سے اس کی توجیہ پیش کر سکتا ہے۔

شمس العارفین شیخ الشیوخ عمر بن شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف المعارف ص 424 میں لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کوئی کام کرتے تو اس پر ثابت قدم رہتے۔ لہٰذا شیخ کو بھی کبھی مرید کے حال سے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ اگر وہ تمام مال کو صرف کر دے تو وہ روحانیت کے ایسے درجہ کو پہنچ سکتا ہے کہ اس کے بعد اس کا مال کی طرف رُخ بھی نہیں ہوگا لہٰذا ایسے موقع پر وہ مرید کو اجازت دے سکتا ہے کہ وہ تمام مال صرف کر دے جس طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اجازت دی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا تمام مال قبول کر لیا تھا۔

آجکل تو ماشاء اللہ مریدین حضرات پیر سے ملاقات کے وقت نذرانہ، ہدیہ بھی نہیں پیش کرتے تو تمام مال تو بہت دور کی بات ہے۔ جبکہ ہدیہ دینا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے لہٰذا جو ہدیہ نہیں دیتا وہ تارک السنّت ہے۔

حضرت عارف باللہ شیخ عبدالقادر عیسیٰ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اعتراض سے بچنا مرید کیلئے ضروری ہے کہ وہ تربیت کیلئے شیخ کے طریقہ کار پر کوئی اعتراض نہ کرے کیونکہ

تربیت کے واسطے شیخ اپنے علم وخبر اور تجربہ کی بناء پر مجتہد کے مقام پر فائز ہوتا ہے۔ اسی طرح مرید کیلئے یہ مناسب نہیں کہ شیخ کے ہر تصرف کو پرکھے ایسا کرنے سے اس کا شیخ پر اعتماد کمزور ہو جائے گا۔ شیخ کے ساتھ اس کا قلبی اتصال ختم ہو جائے گا، شیخ اور اس کے درمیان روحانی استعداد کا رشتہ ختم ہو جائے گا اور وہ شیخ کے سبب حاصل ہونے والے خیر کثیر سے محروم رہ جائے گا۔

حضرت علامہ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ نے فرمایا جس نے مشائخ پر اعتراضات کے دروازے کو کھول دیا اور ان کے احوال وافعال میں نظر و بحث کرنے لگا تو یہ اس کی محرومی اور برے انجام کی علامت ہے

(تصوف کے حقائق، ص، 67)

حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں جس نے مشائخ کیلئے تاویل وتوجیح کا دروازہ کھولا اس کے احوال سے صرفِ نظر کی، ان کے معاملے کو اللہ عزوجل کے حوالے کیا اور اپنی اصلاح نفس کو مقصود بنایا اور مجاہدہ میں مشغول ہوا ایسا مرید، بہت جلد مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

(تصوف کے حقائق، ص، 67)

حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں بہت سے لوگ جنہیں توفیق نصیب نہیں ہوتی، وہ تربیت میں سختی دیکھ کر شیخ میں نقائص وعیوب نکالنا شروع کر دیتے ہیں۔ صاحب توفیق کو اس سے مکمل طور پر پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ نفس تو آدمی کی ہلاکت کے درپے ہے لہٰذا کبھی بھی شیخ سے اعراض میں نفس کی تابعداری نہیں کرنا چاہیئے۔

(تصوف کے حقائق، ص، 70)

حضرت محبوب سبحانی یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ مرید کیلئے سخت ترین چیز مخالفین سے میل جول ہے۔ (رسالہ قشیریہ، ص، 407)

حضرت شیخ المشائخ یوسف بن الحسین رحمۃ اللہ فرماتے تھے۔ جب تو کسی مرید کو دیکھے کہ وہ ان امور پر عمل کر رہا ہے۔ جو شریعت میں رخصت کہلاتے ہیں اور دنیاداری میں پھنسا رہتا ہے تو اس سے (طریقت میں) کچھ بن نہ سکے گا۔

(رسالۂ قشیریہ، ص، 407)

حضرت شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ مرید اور مراد میں کیا فرق ہے؟ فرمایا: مرید کو اس کا علم چلاتا ہے اور مراد کی نگہبانی حق سبحانہ کرتا ہے۔ اس لئے کہ مرید (پیادہ چلتا ہے اور مراد اُڑ کر جاتا ہے لہٰذا پیدل چلنے والا اڑ کر جانے والے کے مرتبہ تک کب پہنچ سکتا ہے؟)

(رسالۂ قشیریہ، ص، 409)

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ مشائخ کی خدمت مال و جان و تن سے کرو۔ اور ان کے افعال پر انکار نہ کرو۔ کہ ان کا منکر ہرگز خلاصی نہ پائے گا۔

(فیض الکریم، ص، 29)

حضرت سیدنا مقبول یزدانی داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا مرید کے لئے سب سے اہم چیز ہم نشینی ہے اور لامحالہ ہم نشینی کے حقوق کی پاسداری فرض ہے مرید کے لئے تنہائی ہلاکت کا باعث ہوتی ہے۔ اسی لئے سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابلیس تنہا آدمی کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے دور ہوتا ہے۔

حق تعالیٰ نے فرمایا: اگر تین آدمی باہم مشورے کر رہے ہوں تو چوتھا باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

المختصر مرید کے لئے تنہائی سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں۔

حکایات میں آیا ہے کہ حضرت سیدنا شیخ الشیوخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ وہ درجہ کمال کو پہنچ چکا ہے اور اب اس کے لئے تنہائی ہم نشینی سے بہتر ہے۔ اس نے گوشہ تنہائی اختیار کر لیا اور جماعت مشائخ سے روگرداں ہو گیا۔ رات کے وقت اس کے پاس ایک اونٹ لایا جاتا اور اسے کہا جاتا چلو بہشت جانا ہے۔ وہ اونٹ پر سوار ہوتے اور پر فضا مقام پر پہنچ جاتے خوبرو لوگوں کی معیت میں عمدہ کھانے اس کے لئے مہیا کئے جاتے۔ صبح تک وہ وہاں رہتا پھر اسے نیند آجاتی اور بیدار ہوتا تو اپنے زاویہ (تکیہ) میں ہوتا۔ رفتہ رفتہ انسانی غرور اس کے دل و دماغ پر مسلط ہو گیا اور تکبر نے اسے پوری طرح جکڑ لیا اور وہ اپنے اوپر اس حالت کے وارد ہونے کا دعویدار ہو گیا۔ حضرت سیدنا شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو علم ہوا تو وہ اس کے زاویہ پر تشریف لائے اور دیکھا کہ وہ غرور اور تکبر میں

مبتلا ہے۔ حال دریافت کیا تو اس نے سب واقعہ بیان کر دیا حضرت سیدنا شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آج رات اس مقام پر جانا تو وہاں پہنچ کر تین بار پڑھنا **لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔ ہنگام شب اسے پھر وہیں لے گئے۔ وہ دل میں حضرت سیدنا شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا منکر ہو رہا تھا۔ کچھ وقت گزرنے پر اس نے از راہ آزمائش تین بار لاحول پڑھا۔ جملہ حاضرین میں ایک خروش اٹھا اور سب کے سب چلے گئے اور اس نے اپنے آپ کو ایک کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر بیٹھا ہوا پایا اور اس کے گرد مردار جانوروں کی ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اس نے توبہ کی الغرض مرید کے حق میں تنہائی سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں۔

(کشف المحجوب ص469)

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا انوار قدسیہ صفحہ نمبر 71 پر کہ بزرگانِ دین (اولیاء اللہ) پر اعتراض کرنے کا نقصان۔

اور ہم نے مشاہدہ کیا کہ جس شخص نے صوفیہ پر بدون ان کے طریقہ میں داخل ہوئے اعتراض کیا ہے اس کے چہرہ پر پریشانی (اور بد رونقی) اور مردود و مطرود ہونے کی علامت ظاہر ہو جاتی ہے جو کسی صاحب بصیرت پر مخفی نہیں رہتی (اور اگر طریقہ میں داخل ہونے کے بعد اعتراض کیا تب تو سلب ایمان کا قوی اندیشہ ہے) اور ایسے آدمی کے علم سے خدا تعالیٰ کسی کو نفع نہیں پہنچاتے بخلاف ان لوگوں کے جو صوفیہ سے اعتقاد رکھتے ہیں (کہ ان کے چہروں پر مقبولیت کے آثار ظاہر ہوتے اور ان کے علم سے مخلوق کو بے حد نفع ہوتا ہے)۔

اور شیخ الاسلام محی الدین ابو زکریا یحیٰ ابن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد شیخ مراکشی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دمشق سے باہر اس غرض سے جایا کرتے تھے کہ اُن کے سامنے بعض ایسے مسائل پیش کریں جو (درس وغیرہ کے وقت) نقل کرتے ہوئے ان کی سمجھ میں نہ آئے تھے۔ پس اگر حضرات صوفیہ اسرار شریعت کو علماء شریعت سے زیادہ سمجھنے والے نہ ہوتے تو شیخ الاسلام محی الدین امام نووی رحمۃ اللہ علیہ جلالت و صحت اعتقاد اور بزرگی کے باوجود (جو ان کو خود حاصل تھی) اپنے مرشد کریم آفتاب ولایت شیخ مراکشی رحمۃ اللہ علیہ سے احکام کے بارے میں رجوع

نہ کرتے (پس معلوم ہوا کہ صوفیہ کرام رضی اللہ عنہم احکام شرعیہ کو بھی سب سے زیادہ جانتے ہیں)۔

فائدہ صوفی: میرے عزیز دوستوں صحبت مرشد ساری عمر ضروری ہے۔ بغیر صحبت کے کمال حاصل کرنا مشکل ہے اور پھر طریقہ نقشبندیہ میں صحبت سنت موکدہ ہے۔

حضرت سیدنا امام طریقہ خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا طریقہ سب ادب ہی ادب ہے طلب راہ کی ایک شرط ادب ہے۔ ایک ادب حق سبحانہ کی نسبت ہے اور ایک ادب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ہے۔ اور ایک ادب مشائخ طریقت کی نسبت ہے۔ حق تعالیٰ کی نسبت ادب یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں بشرط کمال بندگی اسکے حکموں کو بجالائے اور ماسوا سے بالکل منہ پھیر لے۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ادب یہ ہے کہ اپنے تئیں ہمہ تن (اپنی تمام کوششیں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع و پیروی کے مقام میں رکھے اور تمام حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واجب خدمت کو نگاہ رکھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام موجودات اور حق سبحانہ کے درمیان واسطہ سمجھے۔ جو کوئی ہے اور جو کچھ ہے سب کا سر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستانہ عزت پر ہے۔ جو ادب مشائخ کی نسبت طالبوں پر لازم وواجب ہے وہ اس جہت سے ہے کہ مشائخ سنتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے سبب سے اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ لوگوں کو حق تعالیٰ کی طرف بلائیں پس درویش کو چاہئے کہ غیبت وحضور میں ان کا ادب ملحوظ رکھے۔

(مشائخ نقشبندیہ ص 124)

حضرت سیدنا زبدۃ العارفین خواجہ محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کے بعد شہر مکہ سے مخاطب ہو کر لکھا

وَھَلْ اَنْتِ یَا مَکَّۃُ اِلَّا وَادٍ　　شَرَّفَکِ اللّٰہُ عَلیٰ الْبِلَادِ

"اے شہر مکہ! تو محض ایک وادی ہی ہے۔ اللہ عزوجل نے تجھے تمام شہروں پر فضیلت دی ہے۔"

نصیب درویش یہ ہے کہ دوستان حق تعالیٰ کی خدمت کرے تا کہ ان کے وجود مسعود کی برکت سے امن وسلامتی میں رہے۔ دین ودنیا کی بلاؤں اور شر سے مامون رہے۔ تو نے دیکھا اور جانا کہ رب کریم اپنے دوست اور محبوب کی خاطر دشمن کو محبوب کے شہریوں سے دور و باز رکھتا ہے اور اپنے محبوب کے پیروکاروں سے اگر مصائب وبلا کو دنیا میں اور عقبیٰ میں وہ دور فرماتا ہے تو اس کے کرم سے بعید نہیں

مثنوی

ترجمہ: ''تو پاک اور متبرک خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنا لیکن یہی سرمہ آنکھ جلاتا بھی ہے جلاتا بھی ہے اس محبوب کی خاک پا کو آنکھ کا سرمہ بنا، تاکہ تو اپنے نفس اور شیطان کو قابو کر سکے۔ کبھی اس شاگردی اور فقر کے باوجود بھی تو سینے والی سوئی ہوتا ہے اور کبھی ٹکڑے کرنے والی ذوالفقار۔ پس چتارہ اطاعت وانقیاد میں خاموش رہ، کسی شیخ کامل کے زیر عاطفت یا امر استاد میں اگر چہ تو مستعد اور قابل ہے باوجود کہ تو کاہلی اور سستی سے لاف زنی کرے گا اور مسخ ہو جائے گا۔ تجھے اگر استعداد وامان میسر ہے تو پھر استاد گرامی، معلم اور شیخ شہر سے سرکشی کیسی! ہاں ہاں! لازماً ہر آئینہ شاہوں سے حسد کرنا چھوڑ دے، ورنہ تو جہاں میں ابلیس ہو جائے گا۔ شیخ کامل اگر زہر خوری بھی کرے تو وہ شہد بن جاتا ہے۔ تو اگر شہد بھی کھائے تو وہ زہر کا اثر رکھتا ہے۔ جا دھیان کر! شیخ کا معاملہ بدل گیا ہے اور اس کا سارا معاملہ دل کے ساتھ ہو گیا ہے۔ اسی لئے تو اس کی آگ بھی نور بن گئی ہے جو لطف نما ہے''۔

(تفسیر یعقوب چرخی، ص276)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ عمرو بن عثمان مکی صوفی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں، یعنی مروت یہ ہے کہ بھائیوں کی لغزش سے غفلت کی جائے۔ حضرت مقبول یزدانی شیخ ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مروت یہ ہے کہ اپنا مرتبہ و مال دنیا میں بھائیوں پر صرف کر دے اور آخرت میں ان کو دعا سے خاص کر دے۔

(نفحات الانس ص96)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ محمد و احمد ابناء ابی الورد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں، یعنی ولی کی بابت (متعلق) آپ سے سوال کیا گیا تو فرمایا کہ ولی وہ ہے کہ جو اولیاء اللہ کا دوست ہو اور خدا عزوجل کے دشمنوں کا دشمن ہو۔ احمد بن ابی الورد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ جب اللہ تعالیٰ ولی میں تین چیزیں بڑھا دے تو وہ تین باتوں میں بڑھ جاتا ہے جب اس کے مرتبہ میں بڑھائے

(۱) تو وہ تواضع اور عاجزی میں بڑھ جاتا ہے۔

(۲) اور جب اس کا مال بڑھاتا ہے تو وہ سخاوت میں بڑھ جاتا ہے۔

(۳) اور جب اس کی عمر بڑھتا ہے تو وہ عبادت میں زیادہ مجاہدہ کرتا ہے۔

(نفحات الانس ص146)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابوعبداللہ السنجری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں، کہ مریدوں کے لئے زیادہ فائدہ مند نیک بختوں کی صحبت ہے ان کے افعال اور اخلاق کی پیروی کرنا۔ دوستانِ خدا عزوجل کی قبروں کی زیارت کرنا اور یاروں اور فقیروں (پیر بھائیوں) کی خدمت بجالانا۔

(نفحات الانس ص129)

حضرت سیدنا سراج السالکین ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں، مرید کا ادب یہ ہے کہ مشائخ کی عزت اور بھائیوں کی خدمت اور اسباب کے نکلنے اور اپنے نفس پر آداب شرع کی حفاظت کا التزام کرے۔

(نفحات الانس ص106)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابو حفص حداد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کسی نے نصیحت کی درخواست کی۔ فرمایا اے بھائی! ایک دروازہ کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ تاکہ تمام دروازے تجھ پر کھل جائیں اور ایک آقا کے ہو کر رہو تاکہ تمام آقا تیرے آگے گردن جھکائیں۔

(سفینۃ الاولیاء ص170)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ آفتاب ولایت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مرید وہ ہے کہ ارادت کی آگ کی تاثیر سے اس کی ضروریات جل جائیں۔ اور اس کے مقصود ذات میں سے کچھ نہ رہا ہو۔ دل کی بصیرت سے پیر کے آئینہ میں مراد کے جمال کو دیکھ کر سب دلوں سے منہ پھیر لیا ہو۔ اس کا قبلہ پیر کا جمال ہو۔ اور پیر کی غلامی اور خدمت میں آزادی سے فارغ ہو گیا ہو۔ نیاز کا سر پیر کے آستانہ کے بغیر اور کہیں نہ رکھے بلکہ نیستی کی رقم اپنے وجود کی پیشانی پر کھینچ دی ہو۔ پیر کے غیر کے وجود کے تفرقہ کے شعور سے چھوٹ گیا ہو۔

(نفحات الانس ص441)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابوطالب خرزج بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں، شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

کہتے ہیں کہ اس مرید کو کوئی فلاح نہیں جو استاد و پیر کی طرف سے خواری نہ اٹھائے۔ اس کے تھپڑ نہ کھائے۔ اس کی **لعنک اللہ** نہ سنے اور **یرحمک اللہ** نہ اٹھائی ہو۔ وردنا کامی سے زندہ نہ رہا ہو۔ وہ خود چھوٹا ہوا ہو اور استاد اور پیر کی یعنی خلاصی نہیں پاوے۔ حاصل کی ہو مرد، بے پدر (بغیر باپ کے) تو حرامزادہ ہوتا ہے اور بے پیر اور بے استاد لا یفلح ہوتا ہے یعنی خلاصی نہیں پاتا۔

(نفحات الانس ص 277)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابوالحسین بن نبان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں یعنی سعی (کوشش) کر کہ اپنے خواجہ کے دروازہ سے کسی حال میں جدا نہ ہو جائے۔ کیونکہ وہ سب کی پناہ ہے مگر جو شخص اس آستانہ سے دور جا پڑا۔ اس کو نہ کوئی قرار ہے نہ اس کا کوئی مقام ہے۔

(نفحات الانس ص 245)

حکایت: مریدین نے حضرت سیدنا شیخ المشائخ شیخ ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیں وصیت فرمائیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دین پر مجتمع رہو اپنے اکابر کی مخالفت سے پرہیز کرو۔ اور طاعت و عبادت کی ان سے اجازت لو۔ اور ان کے مشورہ پر طاعات کرو اور اوراد و وظائف کرو۔ اپنا جو سبق مرشد کریم عنایت کریں وہی کرو حسبِ استطاعت محتاجوں، مسکینوں اور ناداروں کی مدد کرو۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری محنت ضائع نہیں کرے گا

فائدہ: اگر کسی سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو رحمتِ الٰہی سے ناامید نہ ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر وقت قبولیت ہی قبولیت ہے۔

(تفسیر روح البیان ترجمہ ج 18 ص 306)

حکایت: حضرت سیدنا شیخ الشیوخ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا سلوک ہوا فرمایا مجھے سزا کے طور پر تیس سال تک کھڑے ہونے کی سزا ملی صرف اس لئے کہ میں نے ایک دن مبتدع (گمراہ بدعتی) کو نظرِ شفقت سے دیکھا تھا اور فرمایا گیا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے دشمن کو ایک دین کے مخالف کو نظرِ عنایت سے کیوں دیکھا۔

سبق آموز بات: یہ اس محدث اور بزرگ کی کہانی ہے جس پر محدثین کو ناز ہے پھر ایک معمولی کم فہم انسان پر کیا گزرے گی جو گمراہوں کی مجلسوں میں زندگی بسر کرتا ہے۔

مسئلہ: بدمذہبی صرف انسانوں سے مخصوص نہیں بلکہ جنات وغیرہ میں بھی بدمذہب ہوتے ہیں

(روح البیان ج7 پارہ 8 ص 101)

عمدۃ المفسرین خواجہ محمد یعقوب ثم الچرخی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اے نیک بخت! جہاں تک تجھ سے ممکن ہو اس کے دوستوں کو دوست رکھ، یعنی مومنوں کو جو حقیقتاً دوستانِ حق ہیں اور بھر جو اس کے مخلص ترین دوست ہیں جو اولیاء اللہ ہیں، ان کو دکھ نہ دے تاکہ تو کہیں ہلاک و برباد نہ ہو جائے۔

بیت

'بسا اوقات ظاہری صورت نے کئی لوگوں کو گمراہ کیا۔ انہوں نے ظاہری صورت حال پر رویہ دکھایا مگر انجانے میں وہ اللہ عزوجل کے مقابل و مخالف ہو گئے۔ تو اس کے دوست و محبوب رکھ اور ان کی صحبت و ہم نشینی کا طلب گار رہ''۔

مثنوی

''اے کریم انسان! تو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے حق کا سبق پڑھ۔ دیکھ کہ القائے شوق اور محبت میں آپ علیہ السلام کیا فرماتے ہیں میں چلتا رہوں تاکہ مجمع البحرین تک پہنچ جاؤں بحکم خداوندی، اتنی تگ و دو کے بعد جا کر میں کہیں سلطان زمن کا ساتھی بنو۔ میں اتنی وجاہت و سرفرازی اور اتنی اعلیٰ وارفع اور بلند مرتبت مسند نبوت پر فائز ہونے کے باوجود بحکم ربی متلاشی خضر علیہ السلام ہوا، پس اگر تجھے بھی خلعت زیبائی محبوبیت پہننا ہے تو اپنے آپ سے الگ و آزاد ہو، نفی ذات کر، میں سالوں تک پر و بال کے ساتھ محو پرواز رہا، سالوں تک نہیں بلکہ ہزراوں سال ان گنت و بے شمار، تو ان پاؤں کو زمین پر پڑا مت دیکھ اس لئے کہ عاشق یقین مرتبت تو دل پر چلتا ہے یعنی اس کی حکمرانی دلوں پر ہوتی ہے''۔

(تفسیر یعقوب چرخی، ص 207)

حضرت شیخ المشائخ سیدنا محمد بن احمد بن اسماعیل بن سمعون رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ان سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں کو زہد اور ترک دنیا کی طرف بلاتے ہو اور خود عمدہ عمدہ کپڑے پہنتے ہو۔ اور عمدہ کھانے کھاتے ہو یہ کیا بات ہے۔ آپ نے کہا جب تیرا حال خدا عزوجل کے ساتھ ایسا ہو جائے جیسا کہ چاہئے تو نرم کپڑے اور عمدہ کھانا نقصان نہیں دیتا۔

(نفحات الانس ص 259)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرید کے لئے مرشد کی خدمت اور اپنے بھائیوں کا ادب ضروری ہے اور تمام خواہشات نفس سے کنارہ کش ہو کر اتباع لازمی ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 403)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ شیخ ابو العباس قصاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرید مرشد کا آئینہ دار ہوا کرتا ہے اور اس آئینہ میں اسی طرح دیکھا جا سکتا ہے جیسے مرید نور ارادت سے مشاہدہ کرتا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 391)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مرید اپنے مرشد کی جس قدر خدمت کرتا ہے اس قدر اس کے مراتب بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 370)

الصوفی امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے انوار قدسیہ صفحہ نمبر 45 میں لکھا ہے کہ طریق سلوک میں شیخ کی اتباع بہت ہی ضروری ہے

(اور اس راستہ میں شیخ کے اتباع کی بہت ہی ضرورت ہے) کیونکہ یہ غیبی راستہ ہے (جس کو آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا اس لئے) بدون رہنما کے یہ (کبھی) طے نہیں ہو سکتا اور (حضرت سیدنا شیخ کبیر) جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ میں دس برس تک (صوفیہ کرام کے) اس قول میں توقف (اور شک) کرتا رہا کہ ذاکر (اثناء سلوک میں) ایک ایسے حال پر پہونچتا ہے کہ اگر (اس وقت) اس کے چہرہ پر تلوار ماری جائے تو اس کو (ذرا بھی)

احساس نہ ہو یہاں تک کہ (جب ہم کو خود یہ حالت پیش آئی تو اس وقت شک دور ہوا اور ہم نے اس بات کو (بعینہٖ) ویسا ہی پایا جیسا کہ مشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے فرمایا تھا اور جس شخص کو (کسی خاص حالت کا) ذوق حاصل ہو جاتا ہے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جب وہ ایسے شخص سے جس کو وہ ذوق نصیب نہیں ہوا یہ کہتا ہے کہ مجھ کو (فلاں حالت کا) ذوق حاصل ہے تو یقین کے ساتھ اس کی بات قبول نہیں کی جاتی، بلکہ محض تقلید کے طور پر مان لی جاتی ہے۔

حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شیخ کی مجلس میں مرید کے لئے بھی یہی آداب مقرر ہیں مرید کو چاہئے کہ شیخ کی مجلس میں بالکل خاموش بیٹھے اور شیخ کے روبرو اچھی اور عمدہ بات بھی اس وقت تک نہ کہے جب تک شیخ سے اجازت طلب نہ کرے اور شیخ کی طرف سے اجازت نہ مل جائے۔ شیخ کے حضور میں مرید کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سمندر کے کنارے بیٹھا ہوا رزق کا منتظر ہو۔ وہ شیخ کی آواز پر اسی طرح گوش برآواز رہے اور کلام شیخ کے ذریعے اپنے روحانی رزق کا انتظار کرتا رہے اس طرح اس کی عقیدت اور طلب حق کا مقام مستحکم ہوتا ہے۔ اور مرید فضل الٰہی کا مستحق بنتا ہے مگر جب وہ خود بات کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو یہ جذبہ اس کو مقام طلب سے پیچھے ہٹا دیتا ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں انانیت ہے اور مرید کی ایک لغزش اور گناہ ہے (وَ ذٰلِکَ جِنَایَۃُ الْمُرِیْدُ)

(عوارف المعارف ترجمہ شمس بریلوی ص 595)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ شیخ ابوالمسعود رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد: حضرت سیدنا شیخ ابو المسعود رحمۃ اللہ علیہ الہام ربانی کے مطابق اپنے رفقاء سے ہمکلام ہوتے تھے اور فرماتے کہ میں بھی تمہاری طرح یہ کلام سن رہا ہوں ایک صاحب (مریدنے) جو اس مجلس میں موجود تھے اور اس نکتہ کو نہیں سمجھ سکتے تھے کہا کہ کہنے والا اپنی بات کو خوب جانتا ہے بھلا وہ سامع کی طرح کس طرح ہو سکتا ہے۔ جو اس بات سے پہلے ناواقف تھا اسی عدم وقوف کی بنا پر وہ اس کی بات کو سنتا ہے یہ کہہ کر وہ اپنے گھر واپس آ گئے رات کو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا

ان سے کہہ رہا ہے کیا غوطہ خور سمندر میں موتیوں کے لئے غوطہ نہیں لگاتا! مگر وہ اپنی تھیلی میں سیپیوں کو جمع کرتا ہے جن کے اندر موتی ہوتے ہیں۔ مگر اس وقت اس کو یہ موتی نظر نہیں آتے یہ موتی اس کو اس وقت نظر آتے ہیں جب وہ سمندر سے باہر نکل آتا ہے اور اس وقت وہ لوگ بھی ان موتیوں کے دیکھنے میں اس غوطہ خور کے برابر کے شریک ہو جاتے ہیں جنھوں نے غوطہ نہیں لگایا لیکن ساحل پر موجود ہیں۔ تب وہ سمجھ گئے کہ خواب میں یہ اشارہ شیخ ابوالمسعود رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی طرف ہے پس مرید کے لئے بہترین طرز ادب یہی ہے کہ شیخ کے حضور میں مکمل خاموشی اختیار کرے اور اس وقت تک گفتگو نہ کرے جب تک شیخ خود اس کے قول وفعل کی بھلائی اور بہتری کے لئے ابتدا نہ کرے۔

(عوارف المعارف ص 597)

حضرت سیدنا شیخ الشیوخ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک روز آپ نے ایک شخص سے کہا کہ اگر تمہیں حضرت امام طریقہ خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں ایک نسبت حاصل ہو جائے اس کے بعد تم کسی دوسرے بزرگ کی خدمت میں چلے جاؤ اور اس کی صحبت میں بھی وہی نسبت پھر حاصل ہو جائے تو تم کیا کرو گے۔ کیا خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ دو گے پھر آپ ہی نے فرمایا کہ کسی دوسری جگہ سے اگر تمہیں وہی نسبت حاصل ہو تمہیں چاہئے کہ ان کو حضرت سیدنا خواجہ بہاء الدین سے سمجھو۔ اور یہ حکایت بیان کی کہ قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک مرید شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں گیا وہ نہایت بھوکا تھا۔ اس نے اپنے پیر کے گاؤں کی طرف منہ کر کے کہا شیئاً للہ قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جو اس کا حال معلوم ہوا تو اپنے خادم کو حکم دیا وہ کھانا اس کے پاس لے گیا جب وہ درویش کھانا کھا کر فارغ ہوا تو پھر اپنے پیر کے گاؤں کی طرف منہ کر کے کہا شکر اللہ قطب الدین حیدر۔ کہ آپ نے ہم کو کسی جگہ نہیں چھوڑا۔ جب خادم حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا تو آپ نے پوچھا کہ تم نے اس درویش کو کیسا پایا۔ خادم نے عرض کیا کہ وہ مہمل شخص ہے۔ کھانا تو آپ کا کھاتا ہے مگر شکر قطب

الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کا کرتا ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرید اس سے سیکھنی چاہئے کہ ظاہری و باطنی فائدہ جس جگہ پائے اسے اپنے پیر کی برکت سے سمجھے۔

(مشائخ نقشبندیہ ص154)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا طالب دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک مرید۔ دوسرا مراد۔

(۱) مرید وہ شخص ہوتا ہے جس کے دل میں پہلے سے جذب اور محبت اللہ تعالیٰ کی نہ ہو۔ لیکن وہ کسی کامل کے ہاتھ پر بیعت ہو کر ذکر و شغل اور ریاضت و مجاہدہ کرتا ہوا بتدریج سلوک میں ترقی کرے۔ ایسا شخص بھی متقدمین اولیاء اللہ سے ریاضات و مجاہدات کرتا ہوا آخر میں واصل ہو کر محبوب بن جاتا ہے۔

(۲) مراد وہ ہوتا ہے جس کے دل میں ابتدا ہی سے جذب اور محبت اللہ تعالیٰ کی ہو۔ ایسے شخص کے لئے کسی کامل کے ہاتھ پر بیعت ہونا ضروری ہے اور وہ بہت جلد واصل ہو کر اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ (مشائخ نقشبندیہ ص458)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پیر کے سامنے غیر کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہئے اور کسی کی طرف التفات نہ کرنی چاہئے۔ خواہ وہ التفات کسی کے خطاب کے جواب میں ہو۔ چنانچہ نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت سیدنا شیخ المشائخ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آپ کے ایک مرید خاص سے خطاب کیا اس مرید نے بالکل اس کا جواب نہ دیا اور اس کی طرف التفات نہ کی۔ جب اس شخص نے خطاب میں بہت مبالغہ کیا تو حضرت محمد صدیق نے اپنے مرید سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم اس کو جواب میں یہ بیت کہہ دو:

من گم شدہ ام مرا مجوئید
از گم شدگاں سخن نگوئید

ترجمہ:

میں گمشدہ ہوں مجھے مت ڈھونڈو
گم شدگا ہوں سے کوئی بات نہیں کہی جاتی

(مشائخ نقشبندیہ ص318)

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا انوار قدسیہ صفحہ نمبر 70 پر کہ مرید کے لئے صحبت شیخ (مرشد کریم ضروری ہے)۔

اور جاننا چاہئے کہ طالب علم کو علم پر عمل کرنا اور اس کے آداب بجالانا اور علم (کی برکت) سے انس وخیر نصیب ہونا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ جماعت صوفیہ کا معتقد اور ان سے (ہمیشہ) ملتا جلتا نہ رہتا ہو اس کے بعد (بے شک) اس کو علم پر عمل کرنے کی توفیق ہوگی کیونکہ یہ حضرات اس کو ان وسائس پر متنبہ کریں گے جو کہ دل کو قبول خیر سے مانع ہوتے ہیں اس لئے کہ علم (بھی) نفس کے لئے ایک قوت ہے پس جتنا علم زیادہ ہوگا وہ اسی قدر نفس قوی اور متکبر اور خیر سے منکر ہوگا (تو عارفین اپنے خدام کو ایسے نسخے اور ترکیبیں بتلا دیتے ہیں جس سے علم کا زہریلا مادہ نکل جاتا ہے اور پاک صاف حصہ باقی رہ جاتا ہے)۔

اور حضرت سیدنا سلطان العلماء شیخ عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ مذہب صوفیہ کے صحیح ہونے کی دلیل تمہارے سامنے یہ ہے کہ ان سے کرامات بکثرت ظاہر ہوتی ہیں (اگرچہ مقبولیت اور ولایت کے لئے کرامات کا ظہور کچھ ضروری نہیں نہ وہ اس پر موقوف ہے، مگر تاہم جس طرح معجزات نبی کی نبوت پر دلالت کیا کرتے ہیں اسی طرح کرامات ولی کی ولایت پر دلیل ہوتی ہے) اور فقہاء میں سے ہم نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس کے ہاتھ پر ایک کرامت بھی ظاہر ہوئی ہو، ہاں اگر (کوئی فقیہ) صوفیہ کے طریقہ پر چل چکا ہو (تو اس کے ہاتھ سے کرامات کا ظہور ہوسکتا ہے، مگر ظاہر ہے کہ اس صورت میں یہ برکت محض علم کی نہیں ہے، بلکہ طریق صوفیہ پر چلنے کی برکت ہے) اور جو شخص کرامات اولیاء کی تصدیق نہیں کرتا وہ ان کی برکت سے محروم رہتا ہے۔

حضرت سیدنا شیخ المشائخ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اولیائے کرام کے مزارات کی زیارت سے جمعیت کا فیض طلب کرو۔ اور مشائخ کرام کی ارواح طیبہ کو

فاتحہ اور درود کے ثواب کا تحفہ پہنچا کر بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بناؤ کیونکہ ظاہر و باطن کی سعادت اس سے حاصل ہوتی ہے۔ مگر مبتدیوں کے لئے بغیر تصفیہ قلبی کے اولیاء کی قبروں سے فیض حاصل ہونا مشکل ہے اسی واسطے حضرت سیدنا امام طریقہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حق سبحانہ کا مجاور ہونا قبروں کے مجاور ہونے سے بہتر ہے۔

(مشائخ نقشبندیہ ص318)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ خواجہ عبدالخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں، اللہ تعالیٰ کے راستے میں ثابت قدم رہو۔ جاہلوں سے بچو۔ اور جان مال سے مشائخ کی خدمت کرو۔ ان کی پیروی کرو اور ان کے سیر و سلوک کو نگاہ رکھو اور ان کے کسی کام سے انکار نہ کرو سوائے خلاف شرع کے۔ اگر تم مشائخ کا انکار کرو گے تو کبھی کامیاب نہ ہو گے۔

(جواہر نقشبندیہ ص179)

ایک درویش حضرت سلطان المشائخ محبوب سبحانی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مفلسی کی وجہ سے حاضر ہوا فرمایا کہ کہہ دو اس وقت ہمارے پاس کچھ موجود نہیں۔ آج جو کچھ ملے گا تم کو دیدیا جائے گا۔ اس دن اتفاق سے کچھ نہیں آیا فرمایا کہ کل، اس طرح چند دن گزر گئے اور کہیں سے کوئی نذرانہ نہیں آیا۔ اپنے کفش مبارک اس درویش کو عطا فرمادیئے۔ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے انتہائی عقیدت مند ہو گیا اور دہلی سے باہر چلا گیا راستہ میں امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ جو بادشاہ کے ساتھ کہیں گئے ہوئے تھے اور وہاں سے واپس دہلی آرہے تھے اس فقیر سے ملاقات ہوگئی امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اس درویش سے پوچھا کہ سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کا حال کچھ معلوم ہے؟ درویش نے کہا اچھی طرح ہیں۔ پوچھا کہ کوئی نشانی ان کی تیرے پاس ہے۔ کہا ہاں یہ آپ کے جوتے (مبارک) ہیں جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو عطا کیے ہیں۔ پوچھا ان کو فروخت کرتا ہے کہا ہاں پانچ لاکھ روپیہ جو سلطان محمد نے قصیدے کے صلہ میں خسرو کو دیئے تھے وہ سب آپ نے ان جوتوں کے عوض اس درویش کو دے دیئے۔ اور اپنے پیر کے جوتوں کو خرید لیا اپنے سر پر ان جوتوں کو رکھ کر سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

حاضر ہوئے سلطان المشائخ ؒ نے فرمایا خسرو! سستے خرید لئے۔

(سفینۃ الاولیاء ص136)

حضرت سیدنا نور محمد کنڈائی ؒ کے حالات میں، جب بھی اپنے مرشد کریم خان حضرت قاضی احمد ؒ حاضر ہوتے تو مرشد کے لئے پھل فروٹ سبزی ترکاری الغرض کوئی نہ کوئی تحفہ ضرور لے کر حاضر ہوتے تھے اور جب کبھی پیسے نہیں ہوتے تھے اس دن جنگل جاکر کلہاڑی سے لکڑیاں کاٹ کرلاتے اور ان لکڑیوں کے تمام کانٹوں کو صاف کرتے تاکہ لنگر خانہ میں جلاتے وقت کسی خادم یا خادمہ کے ہاتھ کو کوئی کانٹا نہ چبھ جائے اور اس کو کوئی ایذا نہ پہنچ جائے۔

(سندھ کے صوفیاء نقشبند ج2، ص 375)

حضرت سیدنا ابراہیم قصار ؒ نے فرمایا کے دنیا میں دو چیزیں سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں ایک فقیروں کی صحبت دوسرا اولیاء اللہ کی محبت اور انکی خدمت۔

(سفینۃ الاولیاء ص22)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ شیخ عبدالوھاب ؒ سے اس فقیر عبدالحق ؒ نے دریافت کیا کہ باوجود اس ریاضت، حال و مکاشفہ اور تصرفات جو آپ ؒ میں بدرجہ کمال موجود تھے مشائخ پیروں) کی صحبت میں رہ کر اور کیا چیز حاصل کی۔ شیخ المشائخ شیخ عبد الوھاب ؒ نے جواب میں فرمایا: جو کچھ مجھے ملا ہے وہ مشائخ کی صحبت بابرکت کا فیض ہے پھر تھوڑی دیر بعد کہا میرا مذہب اور میری اسلامی شریعت کی بقاء و قیام کا انحصار ہی ان بزرگوں کی برکات پر ہے۔ ابتدائی زمانہ میں ایسے مختلف حالات پیش آئے کہ میں کہتا اللہ ہی جانتا ہے میرا کیا حشر ہوگا اور کس جنگل میں حیران و پریشان پھروں گا لیکن بزرگوں کے طفیل اور ان کی صحبت کی وجہ سے میرا طریقہ دین اسلام مستحکم و مضبوط ہوا اور اصلی کام یہی ہے کہ آخرت کے کام درست ہوجائیں۔

ایک مرتبہ حضرت سیدنا بایزید بسطامی ؒ حضرت امام جعفر صادق ؓ کی

خدمت میں تھے تو انہوں نے فرمایا کہ اے بایزید فلاں طاق میں جو کتاب رکھی ہے وہ اٹھا لاؤ۔ آپ نے دریافت کیا وہ طاق کس جگہ ہے۔ امام جعفر صادق ؓ نے فرمایا کہ اتنے عرصہ رہنے کے بعد بھی تم نے طاق نہیں دیکھا۔ آپ ؒ نے عرض کیا کہ طاق تو کجا میں نے آپ کے روبرو کبھی سر بھی نہیں اٹھایا اس وقت امام جعفر ؓ نے فرمایا کہ اب تم مکمل ہو چکے لہٰذا بسطام واپس چلے جاؤ۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 104)

فائدہ: اس واقعہ سے عبرت حاصل کرو اور مرشد کریم کی موجودگی میں اِدھر اُدھر دیکھنے سے یا آپس میں باتیں کرنے سے یا آپس میں لڑائی جھگڑا کرنے سے پرہیز کریں اور مرشد کریم کے غیر موجودگی میں دنیاوی بات نہ کریں وعظ و نصیحت کریں صوفیاء حضرات جب ذکر کرے شیخ طریقت کے ساتھ تو شیخ کے ماتھے پر نظر کریں۔

حضرت سیدنا شیخ عبدالحق محدث دھلوی ؒ نے فرمایا کہ سالکان طریقت کو چاہئے کہ مشائخ کے اقوال پر اعتماد کرے اور کامل طور پر ان کے احکام پر کاربند رہے اگرچہ میں اس مسئلہ میں اختلاف رکھتا ہو لیکن اس کی بابت (متعلق) کوئی شک وشبہ نہ کرتے ہوئے پیر و مرشد کے حکم پر آمنا وصدقنا کہے اور مزید فرمایا یہ وہ راستہ ہے کہ اس میں شروع ہی سے پیر و مرشد کے کہے کو بے چون وچرا (کیوں؟ کیا؟ کیسے؟ کے بغیر) مانتا رہے۔ ورنہ آگے چل کر اس کے لئے نقصان کا سبب ہوتا ہے پہلے تو پیر و مرشد کی پیروی و اعتقاد میں مشغول رہے اور پھر رفتہ رفتہ ان کی صحبت اور اپنے ذوق و شوق فطرت سلیمہ کے مطابق تحقیق و یقین کے مرتبہ پر فائز ہو جائے۔

(اخبار الاخیار ص 689)

ایک محقق عالم دین حضرت علامہ مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی ؒ فتاویٰ رضوی جلد نمبر 24 میں تحریر فرماتے ہیں کہ پیر کے حقوق مرید پر شمار سے افزوں ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے، اس کی رضا کو اللہ ﷿ کی رضا

اس کی ناخوشی کو اللہ ﷻ کی ناخوشی جانے، اسے اپنے حق میں تمام اولیائے زمانہ سے بہتر سمجھے ، اگر کوئی نعمت بظاہر دوسرے سے ملے تو اسے بھی پیر ہی کی عطا اور اسی کی نظر توجہ کا صدقہ جانے، مال اولاد جان سب اس پر تصدق کرنے کو تیار رہے، اس کی جو بات اپنی نظر میں خلافِ شرع بلکہ معاذ اللہ کبیرہ معلوم ہو اس پر بھی نہ اعتراض کرے، نہ دل میں بدگمانی کو جگہ دے بلکہ یقین جانے کہ میری سمجھ کی غلطی ہے، دوسرے کو اگر آسمان پر اڑتا دیکھے جب بھی پیر کے سوا دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کو سخت آگ جانے، ایک باپ سے دوسرا باپ نہ بنائے، اس کے حضور بات نہ کرے ہنسنا تو بڑی چیز ہے، اس کے سامنے آنکھ کان دل ہمہ تن اُسی کی طرف مصروف رکھے، جو وہ پوچھے نہایت نرم آواز سے بکمال ادب بتا کر جلد خاموش ہو جائے۔ اس کے کپڑوں، اس کے بیٹھنے کی جگہ، اس کی اولاد اس کے مکان، اس کے محلہ، اس کے شہر کی تعظیم کرے۔ جو وہ حکم دے کیوں نہ کہے دیر نہ کرے، سب کاموں پر اسے تقدیم دے۔ اس کی غیبت میں بھی اس کے بیٹھنے کی جگہ میں نہ بیٹھے اس کی موت کے بعد بھی اُس کی زوجہ سے نکاح نہ کرے روزانہ اگر وہ زندہ ہے اس کی سلامت وعافیت کی دعا بکثرت کرتا رہے اور اگر انتقال ہو گیا تو روزانہ اس کے نام پر فاتحہ ودرود کا ثواب پہنچائے، اس کے دوست کا دوست، اس کے دشمن کا دشمن رہے۔ غرض اللہ ﷻ ورسول ﷺ کے بعد اس کے علاقے کو تمام جہان کے علاقے پر دل سے ترجیح دے اور اسی پر کاربند رہے وغیرہ وغیرہ جب یہ ایسا ہوگا تو ہر وقت اللہ ﷻ وسید عالم ﷺ وحضرات مشائخ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی مدد زندگی میں نزع میں قبر میں حشر میں میزان پر صراط پر حوض پر ہر جگہ اس کے ساتھ رہے گی ۔ اس کا پیر اگر خود کچھ نہیں تو اس کا پیر تو کچھ ہے یا پیر کا پیر یہاں تک کہ صاحب سلسلہ حضور پُر نور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یا پھر نقشبندیوں کے امام خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور سلسلہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یا پھر خواجہ خواجگان معین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ یا پھر شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور پھر یہ سلسلہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ اور اُن سے حضرت سیدنا امام المرسلین رحمت دوعالم ﷺ اور اُن سے اللہ رب العلمین تک مسلسل چلا گیا ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ پیر چاروں شرائط بیعت کا جامع ہو پھر اس کا حُسنِ

اعتقاد سب کچھ پھل لا سکتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت شیخ المشائخ شاہ مجا قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید ابو یوسف) کی طرف ایک مکتوب لکھا ہے۔ میری جان۔ مرید کیلئے تنہا رہنے سے صحبت بہتر ہے۔ کیونکہ تنہائی میں آفات ہیں۔ اور صحبت میں حالات۔ اور پیر کی ایک ساعت کی صحبت خلوت سے کئی درجہ بہتر ہے۔ اور خلوت تب اختیار کرے۔ جبکہ خلوت وصحبت اس لئے یکساں ہو اگر مرید اس مرتبہ تک نہ پہنچے اور خلوت کا طالب ہو جائے تو اس صورت میں خلوت اس کیلئے موجب آفت ہے۔ میری جان۔ مرید کو پیر کی صحبت نماز پنجگانہ وروزہ رمضان کی طرح فرض جاننی چاہیئے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ تاکہ اس پر حالات منکشف ہوں۔

(فیض الکریم، ص، 37)

زبدۃ العارفین حاجی حافظ عبد الکریم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا مرید کو لازم ہے کہ شیخ کے کلام میں جدال نہ کرے اگر حق بجانب مرید ہو شیخ ایسے کلام کو کسی مصلحت کے سوا نہیں کہتا اور جدال ایک قسم کا اعتراض ہے۔ اور اعتراض شیخ سے حرام ہے۔ اور جدال کرنے والا مرید مسخرہ شیطان ہوتا ہے۔ اور ہوائے نفس میں غرق ہے اور اہل طریق کے نزدیک اس کی برائی ظاہر ہے۔ فعل مباح میں جس نے شیخ سے منع کیا ہو۔ علماء کے اقوال پر حجت لانا مرید کی بدبختی کی علامت ہے۔ ایسا مرید ہرگز فلاح نہیں پاتا۔

(فیض الکریم، ص، 31)

حضرت خواجہ خواجگان زبدۃ الواصلین معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس نے کچھ پایا وہ خدمت پیر سے پایا۔ مرید پر لازم آتا ہے کہ وہ فرمان پیر سے سر مو (بال کے برابر) بھی انحراف نہ کرے، پیر جو فرمائے اسے گوش ہوش سے سنے نماز تسبیح اور اوراد کی جو تلقین کرے اس پر عمل کرے پیر مرید کو سنوارنے کیلئے اور اسے کمال تک پہنچانے کیلئے عمل کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔

(ہشت بہشت، ص، 75)

حضرت قطب الاقطاب خواجہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب کوئی مرید ہونے کو آئے تو پیر میں اس قدر قوت باطنی ہونی چاہیئے کہ اپنے مرید کے دل کا زنگ اپنے نور معرفت

سے صاف کردے اگر یہ قوت نہیں ہے تو مرید نہ بنائے جو خود گمراہ ہے دوسروں کی رہبری کیا کریگا۔

(ہشت بہشت، ص، 222)

حضرت قطب الاقطاب خواجہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو شخص سات دن والدین مشائخ اور پیروں کی خدمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نامہ میں سات سو سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور جو قدم اٹھاتا ہے اس کے بدلے حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

(ہشت بہشت، ص، 337)

حضرت سیدنا زبدۃ العارفین خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے درویش! میں نے ایک بزرگ سے سنا ایک دن صدق سے اپنے پیر کی خدمت کرنا بے صدق کی ہزار سالہ خدمت کرنے سے بہتر ہے۔

مزید فرمایا اے درویش! جب تک تو درویشوں کی خدمت نہ کرے گا کبھی بھی کسی مقام پر نہ پہنچے گا۔

حضرت خواجہ خواجگان زبدۃ الواصلین معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر کے خواب کے کپڑے سر پر بیس سال اٹھائے رکھے حج میں ہمراہ لے گئے پھر جا کر انھیں یہ نعمت نصیب ہوئی۔

حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی مرید۔ جو پانچ وقت کی نماز ادا کرتا ہو۔ لیکن ورد وغیرہ بہت کم کرتا ہو۔ مگر شیخ کی محبت اس کے دل میں بہت ہو۔ اور پیر پر اس کا اعتقاد نہایت پکا ہو۔ اور دوسرا مرید جو طاعت وتسبیح اور اوراد وغیرہ بہت کرتا ہو۔ اور اس نے حج بھی کئی کیے ہوں۔ لیکن اس کا اعتقاد پیر کے حق میں درست نہ ہو۔ تو ان میں سے مرتبے میں کون افضل ہے؟ فرمایا جو پیر کا محب اور معتقد ہے۔ اس کا مرتبہ دوسرے سے افضل ہے۔

(ہشت بہشت، ص، 868)

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شاگرد کو اپنے استاد کے ساتھ علم دین حاصل کرنے کے سبب محبت ہے اور مرید کو اپنے مرشد سے راہِ طریقت معلوم کرنے کی

وجہ سے محبت ہے، بلکہ استاد کو اپنے شاگرد کے ساتھ جو محبت ہوتی ہے وہ بھی اس بناء پر ہوتی ہے کہ دین کا سلسلہ اس کی وجہ سے مدتوں تک میرے ساتھ منسوب ہو کر جاری رہے گا اور مجھ کو آخرت میں صدقۂ جاریہ کا اجر ملے گا۔ اسی طرح اپنے خادم اور محسن کے ساتھ اسی نیت سے محبت ہوتی ہے کہ ان کی خدمت اور احسان کی وجہ سے فارغ البالی حاصل ہوتی اور اطمینان کے ساتھ عبادت واطاعت کا وقت نصیب ہوتا ہے۔ پس یہ سب اللہ عزوجل ہی کے واسطے محبت ہے کیونکہ کوئی دنیاوی غرض اس محبت سے مقصود نہیں ہے مگر پھر بھی چونکہ خاص اللہ عزوجل کی ذات مطلوب نہیں ہے، اس لئے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ کسی اللہ عزوجل کے پیارے اور نیک بندے سے بغیر کسی دینی غرض کے صرف اس وجہ سے محبت ہو کہ یہ شخص اپنے محبوب یعنی حق تعالیٰ کا محبوب ہے؛ کیونکہ معشوق کے کوچے کا کتا بھی دوسرے کتوں سے ممتاز ہوتا ہے، پھر بھلا کیسے ممکن ہے کہ حق تعالیٰ سے محبت ہو اور اس کے محبوب بندوں سے محبت نہ ہو۔ یاد رکھو کہ رفتہ رفتہ یہ تعلق یہاں تک قوی ہو جاتا ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب بندوں کے ساتھ اپنے نفس کا سا برتاؤ ہونے لگتا ہے بلکہ اپنے نفس پر بھی ان کو ترجیح ہوتی ہے۔ پس جتنا بھی یہ علاقہ مضبوط ہوگا اسی قدر کمال میں ترقی ہوگی۔

(تبلیغ دین، ص79)

حضرت عارف باللہ سیدی ابراہیم الدسوقی القرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید اپنے شیخ کی بارگاہ میں میت کی صورت میں ہوتا ہے۔ کوئی حرکت نہ کوئی کلام اس کے حضور اجازت کے بغیر گفتگو نہیں کر سکتا اور شادی سفر باہر جانا اندر آنا خلوت جلوت علم یا قرآن کریم یا ذکر یا خانقاہ میں خدمت میں مصروف ہونا وغیرہ سب کام شیخ طریقت کی اجازت کے بغیر نہیں کرنا۔ پرانے بزرگوں اور بعد والوں کا اپنے مشائخ کے ساتھ یہی دستور تھا کیونکہ شیخ ہی سب کا والد ہے اور اولاد پر واجب ہے کہ اپنے والد کی نافرمانی نہ کرے اور نہ فرمانی کیلئے ہم کوئی ضابطہ نہیں دیکھتے جس کے ساتھ ہم اسے منضبط کر دیں۔ یہ مسئلہ تو تمام احوال میں جاری ہے اور اسے اہل طریق نے اسی طرح مقرر کیا ہے کہ وہ ایسے ہے جیسے غسل دینے والے کے

ہاتھوں میں میت تو اے بیٹے اپنے والد کی اطاعت کو لازم کر اپنے جسم کے والد سے مقدم سمجھ کیونکہ باطن کا والد ظاہر کے والد سے زیادہ نفع بخش ہے۔ کیونکہ وہ بیٹے کو ایک منجمد لوہے کے ٹکڑے کی صورت میں پکڑتا ہے اسے پگھلاتا ہے قطرات میں بدلتا ہے اور اس پر سر صنعت سے ایک سر ڈالتا ہے اور اسے خاص سونا بنا دیتا ہے۔ اے بیٹے! اسے سن تجھے فائدہ ہوگا۔ کئی فقراء نے اپنے مشائخ کی صحبت اختیار کی حتیٰ کہ فوت ہو گئے مگر ادب نہ ہونے کی وجہ سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور بعض، بُغض و عناد کا شکار ہو گئے۔ ہائے افسوس مردوں کے روگردانی غیر موافق لوگوں کی صحبت اور مرید کے محالات پر کان دھرنے سے۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 361)

حضرت شیخ المشائخ الشیخ محمد ابو المواہب الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کئی مرتبہ مرید سے مزید نعمتیں صرف اس لئے روک لی جاتی ہے۔ کہ اس نے اپنے شیخ کے قول اور فعل پر کیوں، کس لئے، کہہ دیا کیونکہ یہ اہل طریقت کے نزدیک گناہ ہے جس کا شعور ہر ایک کو نہیں ہے۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 551)

حضرت شیخ المشائخ الشیخ علی نور الدین المرصفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب مرید سے ایسی چیز واقع ہو جو کہ اس کے شیخ کے نزدیک قابل مذمت ہے اور وہی چیز غیر شیخ کے قابل تعریف ہے تو اہل طریقت کے نزدیک اس پر واجب ہے کہ اپنے شیخ کی کلام کی طرف رجوع کرے اس کے غیر کی کلام کی طرف نہیں۔ اور اگر مرید کیلئے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ اس کے شیخ کا کلام علماء کی کلام کے یا ان کے دلیل کے خلاف ہے تو اس پر اپنے شیخ کے کلام کی طرف رجوع کرنا لازم ہے۔ اور اَولیٰ ہے جبکہ راسخین فی العلم سے ہو۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 641)

حضرت شیخ المشائخ الشیخ علی نور الدین المرصفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مرید اپنے شیخ کے حکم سے باہر ہو جاتا ہے اس کی مجلس سے تعلق توڑ لیتا ہے تو اگر اس کا سبب شیخ سے یا اس کی جماعت سے شرم ہے جو کسی لغزش میں اس کے گرنے یا کسی کوتاہی میں پڑنے کی وجہ سے تو

وہ طلاق رجعی کی طرح ہے۔ پس شیخ کو چاہیے جب رجوع کرے تو قبول کرلے۔ کیونکہ شیخ کی حرمت اس مرید کے نفس میں باقی رہی ہے خصوصاً مرید اپنی کج روی کی حالت میں شیخ کی طرف انتہائی محتاج ہوتا ہے۔ پس شیخ کو چاہیے کہ اس مرید پر نرمی کرے سختی نہ کرے۔ اور چھوڑے نہیں مگر جب شیخ اور مرید کے مابین قوت عہد کی وجہ سے اس پر اعتماد ہو۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 641)

حضرت شیخ المشائخ الشیخ علی نورالدین المرصفی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ مرید کو حق نہیں پہنچتا کہ اپنے شیخ سے اس کی ناراضگی اور اسے چھوڑ دینے کی وجہ پوچھے بلکہ یہ سوئے ادب ہے اہل طریقت کے نزدیک مرید کیلئے جائز نہیں اپنے طرف سے کبھی بھی جواب دے جبکہ اس کے شیخ نے اسے کسی گناہ میں ملوث قرار دیا ہو کیونکہ شیخ وہ کچھ دیکھتا ہے جو مرید کو نظر نہیں آتا کیونکہ وہ طبیب ہے۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 641)

حضرت شیخ المشائخ الشیخ محمد بن ابی جمرہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ تین آدمی اکثر فلاح نہیں پاتے۔ اکثر تین آدمی فلاح سے محروم رہتے ہیں۔
شیخ کا بیٹا، اس کی بیوی، اس کا خادم۔

(۱) بیٹا تو اس لئے محروم رہتا ہے کہ وہ ایسے ماحول میں آنکھیں کھولتا ہے کہ مریدین اس کے ہاتھ چومتے، اسے گردنوں پر بیٹھاتے اس سے برکت لیتے اور اس کے مطالبے پر اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ تو اس کا نفس بڑا ہو جاتا ہے اور بچپنے سے ہی سرداری کی محبت میں پلتا ہے۔ اب اس پر تاریکی کی صفات پے در پے وارد ہوتی ہے۔ اس میں کسی واعظ کا وعظ اثر نہیں کرتا۔ اور اکابر پر جرأت کرتا ہے اور اپنے اوپر ان کی بزرگی کی نفی کرتا ہے۔ اور اگر با صلاحیت ہو کر آتا تو اپنے والد سے بڑھ جاتا اور اپنے والد سے ہر کسی سے زیادہ نفع حاصل کرتا۔

(۲) رہی اس کی بیوی تو شیخ کو شوہر کی نظر سے دیکھتی ہے نہ کہ ولایت کی نظر سے وہ سمجھتی

ہے کہ یہ خواہش میں اس کا محتاج ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کی نگاہ کو روشن فرماتا اور وہ اسے ولایت کی نظر سے دیکھتی تو ہر کسی سے پہلے اس سے نفع پاتی کیونکہ وہ دن رات اسی سے وابستہ رہتی ہے

(۳) اور خادم اس لئے محروم رہتا ہے کہ وہ شیخ کو بار بار دیکھتا ہے اس کے کھانے پینے اور سونے کے حالات پر اسے آگاہی ہوتی ہے۔ اسی لئے صوفیاء کرام نے فرمایا ہے۔ کہ شیخ کو خاص ضرورت کے بغیر اپنے مرید کے ساتھ مل کر کھانا پینا اور بیٹھنا نہیں چاہیے اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں اس کے دل سے اس کا احترام ختم نہ ہو جائے۔ پس اس کا دل برکت سے محروم ہو جائے۔ اور یوں صحبت کی برکت سے محروم رہے۔ اگر خادم اپنے شیخ کو تعظیم سے دیکھے تو دوسروں کی نسبت اسے زیادہ نفع اور کامیابی حاصل ہو۔

(برکات روحانی طبقات امام شعرانی، ص، 327)

حضرت شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین سے فرمایا کرتے تھے: اگر میں جانتا کہ دو رکعت نفل کی ادیگی میرے لئے تمھارے ساتھ بیٹھنے سے افضل ہے تو میں تمھارے پاس نہ بیٹھتا۔

(کتاب اللمع فی التصوف، ص، 331)

جب شیخ کی طرف سے کسی مرید کے ساتھ مسلسل بے توجہی اور بے التفاتی رہے اور مرید کی معنوی تربیت و اصلاح نہ ہو رہی ہو تو کوئی دوسرا مرشد ایسے شخص کو بیعت کر کے تربیت معنوی کر سکتا ہے۔ اگر والدین کسی بچے کو ابتدائی بچپن میں جبکہ وہ ابھی ناسمجھ ہوتا ہے کسی بزرگ کا بیعت کروا دیتے ہیں۔ اس طرح بیعت تو ہو جائیگی لیکن یہ بیعت تبرک کہلائے گی جب وہ بچہ بالغ ہوتا ہے اور بیعت کی حقیقت کو جان لیتا ہے لیکن وہ اپنے آپ کو کسی دوسرے بزرگ کی طرف مائل پاتا ہے اور اسکی صحبت میں بیٹھ کر اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے تو وہ اس دوسرے بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کر سکتا ہے۔

(آئینہ تصوف، ص، 147)

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد الطالبین صفحہ نمبر 50 پر تحریر فرمایا: **اپنے پیر کو افضل سمجھنے کا مفہوم:**

مسئلہ: بعض صوفیاء اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے ہیں کہ مرید کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے پیر کو دوسرے مشائخ سے افضل سمجھے اور بعض کہتے ہیں کہ اس طرح کا اعتقاد باطل ہے اس لئے کہ "وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ" ترجمہ: ہر علم والے سے بڑھکر دوسرا صاحب علم موجود ہے۔

فقیر (حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ) یہ کہتا ہے کہ فضیلت دینا دو طرح کا ہے ایک تو اپنا پیر بنا لینے کے اعتبار سے اور اس صورت میں فضیلت اس معنی میں ہے کہ اپنے پیر کو خود اپنے حق میں اوروں (پیروں) سے زیادہ نفع بخش (انفع) مانے۔ یہ (بالکل) صحیح ہے۔ دوسرے بے اختیاری سے افضل سمجھنا جو سکر (بیخودی میں) اور فرطِ محبت کا نتیجہ ہے کہ جب محبت کامل ہو گئی تو عاشق کو اپنی نگاہ میں غیر محبوب کے فضائل محبوب سے کم نظر آنے لگے۔ اس صورت میں وہ معذور ہے کیونکہ وہ نشۂ محبت میں چور ہے۔ ان دو تاویلات کے سوا فضیلت دینے کے کوئی اور معنی نہیں ہو سکتے۔

حضرت سیدنا زبدۃ العارفین شیخ عبدالقادر عیسیٰ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ تصوف کے حقائق صفحہ 68 پر تحریر فرماتے ہیں مرید کے لئے ضروری ہے کہ وہ (اپنے مرشد) شیخ کی موجودگی یا عدم موجودگی۔ ہر حال میں شیخ کی تعظیم و تکریم کرے اور اس کی حرمت کی حفاظت کرے۔

حضرت علامہ شیخ ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جس نے مشائخ کی حرمت کو چھوڑ دیا وہ جھوٹے دعوؤں میں مبتلا ہو کر بالآخر شرمندگی اُٹھاتا ہے۔

حضرت علامہ شیخ المشائخ محمد بن حامد ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر تمہیں کوئی ایسا مقام مل جائے جس کے بعد تیرے دل میں شیخ (طریقت) کی حرمت و لذت نہ رہے اور نہ ہی اس مقام والوں کی دل میں عزت رہے تو سمجھ لینا کہ تم دھوکے میں ہو اور استدراج کا شکار ہو گئے ہو۔

اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاحْسَنَ تَادِیْبِیْ

(کنزالعمال ج 4، ص 44، مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور خوب سکھایا

تیرہواں باب

آداب مریدین کا بیان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

مفسر قرآن حضرت علامہ حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا" اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو اور اے وہ لوگو جو خدا عزوجل کی طرف راغب ہوئے ہو۔ "لَا تُقَدِّمُوۡا" آگے نہ بڑھاؤ اپنی باتوں کو "بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ" خدا عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے بات کے آگے یعنی بات نہ کرو اس سے پہلے کہ رسول ﷺ بات کرے یا آپ ﷺ سے پہلے امر و نہی میں جلدی نہ کرو یا کتاب و سنت کی تاویل بیان کرنے میں پیغمبر ﷺ پر سبقت نہ لے جاؤ، کہ وہ اس سے بہت زیادہ واقف ہے۔ "وَاتَّقُوا اللّٰهَ" اور کام میں بات میں حضور (آقائے دوجہاں ﷺ) سے آگے بڑھ جانے میں خدا عزوجل سے ڈرو "اِنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌ" بیشک خدائے تعالیٰ تمہارے باتیں سننے والا ہے۔ "عَلِیۡمٌ" "تمہارے افعال کو جاننے والا ہے۔" "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا" اے ایمان والو! "لَا تَرۡفَعُوۡۤا" اونچی نہ کرو "اَصۡوَاتَکُمۡ" اپنی آوازوں کو "فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ" پیغمبر ﷺ کے آواز کے اوپر کیونکہ پیغمبر ﷺ ان کو آداب مجلس کے طریقے سکھاتے ہیں یعنی جب بات کرو تو اپنی آواز کو حضور (آقائے دوجہاں ﷺ) کی آواز سے اونچی نہ کرو، "وَلَا تَجۡهَرُوۡا" اور کھل کر نہ بولو "لَهٗ بِالۡقَوۡلِ" آپ سے بات کو یعنی چلا کے آپ کو نہ پکارو "کَجَهۡرِ بَعۡضِکُمۡ" جیسے کھل کر بولتے ہیں بعض تم میں سے "لِبَعۡضٍ" بعض سے بلکہ اپنی آواز کو بہت نرم کر کے بات کرو تاکہ لوازم آداب کی رعایت کرتے رہو۔ بعضوں نے کہا ہے کہ حضور (آقائے دوجہاں ﷺ) کو نام اور کنیت سے نہ بلایا کرو بلکہ آپ ﷺ کو یا نبی اللہ ﷺ یا رسول اللہ ﷺ یا حبیب اللہ ﷺ کہہ کے خطاب کرو "اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ" تاکہ تمہارے عمل باطل نہ ہو اس جرأت اور بے ادبی کی وجہ سے "وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ" اور تمہیں خبر نہ ہو کہ تمہارے عمل بے ادبی کی وجہ سے

اکارت گئے۔ بزرگوں نے کہا ہے۔ "مَنْ تَرَکَ الْاَدَبُ رُدًّا عَنِ الْبَابِ" جس نے ادب کو چھوڑ دیا رد کیا گیا دروازے سے۔ ابلیس کی نو لاکھ سالہ عبادت ایک بے ادبی میں ضائع ہوگئی۔

نگاہ دار ادب در طریق عشق و نیاز	کہ گفتہ اند طریقت تمام او ادب است

عشق و نیاز کے راستہ میں ادب کو نگاہ رکھ

کیونکہ کہتے ہیں کہ طریقت ساری کی ساری ادب ہے۔

(تفسیر حسینی الموسوم بہ تفسیر سعیدی، ج، 2، ص 356)

حضرت علامہ جلال الدین محلی وعلامہ جلال الدین سیوطی (رحمۃ اللہ علیہم) فرماتے ہیں کہ انتہائی ادب کا تقاضا اور "اِلَیْھِمْ" یہ نکتہ ہے کہ یہ انتظار اس وقت تک رہنا چاہیئے کہ آپ ﷺ کی باہر تشریف آوری تمہارے لئے ہی ہو ورنہ اگر تشریف تو لے آئے مگر دوسرے کام کیلئے یا دوسری طرف متوجہ ہوگئے تو پھر بھی صبر و انتظار کرنا چاہیئے کیونکہ یہ خروج اِلَیْھِمْ نہیں ہے جو غایت ہے صبر کی بلکہ توجہ اِلَیْھِمْ ہے جو کافی نہیں ہے ایسی صورت میں با ادب کھڑے رہو حتی کہ خود حضور ﷺ تمہاری طرف متوجہ ہو جائے یا قرائن سے معلوم ہو جائے کہ تمہاری ہی لئے تشریف آوری ہوئی ہے۔

حضور ﷺ کے پردہ کرنے کے بعد حضور ﷺ کی احادیث پڑھنے اور سننے کے وقت بھی نیز قبر شریف کے پاس حاضری کے وقت بھی آداب نبوی ملحوظ رہنے چاہئیں حتی کہ خلفاء اور علماء ربانیین اور اولوالامر کے ساتھ بھی درجہ بدرجہ انھیں آداب سے پیش آنا چاہیئے تاکہ جماعتی نظام قائم رہے۔ جو آنحضرت (آقائے دو جہاں ﷺ) کے متبع ہیں وہ ان احکام کے بھی متبع رہیں گے تاہم سوئے ادب کا وبال اتنا نہیں ہوگا لیکن بلا ضرورت ایذا رسانی حرام ضرور ہے تاہم فرق مراتب نہ کرنے سے بہت سے مفاسد اور فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔

(کمالین، جلالین شریفین، ج، 6، ص، 241)

حضرت علامہ جلال الدین محلی وعلامہ جلال الدین سیوطی (رحمۃ اللہ علیہم) فرماتے ہیں کہ

لطائف آیات یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتُقَدِّمُوْا میں شریعت کی پابندی اور ادب کی رعایت اور تقاضائے طبعی چھوڑ دینے کا ذکر ہے۔ ''لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ'' یہ آیات اصل میں شیخ (طریقت) کے ادب واحترام کی ہیں۔ ''لَوْ یُطِیْعُکُمْ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ'' اس سے معلوم ہوا کہ مرید شیخ کو اپنی رائے کے مطابق بنانے کی کوشش نہ کرے۔

(کمالین، جلالین شریفین، ج،6، ص،246)

حضرت شیخ المشائخ ابوعثمان مغربی ؒ نے فرمایا کہ اکابر اور اولیاء بزرگوں کی مجالس کا ادب بہت بڑے اور اونچے مراتب تک پہنچاتا ہے اور دنیا اور آخرت کی بھلائی نصیب ہوتی ہے۔

جیسے نبی پاک ﷺ کا ادب ضروری ہے۔ ایسے آپ ﷺ کی سنت مطہرہ پر عمل کرنے والے علماء (مشائخ) باعمل کا ادب بھی ضروری ہے۔

سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ ''اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِیْ'' اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور خوب سکھایا۔

(روح البیان) کنزالعمال ج،4 ص444، مطبوعہ بیروت)

اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ وَاَحْسِنُوْا اٰدَابَھُمْ ترجمہ: اپنی اولاد کو تعظیم اور اچھے آداب سکھاؤ

(کنزالعمال ج،6 ص512، مطبوعہ بیروت)

صاحب معارف القرآن مفتی محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ علماء دین اور دینی مقتداؤں کے ساتھ بھی یہی ادب ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ علماء اور مشائخ دین کا بھی یہی حکم کیونکہ وہ وارث انبیاء ہیں اور دلیل اس کی یہ واقع ہے کہ ایک دن حضرت ابوالدرداء ؓ کو رسول کریم ﷺ نے دیکھا کہ حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے آگے چل رہے ہیں تو آپ ﷺ نے تنبیہ فرمائی۔ اور فرمایا کہ کیا! تم ایسے شخص کے آگے چلتے ہو۔ جو دنیا اور آخرت میں تم سے بہتر ہے اور فرمایا کہ دنیا میں آفتاب کا طلوع وغروب کسی ایسے شخص پر نہیں ہوا جو انبیاء ؑ کے بعد ابوبکر (ؓ) سے بہتر اور افضل ہو۔

اس لیئے علماء نے فرمایا کہ اپنے استاد اور مرشد کے ساتھ بھی یہی ادب ملحوظ رکھنا

چاہئے ۔ایک صفحہ آگے چل کر مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ کسی اپنے دینی مقتدا استاد یا مرشد کی ایذا رسانی ایسی ہی معصیت ہے جس سے سلب توفیق کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس طرح یہ افعال یعنی تقدم علی النبی اور رفع الصوت ایسی معصیت ٹھہریں کہ جن سے خطرہ ہے۔ کہ توفیق سلب ہو جائے ۔اور یہ خذلان آخرکار کفر تک پہنچادے جس سے تمام اعمال صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں ۔اور کرنے والے نے چونکہ قصد ایذا کا ارادہ نہ کیا تھا اس لئے اس کو اس کی خبر بھی نہ ہوگی۔ کہ اس ابتلاء کفر اور حبط اعمال کا اصل سبب کیا تھا بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر کسی صالح بزرگ کو کسی نے اپنا مرشد بنایا ہو تو اس کے ساتھ بھی گستاخی و بے ادبی کا بھی یہی حال ہے کہ بعض اوقات وہ سلب توفیق اور خذلان کا سبب بن جاتی ہے۔ جو انجام کار متاع ایمان کو بھی ضائع کر دیتے ہیں (نعوذ باللہ منہ)۔

(معارف القرآن، ج،8،ص،100،102)

حضرت سیدنا پیر محمد کرم شاہ الازہری ؒ اپنی تفسیر ضیاء القرآن جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 577,588 میں تحریر فرماتے ہیں لَاتُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ادب واحترام کے درس کا آغاز لَاتُقَدِّمُوْا سے فرمایا جارہا ہے۔ حضرت سیدنا علامہ ابن جریر ؒ لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنا پیشوا یا امام (اپنے استاد یا پیر) کے ارشاد کے بغیر خود ہی امر اور نہی کے نفاذ میں جلدی کرے تو عرب کہتے ہیں۔

”فلا ن یقدم بین یدی امامه“ یعنی فلاں شخص اپنے امام کے آگے آگے چلتا ہے۔

حضرت سیدنا علامہ ابن کثیر ؒ نے حضرت سیدنا ابن عباس ؓ سے اس جملہ کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کی ہے۔ ”عن ابی عباس لا تقولو اخلاف الکتاب و السنة“ کہ کتاب (اللہ عزوجل) وسنت (رسول کریم ﷺ) کی خلاف مت کہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کے بعد کسی کو یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے رب کریم اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے ارشاد کے ”علی الرغم“ کوئی بات کہے یا کوئی کام کرے جب انسان اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا ہے تو وہ اس امر کا بھی اعلان کر رہا ہوتا ہے۔ کہ آج کے بعد اس کی خواہش اس کی مرضی اس کی مصلحت خدا عزوجل اور اس

کے رسول کے حکم پر بلا تامل (چوں چرا) قربان کر دی جائے گی۔ ''**لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ**'' کہ مختصر کلمات میں معانی اور مطالب کا بحر بیکراں موجزن ہے۔ یہاں ایک غور طلب ہے۔ **لاتقدموا** متعدی ہے لیکن اس کا مفعول مذکور نہیں اس کی حکمت یہ ہے کہ اگر کسی چیز کو ذکر کر دیا جاتا تو صرف اس کے بارے میں خلاف ورزی ممنوع ہوتی۔ مفعول کو ذکر نہ کر کے بتا دیا کہ کوئی عمل ہو، کوئی قول ہو زندگی کے کسی شعبہ سے اس کا تعلق ہو اس میں اللہ ﷻ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشاد سے انحراف ممنوع ہے۔ نیز اگر مفعول ذکر کر دیا جاتا تو سامع کی توجہ ادھر بھی مبذول ہو جاتی۔ اس کو ذکر نہ کر کے بتا دیا۔ کہ تمہاری تمام تر توجہ **لاتقدموا** کے فرمان پر مرکوز (قربان) ہونی چاہیے۔

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ مجددی مظہری پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسئلہ: آداب شیخ کی بجا آوری میں کوتاہی حرام ہے کیونکہ یہ (روحانی) ترقیات میں رکاوٹ بن جاتی ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''**یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ**'' (پارہ 26 سورہ حجرات، آیت 2) ترجمہ: اے مسلمانو! اپنی آواز کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ اپنی بات کو اتنی بلند آواز سے کہو جیسی تم آپس میں کرتے ہو۔ اس سے ڈرو کہ اس بے ادبی کے اثر سے تمہارے نیک کام اکارت نہ ہو جائیں اور تم کو اس کی خبر بھی نہ ہونے پائے۔ اب چونکہ پیر نائب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے لہٰذا وہی آداب اس کے ساتھ بھی ملحوظ رکھے چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اسی لئے فرض ہے کہ وہ خدا ﷻ تک پہنچانے والا ہے اور اس کی محبت خدا ﷻ کی محبت کا ذریعہ ہے اور اس کی معیت (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا) اللہ ﷻ کی معیت کا سبب ہے اسی طرح پیر کی محبت بھی فرض ہے کہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ تک اور اس کی محبت تک پہنچانے والا ہے

(ارشاد الطالبین، ص، 50)

حضرت شیخ المشائخ ابو عبد الرحمن السلمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بدبختی کی تین علامتیں ہیں:

1 کسی انسان کو علم عطا کیا گیا ہو مگر عمل سے محروم رکھا گیا ہو۔

2 اگر عمل عطا کیا گیا ہو تو اخلاص سے محروم ہو۔

3 اور کسی کو صالحین کی صحبت نصیب ہو مگر وہ ان کا احترام نہیں کرتا۔

(رسالۂ قشیریہ، ص، 163)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا! کہ انسان کو سب سے بہتر کونسی نعمت عطاء فرمائی گئی ہے؟ آپ (حضرت امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: فطرت عقل عرض کیا گیا اگر یہ نہ ہو تو۔ حُسنِ ادب۔ عرض کیا گیا اگر یہ بھی نہ ہو۔ فرمایا کوئی نیک دوست ہو جس سے یہ مشورہ حاصل کرتا ہے عرض کیا گیا اگر یہ بھی نہ ہو تو۔ طویل خاموشی اختیار کرلے۔ عرض کیا گیا اگر یہ بھی نہ ہو تو۔ فرمایا اس وقت اس کو موت آجانا چاہیے۔

(عشق مجازی کی تباکاریاں، ص، 42)

حضرت سیدنا جابر بن ثمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ کہ تاجدار مدینہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”اگر آدمی اپنے لڑکے کو ادب سکھائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایک صاع کی مقدار میں صدقہ دے“۔ اور فرمایا ایک والد اپنے بیٹے کو ادب سے بہتر تحفہ نہیں دے سکتا۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ بیٹے کا والد پر یہ حق ہے کہ وہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کی اچھی طرح ادب و تربیت کرے۔

(عوارف المعارف، ص، 297)

فائدہ صوفی: ادب ایک ایسی کنجی ہے جس سے فیض کا دروازہ کھلتا ہے۔ بے ادب نہ شریعت میں مقام حاصل کرسکتا ہے اور نہ طریقت سے فیضیاب ہوسکتا ہے سب سے پہلے ابلیس نے بارگاہ الٰہی میں بے ادبی اور نافرمانی کا مظاہرہ کیا اور مردود ٹھہرا۔ ابولہب اور ابوجہل نے بارگاہِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بے ادبی دکھائی تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہلاکت و بربادی ان کا مقدر بن گئی اللہ تبارک وتعالیٰ نے والدین کی نافرمانی اور بے ادبی کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے اسی طرح مرشد و مربی کا بے ادب اور نافرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض رحمت سے محروم رہ جاتا ہے۔ ہادی برحق امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے! ”وہ شخص ہم میں سے نہیں

جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بزرگوں کا ادب واحترام نہ کیا“ (ترمذی شریف)

حضرت غوث یزدانی یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب عارف باللہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کا لحاظ نہ رکھے تو سمجھ لو کہ وہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوگیا۔

(رسالۂ قشیریہ، ص، 518)

حضرت شیخ المشائخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ نافع ادب کون سا ہے؟ فرمایا: دین کی سمجھ حاصل کرنا اور دنیا سے بے رغبت ہونا اور بندے کے اوپر اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ہیں ان کو پہنچاننا۔ (البیان المشید، ص، 70)

حضرت امام عبد الکریم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقہاء وصوفیہ کی علیحدہ علیحدہ شرط ہے۔ فقیہ کے لئے جائز ہے کہ اپنے استاد پر اعتراض کرے اور یوں کہے کہ یہ امر کس واسطے ہے۔ مگر صوفی کی شرط یہ ہے کہ وہ اپنے شیخ طریقت پر کبھی اعتراض نہ کرے۔ اور ایسا ہو جائے جیسا مردہ غسال کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

چوں گرفتی پیر ہم تسلیم شو	ہمچو موسیٰ زیرِ حکمِ خضر رو

ترجمہ: جب پیر (کا ہاتھ) پکڑا ہے تو اسے تسلیم بھی کر
جس طرح موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کے زیر حکم تھے

(مشائخ نقشبندیہ ص 487)

صاحب ہدایہ کے استاد حضرت علامہ امام شمس الآئمہ حلوائی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار اپنے شہر سے دوسرے شہر کو جانے لگے تو سب لوگ حاضر ہوئے۔ امام زنجری رحمۃ اللہ علیہ نہیں آئے اپنی بوڑھی ماں کی خدمت کر رہے تھے۔ اس لئے استاد کی زیارت سے محروم رہے۔ جب اس کے بعد ملاقات ہوئی تو استاد نے شکایت کی امام زنجری نے اپنا عذر پیش کیا۔ حضرت حلوائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ماں کی خدمت کو استاد کی ملاقات پر ترجیح دی۔ اس لئے تمہاری عمر بڑھے گی۔ لیکن علم دین کی درس وتدریس نہ کر سکو گے **تعلیم المتعلم** میں ہے کہ جیسا کہ استاد نے کہا تھا ویسے ہی ہوا علم سینے میں ہی قبر میں لے گئے کسی کو فائدہ نہ پہنچا سکے

(فیض الرحمٰن ترجمہ روح البیان حاشیہ اویسی ص 19 جلد 15 پارہ 16)

www.maktaban.org

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے آداب کلام کی پابندی فرمائی۔ حضرت سیدنا امام ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ایوب علیہ السلام کے اس قول کو جو قرآن پاک میں اس طرح آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ترجمہ: اور جب ایوب علیہ السلام نے اپنے رب کو پکار کر کہا اے پروردگار یہ حقیقت ہے کہ مجھے بہت تکلیف ہے اور تو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اس طرح تشریح وتصریح کی کہ ”حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے اس موقع پر یہ نہیں کہا کہ تو مجھ پر رحم فرما۔ بلکہ یہ کہا کہ تو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے آداب کلام کی پوری پوری پابندی فرمائی۔

(عوارف المعارف ص 462، ترجمہ شمس بریلوی)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ عمل میں ادب کا لحاظ رکھنا قبول عمل کی دلیل ہے حضرت سیدنا سرور کون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کا کیا حال تھا وہ اس روایت سے معلوم ہوگا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے زمین کے مشرق ومغرب کے حصے دکھائے گئے (زمین کے مشارق ومغارب دکھائے گئے) لیکن باری تعالیٰ کے حضور میں پاس ادب کے باعث آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے مشارق ومغرب کو دیکھا۔ (سبحان اللہ کیا ادب)

(عوارف المعارف ص 457، ترجمہ شمس بریلوی)

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اس موقعہ پر جب اللہ تعالیٰ نے ان سے ان کے دعوے الوہیت کے بارئیے میں استفسار فرمایا تو اس کے جواب میں انہوں نے عرض کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۔ (پارہ 7 سورۃ المائدہ آیت 116)

ترجمہ: اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی تو الٰہی تجھے اس کا علم ہوتا۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بھی آداب تکلم اور آداب بارگاہِ الٰہی کو ملحوظ رکھا اور یہ نہیں فرمایا میں نے یہ بات نہیں کہی۔ بلکہ یہ کہا اگر میں نے یہ بات کہی کہ تجھے اس کا علم ہوتا۔

(عوارف المعارف ص 462)

حضرت امیر صوفیاء سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب مرید حد ادب

سے باہر نکل جاتا ہے تو یقیناً وہ اسی طرف لوٹتا ہے جس طرف سے وہ آیا تھا۔ (اپنے ابتدائے حال پر پہنچ جاتا ہے) (اللہ تعالیٰ معاف کرے)۔

(عوارف المعارف ص 463، ترجمہ شمس بریلوی)

حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ ایک جماعت نے جب حقوق آداب پر اس طرح عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ان کا حال (ادب) ظاہر کر کے ان کی اس طرح تعریف کی: اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی (پارہ 26، سورۃ حجرات، آیت 3) یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کا اللہ تعالیٰ نے (تقویٰ میں) امتحان لے لیا ہے۔

یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اور پرہیز گاری میں آزما کر ایسا کھرا اور خالص کر دیا ہے جیسا سونے کو آگ سے پگھلا کر کندن کر دیا جاتا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ زبان دل کی ترجمان ہے اور دل کو مودب رکھنے کے لئے الفاظ کی شائستگی ضروری ہے اسی طرح مرید کو شیخ کے ساتھ حسنِ ادب برقرار رکھنا چاہئے۔ (الفاظ کی شائستگی کے ساتھ دل سے آداب شیخ کو ملحوظ رکھے)

(عوارف المعارف ص 601، ترجمہ شمس بریلوی)

حضرت شیخ الشیوخ شیخ عمر بن شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک ادب یہ بھی ہے کہ اگر مرید اپنے شیخ سے کوئی دینی یا دنیوی بات کہنا چاہے تو اس بات کے کہنے یا شیخ سے گفتگو کرنے میں عجلت نہ کرے۔ اچانک وہ بات کہنے کے لئے شیخ کے پاس نہ پہنچ جائے بلکہ اس کو شیخ کی حالت کا اندازہ لگانا چاہئے کہ آیا وہ اس وقت اس کی بات سننے کے لئے آمادہ ہے یا نہیں اور اس وقت وہ جواب دینا چاہے گا یا نہیں اور اس وقت اس کو فراغت حاصل ہے یا نہیں۔ مزید فرمایا کہ جس طرح دعا کے لئے اوقات مقرر ہیں اور اس کے لئے مخصوص شرائط اور آداب ہیں اسی طرح شیخ طریقت سے بھی گفتگو کے آداب و طریقے ہیں۔ کیونکہ یہ بھی خدائی معاملات ہے لانّہ' مِن معاملته اللّٰه تعالیٰ) شیخ سے کلام کرنے سے پہلے خداوند تبارک تعالیٰ سے یہ دعا مانگنا چاہئے کہ وہ اس کے پسندیدہ آداب کی توفیق عطا فرمائے۔

(عوارف المعارف ص 607، شمس بریلوی)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ شیخ جلال بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں توحید ایمان کے لئے ضروری ہے جس میں توحید نہیں اس میں ایمان نہیں۔ ایمان شریعت کے لئے ضروری ہے۔ لہٰذا جہاں شریعت نہیں وہاں نہ ایمان ہے نہ توحید ہے۔ اور شریعت کے لئے ادب ضروری ہے پس جہاں ادب نہیں وہاں نہ شریعت ہے نہ ایمان ہے نہ توحید ہے۔

(عوارف المعارف ص 297)

حضرت سیدنا برھان حقیقت مرزا مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں شاہ عالم کی حاضری، شاہ عالم شاہی خاندان سے تعلق کی بناء پر انتہائی نازک مزاج تھے۔ ایک بار شاہ عالم ان کے ہاں ملنے آئے دوران ملاقات بادشاہ کو پیاس لگی وہاں ایک صراحی رکھی تھی جس پر کٹورہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ کو فرمایا کہ صراحی رکھی ہے پانی پی لیں بادشاہ نے پانی پی کر کٹورہ رکھ دیا لیکن وہ کچھ ٹیڑا رکھا گیا۔ حضرت مرزا مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سر میں درد پڑ گیا کہ کٹورہ رکھنے کی بھی تمیز نہیں بادشاہی کیا کرو گے۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان حاشیہ اویسی ص 18 جلد 15 پارہ 16)

حضرت سیدنا قطب الارشاد داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے: سالک کے لئے ضروری ہے ہر حالت میں ایسی روش پر چلے کہ اگر مقامات اعلیٰ اور احوال رفیع میسر نہ آئیں اور وہ گرے تو دائرہ شریعت میں گرے۔ ہر چیز چھن جائے تو کم از کم شرعی اعمال اس سے نہ چھوٹیں کیونکہ شریعت کے احکام پر عمل چھوڑ دینا مرید کے لئے سب سے بڑا نقصان ہے۔ (اللہ تعالیٰ بچائے)

(کشف المحجوب ص 179)

حضرت ابوالعباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفاعی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ادب سے مراد شرعی ادب ہے۔ اور یہ ادب جس کی طرف صوفیہ نے اشارہ کیا ہے اس سے مراد شرعی ادب ہے (کہ رفتار و گفتار، اعمال و احوال و اخلاق سب کے سب شریعت کے موافق ہوں) تم شریعت کے پابند ہو جاؤ، پھر حاسد جو کچھ بھی تمہارے اوپر جھوٹی تہمت لگائے لگانے دو اور جو اس کے جی میں آئے کہنے دو۔ (البیان المشید، ص، 56)

www.maktaban.org

حضرت شیخ المشائخ شیخ ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ ”نفس بے ادبی کا عادی ہے مگر بندۂ حق کو ادب اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا نفس اپنی روش کے مطابق مخالفت کے میدان میں دوڑتا ہے اور بندۂ خدا عزوجل اپنی کوشش سے اسے حسن ادب کی طرف لوٹاتا ہے۔ اور جدوجہد نہیں کرتا وہ نفس کو مطلق العنان بناتا ہے۔ اوور اس کی نگرانی سے غافل ہے۔ بہر حال جو اس کی مدد کرے وہ اس کا شریک ہے۔

حضرت شیخ الشیوخ ابوعلی الدقاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ ”بندۂ حق اپنی اطاعت کے ذریعے جنت میں داخل ہوتا ہے۔ اور اپنی اطاعت میں ادب اختیار کرکے خدا عزوجل تک پہنچتا ہے۔

حضرت سیدنا زبدۃ السالکین شیخ المشائخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ظاہر اور باطن دونوں حالتوں میں ادب اختیار کرو۔ اگر کسی نے ظاہری طور پر بے ادبی کی تو اسے ظاہری طریقے پر سزا مل جائے گی۔ اور اگر کسی نے باطنی طور پر بے ادبی کی تو اسے باطنی سزا دی جائے گی۔

(عوارف المعارف، ص، 297)

حضرت قطب العارفین ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ ”عارف کا ادب ہر ادب سے بالاتر ہے۔ کیوں کہ اس کی نیکی خود اس کے قلب کو ادب سکھاتی ہے۔

(عوارف المعارف، ص، 302)

بعض مریدوں پر اپنے شیخ کا اس قدر ادب اور رعب طاری رہتا ہے۔ کہ وہ شیخ کی طرف نگاہ بھر کر نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ خود میری (شیخ الشیوخ عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ) یہ حالت تھی کہ ایک دفعہ مجھے بخار آیا۔ اس موقع پر جب میرے چچا اور شیخ محترم ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ گھر میں داخل ہوئے تو میرا تمام جسم پسینہ پسینہ ہوگیا۔ اس وقت میں بھی پسینہ لانا چاہتا تھا۔ کہ بخار ہلکا ہو جائے چنانچہ شیخ محترم رحمۃ اللہ علیہ کے داخل ہونے پر یہ بات حاصل ہوگئی۔ اور آپ کی آمد کی برکت سے مجھے شفا ہوگئی۔

(عوارف المعارف، ص، 411)

حضرت شیخ المشائخ شیخ ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”اکابر اور بڑے بڑے اولیاء

کرام کا ادب کرنا انسان کو اعلیٰ مراتب تک پہنچاتا اور آخرت کی بھلائی عطا کرتا ہے۔

لہٰذا ایک طالب حقیقت کا فرض ہے کہ شیخ کے ساتھ باادب رہ کر اپنے ظاہر و باطن کی اچھی تعمیر کرے۔ شیخ ابو منصور مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ آپ (شیخ المشائخ ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ) کی صحبت میں کب تک رہے۔ کہا۔ میں ان کی صحبت میں نہیں رہا بلکہ میں نے ان کی خدمت کی تھی۔ کیوں کہ صحبت کا اطلاق روحانی بھائیوں اور ساتھیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ مگر مشائخ کی خدمت کی جاتی ہے۔

(عوارف المعارف، ص، 414)

حضرت شیخ المشائخ شیخ ابراہیم بن شعبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہم حضرت شیخ المشائخ ابوعبداللہ المغربی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہتے تھے۔ ہم سب کے سب نوجوان تھے۔ آپ ہمیں جنگل بیابانوں میں لے جایا کرتے تھے۔ آپ کے ساتھ ایک بوڑھے شخص بھی جایا کرتے تھے۔ جن کا نام حسن تھا۔ وہ آپ کے ساتھ ستر برس تک رہے۔ جب کبھی ہم سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی تھی۔ جس سے شیخ کا مزاج برہم ہوتا تھا۔ تو ہم اس بوڑھے شخص کے ذریعے شیخ سے سفارش کراتے تھے۔ اور وہ خوش ہو جاتے تھے۔ (عوارف المعارف، ص، 417)

صاحب عوارف المعارف (شیخ الشیوخ عمر بن محمد شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا) آداب مریدین کا ایک اہم اصول یہ بھی ہے کہ مرید اپنے روحانی واقعات اور کشف پر شیخ سے رجوع کئے بغیر اعتماد نہ کرے کیوں کہ شیخ کا علم اس سے زیادہ وسیع ہے اور اس کا دروازہ خدا عزوجل کی طرف زیادہ کشادہ ہے۔ اگر مرید پر خدا عزوجل کی جانب سے روحانی واردات نازل ہوں تو شیخ اس کی موافقت کرے گا اور اسے جاری رکھے گا۔ کیوں کہ خدا عزوجل کی جانب کی کسی چیز میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شک وشبہ ہو۔ تو شیخ کے ذریعے اس کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ اسی طریقے سے مرید کو روحانی واردات اور کشف کے بارے میں صحیح علم حاصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ روحانی واقعہ کے سلسلے میں مرید کے اندر کوئی نفسانی ارادہ پوشیدہ ہو اور وہ پوشیدہ ارادہ روحانی واقعہ میں خلط ملط ہو جائے خواہ ایسا واقعہ خواب میں پیش آئے یا بیداری میں۔ تاہم یہ ایک عجیب وغریب راز ہے۔ کہ مرید اس پوشیدہ نفسانی جذبے کی خود بخود بیخ کنی نہیں کر سکتا اس لیے جب وہ

شیخ محترم سے اس کا تذکرہ کرتا ہے۔ تو وہ مرید کی پوشیدہ نفسانی خواہش کو بھی معلوم کر لیتا ہے اگر اس کا تعلق حق تعالیٰ سے ہوگا۔ تو شیخ کے ذریعے اس کا ثبوت مل سکتا ہے۔ اور اگر اس واقعہ کا پوشیدہ نفسانی خواہش سے تعلق ہوگا تو اس کا ازالہ ہو کر مرید کا باطن صاف ہو جائے گا اس کا بوجھ شیخ اٹھالے گا۔ کیونکہ اس کی روحانی حالت مستحکم ہے اور نہ صرف بارگاہ الٰہی میں اس کی باریابی صحیح ہے بلکہ معرفت خداوندی میں اسے کمال حاصل ہے۔ (واقعہ حالات کلام کرنے کا طریقہ)۔

(عوارف المعارف، ص، 417)

لہٰذا شیخ سے کلام کرنے سے پہلے اسے خدا عزوجل سے دعا مانگنی چاہیئے کہ وہ اسے اپنے پسندیدہ ادب کی توفیق دے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے بھی حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اس طرح ہدایت فرمائی ہے۔

(عوارف المعارف، ص، 417)

حضرت شیخ المشائخ عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”جو ادب میں سستی کرتا ہے۔ اسے یہ سزا ملتی ہے کہ وہ سنتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور جو سنتوں میں غفلت کرتا ہے وہ خدا عزوجل کی معرفت سے محرومی کی سزا پاتا ہے“۔

حضرت غوث صمدانی ابوعلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ ”بے ادبی نکالے جانے کا باعث بنتی ہے جو محفل کے فرش پر بے ادبی کرتا ہے۔ اسے دروازے کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ اور جو دروازے پر بے ادبی کرتا ہے۔ اسے جانوروں کی طرح سزا ملتی ہے“۔

(عوارف المعارف، ص، 298)

حضرت شیخ المشائخ ممشاد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرید کے آداب میں سے ہے کہ وہ اپنے شیخ کا احترام کرے۔ بھائیوں کی خدمت کرے۔ اسباب دنیا سے نکل آئے اور اپنی ذات میں آداب شریعت کو محفوظ رکھے۔

(رسالۂ قشیریہ، ص، 176)

حضرت خواجہ خواجگان زبدۃ الواصلین معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں

کے ہمراہ بیٹھے سلوک کی باتیں کر رہے تھے جب آپ دائیں طرف دیکھتے اٹھ کھڑے ہوتے کئی مرتبہ آپ نے ایسا کیا ہمراہی حیران ہوئے کہ آپ کس کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوتے ہیں۔ جب سب لوگ چلے گئے تو ایک واقف حال بیٹھا رہا اس کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا میں اس طرف اپنے پیر کی قبر تصور میں دیکھ کر تعظیم کیلئے ایسا کرتا تھا۔

حضرت خواجہ خواجگان زبدۃ الواصلین معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مرید کو اپنے پیر کی موجودگی اور غیر موجودگی میں یکساں خدمت کرنی چاہیئے پیر کے مرنے کے بعد بھی مرید پر لازم آتا ہے کہ خدمت بجالائے۔

(ہشت بہشت، ص، 146)

بعض شیوخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو اپنے شیوخ رحمۃ اللہ علیہ کے احکام و تادیب سے متادب یعنی تربیت یافتہ نہ ہو تو وہ کتاب و سنت سے بھی متادب نہیں ہوسکتا۔

(آداب المریدین، ص، 53)

حضرت شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ المشائخ ابو حفص حداد رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا! تم نے اپنے اصحاب کو سلاطین کا ادب سکھایا ہے؟ تو انھوں نے کہا نہیں ابوالقاسم (حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت تھی) اگر ظاہر میں حسن ادب ہو تو وہ باطن کے حسن ادب کا عنوان ہوتا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے حسن ادب عقل کا ترجمان ہے ادب کی نگہداشت صوفیہ کے درمیان دوسری باتوں پر مقدم ہے۔ دیکھیئے کس طرح اللہ تعالیٰ نے اہل ادب کی مدح سرائی کی ہے اور ان کے علو مرتبہ کو بیان کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے ’’جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اپنی آوازوں کو پست کر دیتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کے امتحان تقویٰ کے لیے کیا جاتا ہے۔ ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے‘‘۔ حضرت شیخ المشائخ ابو عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھ سے حضرت شیخ المشائخ رویم بن احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! اے بیٹے اپنے عمل کو نمک اور ادب کو آٹا بناؤ‘‘ (یعنی عمل سے زیادہ ادب کا لحاظ رکھنا چاہیے)

(آداب المریدین، ص، 31)

کہا گیا کہ تصوف سراسر ادب ہے ہر حالت کے لیے ادب ہے اور ہر مقام کے لیے ادب ہے جس نے ادب کا التزام کیا سو وہ بڑے لوگوں کے درجہ پر پہنچا اور جو اس سے محروم رہا وہ خدا تعالیٰ سے دور رہا۔ اگر چہ اپنے آپ کو (خدا ﷻ سے) نزدیک خیال کرتا ہو اور (بے ادب) مردود ہوا اگر چہ اپنے آپ کو مقبول سمجھتا ہو۔

کہا گیا کہ جو شخص ادب سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا۔ نیز کہا گیا ہے کہ جس شخص نے بروقت ادب کو ملحوظ نہیں رکھا تو اس کا وقت مقت (غضب خداوندی) ہے۔ نیز کہا گیا ہے نفس کا ادب یہ کہ تم اپنے نفس کو بھلائی سکھاؤ اور اس پر اس کو آمادہ کرو اور برائی سے آگاہ کرو اور اس سے روکو اور باز رکھو۔ نیز کہا گیا ادب فقراء کی مسند اور مالداروں کی زینت ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ لوگ ادب میں تین طبقات پر منقسم ہیں۔ اہل دنیا‘ اہل دین اور اہل دین میں خصوصیت والے۔ اہل دنیا زیادہ تر ادب فصاحت اور بلاغت اور علوم اور بادشاہوں کی تاریخ اور عرب کے اشعار کو یاد رکھنا ہے۔ اہل دین کا ادب علوم کو جمع کرنا اور نفس کی ریاضت اور اعضاء کی تادیب اور طبیعت کی تہذیب اور ارادہ کی حفاظت اور شہوت کا ترک کرنا اور شبہات سے بچنا اور بھلائی کی طرف متوجہ ہونا۔

اہل دین میں اہل خصوصیت کا ادب قلوب کی حفاظت (خطرات و وساوس سے) اور اسرار کی مراعات ظاہر و باطن میں یکسانیت پیدا کرنا۔ مرید باہم عمل کی وجہ سے ایک دوسرے سے فضیلت رکھتے ہیں اور متوسط ادب سے اور عارف (منتہی) ہمت کی وجہ سے۔ کہا گیا ہے ہمت وہ ہے جو تجھ کو اعلیٰ امور کی طلب پر ابھارے اور انسان کی قسمت اس کی ہمت ہے

(آداب المریدین، ص، 32)

حضرت شیخ المشائخ ابوبکر کنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تصوف تمام تر ہی اخلاق کا نام ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں گے اس کا تصوف زیادہ اچھا ہوگا۔

صوفیوں کے اخلاق میں حلم‘ تواضع‘ نصیحت‘ شفقت‘ برداشت‘ موافقت‘ احسان‘ مدارات‘ ایثار‘ خدمت‘ الفت‘ بشاشت‘ فتوت‘ (مردانگی) کرم‘ بذل جاہ‘ مروت‘ تلطف‘ طلاقت‘ سکون‘

وقار، مسلمانوں کے لیے اور جو اس پر زیادتی کرے اس کے لیے دعا کرنا، ان کی تعریف کرنا، اور ان کے ساتھ حسن ظن رکھنا اور اپنے نفس کو چھوٹا سمجھنا، بھائیوں کی توقیر کرنا اور مشائخ عظام کی تعظیم کرنا اور چھوٹوں بڑوں پر ترحم، جو کچھ کسی کو دے اگر چہ بہت ہو اس کو کم سمجھنا اور جو کچھ کسی سے لے اگر چہ وہ کم ہو اس کو بہت جاننا یہ سب باتیں داخل ہیں۔

(آداب المریدین، ص، 34، 35)

اس بارے میں کہ مرید ابتدائی حالت میں کن آداب کو ملحوظ رکھے غفلت سے بیدار ہونے کے بعد مرید پر سب سے پہلے لازم یہ ہے کے اپنے زمانے کے شیخ کا قصد کرے جس کی دینداری پر بھروسہ کیا جا سکے اور نصیحت اور امانت میں مشہور و معروف ہو اور سلوک کے راستہ سے واقف ہو۔ اگر ایسا شیخ مل جائے تو مرید کو چاہئے اپنے آپ کو اسکے حوالے کر دے اور اس کی خدمت میں مشغول ہو جائے اور اسکی مخالفت کو ترک کرے اور اپنی حالت کو سچائی پر مبنی رکھے۔

(آداب المریدین، ص، 46)

کہا گیا ہے کہ سچے مرید کی علامت یہ ہے کہ وہ اطاعت و فرمانبرداری کرے نہ کہ مرشد سے دلیل حجت طلب کرے اور طبیب کے معالجہ پر صبر کو ترک کر دے۔ بعض مشائخ عظام نے کہا ہے کہ جب تم مرید کو دیکھو کہ وہ اپنی شہوات پر جما ہوا ہے اور خواہشات نفسانی کا جویا ہے تو جان لو کہ وہ جھوٹا ہے۔

(آداب المریدین، ص، 53)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ دریا کے کنارے وضو فرما رہے تھے اور وہیں ایک شخص بلندی پر بیٹھا ہوا وضو کر رہا تھا۔ لیکن آپ کو دیکھ کر تعظیماً نیچے آ گیا پھر اس کے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ کس حال میں ہو؟ اس نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے محض اس تعظیم کی وجہ سے جو میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ کی وضو کرتے وقت کی تھی مغفرت فرما دی۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص، 161)

حضرت شیخ المشائخ ابن عطاء رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ شہوت قلب مشاہدہ ہے اور شہرت

نفس دنیاوی عیش و دوام ہے فرمایا چونکہ فطرت نفس بے ادبی پر قائم ہے اس لئے نفس کو ہر لمحہ مودب رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور خواہش نفس اور عبادت کے صلہ کی تمنا بندے کو خدا عزوجل کا دشمن بنا دیتی ہیں۔ فرمایا کہ صالحین جیسا ادب رکھنے والا بساط کرامت حاصل کرتا ہے اور صدیقین جیسا ادب رکھنے والا بساط انس سے سرفراز ہوتا ہے لیکن بے ادب ہمیشہ حرماں نصیب رہتا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص، 267)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

کردم از عقل سوالے کہ بگو ایمان چیست
عقل در گوش دلم کہ ایمان ادب ست

ترجمہ: میں نے عقل سے یہ سوال کیا کہ تو یہ بتا کہ ایمان کیا ہے،
عقل نے میرے دل کے کانوں میں کہا کہ ایمان ادب کا نام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج ج 23، ص 393، مطبوعہ گجرات)

حضرت مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ادب کے متعلق ایک مکتوب نمبر 292 ج 1 بنام شیخ عبد الحمید بنگالی رحمۃ اللہ علیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ: جاننا چاہیئے کہ اس راہ کے سالک دو حال سے خالی نہیں ہیں یا تو وہ مرید ہیں یا مراد ہیں اگر مراد ہیں تو انہیں مبارک ہو کیونکہ (کارکنان قضا و قدر) ان کو انجذاب و محبت کی راہ سے کشاں کشاں لے جائیں گے اور مطلب اعلی پر پہنچا دیں گے اور ہر ادب جو بھی درکار ہوگا وہ توسط سے یا بلا توسط ان کو سکھا دیں گے اور اگر کوئی لغزش واقع ہوگئی تو جلد ان کو آگاہ کر دیا جائے گا اور اس کا مواخذہ نہیں کیا جائے گا اور اگر ظاہری پیر کی ضرورت ہوگی تو بغیر کسی کوشش کے ان کو اس دولت (مرشد کامل) کی طرف رہنمائی فرما دیں گے مختصر یہ کہ عنایت ازلی جل سلطانہ ان بزرگوں کے حال کی متکفل ہوتی ہے (حق تعالیٰ کسی ذریعے سے) سبب اور بلا سبب ان کے کام کی کفایت فرماتا ہے ''اَللّٰهُ يَجْتَبِىٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ'' (اللہ تعالیٰ اپنے لئے منتخب کر لیتا ہے جس کو چاہتا ہے) (سورۃ شوریٰ آیت 13) اور اگر مریدوں میں سے ہیں تو ان کا کام پیر کامل و مکمل

کے توسط کے بغیر دشوار ہے بلکہ (ان کیلئے) ایسا پیر ہونا چاہیئے جو ''دولت جذبہ وسلوک'' سے مشرف کیا گیا ہو اور ''فنا وبقا'' کی سعادت سے بھی بہرہ مند ہو چکا ہو نیز ''سیر الی اللہ سیر فی اللہ سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی الاشیا باللہ کے تمام مرحلوں کو طے کر چکا ہو اگر اس کا جذبہ اس کے سلوک پر مقدم ہے اور وہ مراد (والے حضرات) کی تربیت کا پروردہ ہے تو وہ (مرشد) کبریت احمر (سرخ گندھک یعنی اکسیر) کی مانند ہے اس کا کلام دوا ہے اور اس کی نظر شفا ہے مردہ دلوں کو زندہ کرنا اس کی توجہ شریف پر وابستہ ہے اور پژمردہ جانوں کی تازگی اس کے التفات لطیف سے مربوط ہے اگر اس قسم کا صاحب دولت شیخ میسر نہ ہو تو سالک مجذوب بھی غنیمت ہے اس سے بھی ناقصوں کی تربیت ہو جاتی ہے اور اس کے توسط سے فنا وبقا کی دولت تک پہنچ جاتے ہیں۔

آسماں نسبت بعرش آمد فرود ورنہ بس عالی ست پیش خاک تود
عرش سے نیچے ہے بیشک آسماں پھر بھی اونچا ہے زمین سے وہ مکاں

اگر خداوند سلطانہ کی عنایت سے کسی طالب کو ایسے پیر کامل ومکمل کی طرف رہنمائی نصیب ہو جائے تو اس کے وجود شریف کو غنیمت جانے اور پورے طور پر اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دے اور اس کی مرضیات میں اپنی سعادت سمجھے اور اس کی خلاف مرضیات کو اپنی شقاوت وبدنصیبی جانے خلاصہ یہ کہ اپنی خواہش اس کی رضا کے تابع کر دے حدیث نبوی ﷺ میں ہے ''لَنْ یُّؤْمِنَ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعاً لِمَا جِئْتُ بِہٖ'' (تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنی خواہش کو اس امر کے تابع نہ کر دے جس کو میں لایا ہوں) جاننا چاہیئے کہ صحبت (شیخ) کے آداب کی رعایت اور شرائط کو مدنظر رکھنا اس راہ (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ) کی ضروریات میں سے ہے تاکہ افادہ اور استفادہ کا راستہ کھل جائے اور (آداب کی رعایت کے بغیر) صحبت سے کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوگا اور اس کی مجلس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا (اس لئے) بعض ضروری آداب وشرائط لکھے جاتے ہیں گوش ہوش سے سننے چاہئیں جان لیں کہ طالب کو چاہیئے کہ اپنے ''چہرۂ دل'' کو تمام اطراف وجوانب سے ہٹا کر اپنے مرشد (گرامی) کی طرف متوجہ کرے اور پیر کی خدمت میں رہتے ہوئے

اس کی اجازت کے بغیر نوافل واذکار میں بھی مشغول نہ ہو اور نہ ہی اس کے حضور میں اس کے علاوہ کسی اور کی طرف التفات کرے اور پوری طرح اسی کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا رہے حتی کہ جب تک وہ حکم نہ کرے ذکر میں بھی مشغول نہ ہو اور اس کی خدمت میں رہتے ہوئے نماز فرض (واجب) وسنت کے علاوہ کچھ ادا نہ کرے سلطان ایں وقت (جہانگیر) کا واقعہ منقول ہے کہ اس کا وزیر اس کے سامنے کھڑا تھا اسی اثناء میں اتفاقاً وزیر کی نظر اس کے اپنے کپڑے پر پڑی اور وہ اس کے بند کو اپنے ہاتھ سے درست کرنے لگا اسی حال میں تھا کہ اچانک بادشاہ کی نظر وزیر پر پڑ گئی کہ وہ اس کے غیر (یعنی اپنے کپڑے) کی طرف متوجہ ہے تو بادشاہ نے نہایت عتاب آمیز لہجہ میں کہا کہ ”میں اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ میرا وزیر میرے حضور میں اپنے کپڑے کے بند کی طرف توجہ کرے“ سوچنا چاہیئے کہ جب کمینی دنیا کے وسائل (مثلاً بادشاہ) کیلئے چھوٹے چھوٹے آداب ضروری ہیں تو وصول الی اللہ کے وسائل (مثلاً پیر و مرشد) کیلئے ان آداب کی کامل درجہ رعایت نہایت ہی ضروری ہوگی لہٰذا جہاں تک ممکن ہو سکے ایسی جگہ کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑوں یا سایہ پر پڑے اور اس کے مصلے پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے وضو کی جگہ پر وضو نہ کرے اور اس کے خاص برتنوں کو استعمال نہ کرے اور اس کے حضور میں پانی نہ پیئے کھانا نہ کھائے اور نہ کسی سے گفتگو کرے بلکہ کسی دوسرے کی طرف متوجہ بھی نہ ہو اور پیر کی غیبت (غیر موجودگی) میں جہاں پیر رہتا ہے اس جگہ کی طرف پاؤں نہ پھیلائے اور نہ اس کی طرف تھوکے اور جو کچھ پیر سے صادر ہو اس کو صواب (درست) جانے اگر چہ بظاہر درست معلوم نہ ہو وہ جو کچھ کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے کرتا ہے لہٰذا اس صورت میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے اگر چہ بعض صورتوں میں اس کے الہام میں خطا کا ہونا ممکن ہے لیکن ”خطائے الہامی“ ”خطائے اجتہادی“ کے مانند ہے اس پر ملامت واعتراض جائز نہیں اور نیز چونکہ اس مرید کو اپنے پیر سے محبت پیدا ہو چکی ہے اس لئے جو کچھ محبوب (پیر) سے صادر ہوتا ہے محب (مرید) کی نظر میں محبوب دکھائی دیتا ہے لہٰذا اعتراض کی گنجائش نہیں ہے کھانے پینے پہننے

سونے اور طاعت کرنے کے ہر چھوٹے بڑے کاموں میں پیر کی اقتدا کرنی چاہیئے نماز کو بھی اسی کی طرز پر ادا کرنا چاہیئے اور فقہ کو بھی اسی کے عمل سے اخذ کرنا چاہیئے۔

آں را کہ در سرائے نگاریست فارغ است	از باغ و بوستاں و تماشائے لالہ زار

ترجمہ: جو شخص ہو نگار کے گھر سب ہے اس کے پاس باغ اور لالہ زار کی حاجت نہیں اسے

اور اس (پیر) کی حرکات و سکنات پر کسی قسم کے اعتراض کو دخل نہ دے اگرچہ وہ اعتراض رائی کے دانے کی برابر ہو کیونکہ اعتراض سے سوائے محرومی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ بد بخت وہ شخص ہے جو اس بزرگ گروہ (مشائخ) کا عیب بین ہے (عیب دیکھنے والا) اللہ تعالیٰ ہم کو اس بلائے عظیم سے بچائے اور اپنے پیر سے خوارق و کرامات طلب نہ کرے اگرچہ وہ طلب خطرات (قلبی) اور وساوس کے طریق پر ہوں کیا آپ نے سنا ہے کہ کسی مومن نے اپنے پیغمبر سے معجزہ طلب کیا ہے (یعنی ایسا کبھی نہیں ہوا) معجزہ طلب کرنے والے کافر اور منکر لوگ ہوتے ہیں:

معجزات از بہر قہر دشمن است	بوئے جنسیت پئے دل بردن است
موجب ایماں نباشد معجزات	بوئے جنسیت کند جذب صفات

ترجمہ: معجزہ ہے عجز دشمن کے لئے   اپنے اپنایت سے ہیں اپنے بنے
موجب ایماں نہیں ہیں معجزات   بلکہ اپنایت سے ہے جذب صفات

اگر دل میں کسی قسم کا شبہ پیدا ہو تو اس کو بلا توقف (پیر کی خدمت میں) عرض کر دے (پھر بھی) اگر حل نہ ہو تو اپنی تقصیر سمجھے اور پیر کی طرف کسی قسم کی کوتاہی یا عیب و نقص منسوب نہ کرے اور جو واقعہ بھی ظاہر ہو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے اور واقعات کی تعبیر اسی سے دریافت کرے اور جو تعبیر خود طالب پر منکشف ہو وہ بھی عرض کر دے اور صواب و خطا کو اسی سے طلب کرے اور اپنے کشفوں پر ہرگز بھروسہ نہ کرے کیونکہ اس دار فانی میں حق باطل کے ساتھ ملا ہوا ہے اور خطا صواب کے ساتھ ملی جلی ہوئی ہے اور بے ضروریات اور بلا اجازت اس سے جدا نہ ہو کیونکہ اس کے غیر کو اس کے اوپر اختیار کرنا ارادت کے منافی ہے اور اپنی آواز کو اس کی آواز سے بلند نہ

کرے اور بلند آواز سے اس کے ساتھ گفتگو نہ کرے کہ بے ادبی میں داخل ہے اور ظاہر و باطن میں جو فیض و فتوح اس کو پہنچے اس کو اپنے پیر ہی کے ذریعے سمجھے اور اگر واقعہ میں دیکھے کہ فیض دوسرے مشائخ (پیروں) سے پہنچا ہے اس کو بھی اپنے پیر ہی سے جانے اور یہ سمجھے کہ چونکہ پیر تمام کمالات کے و فیوض کا جامع ہے اس لئے پیر کا خاص فیض مرید کی خاص استعداد کے مناسب اس شیخ کے کمال کے موافق جس سے یہ صورت افاضہ ظاہر ہوئی ہے مرید کو پہنچا ہے اور وہ پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے جو اس فیض سے مناسبت رکھتا ہے اور اس شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے ابتلا و آزمائش کی وجہ سے مرید نے اسے دوسرے شیخ کی طرف سے خیال کیا ہے اور فیض کو اس کی طرف سے جانا ہے یہ بڑا بھاری مغالطہ (غلطی) ہے حق سبحانہ وتعالیٰ اس لغزش سے محفوظ رکھے اور حضور پر نور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کے طفیل پیر کے ساتھ حسن اعتقاد اور اس کی محبت پر ثابت قدم رکھے۔ (آمین)

غرض "اَلطَّرِیْقُ کُلُّهٗ اَدَب" (طریقت سراپا ادب ہے) مثل مشہور ہے کوئی بے ادب خدا ﷻ تک نہیں پہنچا اور اگر مرید بعض آداب کے بجالانے میں اپنے آپ کو عاجز جانے اور ان کو کما حقہ ادا نہ کر سکے اور کوشش کرنے کے بعد بھی اس سے عہدہ برآ نہ ہو سکے تو قابل معافی ہے لیکن اس کو اپنے قصور کا اقرار ضروری ہے اور اگر اعاذنا اللہ سبحانہ آداب کی رعایت بھی نہ کرے اور اپنے آپ کو قصوروار بھی نہ جانے تو وہ ان بزرگوں کی برکات سے محروم رہتا ہے۔

ہر کرا روئے بہ بہبود نہ بود	دیدن روئے نبی سود نہ بود
جس کی قسمت میں نہ وہ بہبودی	دید پیغمبر ﷺ اسے بے سودی

ہاں اگر کوئی مرید اپنے پیر کی توجہ کی برکت سے فنا و بقا کے مرتبہ پر پہنچ جائے اور اس پر الہام و فراست کا طریقہ کھل جائے اور پیر بھی اس کو تسلیم کرلے اور اس کے کمال کی گواہی دے تو اس مرید کیلئے جائز ہے کہ وہ بعض الہامی امور میں اپنے پیر کے خلاف کرے اور اپنے الہام کے تقاضے پر عمل کرے اگرچہ پیر کے نزدیک اس کے خلاف ہی متحقق ہو چکا ہو کیونکہ وہ مرید اس وقت پیر کی تقلید کے حلقہ سے باہر نکل آیا ہے اور اس کے حق میں تقلید کرنا خطا ہے [illegible] نہیں

دیکھتے کہ اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بعض اجتہادی امور اور غیر منزلہ احکام میں حضور پر نور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اختلاف کیا ہے اور بعض اوقات صواب اور صحیح ہونا ان اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف ظاہر ہوا ہے جیسا کہ ارباب علم سے پوشیدہ نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ مرتبہ کمال پر پہنچنے کے بعد مرید کو پیر سے اختلاف کرنا جائز ہے اور سوء ادب سے مبرا ہے بلکہ اس جگہ پر تو یہی ادب ہے ورنہ اصحاب (پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ جو کمال ادب میں مؤدب تھے سوائے تقلید امر کے کوئی کام نہ کرتے حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کیلئے مرتبہ اجتہاد پر پہنچنے کے بعد حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرنا خطا ہے بلکہ اپنی رائے کی متابعت صواب ہے نہ کہ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے میں حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول ہے "میں حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مسئلہ خلق قرآن میں چھ مہینے تک جھگڑتا رہا" آپ نے سنا ہوگا کہ "ایک صنعت کی بہت سے افکار کے ملنے سے تکمیل ہوتی ہے" اگر (فن اور علم) ایک ہی فکر پر قائم رہتے تو ان میں کوئی اضافہ نہ ہوتا وہ علم نحو جو حضرت امام سیبویہ کے زمانے میں تھا آج (نحویوں کی) مختلف آراء اور بہت سے نظائر کے ملنے سے ہزار گنا زیادہ کامل ہو چکا ہے لیکن چونکہ اس کی بنا (حضرت امام سیبویہ) نے رکھی ہے اس لئے فضیلت اسی کیلئے ہے (یعنی) فضیلت متقدمین کیلئے ہے لیکن کمال ان (متاخرین) کیلئے "مَثَلُ اُمَّتِیْ کَمَثَلِ الْمَطَرِ لَایُدْرٰی اَوَّلُهُمْ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُهُمْ" (میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے۔ نہیں معلوم کہ اس کا اول اچھا ہے یا آخر) حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

تتمہ: بعض مریدوں کے شبہ دور کرنے کے بیان میں

جاننا چاہئے کہ بزرگوں نے کہا ہے کہ "اَلشَّیْخُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ" (شیخ زندگی بھی دے سکتا ہے اور مار بھی سکتا ہے) (یعنی احیا اور اماتت مقام شیخی کے لوازمات میں سے ہے لیکن اس "احیا" سے مراد احیائے روحی ہے نہ کہ جسمی اور اسی طرح "اماتت" سے مراد بھی روحانی

موت ہے نہ جسمانی اور حیات وموت سے مراد فنا وبقا ہے جو مقام ولایت وکمال کو پہنچاتا ہے اور شیخ مقتدا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اذن سے ان دونوں امر کا کفیل وضامن ہے لہٰذا شیخ کیلئے اس احیا اور اماتت کے بغیر چارا نہیں ہے "یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ" کے معنی "یُبْقِیْ وَیُفْنِیْ" ہیں (یعنی باقی رکنا اور فنا کرنا) جسمانی احیاء اماتت کو منصب شیخی سے کوئی سروکار نہیں ہے شیخ مقتدا کہربا (مقناطیس) کی طرح ہے جس کو اس سے مناسبت ہوگی وہ خس وخاشاک کی طرح اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اپنا حصہ اس کے ذریعے حاصل کر لیتا ہے خوارق وکرامات مریدوں کے جذبہ کرنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ باطنی مریدین تو معنوی طور پر مناسبت سے اس کی جانب کھنچے چلے آتے ہیں۔ اور جو شخص ان بزرگوں سے نسبت نہیں رکھتا وہ ان کے کمالات کی دولت سے بھی محروم رہتا ہے اگر چہ وہ ہزار معجزے اور خوارق وکرامات دیکھے ابوجہل اور ابولہب کا حال اس معنی اور مطلب کے لئے شاہد ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کفار کے حق میں فرمایا ہے "وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا حَتّٰی اِذَا جَآؤُکَ یُجَادِلُوْنَکَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ" (پارہ 7، سورۃ انعام، آیت 25) (یہ لوگ خواہ کتنی ہی نشانیاں اور معجزات دیکھ لیں تو بھی ایمان نہ لائیں گے حتی کہ جب وہ آپ کے پاس آئیں گے تو آپ سے جھگڑا کریں گے اور کافر لوگ کہیں گے کہ یہ تو پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں)۔ (والسلام)

حضرت عالی امام ربانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نمبر 313 ج 1 میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کے اعتراضات کے جواب میں جو پیرو مرشد پر نظر آتے۔ جاننا چاہیئے کہ اس جماعت کا انکار زہر قاتل ہے اور ان بزرگوں کے اقوال وافعال پر اعتراض کرنا افعی سانپ کا زہر ہے جو ابدی موت کو پہنچا دیتا ہے اور دوامی طور پر ہلاک کر دیتا ہے خاص طور پر جبکہ یہ انکار اور اعتراض اپنے پیر پر کیا جائے اور پیر کی ایذا کا سبب بنا ہو اس جماعت کا منکر ان کی دولت سے محروم ہے اور ان پر اعتراض کرنے والا ہمیشہ بے بہرہ اور نقصان میں رہنے والا ہے جب تک پیر کی تمام حرکات وسکنات مرید کی نظر میں

مستحسن اور زیبا نظر نہ آئیں پیر کے کمالات سے بے بہرہ رہتا ہے اگر کچھ کمال حاصل بھی کر لے تو وہ استدراج ہے کہ اس کا انجام خرابی و رسوائی ہے مرید اپنے پیر کی کمال محبت واخلاص کے باوجود اگر اپنے آپ میں بال برابر بھی پیر پر اعتراض کی گنجائش پائے تو اس کو اپنی خرابی کے علاوہ کچھ نہیں سمجھنا چاہئیے لہٰذا (ایسا مرید اپنے) پیر کے کمالات سے بے نصیب رہتا ہے اگر بالفرض مرید کو پیر کے افعال میں سے کسی فعل پر شبہ پیدا ہو جائے اور کسی طرح دفع نہ ہو تو چاہئیے کہ اس طرح اسکو دریافت کرے کہ اعتراض کی آمیزش سے پاک اور انکار کے گمان سے مبرا ہو کیونکہ اس دنیا میں حق باطل کے ساتھ ملا ہوا ہے اگر اتفاقاً پیر سے کوئی امر خلاف شریعت صادر ہو جائے تو مرید کو چاہئیے کہ اس امر میں پیر کی تقلید نہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو سکے اس کو حسن وظن کے ساتھ نیک وجہ پر محمول کرے اور اس امر کی صحت و درستی کی وجہ تلاش کرتا رہے اور اگر صحت کی وجہ ظاہر نہ ہو تو چاہئیے کہ اس امتحان کے دور کرنے میں حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ سے ملتجی ہو اور گریہ وزاری کے ساتھ پیر کی سلامتی کی درخواست کرے اور اگر مرید کو پیر کے حق میں کسی امر مباح کے ارتکاب میں شبہ پیدا ہو جائے تو اس شبہ کا کچھ اعتبار نہ کرے کیونکہ مالک الامور جل سلطانہ نے مباح کام کے بجالانے میں منع نہیں فرمایا اور اعتراض نہیں کیا تو دوسرے کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اپنی طرف سے اعتراض شروع کر دے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض جگہ اولیٰ کام کے بجالانے سے اس کا ترک کرنا بہتر ہوتا ہے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وارد ہے کہ "اِنَّ اللّٰہَ کَمَا یُحِبُّ اَنْ یُّؤْتٰی بِالْعَزِیْمَۃِ یُحِبُّ اَنْ یُّؤْتٰی بِالرُّخْصَۃِ" (بیشک اللہ تعالیٰ جس طرح عزیمت کا بجالانا پسند کرتا ہے اسی طرح رخصت پر عمل کرنا بھی پسند کرتا ہے)۔

حضرت عالی امام ربانی مجدد اعظم الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مبدأ و معاد منہا نمبر 38 میں تحریر فرمایا کہ علم کی فضیلت، معلوم کے شرف اور رتبہ کے اندازہ کے مطابق ہوتی ہے معلوم جس قدر اشرف ہوگا اس کا علم بھی اسی قدر بلند تر ہوگا لہٰذا علم باطن جس کے ساتھ حضرات صوفیہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) امتیاز رکھتے ہیں علم ظاہر سے افضل ہوگا جو علمائے ظواہر کا حصہ

ہے بالکل اسی طرح جیسا کہ علم ظاہر کو علم حجامت اور خیاطت (بال بنانے اور کپڑا بننے کے علم) پر فضیلت ہوتی ہے لہذا پیر کے آداب کی رعایت کہ جس سے علم باطن کو حاصل کرتے ہیں اس استاد کے آداب کی رعایت سے کئی گنا زیادہ ہوگی جس سے کہ علم ظاہر کا استفادہ کرتے ہیں اور اسی طرح علم ظاہر کے استاد کے آداب کی رعایت اس استاد کے آداب کی رعایت سے کئی گناہ زیادہ ہے جس سے بال بنانا اور کپڑا بُننا سیکھتے ہیں اور یہی تفاوت علم ظاہری کی تمام اصناف میں جاری ہے چنانچہ علم کلام اور فقہ کا استاد علم نحو وصرف کے استاد سے زیادہ اولیٰ اور زیادہ مقدم ہے اور نحو وصرف کا استاد علوم فلسفہ کے استاد سے زیادہ اولیٰ ہے اس لئے کہ علوم فلسفہ معتبرہ میں داخل نہیں ہیں اس کے اکثر مسائل بے سود اور لا حاصل ہیں اور بہت کم مسائل ہیں جنہیں انھوں نے کتب اسلامیہ سے اخذ کیا ہے اور ان میں تصرفات کر ڈالے ہیں وہ بھی جہل مرکب سے خالی نہیں ہیں کیونکہ اس مقام میں عقل کیلئے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے نبوت کا انداز عقل نظری کے انداز سے بالکل الگ چیز ہے۔

جاننا چاہیئے کہ پیر کے حقوق تمام حقوق والوں کے حقوق سے اوپر ہوتے ہیں بلکہ پیر کے حقوق کو دوسروں کے حقوق سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے حضرت سبحانہ وتعالیٰ کے انعامات اور اس کے رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰات والتسلیمات کے احسانات کے بعد پیر کے حقوق کا درجہ ہے بلکہ سب کے پیر حقیقی تو خود رسول (احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) ہی ہیں اگرچہ ظاہری پیدائش والدین سے ہوتی ہے مگر معنوی پیدائش پیر ہی کے ساتھ مخصوص ہے ولادت صوری کی حیات تو چند روزہ ہے مگر ولادت معنوی کیلئے حیات ابدی ہے پیر ہی تو ہے جو اپنے قلب وروح سے معنوی گندگیوں کی صفائی کرتا ہے اور اس کے اندرونی حصوں کو پاک وصاف کرتا ہے ان توجہات میں جو کہ بعض مریدوں کی نسبت واقع ہوتی ہیں محسوس ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی باطنی آلائشوں کی تطہیر (پاک کرنے) میں ایک گونہ تلوث (آلودگی) خود صاحب توجہ تک سرایت کر جاتا ہے اور اسے ایک عرصے تک مکدر (گدلا) رکھتا ہے پیر ہی ہے جس کے وسیلے سے لوگ خدائے عزوجل تک پہنچتے ہیں جو تمام دنیوی اور اخروی سعادتوں سے بلند تر چیز

ہے پیر ہی ہے جس کے وسیلے سے نفس امارہ جو اپنی ذات کے اعتبار سے خبیث واقع ہوا ہے تزکیہ حاصل کر لیتا اور پاک وصاف ہو جاتا ہے اور امارگی سے اطمینان کے مقام تک پہنچتا ہے اور جبلی (طبعی) کفر سے اسلام حقیقی تک رسائی پاتا ہے۔ ع:

گر بگویم شرح ایں بے حد شود

جو اس کی شرح کروں بے حساب ہو جائے

لہٰذا اگر پیر کسی مرید کو قبول کر لے تو اسے یہ اپنی سعادت سمجھنی چاہیے اور اگر وہ کسی مرید کو رد کر دے تو اسے اپنی بدبختی شمار کرنی چاہیے ہم اس چیز سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں حق سبحانہ کی رضا کو پیر کی رضا کے پس پردہ رکھا گیا ہے جب تک مرید اپنے آپ کو پیر کی رضا مندیوں میں گم نہ کر دے حق سبحانہ کی رضا مندیوں تک نہیں پہنچ سکتا مرید کی سب سے بڑی آفت پیر کو آزار دینے میں ہے ہر لغزش جو اس کے بعد ہو اس کا تدارک کر لینا ممکن ہے لیکن آزار پیر کا تدارک کسی چیز سے بھی نہیں ہو سکتا آزار پیر مرید کیلئے شقاوت اور بدبختی کی بنیاد ہے اس سے حق سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ اعتقادات اسلامیہ میں بڑا خلل اور احکام شرعیہ کی بجا آوری میں بڑا فتور اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہوتا ہے احوال اور وجدانیات جن کا تعلق باطن سے ہوتا ہے ان کا تو پوچھنا ہی کیا ہے اگر باوجود پیر کی آزار رسانی کے احوال کا کوئی اثر باقی رہ جائے تو اسے استدراج (اور مہلت) میں سے شمار کرنا چاہیے۔ کہ آخر میں وہ لامحالہ خرابی ہی لائے گا اور سوائے نقصان کے اور کوئی نتیجہ نہیں دے گا۔ اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

حضرت سیدنا قطب الارشاد شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ نے مبدا و معاد منہا نمبر 51 میں تحریر فرمایا۔ صوفیہ کے طریق سے بلکہ ملت اسلام سے بڑا حصہ اسی شخص کیلئے ہے جس میں تقلید کی فطرت اور پیروی کی عادت سب سے زیادہ ہے یہاں تو کام کا دارومدار صرف تقلید پر اور اس مقام میں معاملے کا انحصار محض پیروی پر ہے انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات کی تقلید بلند ترین درجوں تک پہنچا دیتی ہے اور اصفیا کی پیروی بڑی بڑی معراجوں تک لیجاتی ہے حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں چونکہ یہ فطرت سب سے زیادہ پائی جاتی

تھی تو بے توقف تصدیق نبوت کی سعادت میں انھوں نے سبقت فرمائی اور صدیقوں کے رئیس بنے اور ابوجہل لعین چونکہ تقلید اور پیروی کی استعداد سب سے کم تر رکھتا تھا لہٰذا سعادت سے بہرہ اندوز نہ ہوسکا اور ملعونوں کا پیشوا بنا۔

مرید جس کمال کو بھی حاصل کرتا ہے وہ اپنے پیر کی تقلید ہی سے حاصل کرتا ہے پیر کی غلطی بھی مرید کے صواب (درست) سے بہتر ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت پیغمبر **علیہ الصلوۃ والسلام** کے سہو ونسیان کی آرزو کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ: ''**یلیتنی کنت سھو محمد**'' یعنی اے کاش میں محمد ﷺ کا سہو بن جاتا اور (تاجدار مدینہ سرور کائنات ﷺ) نے حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ ''**سین بلال عند اللہ شین**'' بلال (رضی اللہ عنہ) کا سین خدائے تعالیٰ کے نزدیک شین ہے چونکہ مؤذنِ رسول ﷺ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ عجمی (حبشی) تھے اس لئے وہ اذان میں سین مہملہ کے ساتھ اسھد کہا کرتے تھے۔ اور خدائے عزوجل وعلا کے نزدیک ان کا اسھد کہنا اشھد ہی تھا لہٰذا مؤذنِ رسول ﷺ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی یہ غلطی دوسروں کے صواب سے بہتر ہوگی۔

بر اشھد تو خندہ زند اسھد بلال

اشھد پہ تیرے ہنستا ہے اسھد بلال کا

میں (حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک عزیز سے سنا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ بعض دعائیں جو مشائخ سے منقول ہیں اور اتفاقاً ان مشائخ نے ان میں سے بعض دعاؤں میں کوئی غلطی کر دی ہے اور اسے محرف کر کے (بگاڑ کر) پڑھ دیا ہے تو اگر ان کے پیروکار، ان دعاؤں کو اسی تحریف کے ساتھ پڑھتے ہیں جس کے ساتھ ان کے مشائخ نے پڑھ دیا تھا، تو وہ دعائیں تاثیر بخشتی ہیں اور اگر انھیں درست کر کے پڑھتے ہیں تو وہ تاثیر سے خالی رہ جاتی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی عظمت وحرمت کے طفیل ثابت قدم رکھے۔

در راہ خدا جملہ ادب باید بود   تا جاں باقیست در طلب باید بود
دریا دریا اگر بکامت ریزند   گم باید کرد و خشک لب باید بود

ترجمہ: اللہ کے راستے میں ادب لازم ہے جب تک ہے دم میں دم طلب لازم ہے
دریا دریا اگر پلا دیں تم کو پیاسے ہی رہو خشکی لب لازم ہے

(زبدۃ المقامات، ص، 54)

مقامِ شیخ طریقت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ سائل دریافت کرتا ہے پیر ومرشد کا کیا حق ہے مرید کے روپیہ واسباب میں کتنا مرشد کو دے اور کتنا مرید اپنے خرچ میں لائے۔ وہ بات تحریر فرمائی جائے جس سبب سے پیر کے حق سے چھوٹے، تا کہ قیامت میں مواخذہ نہ ہو، اور اگر پیر ومرشد کی حکم عدولی کرے، اور جیسا کہ مرید کو حکم ہوا اس پر عمل نہ کرے، ایسے مرید کیلئے کیا حکم ہے اور قیامت میں مواخذہ ہوگا؟ بینوا توجروا (بیان فرمایئے اجر دیئے جاؤ گے)۔

الجواب: پیر واجبی پیر ہو، چاروں شرائط کا جامع ہو، وہ حضور سید المرسلین ﷺ کا نائب ہے۔ اس کے حقوق حضور ﷺ کے حقوق کے پرتو ہیں جس سے پورے طور پر عہدہ برا ہونا محال ہے، مگر اتنا فرض ولازم ہے کہ اپنی حدِ قدرت تک ان کے ادا کرنے میں عمر بھر ساعی رہے۔ پیر کی جو تقصیر رہے گی اللہ ﷻ ورسول اللہ ﷺ معاف فرماتے ہیں پیر صادق کہ ان کا نائب ہے یہ بھی معاف کرے گا کہ یہ تو ان کی رحمت کے ساتھ ہے۔ آئمہ دین نے تصریح فرمائی ہے کہ مرشد کے حق باپ کے حق سے زائد ہیں اور فرمایا ہے کہ باپ مٹی کے جسم کا باپ ہے اور پیر روح کا باپ ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی کام اس کی خلافِ مرضی کرنا مرید کو جائز نہیں اس کے سامنے ہنسنا منع ہے، اس کے بغیر اجازت بات کرنا منع ہے، اسکی مجلس میں دوسرے کی طرف متوجہ ہونا منع ہے، اس کی غیبت میں اس کے بیٹھنے کی جگہ پر بیٹھنا منع ہے،

اس کی اولاد کی تعظیم فرض ہے اگر چہ بے جا حال پر ہوں، اس کے کپڑوں کی تعظیم فرض ہے، اس کے بچھونے کی تعظیم فرض ہے، اس کی چوکھٹ کی تعظیم فرض ہے، اس سے اپنا کوئی حال چھپانے کی اجازت نہیں، اپنے جان و مال کو اسی کا سمجھے۔

پیر کو نہ چاہئے کہ بلاضرورتِ شرعی مریدوں کو مالی تکلیف دے، انہیں جائز نہیں کہ اگر اسے حاجت میں دیکھیں تو اس سے اپنا مال دریغ رکھیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس کی ملک اور بندۂ بے دام سمجھے، اس کے احکام کو جہاں تک بلا تاویل صریح خلافِ حکم خدا نہ ہوں حکم خدا و رسول جانے۔ وباللہ التوفیق، واللہ تعالیٰ اعلم (اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اور اللہ خوب جانتا ہے)۔

(فتاویٰ رضویہ ماتخریج جلد 22)

حضرت عالی امام طریقت و شریعت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مبدأ و معاد منھا نمبر 46 پر تحریر فرماتے ہیں جاننا چاہئے کہ مرید کا اپنے پیر کے افضل اور اکمل ہونے کے متعلق اعتقاد محبت کے ثمرات اور اس مناسبت کے نتائج میں سے ہوتا ہے جو افادہ (فائدہ پہنچانے) استفادہ (فائدہ حاصل کرنے) کا سبب بنتی ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ آدمی اپنے پیر کو ان حضرات پر فضیلت نہ دے جن کی بزرگی اور عظمت شریعت میں مقرر ہو چکی ہے کیونکہ یہ چیز محبت میں افراط کا باعث ہو جاتی ہے اور یہ بات مذموم ہے فرقۂ شیعہ کی خرابی اہل بیت کے ساتھ اسی افراط محبت کی وجہ سے ہے اور نصاریٰ نے بھی اسی افراط محبت کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا عزوجل کا بیٹا بنا دیا ہے اور اس کی وجہ سے ابدی خسارہ میں پڑ گئے ہیں لیکن اگر ان حضرات کے علاوہ (جن کی فضیلت شریعت سے ثابت ہے) دوسرے لوگوں پر (اپنے شیخ کو) فضیلت دے تو یہ جائز ہے بلکہ طریقت میں واجب ہے اور یہ فضیلت دینا کچھ مرید کے اپنے اختیار سے نہیں ہوتا بلکہ اگر مرید صاحب استعداد ہے تو بے اختیار اس میں یہ اعتقاد پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اس کے وسیلے سے پیر کے کمالات کا اکتساب کرتا ہے اگر یہ فضیلت دینا خود مرید کے اپنے اختیار سے ہو اور وہ تکلف کے ساتھ اس اعتقاد کو پیدا کرے تو یہ جائز نہیں ہے

اور نہ کوئی نتیجہ پیدا کر سکتا ہے۔

مجلس میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ شیخ احمد (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے مکتوب میں یہ بات لکھی ہے مرشد برحق (حضرت شیخ المشائخ شاہ غلام علی نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) نے پوچھا شیخ احمد (رحمۃ اللہ علیہ) کون ہے اس آدمی نے جواب دیا کہ شیخ احمد سرہندی (رحمۃ اللہ علیہ) (حضرت شیخ المشائخ شاہ غلام علی نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا میری مجلس سے چلے جاؤ میرے روبرو میرے پیر (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کی اس درجہ بے ادبی کرتے ہو الغرض اس آدمی کو مجلس سے نکال دیا گیا۔ (آج کل ہم لوگ بھی اپنے مشائخ کا ادب کرتے ہیں سوچنے کا مقام ہے)۔

(فیض نقشبند، درالمعارف)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ شیخ عبدالقادر عیسیٰ الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تصوف کے حقائق صفحہ نمبر 69 پر تحریر فرماتے ہیں کہ دورنگی سے اجتناب کریں۔ مرید کے لئے ضروری ہے کہ اپنے شیخ (طریقت) کے علاوہ کسی اور شیخ (پیر) کی طرف نہ دیکھے تاکہ اس کا دل دو شیوخ میں پراگندہ نہ ہو اس کی مثال یوں ہے جیسے مریض بیک وقت دو طبیبوں (دو ڈاکٹروں) سے علاج کرائے ایسا کرنے سے وہ بجائے شفاء (صحت یابی) کے (زیادہ) پریشانی کا شکار ہو جائے گا۔ (اللہ تعالیٰ بچائے)۔ آمین

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ہمارے دوستوں کو مکمل مؤدب بنائیں۔

مؤدب رکھیں، ادب میں زندگی دیں ادب میں موت دیں، بے ادبی سے محفوظ رکھیں
بطفیل امام ربانی مجدد الف ثانی اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم
(آمین یارب العلمین)

فَعَلِیْنَا التَّعْظِیْمُ وَعَلَیْهِمُ الْکَرَاهَةُ

ترجمہ: کیونکہ ہمارے ذمہ ان کی تعظیم ضروری ہے اور ان کو اپنی تعظیم سے نفرت لازم ہے

چودھواں باب

اہل علم، مرشدین اور والدین کی تعظیم وتکریم اور ان کے ہاتھ چومنے قیام کرنے کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد تصوف کے حقائق صفحہ نمبر 112 پر زبدۃ الاولیاء شیخ عبدالقادر عیسیٰ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے حلقہ ذکر کے بعد کے آداب میں لکھا کہ شیخ (طریقت) سے مذاکرہ دعا وسلام اور پیر بھائیوں سے مصافحہ اور دست بوسی (یعنی ہاتھ چومنا) حاشیہ میں مترجم نے دست بوسی (یعنی ہاتھ چومنا) کے بارے میں لکھا کہ ہاتھ چومنے کے بارے میں لوگ کثرت سے سوال کرتے ہیں خاص طور پر اس دور میں جبکہ خواہشات (نفسانی) اور اپنی رائے کی پیروی بے حد بڑھ گئی ہے اور خالص علمی تحقیقات کمزور پڑ گئی ہیں، ضروری ہے کہ اس موضوع پر احادیث (نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے افعال اور علماء (وصوفیاء) کے اقوال سے اس بات کی وضاحت کی جائے کہ علماء صالحین اور والدین کے ہاتھوں پر بوسہ دینا نہ صرف شرعاً جائز ہے۔ بلکہ اہل تقویٰ اور اہل فضل کے احترام میں ایسا کرنا اسلامی آداب کا مظہر ہے۔

حضرت صفوان بن عسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو یہودی آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ نو (۹) نشانیاں دریافت کیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خبر دی۔ پھر انہوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک اور پائے مبارک پر بوسہ دیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے نبی ہیں۔ (ترمذی، نسائی)

حضرت سیدنا زارع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بنو قیس کے وفد کے ہمراہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہم نے اپنی سواریاں باندھنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک اور قدم مبارک کے بوسے لیے پھر ہمارے وفد کا سردار منذر الاشج رضی اللہ عنہ آیا اور

www.maktaban.org

اس نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک کو تھاما پھر اسے بوسہ دیا۔ (بیہقی شریف)

حضرت سیدنا امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا ابولبابہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہم اور ان کے ساتھیوں کی توبہ قبول ہوئی تو ان تمام نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس کو بوسہ دیا۔

ایک مرتبہ حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کسی کی نمازِ جنازہ سے فارغ ہوئے تو آپ (حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) کو سواری کیلئے خچر پیش کیا گیا۔ حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس خچر کی رکاب تھام لی حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی! یہ آپ (حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ) کیا کررہے ہیں؟ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں حکم ہے کہ علماء (کرام) اور بزرگوں کا اسی طرح احترام کریں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو چوم کر فرمایا ہمیں بھی حکم ہوا ہے کہ اہل بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی طرح تعظیم کریں۔ (طبرانی، بیہقی)

حضرت سیدنا امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری (شریف) میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن زرین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اپنا دستِ مبارک ہمارے سامنے نکالا جو کہ بڑا اور سخت تھا، تو ہم نے احترام سے کھڑے ہو کر ان کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔

حضرت سیدنا امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری (شریف) میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

حضرت سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور قدم کو بوسہ دیا۔

حضرت سیدنا ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت سیدنا ابن ابو اوفہ رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے اپنا وہ ہاتھ دو جس سے تم نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی پھر میں نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے تو وہاں حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور دیگر سرداروں سے ملاقات ہوئی۔ حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چومنے کا ارادہ کیا تو حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے قدم چومنے چاہے تو حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ارادہ ترک کیا تب حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی اپنے ارادے سے باز آئے۔ (البدایہ والنہایہ)

حضرت سیدنا علامہ محمد سفارینی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آداب کبریٰ میں ہے کہ دینداری، تعظیم اور تکریم کی بناء پر گلے ملنا، ہاتھ چومنا اور سر چومنا جائز ہے۔

حافظ ابن جوزی ”مناقب اصحاب الحدیث“ میں فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیئے کہ شیخ کی تکریم کو اپنائے اور اس کے ہاتھوں کو بوسہ دے۔

حضرت سیدنا شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (جب سفر سے) واپس آئے تو تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا استقبال کیا اور ان کو چمٹا لیا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان چوما۔ (رواہ ابوداؤد، والبیہقی فی شعب الایمان مرسلا لیکن شرح السنۃ میں بیاضی کی روایت سے حدیث متصل آئی ہے)۔

(تفسیر مظہری، ج3، ص137)

حضرت سیدنا رکا کا ابو الفقر لسبتی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں، فرماتے ہیں میں چھوٹا تھا جمعہ کے دن باپ مجھ کو پیروں کی خدمت میں لے جایا کرتے تھے تا کہ وہ میرے سر پر ہاتھ پھیریں۔

(نفحات الانس ص369)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ سفیان بن عینہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سیدنا غوث صمدانی فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا شیخ المشائخ حسین بن علی جعفی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔

ہدایہ شریف کی شرح میں حضرت سیدنا علامہ ابو معالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کسی عالم یا سید کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے مگر دولت مندوں کا ان کی دولت کے سبب ہاتھ چومنا جائز نہیں۔

چنانچہ روایت میں ہے کہ جو اُمراء (امیروں، مالداروں) کی، ان کی دولت کے سبب تعظیم کرے، اس کا دو تہائی دین تباہ ہو جاتا ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ موتہ سے واپسی پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک کو بوسے دیئے۔

حضرت سیدنا وازع بن عامر رضی اللہ عنہ صحابی ہیں جو وازع العبدی کے لقب سے مشہور ہیں ان سے مروی ہے کہ ہم آئے تو ہم سے کہا گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پیر پکڑ لئے اور چومنے لگے۔

(الادب المفرد، ص، 253)

حضرت سیدنا امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا زارع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا زارع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم مدینہ پہنچے تو اپنی سواریوں سے جلدی جلدی اترنے لگے چنانچہ ہم نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص، 394)

یہاں تک کہ جن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ہاتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس سے مَس ہوتے دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان کے ہاتھ چومتے اور ان کیلئے احتراماً قیام فرماتے تھے۔

(الادب المفرد للبخاری، ص، 253) (سلوک وتصوف کا عملی دستور، ص 40)

علماء اور مشائخ کے اقوال

حنفی علماء: حضرت سیدنا علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ شامی میں فرماتے ہیں کہ پرہیزگار اور عالم کے ہاتھ کو بطور تبرک چومنا نہ صرف جائز ہے بلکہ بعض علماء کے مطابق سنت ہے۔

حضرت سیدنا شرنبلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم اور پرہیزگار کے ہاتھوں کو چومنا سنت اور مستحب ہے۔ مراقی الفلاح پر علامہ طحاوی کے حاشیہ میں ہے کہ عالم اور عادل بادشاہ کے ہاتھ کو چومنا جائز ہے۔

مالکی علماء: حضرت سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیاوی عظمت و بڑائی کی وجہ سے کسی کا ہاتھ چومنا جائز نہیں مگر دینی علم اور شرافت کی بناء پر ہاتھ چومنا جائز ہے۔ (شرح بخاری)

شافعی علماء: حضرت شیخ الاسلام محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زہد و صلاح، علم و شرافت یا کسی اور دینی خوبی کی بناء پر ہاتھ چومنا مستحب ہے۔ دولت اور دنیاوی مرتبہ کی بناء پر ہاتھ چومنا مکروہِ تحریمی ہے۔ (شرح بخاری)

حنبلی علماء: حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دینی فضیلت کی بناء پر ہاتھ چومنے میں کوئی حرج نہیں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ چومنے کا اِرادہ کیا۔ دنیا کی وجہ سے چومنا ناجائز ہے۔

(تصوف کے حقائق حاشیہ ص 114)

حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شیخ ابو طالب محمد بن عطیہ حارثی المکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا "ہاتھ پر بوسہ دینے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟"

دین کی وجہ سے ہو تو کچھ حرج نہیں اور فرمایا کہ حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بوسہ دیا تھا اور اگر بطریق دنیا ہو تو پھر درست نہیں۔ یعنی جس کی تلوار یا کوڑے کا ڈر ہو اس کے باعث ہاتھ پر بوسہ دینا جائز نہیں۔

حضرت شیخ المشائخ علی بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت شیخ المشائخ سفیان رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا ''امام عادل کے ہاتھ پر بوسہ دینے میں کچھ حرج نہیں اور دنیا کے معاملہ پر ہاتھ پر بوسہ شدید مکروہ ہے۔''

(قوت القلوب، ج2، ص950)

فتوحات میں یہ بھی مذکور ہے۔ کہ لوگ تیمن اور تبرک کی وجہ سے حضرت شیخ المشائخ شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ سے ہاتھ ملاتے تھے۔ اور ان کے ہاتھ پر بوسہ دیتے تھے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تم اپنے نفس میں اس کا کچھ اثر پاتے ہو۔ کہا حجر اسود اپنے اندر کچھ اثر پاتا ہے۔ کہ جس کو بہترین میں سے نکال دے۔ باوجودیکہ اس کو انبیاء اور رسول علیہم السلام اور اولیاء کرام بوسہ دیتے رہے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ کہا بس میں بھی وہی حجر اسود ہوں۔ میرا بھی وہی حکم ہے۔

(نفحات الانس، ص، 559)

حضرت قطب الاقطاب خواجہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے درویش! ایک دوسرے کا ہاتھ چومنا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ جو شخص تعظیماً مشائخ کے دست مبارک کو بوسہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے گناہ سے اس طرح پاک کر دیتا ہے۔ گویا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

(ہشت بہشت، ص، 407)

حضرت قطب الاقطاب خواجہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ درویش اور مشائخ ایک دوسرے کا ہاتھ اس واسطے چومتے ہیں۔ کہ شاید کسی مغفور کا ہاتھ، ہاتھ میں آجائے کہ جس کی برکت سے بخشے جائیں۔

(ہشت بہشت، ص، 407)

حضرت قطب الاقطاب خواجہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بزرگوں کے ہاتھ کو بوسہ دینے میں دین و دنیا کی خیر و برکت ہے۔

(ہشت بہشت، ص، 408)

حضرت قطب الاقطاب خواجہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا۔ فرمایا جو کچھ میں نے دنیا میں کیا تھا۔ سب کچھ مجھے دکھایا گیا۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ اتنے میں حکم ہوا کہ اس نے فلاں روز دمشق کی جامع مسجد میں خواجہ (خواجۂ خواجگان معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ) کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا۔ جس کی برکت سے اسے معاف کیا جاتا ہے۔

حضرت قطب الاقطاب خواجہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کئی گنہگار صرف ہاتھ چومنے کی وجہ سے بخشے جائیں گے اور دوزخ سے نجات پائیں گے۔

(ہشت بہشت، ص، 408)

حضرت قطب الاقطاب خواجہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرمایا یوسف حجاج سے وفات کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ تیری کیا حالت ہے؟ کہا ہلاکت کے مقام میں ہوں۔ لیکن امید ہے کہ بخشا جاؤں گا۔ پوچھا کس نیکی کی وجہ سے تجھے امید ہے؟ کہا کہتے ہیں کہ فلاں مجلس میں تو نے خواجہ سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک کو عزت سے بوسہ دیا تھا۔ تجھے ہم اس کام کے عوض بخش دیں گے۔

(ہشت بہشت، ص، 408)

حضرت قطب الاقطاب خواجہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آثار الاولیاء میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بزرگ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی بزرگ یا شیخ کے ہاتھ کو بوسہ دیگا۔ وہ ضرور بخشا جائے گا۔ اس واسطے کہ مشائخ کا ہاتھ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک ہے۔ جو مشائخ کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ گویا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک پکڑتا ہے۔

حضرت قطب الاقطاب خواجہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اے درویش! مہتر حضرت داؤد علیہ السلام جب مسند حکومت پر بیٹھے اور عدل و انصاف کیلئے لوگ آتے تو

آپ علیہ السلام مظلوموں کی دادرسی کرتے اور بنی اسرائیل کا جو بزرگ آتا۔ خود مسند سے اٹھ کر اس کا ہاتھ چومتے اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہتے کہ اے پروردگار! ان کے ہاتھ کو برکت تو عنایت کی ہے اب اپنی پناہ بھی مرحمت فرما پس اے درویش! اگرچہ تمام انبیاء علیہم السلام معصوم تھے پھر بھی اپنے بارے میں خیر و برکت طلب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کے ہاتھ کو بوسہ دینے کی برکت سے ہمیں بخش۔

(ہشت بہشت، ص، 409)

علماء، مشائخ صالحین اور والدین کے لیے کھڑے ہونے کا حکم

اہل فضل کیلئے کھڑے ہونا جائز اور اسلامی آداب میں سے ہے۔ فقیہ محمد شربینی رحمۃ اللہ علیہ **المغنی المحتاج** میں فرماتے ہیں کہ اہل فضل اور اہل شرافت کیلئے کھڑے ہونا سنت ہے بشرطیکہ یہ ریا کاری اور بڑائی کے لئے نہ ہو بلکہ علم، تقویٰ اور شرافت کے سبب ہو۔

حضرت شیخ السلام محی الدین ابو ذکریا بن شرالنووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ''**رسالته الترخيص بالقيام لذوى الفضل**'' تحریر کیا ہے جس میں بہت سی حدیثیں جمع فرمائی ہیں، (کسی کو شوق ہو تو پڑھو عربی زبان میں)

ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

ابوداؤد میں ہے کہ ایک دن رسول ﷺ تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ کے رضاعی والد آئے آپ ﷺ نے ان کیلئے اپنی چادر کا ایک حصہ پھیلایا اور انھیں اس پر بٹھایا، پھر آپ ﷺ کی رضاعی والدہ آئیں تو آپ ﷺ نے چادر کا دوسرا حصہ دراز فرمایا اور انھیں اس پر بٹھایا، پھر آپ ﷺ کا رضاعی بھائی آیا، آپ ﷺ اس کیلئے کھڑے ہوگئے اور اسے اپنے سامنے بٹھایا۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل فتح مکہ کے روز یمن کی طرف فرار ہوا، اس کی بیوی اسے مسلمان کر کے واپس مکہ لوٹا لائی جب سرور کونین ﷺ نے اسے دیکھا تو اس کی طرف یکدم کھڑے ہوگئے اور اس پر چادر ڈال دی۔

حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ جب حبشہ میں تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کیلئے کھڑے ہوگئے اور فرمایا ''معلوم نہیں کہ فتح خیبر کی خوشی بڑی ہے یا جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد کی''

حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضرت سیدنا زید بن حارث رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حجرے میں تھے حضرت سیدنا زید بن حارث رضی اللہ عنہ نے دستک دی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کیلئے کھڑے ہوگئے اسے گلے لگایا اور بوسہ دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان سے جانے کیلئے کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہوجاتے اور جب تک حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آتے، ہم دیکھتے رہتے۔

حضرت فقیہ محقق علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ شامی میں فرماتے ہیں کہ ''وہبانیہ'' میں ہے کہ آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا مستحب ہے۔ مسجد میں بیٹھا ہوا شخص بھی اگر کسی آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوجائے، تب بھی جائز ہے، بشرطیکہ وہ شرعی طور پر تعظیم کا مستحق ہو۔ اسی طرح قرآن پڑھنے والے کا، آنے والے کی تعظیم کیلئے کھڑے ہونا جائز ہے۔ دوسروں کی تعظیم کیلئے کھڑے ہونا مکروہ نہیں بلکہ مکروہ یہ ہے کہ اپنے لئے دوسروں کے کھڑے ہونے کو پسند کرے۔ ابن وھبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں قیام مستحب ہونا چاہیئے کیونکہ اس کو چھوڑنے سے لوگوں میں عداوت، حسد اور بغض پیدا ہوجاتا ہے۔

ابوداؤد میں حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بنوقریظہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر قلعے سے اتر آئے تو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلوایا، جب وہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا '' قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ'' یعنی اپنے سردار کے لئے کھڑے ہوجاؤ۔

(تصوف کے حقائق حاشیہ، ص115)

حضرت سیدنا امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اگر کوئی اپنے ساتھی کو یا سیدی کہہ

کر پکارے تو جائز ہے بشرطیکہ وہ بہتر اور صاحبِ فضل ہو، فاسق وفاجر کو یا سیدی کہنا منع ہے عادل حاکم کے لئے اور طلباء کا، استاد کیلئے قیام کرنا مستحب ہے، کراہت کی اور صورتیں ہیں، اور یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو یہ پسند کرے کہ لوگ اس کیلئے کھڑے ہوں، وہ اپنا ٹھکانا جہنم کیلئے تیار کرے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو تکبر و بڑائی کے سبب لوگوں کو حکم دیں یا ان پر لازم ٹھہرائیں۔

(تصوف کے حقائق حاشیہ، ص115)

حضرت سیدنا امام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ ہر مسلمان سے سلام علیک اور مصافحہ میں پیش قدمی کیا کرو۔ حدیث مبارکہ میں آیا کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو رحمتِ خداوندی کے ستر حصوں میں سے انہتر (69) حصے تو اس کو ملتے ہیں جس نے مصافحہ میں ابتداء کی ہے اور ایک حصہ دوسرے کو ملتا ہے۔

(تبلیغ دین، ص، 73)

حضرت سیدنا امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عہد لیا گیا کہ اہل فضل (علماء حق ومشائخ عظام) کو دیکھ کر کھڑے ہو جایا کریں اگرچہ ان کو ہمارا کھڑا ہونا ناگوار ہو "فعلینا التعظیم وعلیھم الکراھۃ" کیونکہ ہمارے ذمہ ان کی تعظیم ضروری ہے اور ان کو اپنی تعظیم سے نفرت لازم ہے۔ یہ کھڑا ہونا ہر حال میں مستحب ہے خواہ وہ عالم (یا شیخ) اپنے علم پر عمل کرنے والا ہو یا نہ ہو۔ بشرطیکہ قیام میں دینی مصلحت ہو۔ جو عدم قیام پر راجح ہو خوب سمجھ لو۔

(ہم سے عہد لیا گیا، ص، 474)

حکایت: حضرت سیدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا جب حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام، حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے پاس تشریف لائے تو حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کھڑے نہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی کہ کیا تم اپنے باپ کی تعظیم کیلئے کھڑے ہونے کو گراں سمجھتے ہوں۔ مجھے قسم ہے اپنی عزت وجلال کی تیری پشت سے کوئی نبی نہیں پیدا کروں گا۔

(احیاء العلوم، ج،2، ص، 377)

حضرت سیدنا ابوذر ؓ کا بیان ہے کہ جب کبھی میں نبی کریم ﷺ سے ملا آپ ﷺ نے مجھ سے مصافحہ ضرور کیا۔ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے بلانے کو میرے گھر کسی کو بھیجا۔ میں گھر پر موجود نہ تھا مگر آ کر مجھے اطلاع ملی میں فوراً خدمت میں حاضر ہوا۔ سرکار دو عالم ﷺ تخت پر تشریف فرما تھے مجھے چمٹا لیا اور یہ معانقہ بہت ہی عمدہ اور اعلیٰ تھا۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت سیدنا عطاء خراسانی ؒ کی روایت ہے کہ محبوب دو عالم ﷺ نے فرمایا: باہم مصافحہ کرو کینہ دور ہوگا۔ ایک دوسرے کو ہدیہ دو آپس میں محبت ہوگی اور دشمنی جاتی رہے گی۔ (رواہ مالک مرسلا)

حضرت سیدنا براء بن عازب ؓ کا بیان ہے کہ دو مسلمان جب باہم مصافحہ کرتے ہیں تو دونوں کے درمیان جو گناہ ہوتا ہے جھڑ جاتا ہے باقی نہیں رہتا۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

(تفسیر مظہری ج3 ص187 سے 188)

حضرت سیدنا سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جب مسلمان اپنے (مسلمان) بھائی سے (سلام کے وقت) ملتا ہے اور اپنے ہاتھ سے مصافحہ کرتا ہے تو سلام کرنے سے ان دونوں کے گناہ اس طرح سے جھڑتے ہیں جس طرح سے تیز آندھی کے اس خشک درخت سے پتے جھڑتے ہیں اگرچہ ان دونوں کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں۔ (طبرانی)

حضرت سیدنا ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں آقائے دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا جب دو مسلمان آپس میں ملتے اور باہمی مصافحہ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا احوال پوچھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے درمیان ایک سو نعمتیں نازل کرتے ہیں ننانوے رحمتیں آپس میں ایک دوسرے سے خندہ پیشانی، عمدہ اور نیک طریقہ حال پوچھنے پر ملتی ہے۔

(رحمت کے خزانے، ص، 533)

مسئلہ: سلام کی تکمیل مصافحہ اور معانقہ ہے۔ حضور سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا

تمہارے باہم سلام کا تکملہ مصافحہ ہے۔ رواہ احمد والترمذی عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ۔

(تفسیر مظہری ج 3 ص 187)

اب ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں صوفیائے کرام، علمائے کرام۔ اہل فضل کے ہاتھ چومنا قیام کرنا اور مصافحہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین یارب العلمین)

حدیث نبوی ﷺ

اٰفَةُ السَّمَاحِ الْمَنُّ

ترجمہ: احسان جتانا جودوکرم کے لئے آفت ہے

حضرت سیدنا

مولانا عبد الرحمن جامی

نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

کہ بہ نعمت کے شود دل گرم	چوں زمنت کنند دم سردے
غیر باد خزاں منّت نیست	آفت روضۂ جوانمردے

ترجمہ:

کسی پر گر کرو احساں نہ لو بھولے سے نام اس کا

سخاوت کا یہ ہے سود اور لینا ہے حرام اس کا

عَلَيْكُمْ بِالْعَمَائِمِ فَاِنَّهَا سِيْمَاءُ الْمَلَائِكَةِ وَاَرْخُوْا لَهَا خَلْفَ ظُهُوْرِكُمْ

(کنزالعمال ج8 ص18)

پندرہواں باب
عمامہ شریف کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

حضرت سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عمامہ (شریف) کی ابتداء سب سے پہلے اپنے سر پر عمامہ شریف باندھنے والے ہمارے آقا ومولا سیدنا آدم علیہ السلام تھے کہ جب جنت سے دنیا میں تشریف لائے تو جبریل امین علیہ السلام نے باندھا تھا دوسرے شخص حضرت سیدنا ذوالقرنین علیہ السلام تھے جب ان کے سر پر قرن نکل آئے تھے تو ان کو چھپانے کیلئے عمامہ (شریف) باندھا۔

(مسائل عمامہ، ص، 19)

تفسیر خازن ومدارک میں اس آیت مبارکہ کے ذیل لکھا ہے۔ ''فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ هٰرُوْنَ'' (پارہ 2، سورۃ البقرہ، آیت 248) اس میں تمہارے رب عزوجل کی طرف سے سکینہ ہے۔ اور آل موسیٰ علیہ السلام و آل ہارون علیہ السلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں۔ مفسرین کرام اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں وہ تبرکات حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا عصا مصلی اور حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام کا عصا اور عمامہ تھا۔

(مسائل عمامہ، ص، 20)

حضرت سیدنا رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت فطرت اسلامی پر قائم رہے گی جب تک کہ وہ ٹوپیوں پر عمامیں باندھیں گے۔

حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم پر پگڑی لازمی ہے اس لئے کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور پگڑی کا شملہ اپنی پیٹھوں کے پیچھے لٹکاؤ۔

(کنز العمال، ج، 8، ص، 18، بحوالہ مقیاس خلافت، ص، 57)

قضاعی شہاب میں سیدنا امیر المؤمنین علی المرتضی وعبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ عمامہ (شریف) عرب کے تاج ہیں۔

مسند الفردوس میں حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ فرماتے ہیں عمامے عرب کے تاج ہیں جب وہ عمامے چھوڑیں گے تو اپنی عزت اتروادیں گے۔

ابن عدی حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں مسجدوں میں حاضر ہو سر برہنہ اور عمامہ (شریف) باندھے اس لئے کہ عمامے مسلمانوں کے تاج ہیں۔

حضرت سیدنا رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک ٹوپیوں پر عمامے باندھیں۔

حضرت سیدنا ابو عبد اللہ محمد بن وضاح رضی اللہ عنہ فصل لباس العمائم میں حضرت سیدنا خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں بیشک اللہ عزوجل نے اس امت کو عماموں سے مکرم فرمایا۔

حضرت سیدنا ابوبکر ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ مصنف اور ابوداؤد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدنی تاجدار ﷺ فرماتے ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے بدر وحنین کے دن ایسے ملائکہ سے میری مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ (شریف) باندھتے ہیں۔ بیشک عمامہ کفر وایمان کے درمیان فرق ہے۔

حضرت علامہ مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں مشرکین عرب کا پگڑی پہننا معلوم ہے معنی یہ ہوا کہ ہم پگڑیاں ٹوپیوں پر پہنتے ہیں۔ اور پگڑیاں وہ ٹوپیوں کے بغیر پہنتے ہیں۔

(فضائل عمامہ اویسی، ص، 21)

معجم کبیر طبرانی میں مذکور ہے۔ سرکار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں جمعہ کے دن عمامہ والوں پر بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سر پر عمامہ سیاہ

کپڑے کا اور چار انگلیوں کے برابر ان کے پیچھے کی جانب سے اس کا شملہ رکھا اور فرمایا کہ اس طرح عمامہ باندھ۔

(عمامہ شریف سنت مصطفیٰ ﷺ، ص، 57،)

حضرت علامہ مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عمامہ باندھنے میں سنت یہ ہے کہ سفید ہو جس میں کسی دوسرے رنگ کی آمیزش نہ ہو اور سرور کائنات ﷺ کی دستار مبارک اکثر اوقات سفید ہوتی تھی۔

(فضائل عمامہ اویسی، ص، 24)

حضرت سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سفید لباس پہننا افضل ہے چنانچہ ہمارے علماء کرام و مشائخ عظام سفید لباس ہی پہنتے ہیں اور پسند فرماتے ہیں۔

(شمائل ترمذی، ص 161)

جمع الوسائل میں مذکور ہے۔ اور جان لے کہ حضور اقدس ﷺ کیلئے جو پگڑی تھی اس کو السحاب کے نام سے موسوم کیا گیا تھا اور ٹوپی کے اوپر اس کو باندھا کرتے تھے۔

(بحوالہ شمائل ترمذی، ص، 163)

شمائل ترمذی میں مذکور ہیں کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ آقائے دو جہاں حضور سراپا نور ﷺ کے مرض رحلت میں، میں حاضر خدمت شریف ہوا حالانکہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر عمامہ زرد تھا۔

حضرت سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت اس نے کہا کہ رسول کریم ﷺ اپنے تمام کپڑے زعفران سے رنگتے حتیٰ کہ عمامہ بھی۔

(طبقات ابن سعد، ج، 1 ص، 452۔ مقیاس خلافت، ص، 77)

حضرت سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کی چادر اور عمامہ دونوں زعفران سے رنگے ہوئے تھے۔

(طبقات ابن سعد، ج، 1 ص، 452۔ بحوالہ مقیاس خلافت، ص، 76)

www.maktaban.org

يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ ا لٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ (پارہ 4، سورۂ آل عمران، آیت 125)

ترجمہ: مدد کریگا تمہارا رب ﷻ پانچ ہزار فرشتوں سے جونشان والے ہیں۔

شیخ التفسیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر نعیمی میں فرماتے ہیں۔ چنانچہ جنگ بدر میں فرشتے سیاہ پگڑیوں (دستار) اور جنگ احد میں سرخ پگڑیوں میں دیکھے گئے۔

حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء علامہ اسمٰعیل حقی البرسوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں۔ مروی ہے کہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کو فرمایا کہ اس دن ملائکہ کے سروں پر سفید پگڑیاں تھیں۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ ٹوپی پر عمامہ (شریف) باندھتے اور بغیر ٹوپی کے بھی عمامہ (شریف) باندھتے تھے اور یہ مروی نہیں کہ آپ ﷺ نے بغیر عمامہ (شریف) کے صرف ٹوپی سر پر رکھی ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ صرف ٹوپی رکھنا کفار کی علامت ہے اور خلاف سنت ہے کیونکہ حدیث رکانہ (رضی اللہ عنہ) میں بھی صرف ٹوپی کو علامت کفار فرمایا ہے۔

(مرقات، ص، 427، ج، 4، باب اللباس)

حضرت سیدنا سالم رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے نقل کیا کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مطلق سنت کا لفظ بولتے ہیں تو وہ سنت نبوی ﷺ مراد لیتے ہیں۔

(مسائل عمامہ، ص 23)

حضرت سیدنا مقاتل بن حباب نبطی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ جب حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی کی جس میں ہے۔ کہ نبی امی علیہ السلام صاحب جمل۔ مدرعہ اور صاحب عمامہ کی تصدیق کرو۔ (الحدیث)

اس سے صاحب عمامہ کی وجہ تسمیہ بھی ماخوذ ہوتی ہیں نیز یہ بھی اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ علیہ السلام ظاہر ہونگے تو عمامہ استعمال کریں گے۔

(مسائل عمامہ، ص، 19)

صاحب تفسیر عزیزی فرماتے ہیں۔ عمامہ شریف سنت ہے۔

حضرت فقیہ بے بدل علامہ اجل ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوۃ شریف کی شرح میں فرماتے ہیں اصلاً مروی نہ ہوا کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہو متعین ہوا۔ کہ یہ کافروں کی وضع ہے۔ پھر آگے پگڑی باندھنے کی فضیلت کی احادیث مبارکہ میں لکھ کر فرماتے ہیں۔ ان سب سے عمامہ کی فضیلت مطلقاً ثابت ہوئی اگرچہ ٹوپی ہو ہاں ٹوپی کے ساتھ افضل ہے۔ اور خالی ٹوپی خلاف سنت ہے۔ اور کیوں کر نہ ہو کہ وہ کافروں اور بعض بلاد کے بدمذہبوں کی وضع ہے۔

(شمائل ترمذی، ص، 162)

فتح الباری میں مذکور ہے۔ ارشاد ہے عمامہ باندھا کرو اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے۔

عینی میں مذکور ہے۔ کسی نے جناب حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا پگڑی باندھنا سنت ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ ہاں سنت ہے مزید فرمایا عمامہ باندھا کرو کہ اسلام کا نشان ہے اور مسلمان اور کافر میں فرق کرنے والا ہے۔

(بحوالہ شمائل ترمذی، ص، 161، 162 بحوالہ عینی شرح بخاری باب لباس، ص، 232، ج، 10)

شمائل ترمذی میں محدث جلیل امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خوب جان لے کہ پگڑی کا پہننا سنت ہے۔ اور اس کی فضیلت میں کافی احادیث (مبارکہ) وارد ہوئی ہیں۔ یہاں تک کہ احادیث (مبارکہ) میں وارد ہے۔ کہ پگڑی کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرنا بغیر پگڑی کے ستر (70) رکعت نماز ادا کرنے سے بہتر ہے۔

(بحوالہ شمائل ترمذی، ص، 161)

فقیہ جلیل مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ دیلمی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔

حضرت سیدنا علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پگڑی کا باندھنا سنت ہے۔ خصوصاً نماز کیلیے اور خوبصورتی کے ارادے سے۔ اس بارے میں بہت سی احادیث (مبارکہ) آئی ہیں۔

(بحوالہ شمائل ترمذی، ص، 161)

حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عمامہ باندھنا سنت ہے خصوصاً نماز میں کہ جو نماز عمامہ کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔

(بحوالہ اسلامی اخلاق وآداب، ص، 72)

حضرت علامہ مولانا یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی شخص کو اس وقت تک کسی شہر کا حاکم مقرر نہیں فرماتے تھے جب تک اس کے (سر پر) عمامہ نہیں بندھوا دیتے تھے۔

(بحوالہ شمائل ترمذی، ص، 163)

مظاہر حق جلد اول، صفحہ، 470 پر تحریر فرماتے ہیں کہا حضرت علامہ مولانا طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ عمامہ (شریف) باندھنا سنت ہے۔

مکتوبات صدی صفحہ، 557 میں مذکور ہے۔ حضرت شیخ المشائخ شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں سر پر پگڑی باندھنا سنت ہے۔ چاہئے کہ اس کا شملہ سر کے پیچھے گردن پر لٹکائے۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم، صفحہ، 397، ج، 1، میں لکھتے ہیں نماز جمعہ میں عمامہ مستحب ہے۔ پہلے حضرت سیدنا واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جمعہ کے روز عمامہ شریف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔

اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ، 146، میں ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب لکھتے ہیں۔ عمامہ باندھنا سنت، مستحب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمامہ باندھنے کا حکم بھی نقل کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ عمامہ باندھا کرو اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے (فتح الباری،) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھا کیا عمامہ باندھنا سنت ہے؟ انھوں نے فرمایا ہاں سنت ہے۔

حضرت شیخ الشیوخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ دعامہ میں تحریر فرماتے ہیں عمامہ

(شریف) اسلام کا شعار ہے اور عمامہ (شریف) مسلمانوں کی سنت ہے۔

(دعامہ ص 16، 36، مسائل عمامہ ص 22)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ'' (پارہ 8، سورۃ الاعراف، آیت 31)

اور حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے نماز کیلئے ایک مخصوص لباس تیار کروایا تھا۔ وہ لباس یہ تھا۔

(1) قمیص

(2) عمامہ

(3) چادر

(4) شلوار

(البراھین التامۃ لاثبات سنیۃ العمامۃ، ص، 4، 5)

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام رسول رضوی صاحب تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابن ابی عاصم رضی اللہ عنہ نے کتاب الجہاد میں اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ ایک آدمی حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا اور کہا اے ابا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کیا عمامہ سنت ہے؟ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہاں عمامہ سنت ہے۔

(البراھین التامۃ لاثبات سنیۃ العمامۃ، ص، 14)

چنانچہ سیدنا علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ بحرالرائق، صفحہ، 34، جلد، 3 میں لکھتے ہیں بیشک وہ فعل سنت مؤکدہ ہے۔ اس کا ترک مکروہ تحریمی ہے۔

(شامی، ص 439، ج 1)

عمامہ (شریف) پہننا سنت مؤکدہ ہے۔ لہٰذا قدرت (طاقت) واستطاعت کے باوجود بلا عمامہ (شریف) نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(مسائل عمامہ، ص 27)

حضرت سیدنا علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں مسلمان

ٹوپیاں پہن کر اوپر سے عمامے باندھتے ہیں۔ تنہا ٹوپی کافروں کی وضع ہے۔ تو عمامہ سنت ہے۔ اور جو فعل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مواظبہ کا خلاف یقیناً مکروہ ہے۔

(فضائل عمامہ اویسی، ص 18)

صاحب شرح شمائل باجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ عمامہ (شریف) سنت مؤکدہ محفوظہ ہے۔ جسے صلحاء نے ترک نہیں کیا۔

(مسائل عمامہ، ص، 22)

قاضی حبیب اللہ صاحب موضع پرمولی ضلع صوابی نے ایک فتویٰ جاری کیا تھا اس میں یہ تحریر کیا ہے کہ نماز بلا عمامہ مکروہ ہے اور بلا عمامہ (نماز) باجماعت پڑھنا اشد مکروہ ہے اور عمامہ سنت مؤکدہ ہے اس فتویٰ پر صوبہ سرحد کے چونسٹھ علماء کرام کے دستخط موجود ہیں۔

(ہدایت السالکین، ص، 163)

ریاض الفتاویٰ، ج، 3، ص، 249 میں مذکور ہے مفتی سید ریاض الحسن جیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ بلا شبہ عمامہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت متواترہ لازمہ دائمہ ہے اور بلا شبہ صرف ٹوپی کا دائمی استعمال خلاف سنت و وضع کفار ہے۔ یونہی عمامہ بے کلاہ کما ورد فی الاحادیث لہٰذا بعض علماء اعلام کے کلام میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استعمال کلاہ بے عمامہ کا انکار واقع ہوا۔

اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ جلد (3) ص، 76 سے 80 تک (19) احادیث (مبارکہ) اور کئی فقہاء کی کتابوں سے عبارات نقل کی ہیں۔ اور ارشاد فرماتے ہیں عمامہ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت متواترہ ہے۔ جس کا تواتر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچا ہے۔ پھر تین سطر آگے چل کر فرماتے ہیں۔ تو عمامہ (شریف) سنت لازمہ دائمہ ہے۔ یہاں تک کہ علماء نے خالی ٹوپی پہننے کو مشرکین کی وضع قرار دیا

(شمائل ترمذی، ص، 162)

(اشعۃ اللمعات، ج، 5، حاشیہ، ص، 597، شرف قادری نقشبندی)

نماز میں سر پر پگڑی باندھنے کی حدیثیں ایسی ہیں کہ جن میں شک صرف ضدی کرے گا یا جاہل۔ اور حضور نبی اکرم ﷺ کی سنۃ مواظبہ (دائمی) کا خلاف یقیناً مکروہ ہے چنانچہ بحر الرائق، ص، 34، ج 3، میں ہے۔ "وصلہ ان السنۃ اذا کانت مؤکدۃ قربۃ لا یبعد ان یکون ترکھا مکروھا کراھۃ تحریم"

(ننگے سر نماز، ص، 6 اویسی)

حضرت علامہ مولانا فیض احمد اویسی مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں۔ ایسے ہی عمامہ شریف آپ ﷺ کی دائمی ادا ہے۔ کہ کبھی سفر وحضر میں یہاں تک کہ نیند کے وقت بھی آپ ﷺ کا سر مبارک ننگا نہ ہوا۔

(ننگے سر نماز، ص 23)

نتیجہ علامہ اویسی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ اس قاعدہ پر عمامہ شریف حضور سرکار دو عالم ﷺ کی دائمی سنت ہے نماز غیر نماز میں آپ ﷺ اس طرح ثابت ہے۔ ہاں جواز کیلئے کبھی ہوا تو وہ سنت نہ ہوگی اور مسلمان کو سنت رسول ﷺ چاہئیے نہ کہ اس کے خلاف۔

(ننگے سر نماز، ص، 11)

عمامہ (پگڑی) باندھنا حضور پرنور ﷺ کی سنت متواترہ ہے۔ جس کا تواتر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچا ہے اور اس میں کسی مذہب والے کو اختلاف بھی نہیں ہے۔

(فضائل عمامہ، ص، 5 اویسی)

جب دلائل سے اپنی جگہ ثابت ہے۔ کہ پگڑی (عمامہ شریف) پہننا سنت اور وہ بھی لازمہ دائمہ کہ کبھی حضور سرور عالم ﷺ کیلئے اس کے خلاف ننگے سر یا ٹوپی یا رومال وغیرہ ثابت نہیں۔

(فضائل عمامہ، ص، 6 اویسی)

حضرت سیدنا اُستاد کبیر محدث جلیل امام شرف الدین عبد المومن بن خلف دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف روایت کے بارے میں لکھا ہے کہ بعض روایات جو پایہ ثبوت کو نہ پہنچیں ہوں مگر

کوئی پڑھنے والا ثواب کی اُمید پر اس روایت پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُمید ہے کہ اس کو وہ ثواب اور اجر ضرور عطا فرمائے گا۔

(رحمت کے خزانے، ص64)

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب کی تحقیق حدیث ضعیف کہنا ان کا ایسا حربہ ہے کہ عوام کو بہت جلد دوم تزویر پھنسا لیتے ہیں۔ لیکن کب تک بالآخر یوم الحساب میں قابو آئیں گے۔ کچھ یہی ان کا رویہ بھی یہی ہے۔ مانا کہ عمامہ (شریف) کی نماز کے متعلق کچھ روایات ضعیف سہی لیکن حضور سرور عالم ﷺ دائمی طور پر تو عامل رہے۔ پھر اس محبوب سیرت کا انکار کیوں۔

(ننگے سر نماز، ص، 12)

پیش لفظ میں فقیر محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں۔ آج کل ننگے سر نماز پڑھنے کی ہے۔ کہ ادھر تو پگڑی باندھنے کی سنت ہمارے ہاتھوں سے نکل گئی یہاں تک کہ علماء و مشائخ تک پگڑی جیسی مقدس سنت کو خیرباد فرما کر انگریزی اور ہندوی وضع کی ٹوپیاں سر پر رکھ چھوڑی ہیں۔ ادھر مغربیت کے مسحور حضرات پگڑی کی مذاقیں اڑاتے ہیں۔

(ننگے سر نماز، ص، 2)

حرف آخر فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ اس طویل بحث سے میرا مقصد یہی ہے کہ علماء کرام و مشائخ عظام اور عوام اہل اسلام جواز کے چکر میں پھنسنے کے بجائے رسول کریم ﷺ کی ہر سنت پر عملی اقدام فرمانا چاہیئے بلکہ اپنے حلقۂ احباب کو سختی سے اس کا کاربند بنانا اپنی زندگی کا سرمایہ سمجھیں تاکہ کل قیامت میں حضور سرور کائنات ﷺ کا قرب نصیب ہو۔

(ننگے سر نماز، ص، 24)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ اس سے ہے۔

(ابوداؤد و مشکوٰۃ شریف، ص، 329)

مسئلہ عمامہ باندھے تو اس کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے شملہ کتنا ہونا چاہیئے اس میں اختلاف ہے۔ زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے۔

(عالمگیری اسلامی اخلاق وآداب، ص، 72)

مسئلہ عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اسے اتار کر زمین پر پھینک نہ دے بلکہ جس طرح لپیٹا ہے۔ اسی طرح ادھیڑا جائے۔

(عالمگیری اسلامی اخلاق وآداب، ص، 72)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مذکور ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔ بس اسی سنت کے مطابق عمامہ رکھے اس سے زیادہ بڑا نہ رکھے۔

(اسلامی اخلاق وآداب، ص، 72)

حدیث شریف میں مذکور ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیٹھ کر عمامہ (شریف) باندھے یا کھڑے ہو کر پاجامہ پہنے اللہ تعالیٰ اس کو ایسی بلا میں مبتلا کرے گا جس کا دفعیہ نہ ہو سکے گا اور اگر معذور ہو تو جائز ہے۔

شملہ مبارکہ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس پشت ہوتا ہے اور کبھی کبھی دائیں ہاتھ کی طرف اور بائیں طرف شملہ رکھنا غیر مسنون اور بدعت ہے۔ اور شملہ کی کم از کم لمبائی چار انگل ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ یا پیٹھ سے زیادہ لمبا کرنا غیر مسنون ہے۔

معتبر کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ کوئی آدمی اپنے آپ کو اکثر اوقات سیاہ، سبز لباس میں مشہور نہ کرے یہ مکروہ ہے۔ اور ممنوع ہے۔

حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ سیاہ (کالا) رنگ کو کیوں استعمال نہیں کرتے تو اُنھوں نے فرمایا اس لیے کہ اس میں دولہن کو نہیں آراستہ کیا جاتا اور مُحرم اس میں تلبیہ نہیں کرتا اور نہ ہی اس میں میت کو کفن دیا جاتا ہے۔

(شمائل ترمذی، ص165)

استاد العلماء پیر طریقت حضرت مفتی غلام سرور قادری صاحب نے لکھا کہ صرف

سفید عمامہ سنت ہے۔ پھر لکھتے ہیں اور کسی بھی رنگ کا جائز مگر سبز رنگ کا نہ ہو۔ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شریفوں کے لئے سبز پگڑی کی کوئی بنیاد نہیں یہ سبز پگڑی کی بدعت بادشاہ شعبان بن حسن کے حکم سے ۳۷۷ھ میں نکالی گئی ہے۔

(الفتاویٰ الحدیثہ، ص168) مفتی صاحب نے اور بھی بہت سی دلیلیں دیں ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ یعنی جس شخص نے دنیا میں شہرت کا کپڑا پہنا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کا کپڑا پہنائے گا۔

(فضائل عمامہ اویسی، ص، 26)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کوئی نیا کپڑا پہنتے اس کا نام لیتے مثلاً پگڑی یا قمیص یا چادر پھر فرماتے اے اللہ تیرے لئے تعریف ہے۔ تو نے مجھ کو یہ کپڑا پہنایا میں اس کی بھلائی اور اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کیلئے یہ بنایا گیا ہے اور اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے پناہ پکڑتا ہوں جس کیلئے بنایا گیا ہے۔

(روایت کیا ترمذی و ابوداؤد مشکوۃ شریف، ص، 328)

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ؕ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ

(پارہ 21 سورہ لقمان آیت 21)

ترجمہ: اور زمین میں اتراتا نہ چل بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا فخر کرتا ہے

سولواں باب

تہبند (شلوار) ٹخنوں سے نیچے لٹکانا کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم
وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

حضرت امام علامہ محمد بن احمد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ سے ٹخنوں سے نیچے شلوار (تہبند) لٹکانا گناہ کبیرہ (حرام) ثابت کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (پارہ21 سورہ لقمان آیت 21)

ترجمہ: اور زمین میں اتراتا نہ چل بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا فخر کرتا ہے۔

(کبیرہ گناہ اور ان کا علاج)

حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اترانے کی غرض سے اپنی ازار کو کھینچتا چلے تو قیامت کے دن اللہ پاک اس کی طرف نظر نہ کرے گا۔

دوسری حدیث شریف: مومن کی ازار اس کی پنڈلیوں کے نصف تک ہوتی ہے۔ اور ٹخنوں کے مابین جو کچھ ہو اس پر مضائقہ نہیں اور جو اس سے نیچی ہے وہ آگ میں ہے۔ (حجۃ البالغہ، ص، 607)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ ایک آدمی ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جا پھر وضو کر تو وہ شخص گیا اس نے دوبارہ وضو کیا پھر واپس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جا پھر وضو کر تو اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا بات ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وضو کا ارشاد فرمایا پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص اپنے ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ ازار لٹکا کر نماز پڑھنے والے کی نماز قبول نہیں فرماتا۔

(کبیرہ گناہ اور ان کا علاج 419) (ابوداؤد شریف، ج، 2، ص، 210 مقیاس خلافت، ص، 67)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تہبند گھسیٹنے (لٹکانے) والے کی طرف نہیں دیکھے گا۔

(کنز العمال، ج، 8، ص، 19۔ مقیاس خلافت، ص، 68) (کبیرہ گناہ اور ان کا علاج 418)

www.maktaban.org

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا احمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا کچھ کپڑا ازار کا ٹخنوں سے تجاوز کرے تو وہ دوزخی ہے۔

(کنزالعمال، ج،8، ص،19۔ مقیاس خلافت، ص،68)

حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا احمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا منافق کی علامت اپنے پاجامے کو لمبا کرنا ہے تو جس شخص نے اپنے پاجامے کو لمبا کیا حتی کہ قدموں کے نیچے گھسٹتا ہے تو اس نے اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی اور جس شخص نے اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی تو اس کیلئے دوزخ ہے۔

(کنزالعمال، جلد،8، ص،21۔ مقیاس خلافت، ص،69)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضرت سیدنا احمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ٹخنوں سے نیچے جو پاجامہ یا تہبند ہوگا وہ دوزخ میں ہوگا۔

(بخاری شریف، جلد،2، ص،861۔ مقیاس خلافت، ص،69)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی ایسے شخص کی طرف نہ دیکھے گا جس نے تکبر سے اپنا کپڑا زمین پر کھینچا۔

(مسلم شریف، ج،2، ص،194۔ مقیاس خلافت، ص،69)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ جناب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے پاس حضرت جبریل (امین) علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا یہ نصف شعبان کی رات ہے۔ اس میں اللہ تعالی کی طرف سے جہنم سے آزاد کردہ لوگ قبیلہ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر ہوتے ہیں۔ اس رات میں اللہ تعالی نہ تو مشرک کی طرف نظر رحمت کرتے ہیں۔ نہ دشمنی کرنے والے کی طرف۔ نہ قاطع رحم (رشتہ داری ختم کرنے والوں) کی طرف۔ نہ (تہبند، شلوار وغیرہ کو) ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے کی طرف اور نہ والدین کے نافرمان کی طرف، اور نہ ہمیشہ شراب پینے والے کی طرف۔

(بیہقی باسنادہ رحمت کے خزانے، ص،304)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص تکبر کرتے ہوئے اپنی چادر گھسیٹ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا وہ قیامت تک زمین میں چلا جا رہا ہے۔

(بخاری، مشکوٰۃ، ج،2، ص،324) (کبیرہ گناہ اور ان کا علاج 418)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ٹخنے کے نیچے ازار سے جو ہے، وہ آگ میں ہے۔

(بخاری، مشکوٰۃ، ج،2، ص،324)

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا میں نے مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے مومن کے تہبند باندھنے کی پسندیدہ حالت آدھی پنڈلیوں تک ہے اور آدھی پنڈلی سے لیکر ٹخنے تک کوئی گناہ کی بات نہیں ہے۔ اگر اس سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے۔ اس بات کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا اور تکبر کے طور پر جو شخص اپنی چادر دراز کرتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔

(ابو داؤد شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف، ج،2، ص،327)

حضرت سیدنا سالم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کپڑے کی درازی تہبند کرتے اور پگڑی میں ہے۔ جس نے تکبر کے طور پر ان میں درازی کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔

(ابو داؤد شریف ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف، ج،2، ص،327)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف دیکھے گا بھی نہیں جس نے ازار تکبر اپنا تہبند گھسیٹ کر چلے۔

(بخاری و مسلم۔ ریاض الصالحین، ص،456، ج،1)

حضرت سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین طرح کے لوگ ایسے ہیں۔ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف توجہ (نہ) فرمائے

گا نہ ان سے کلام کرے گا اور نہ ہی انھیں پاک کرے گا بلکہ ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کلمات تین مرتبہ فرمائے؟ حضرت سیدنا ابوذر غفاری ؓ کہنے لگے یہ لوگ تو تباہ و برباد ہو گئے کون ہیں وہ لوگ یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

(1) تکبر سے کپڑا لٹکانے والا (2) احسان جتلانے والا اور

(3) جھوٹی قسم کھا کر سودا بیچنے والا۔ اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ ازار کو لٹکانے والا۔

(مسلم شریف) ریاض الصالحین، ص، 456، جلد، 1)

حضرت سیدنا جابر ؓ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزید ہدایت چھوٹی سی نیکی کو بھی حقیر و کم تر نہ سمجھنا اور اپنے (ہر مسلمان) بھائی سے خندہ پیشانی اور مسکراتے چہرہ سے ملاقات کرنا۔ کیونکہ یہ بھی نیکی ہے۔ اور اپنا تہبند نصف پنڈلی تک اونچا رکھنا اگر یہ اچھا نہ لگے تو پھر ٹخنوں تک کرلو اور دیکھو تہبند گھسیٹنے کی حد تک نہ لٹکانا کہ یہ متکبروں کا طریقہ ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم کو کوئی گالی دے۔ یا کسی عیب کا جو تم میں موجود ہو طعنہ دے تو تم اس کے عیبوں کا جو تمہارے علم میں ہوں الزام و طعنہ نہ دینا۔

(ترمذی شریف) ریاض الصالحین، ص، 457، ج، 1)

حضرت سیدنا محارب بن دثار حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے سنا جس نے تکبر کی وجہ سے کپڑا کھینچا قیامت کو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ روای کہتا ہے میں محارب بن دثار سے استفسار کیا کہ چادر کی تخصیص کی؟ انھوں نے فرمایا چادر (تہہ بند) قمیض وغیرہ سے تخصیص نہیں فرمائی مطلق کپڑے کا ذکر کیا۔

(بخاری شریف، ج 2، ص 861)

حضرت سیدنا ابوجیری جابر بن سلیم نے فرمایا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف وصیتیں کرتے ہوئے فرمایا تہہ بند کو لٹکانے سے بچ کہ یہ تکبر ہے اور تکبر اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

(ابوداؤد شریف، ج 2، ص 210)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے پاس سے گذرا اور اس وقت میرا تہبند (حد سے زیادہ) لٹکا ہوا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنا تہبند اونچا کرلو! چنانچہ میں نے اسے کچھ اونچا کرلیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور اونچا اٹھاؤ میں نے اٹھالیا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ تہبند اونچا ہی باندھتا رہا کسی نے آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کتنا اونچا؟ تو فرمایا نصف پنڈلی تک۔

(مسلم شریف) ریاض الصالحین، ص، 461، ج، 1)

حضرت سیدنا امام حافظ علامہ شمس الدین الذھبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں ایک حدیث مبارکہ نقل کی ہے کہ ایک آدمی ایک خوبصورت لباس پہنے چل رہا تھا اپنے آپ میں فخر محسوس کر رہا تھا۔ بالوں میں کنگھی کئے ہوئے تھا اور اکڑ اکڑ کر چل رہا تھا کہ اچانک اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور قیامت کے دن تک اس میں دھنستا رہے گا۔

(کبیرہ گناہ اور ان کا علاج ص 418)

امام حافظ علامہ شمس الدین الذھبی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے نتیجے میں لکھتے ہیں کہ یہ وعید اور دھمکی صرف تہبند سے مخصوص نہیں بلکہ سلوار، کپڑا، جبہ قباء اور اچکن نما کوئی بھی کپڑا تکبر سے ٹخنوں سے نیچے کیا جائے گا وہ ان تمام احادیث کی زد میں ہوگا۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے)

(کبیرہ گناہ اور ان کا علاج ص 419)

حضرت سیدنا اشعث رضی اللہ عنہ بن سلیم اپنی پھوپھی اور وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں چل رہا تھا کہ پیچھے سے ایک شخص نے مجھ سے کہا ازار اوپر کرلو اس طرح تقویٰ زیادہ اور بقاء زیادہ ہے اور ایک روایت میں انقی ہے طہارت و نفاست زیادہ ہے میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے میں نے معذرت کی کہ یہ کام کاج کے کپڑے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تجھے میرا طریقہ پسند نہیں۔

(شمائل ترمذی ص 8)

مصنف امام عبدالرزاق نے صفحہ 83 جلد 11 میں لکھا کہ بنی اسد کے ایک شخص سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا اگر تجھ میں دو چیزیں نہ ہوں تو تو بہت

ہی اچھا انسان لگے عرض کیا ایک بھی مجھے کافی ہے فرمایا؟ تہبند لٹکاتا ہے اور سر کے بال کانوں سے نیچے تک لمبے ہیں عرض کیا بخدا ﷻ آئندہ کبھی ایسا نہیں کروں گا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق ؓ کے پاس آ کر آپ ؓ کی تعریف کرنے لگا آپ ؓ نے دیکھا کہ اس کی تہبند ٹخنوں سے نیچے ہے تو فرمایا بھتیجے تہبند کو اوپر کر لے کہ اس میں زیادہ تقویٰ ہے اور زیادہ نفاست ہے، راوی کہتا ہے کہ حضرت سیدنا ابن مسعود ؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروق ؓ پر تعجب آتا ہے کہ حق کہنے میں کسی چیز کی پروا نہیں کرتے تھے۔ (جزء الاسبال، ص8)

مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ 29 جلد 6 میں لکھتے ہیں کہ خرشہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروق ؓ نے قینچی منگا کر اس شخص کی تہبند کو جو ٹخنوں سے دراز تھی پکڑ کر کاٹ دی راوی کہتا ہے جتنا حصہ کاٹا گیا تھا وہ آج بھی میری نظروں میں گھوم رہا ہے۔

حضرت سیدنا ردیف کمالات شیخ محی الدین ابن عربی ؒ نے حاشیہ بخاری صفحہ 861 جلد 2 پر فرمایا مرد کو جائز نہیں کہ اس کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو اور نہ اس کو یہ کہنا جائز ہے کہ میں تکبر کی نیت سے نیچے نہیں رکھتا کیونکہ الفاظ کے اعتبار سے نہی اس پر مشتمل ہے جہاں لفظ نہی شامل ہو وہاں اس کی تعلیل بیان کرنا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ بلکہ دامن کا لمبا کرنا تکبر پر دلیل ہے۔

جب سرکار دو عالم ﷺ نے یہ فرمایا کہ جس نے اپنا کپڑا نیچے لٹکایا اس کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا تو ابو بکر (سیدنا امیر المومنین ابو بکر صدیق ؓ) پوچھنے لگے اے اللہ کے پیغمبر ﷺ میرا پیٹ بڑا ہونے کی وجہ سے میرا ازار ڈھیلا ہو کر لٹک جاتا ہے البتہ میں اس کا خیال کرتا رہتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا تم ان لوگوں سے نہیں جو یہ کام تکبر سے کرتے ہیں۔ (کبیرہ گناہ اور ان کا علاج ص419)

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اے اللہ ﷻ ہمیں دین کی سمجھ عطا فرما اور عمل کی توفیق عطا فرما

اور اس میں اخلاص عطا فرما آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَکَ

(پارہ 12 سورۂ ھود آیت 120)

یعنی ہم پیغمبروں (علیہم السلام) کے قصے اور اخبار تم کو سناتے ہیں۔ اور ان کے حالات سے تم کو واقف کرتے ہیں۔ تاکہ تمہارے دل میں ثابت قدمی اور تقویت پیدا ہو۔

سترواں باب

تذکرۃ صالحین

یعنی صلحاء کرام کے حالات
کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

زرقانی شرح مواہب جلد ۳۔ ص ۱۳۰ اشرح شفاللقاری جلد ا۔ ص ۱۴۲ قال الخفاجی قال السیوطی رواہ عنہ ابن جریر وابن ابی حاتم نسیم الریاض جلد ا۔ ص ۱۴۲ ارواہ ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ درمنثور سیوطی جلد ۴۔ ص ۵۸ (حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح کرتے ہیں) ”محض ذکر حضور (حبیب خدا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ذکر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے قلوب مطمئن ہوتے ہیں۔ کیونکہ صالحین کے ذکر پاک کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور بوقت نزول رحمت دلوں کو اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ”یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں میرا ذکر ہوتا ہے تیرا ذکر (بھی) میرے ساتھ ہوتا ہے جس نے میرا ذکر کیا اور تمہارا ذکر نہ کیا تو جنت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء علیہ السلام اور رسولوں علیہ السلام کا ذکر کرنا ان کے فضائل بیان کرنا ان کی تعریف کرنا اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ نیکوں کا (اللہ کے ولیوں کا) ذکر کرنا (ان کے فضائل وحالات بیان کرنا ان کی تعریف کرنا) گناہوں کا کفارہ ہے۔ یعنی ولیوں کے ذکر سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

(مقام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص، 27)

حضرت سیدنا شیخ الشیوخ قبلہ درویشاں مولوی عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نفحات الانس میں گروہ صوفیہ کے سردار ابوالقاسم جنید بن محمد بن صوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ مشائخ کی حکایتیں خدا عزوجل کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے یعنی دلوں کیلئے ان سے پوچھا گیا کہ ان حکایت کا مریدوں کو کیا فائدہ ہے جواب فرمایا۔ کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وَکُلًّا نَّقُصُّ عَلَیۡکَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِہٖ فُؤَادَکَ“ (پارہ 12 سورۃ ھود آیت 120)

یعنی ہم پیغمبروں (علیہم السلام) کے قصے اور اخبار تم کو سناتے ہیں۔ اور ان کے حالات سے تم کو واقف کرتے ہیں۔ تا کہ تمہارے دل میں ثابت قدمی اور تقویت پیدا ہو۔ اور جب تم کو تکلیف اور رنج پیش آئے۔ اور اس کا غلبہ ہو تو ان کے اخبار و حالات سنو اور سوچو پھر جان لو گے کہ جب اس قسم کے رنج و تکلیف ان کو پہنچے ہیں۔ اور اس میں وہ صبر اور بردباری کو کام میں لائے ہیں۔ اس سے تمہارے دل کو تقویت اور صبر و عزم بڑھ جائے گا اسی طرح بزرگوں کی باتوں اور پیروں کی حکایت اور ان کے حالات سے مریدوں کے دل کو تربیت ہوتی ہے۔ اور قوت و پختگی اعتقاد بڑھتی ہے۔ خدا کی طرف سے ثابت قدمی نصیب ہوتی ہے۔ اور بلا (مصیبت) اور امتحان اور ناکامی میں اس کے پاؤں درویشی پر جم جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ مردان خدا عزوجل کا عزم اور ان کی خصلت حاصل کرتا ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ دوستان خدا عزوجل کی باتوں سے ان کی دوستی پیدا ہوتی ہے۔ اور ان کی دوستی سے ایک نسبت قرابت متحقق ہوتی ہے۔

چنانچہ کہتے ہیں۔ ”المودة احدی القرابتین“ (دوستی بھی ایک قسم کی قرابت ہے۔

اور یہ بھی کہتے ہیں۔ ”لاقرابة اقرب من المودة ولابعد العبدمن العداواة“

یعنی کوئی قرابت دوستی سے بڑھ کر نہیں۔ اور کوئی دوری عداوت سے بڑھ کر نہیں

اور کیا اچھا کسی نے کہا ہے۔

القوم اخوان صدق بینهم نسب	عن المودة لم یعدل به سبب

یہ قوم ایسے سچے بھائی ہیں۔ ان میں دوستی کی ایسی نسب ہے کہ جس کے برابر کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے پوچھا۔ کہ ایک شخص کسی قوم کو دوست رکھتا ہے۔ لیکن ان کے عمل تک نہیں پوچھتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یعنی آدمی اسی کے ساتھ ہوگا۔ جس کو وہ دوست رکھتا ہے۔ اور ایک دوسری صحبت میں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن ایک بندہ اپنے اعمال کی افلاس کی وجہ سے ناامید ہوگا تو اس وقت حق سبحانہ تعالیٰ کہے گا۔ کہ کیا تو فلاں دانا کو کہ جو فلاں محلہ میں رہتا تھا جانتا تھا اور فلاں سے مراد عارف ہے۔ وہ کہے گا۔ کہ ہاں میں پہچانتا تھا۔ حق

تعالیٰ فرمائے گا۔ کہ جا تجھ کو اس کی وجہ سے بخش دیتا ہوں۔ پھر جب صرف کسی بزرگ کا پہنچانا نجات کا سبب ہوسکتا ہے۔ تو ان کی دوستی اور ان کی سی عادت اختیار کرنا۔ اور نیکی میں ان کے پیچھے چلنا بطریق اولیٰ نجات کا باعث ہوگا۔

(نفحات الانس، ص، 33، 34)

شیخ المشائخ خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اے عارف کلام مجید اور احادیث نبوی ﷺ کے بعد مشائخ (اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم) کے کلام کا سننا توفیق (زیادتی۔ شوق) کا موجب قلب کی رقت ونرمی کا سبب ماسوٰی اللہ سے نفرت دلانے کا باعث اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ (عارف نامہ، ص، 12)

حضرت سیدنا خادم مجدد الف ثانی خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نسمات القدس صفحہ نمبر 28 پر تحریر فرماتے ہیں کہ

بار کردند ہمرہاں بقطار
بار ما نیست ماچہ بار کنیم
بر بلندی رویم و بنشینیم
اشتر مرداں شمار کنیم

(ترجمہ تشریح) "ساتھیوں نے بوجھ دے کر لادیا ہے۔ مگر ہمارا اتنا یارا کہاں کہ بوجھ اٹھاسکیں۔ ہم بلندی پر جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور لوگوں کے اونٹ شمار کرتے ہیں۔

کیا اچھا ہو کہ ان بزرگوں (رحمتہ اللہ علیہم) کی منقبت بیان کرتے کرتے ان کی محبت میں سرگرداں رہتے اور انکے جھنڈوں کے سایہ تلے ہم خاک سے اٹھیں۔

پروانۂ آں شوم کہ پروانۂ اوست

(جو ان پر پروانہ وار نثار ہو۔ میں اس کا پروانہ ہوجاؤں)

احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ نے امت کو اس دعا کی تعلیم دی (اے اللہ عزوجل مجھے اپنی محبت عنایت فرما جو تجھ سے محبت کرے اس کی محبت عنایت فرما اور جو عمل تیری محبت سے قریب کرے اس عمل کی محبت عنایت فرما) اس ارشاد نبوی ﷺ میں (جو تجھ سے محبت کرے اس کی محبت عنایت فرما) کا لفظ درمیان میں واقع ہوا ہے اس میں اشارہ ہے۔ کہ بزرگوں

(رحمۃ اللہ علیہم) کی یہ ایک محبت دو دوسری محبتوں کا ذریعہ بنتی ہے۔ خدا عزوجل کی محبت کا بھی اور نیک عمل کی محبت کا بھی عظیم بزرگ حضرت شیخ المشائخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنے مریدوں سے فرمایا کہ کل روز قیامت جب تم سے تمہارے بارے میں پوچھا جائے تو ہرگز جواب دینے کی کوشش نہ کرنا مریدوں نے عرض کیا۔

پھر ہم کیا کہیں آپ (حضرت شیخ المشائخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا تم یہ کہنا کہ ہم تو دنیا میں بہت ہی کمتر وحقیر تھے۔ البتہ ان بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) کا دامن پکڑا تھا یہ ہمارا حال زیادہ بہتر جانتے ہیں جب تم معاملہ ہم پر چھوڑ دو گے تو تم انشاء اللہ بخیر وخوبی عہدہ براہو گا

حضرت شیخ المشائخ شیخ ابو علی شبولی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ خود کوان بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) کیساتھ رکھ ان بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) اور انکے ساتھ نشست و برخاست کرنے والوں سے فیض حاصل کر، تاکہ کل قیامت کے دن جب تجھ سے پوچھیں کہ تو کون ہے۔ تو کہہ سکے کہ میں ان کے ساتھ نشست و برخاست کرنے والا اور ان کا دوست ہوں اور جب تو ان بزرگوں کی باتیں سنے تو اگرچہ تیری سمجھ میں نہ آئیں اپنی گردن جھکالیا کر، تاکہ کل قیامت کے دن کہہ سکے کہ میں ان بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) کی باتیں سن کر گردن جھکانے والا تھا اگرچہ تو حقیقی مجرم ہی ہو اس سبب سے اللہ تعالیٰ سے تیری رہائی ہو جائے (اللہ پاک ہمیں اور تمام بھائیوں کو ان بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) کی محبت واتباع نصیب کرے باطفیل اکابر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)۔

(نسیمات القدس، ص، 30)

شیخ المشائخ شیخ مجد والدین بغدادی شہید رحمۃ اللہ علیہ دعا کرتے تھے۔ کہ یا الٰہی تیرا کام کسی سبب کا محتاج نہیں ہے بلکہ فضل وعنایت سے ہے مجھے ان لوگوں میں سے بنا، یا ان لوگوں کو دیکھنے والوں میں سے بنا کیونکہ مجھے دوسری قسم یعنی اسباب کا محتاج بننے والوں کی طاقت وہمت نہیں ہے۔

گر نیم مرغان رہ را ہیچکس	ذکر ایشاں کردہ ام اینم نہ بس
گر نیم زیشاں از ایشاں گفتہ ام	خوش دلم لیکن قصہ از جان گفتہ ام

ترجمہ: اگر میں مردان یا مرغان راہ یعنی راہ ہدایت یافتہ اور راہ دکھانے والوں کے مقابلہ میں

کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہوں۔ لیکن اب ان کا ناکافی ذکر کیا ہے۔ اگرچہ میں ان لوگوں میں نہیں ہوں لیکن ان بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) کا ذکر کیا۔ میں اس بات پر دل سے خوش ہوں کہ میں نے روحانی نفوس کا قصہ بیان کیا ہے۔

حضرت شیخ المشائخ امام ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ جب اس گروہ (اولیاء اللہ) کے لوگ پردہ فرما جائیں یعنی فوت ہو جائیں تو ہم سلامت رہنے کیلئے کیا کریں آپ (حضرت شیخ المشائخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ان کے کلمات (ان کے حالات سنو اور پڑھو) سے کچھ ہر روز پڑھا کریں۔

ایک صدیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کوئی ان کی باتیں پڑھے تا کہ میں سنوں یا میں پڑھوں اور وہ سنیں اگر جنت میں ان کی باتیں نہ ہوں تو میرا جنت سے کیا کام ان نفوس پاک (اولیاء اللہ) کے وجد و حال و کیفیت سے جذب فیض حاصل کر سکتے ہیں۔

(رسالہ قدسیہ، ص، 11)

حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد امین مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ میں نقل کیا ہے کہ حضرت شیخ المشائخ سیدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جب تک کچھ حصہ قرآن پاک کا کچھ حصہ اپنے پیروں کی حکایتوں کا نہ پڑھ لیا جائے۔ تب تک ایمان سلامت ہی نہیں رہ سکتا۔ (سلامتی ایمان کے لیے مکتوبات امام ربانی نفحات الانس ،تذکرۃ الاولیاء کا مطالعہ ضرور کیا کریں)۔

حضرت شیخ المشائخ خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سب افسانوں میں سے عمدہ افسانے صوفیوں کے افسانے ہیں اسلئے کہ ان کی باتوں کے سبب تجھے ان سے نسبت حاصل ہوگی۔ اور یہی نسبت نجات کا موجب ہوگی۔

حضرت خواجہ خواجگان غوث صمدانی محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ رسالہ محبوبہ میں لکھتے ہیں کہ مشائخ (رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین) فرماتے ہیں کہ تو اس بات کی کوشش کر کہ اپنے دل کی جگہ دوستان حق کے دل میں بنائے۔ اور اگر یہ بات میسر نہ ہو سکے۔ تو دوستان خدا عزوجل کی دوستی کو

اپنے دل میں جگہ دے۔ کیونکہ جب اس کے دوستوں کی دوستی کا مقام تیرے دل میں ہوگا۔ تو دل کے فراش خانہ کو حرص و ہوا سے پاک کردے گا۔ اور محبت حقیقی کا بادشاہ جب مقام دیکھے گا تو نزول فرمائے گا۔ اور اگر تو خدا ﷻ کے دوستوں کے دلوں میں اپنا مقام بنائے گا تو چونکہ وہاں پر ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ (360) نظر رحمت ہوتی ہے۔ اگر وہاں تجھے دیکھ لیا جائے گا۔ تو انشاء اللہ تیرے دونوں جہان کے کام سنور جائیں گے۔

شیخ الاسلام ابو اسماعیل انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نیک بختی کی علامت یہ ہے کہ تو مشائخ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی باتیں سنے اور ان پر اعتقاد کرے۔ اور ان سے محبت کرے۔ کیونکہ دوستان حق کی باتوں کی دوستی اور دوستان حق کی دوستی باہمی ایک نسبت پیدا کرتی ہے۔ جس نے پھر حق تعالیٰ سے نسبت پیدا ہوتی ہے۔ جس کے سبب انسان ولی اللہ ہوجاتا ہے۔

ایک عارف سے لوگوں نے پوچھا: کہ جب ہم بزرگوں جیسے کام نہیں کرسکتے تو پھر ان کی کتابیں پڑھنے سے کیا فائدہ، اس نے کہا بہت فائدہ ہے، اگر جاہل ہے تو عالم ہوجائے گا اور عالم ہے، تو عارف ہوجائے گا۔ اور اگر دور ہے تو نزدیک ہوجائے گا۔ علم کتاب سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اقوال واحوال سلوک سے۔ اور اس گروہ کی حکایات (تذکرہ) سننے کا یہ فائدہ ہے۔ کہ جب ان کے اقوال، افعال اور احوال اپنے آپ میں نہ پائے گا۔ تو اس کے دل سے تکبر اور غرور دور ہوجائیں گے۔ اور ان کی پیروی کرکے ان میں کا ہوجائے گا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ پیغمبر خدا احمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانے میں ولی کی کرامت اس کی سچائی پر دلالت کرتی ہے۔ اور زمانہ نبوت کے بعد نبوت اور اس کی ولایت دونوں کی تصدیق کرتی ہے۔ پس جو شخص اولیاء اللہ کی کرامات کا منکر ہے۔ وہ گویا ایک طرح سے انبیاء علیہم السلام کے معجزوں کا منکر ہے۔ سوائے اس کی گمراہی ہی کافی ہے۔

حضرت شیخ الشیوخ شیخ ابو طالب محمد بن عطیہ حارثی المکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب قوت القلوب میں لکھتے ہیں کہ جو شخص ولی کے کسی مقام یا عارف (باللہ) کے کسی حال کا منکر ہو۔ تو اس کی اچھی سے اچھی حالت یقین کی کمزوری اور بری حالت، کفر، نفاق اور کینہ ہے۔ اس کا

عذاب بد نصیبی اور نقصان ہے۔

حضرت قدوۃ الاولیاء شیخ عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال فرماتے وقت یہ نصیحت کی اول تو پیروں کی باتیں سنو۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم نام ضرور یاد رکھو۔ تاکہ اسی سے تم بہرہ یاب ہو (یعنی فیض یاب ہو جاؤ)

حضرت آفتاب ولایت شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے بھائی (فلاں نے) جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے روگردان ہو جاتا ہے۔ اس کی زبان اولیاء اللہ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے حق میں طعن وتشنیع کرتی ہے۔ اور ولی اس کی نظر میں حقیر معلوم ہوتا ہے۔

(سفینۃ الاولیاء ص22)

حضرت شیخ المشائخ احمد اعرابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں صوفیوں کی تعریف اس واسطے نہیں کرتا۔ کہ مجھے ان کی احتیاج ہے۔ بلکہ محض اس شوق اور حال کی وجہ سے جو مجھے ہے۔ اور عرفان، قرب اور شوق کے سبب سے جو انھیں حاصل ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں کیا کہوں اور کیا لکھوں۔ اگر سو (100) کتابیں بھی ان کی تعریف میں لکھوں تو تھوڑی ہیں۔

حضرت شیخ المشائخ شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ افسوس کسی شخص نے اولیاء اللہ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی قدر نہ کی اور نہ کرے گا۔ مطلب یہ کہ ہر ایک نادان اس زمانے میں صوفیوں کے احوال کے مشاہدہ اور ان کے افعال واقوال کا مطالعہ نہیں کر سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کے حق میں ایسی ویسی باتیں کرتے ہیں۔ اور ان کے منکر ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ ان کے اقوال وافعال کا انکار پیغمبر خدا احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزوں کا انکار ہے۔

حضرت شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ مدعیوں کی اچھی طرح تعظیم کرو! کیونکہ وہ وجود کو محقق کرتے ہیں اور ان کے ہاتھ چومنے چاہئیں۔ کیونکہ اگر ان کی ہمت بلندی ہوتی تو کسی اور چیز کا دعویٰ کرتے۔

حضرت شیخ فرید عصر ابوبکر جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ تم پر لازم ہے۔ کہ ایسے شخص سے محبت رکھو۔ جو حق تعالیٰ سے رکھتا ہے۔ اگر یہ نہیں ہو سکتا تو ان کے علوم، معارف، کلمات

اور نقلیات سے صحبت رکھو اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتے۔ تو ان کی محبت اختیار کرو۔ تا کہ ان کی محبت کی برکت سے تم رفتہ رفتہ حق تعالیٰ تک پہنچ جاؤ۔

حضرت شیخ المشائخ شہباز لامکانی مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ان کوتاہ اندیشوں کا بزرگوں کی کرامات اور ان کے احوال سے انکار کرنا اس وجہ سے ہے۔ کہ وہ خود ان اسرار سے واقف نہیں ہوتے۔ اور احوال کا نشان تک ان میں نہیں پایا جاتا یہ نفی تو اس واسطے کرتے ہیں کہ عوام کے روبرو رسوا نہ ہوں۔ لیکن انھیں یہ معلوم نہیں۔ کہ خواص کے نزدیک ان کی سخت رسوائی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت کرے۔ پاک لوگوں کے کام کا اندازہ اپنی حالت سے نہ کر۔ خواہ لکھنے میں کیسا ہی آسان ہو۔

حضرت شیخ المشائخ شیخ صمدون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جس میں تو کوئی نیک صفت دیکھے اس سے جدا نہ ہو کیونکہ تو جلدی ہی اس کی برکت سے کچھ حاصل کرے گا۔

حضرت شیخ المشائخ ابوالعباس عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر تجھے ان کی دوستی کا موقعہ نہ ملے۔ تو ان کے دوستوں سے دوستی پیدا کر۔ کیونکہ ان کے دوستوں کی دوستی گویا انھیں کی دوستی ہے۔

اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اے ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) تم جانتے ہو کہ اسلام کا کونسا کڑا مضبوط ہے کہ ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں میں نے یہ کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا عزوجل کیلئے دوستی اور دشمنی اسی کیلئے۔"

یہ شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبداللہ الانصاری الہروی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی ہے کہ ہر بڑے بوڑھے کی بات یاد رکھو۔ اور اگر یاد نہ رکھ سکو تو اس کا نام یاد رکھو۔ تم کو اس سے فائدہ ہوگا۔

شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبداللہ انصاری الہروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس میں پہلا نشان یہ ہے۔ کہ مشائخ کی باتیں سن کر خوش ہو جائے اور دل سے ان کا میلان ہو۔ اور انکار نہ کرے۔ اور جب اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنے دوستوں میں سے کسی کو دکھائے۔ اور تو اس کو قبول نہ کرے بلکہ حقیر سمجھے تو یہ گناہ ان سب گناہوں سے بدتر ہے۔ کہ جن کو تو خود کرے۔ کیونکہ یہ تیری محرومی اور حجاب کی دلیل ہے۔ "نعوذ باللہ من الخذلان" ہم رسوائی سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور اگر

تیری نظر میں غلطی ہو جائے اور جس کو تو نے بنظر قبول دیکھا ہے۔ وہ فی الواقع ویسا بزرگ نہیں ہے تو اس کا کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ تیری نیت تو درست ہے " واللہ للمستعان وعلیہ التکلان " یعنی اللہ سے مدد طلب کی ہے اور اسی پر توکل ہے۔

(نفحات الانس، ص، 35،34)

حضرت سیدنا قطب الارشاد محمد بن محمد بن عمران شبویہ عرف ابو علی شبوی مروزی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو صحیح بخاری شریف یاد تھی اور درس بھی دیا کرتے تھے ایک دن ابو علی شبوی رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں نے دیکھا کہنے لگے اے شیخ رحمۃ اللہ علیہ تم کہاں جاتے ہو کہا فلاں خانقاہ شریف میں جاتا ہوں کیونکہ وہاں پر درویش ہیں دیکھتا ہے کہ دن میں ایک سو بیس (۱۲۰) رحمتیں آسمان سے درویشوں پر برسا کرتیں ہیں خصوصاً قیلولہ کے وقت اب میں ابو علی شبوی رحمۃ اللہ علیہ جاتا ہوں کہ وہاں جا کر سوؤں کے یہ رحمت مجھ پر بھی برسے بزرگوں نے کہا ہے اپنے آپ کو ان میں سے شمار کر ان میں سے اور ان کے دوستوں سے ظاہر کر اگرچہ تو جانے کے کیسے ہو رسوا ہے۔

مصرع

عاشق نمائی خویشتن ار چہ چنیں نۂ

ترجمہ: اپنے کو عاشق ظاہر کر اگرچہ عاشق نہ ہو

تا کہ کل کو یہ کہہ کہ میں ان کے سر ہلانے والوں میں سے ہوں وہ کہیں گے کہ آ تیرا حق ہے

شاید کہ اس سبب سے چھوٹ جائے۔

با عاشقاں نشیں وہمہ عاشقی گزیں
با ہر کہ نیست عاشق باؤ مشو قرین

ترجمہ:

عاشقوں کے ساتھ بیٹھ اور تمام زندگی عاشقی میں گزار دے
جو عاشق نہیں انکے ساتھ نہ بیٹھ

(نفحات الانس، ص، 325)

شیخ الاسلام (ابو اسماعیل عبد اللہ انصاری الہروی رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ مشائخ کا

دیدار اس گروہ کی نسبت ہے۔ اس قوم کا بڑا مرتبہ یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ فلاں پیر کو دیکھا ہے۔ فلاں شیخ کی صحبت کی تھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ مشائخ کے دیدار کو غنیمت سمجھنا چاہئیے کیونکہ پیروں کا دیدار اگر ہاتھ سے جاتا رہے۔ تو اس کو پھر نہیں پا سکتے۔

(نفحات الانس، ص، 366)

حضرت سیدنا عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اقوال صوفیاء پر عمل پیرا ہونے سے نور حاصل ہوتا ہے لیکن بے عمل لوگوں پر ان کے اقوال کا کوئی اثر نہیں اور فرمایا خادم بن کر اولیاء کرام کی تعظیم کرنی لازمی ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص 261)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ شیخ علی بن بندار حسین الصوفی الصیرفی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں شیخ ابو عبداللہ نے آپ سے کہا کہ آگے چلو۔ ابوالحسن نے فرمایا آگے کیوں جاؤں شیخ ابو عبداللہ نے فرمایا تم نے حضرت سیدنا امام الصوفیاء جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے۔ اور میں نے نہیں دیکھا۔ یہ میں نے اس لئے کہا تھا کہ مشائخ کا دیدار کرنا بڑی نسبت ہے اور اس گروہ مشائخ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا درجہ عطا کیا ہے۔ کیونکہ یہ روایت در روایت ہوتا چلا آیا ہے کہ اس نے فلاں بزرگ کو دیکھا ہے اور فلاں شیخ کی صحبت اٹھائی ہے۔

(سفینۃ الاولیاء ص 196)

حضرت شیخ المشائخ سیدنا محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے قبل دعا فرمائی کہ اے خدا عزوجل! تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ میں تیری نافرمانی کرتے وقت فرماں برداروں سے محبت رکھتا تھا آج تو ان کی دوستی کو میرے گناہوں کا کفارہ کر دے۔

اس پاک طینت گروہ کی صحبت اور ان تک رسائی سعادت و برکت سمجھنا چاہئے اور جہاں کہیں بھی یہ لوگ موجود ہوں ان کی صحبت سے استفادہ (فائدہ) حاصل کرنا چاہئے۔

حضرت شیخ المشائخ ابوعبداللہ سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ مفید چیز نیکوں کی صحبت ہے اور افعال واقوال میں ان کی اتباع و پیروی اور اولیاء اللہ کے مزارات مقدسہ کی زیارت اور حاضری۔

(سفینۃ الاولیاء ص 22)

حضرت سیدنا سراج السالکین حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اولیاء کی باتوں کو تسلیم کرے اور ان کو حق سمجھے اور ان سے فیض اٹھائے میرا سلام اس کو پہنچادو۔

(سفینۃ الاولیاء ص23)

حضرت شیخ الشیوخ سیدنا سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بد نصیبی اور محرومی کی علامتوں میں سے ہے کہ اولیاء اللہ کی صحبت و زیارت سے احتراز کرے اور ان کی باتوں اور نصیحتوں کو قبول نہ کرے بلکہ دل سے ان کا انکار کرے۔

(سفینۃ الاولیاء ص23)

خواجہ خواجگان معین الدین اجمیری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ نیکوں کی صحبت میں بیٹھنا نیکی کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور مفید ہے اسی طرح بُروں کی صحبت میں بیٹھنا گناہ کرنے سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

(سفینۃ الاولیاء ص22)

حضرت قدوۃ الاولیاء ابو عبداللہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ درویش مخلوق خدا عزوجل کی رحمت الٰہی ہیں ان کی برکت سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔

فرمانِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ یہ گروہِ اولیاء دنیا اور آخرت کے بادشاہ ہیں۔

حضرت شیخ المشائخ سیدنا شیخ ابوالحسن غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ جہاں کے مالک ہیں آسمان سے بارش اور رحمت ان کے قدموں کی برکت سے نازل ہوتی ہے اور ان ہی کے صفائی قلب اور اخلاص عمل کی بدولت زمین سے نباتات اُگتی ہیں۔

(سفینۃ الاولیاء ص24)

حضرت سیدنا امام طریقہ خواجہ خواجگان بہاء الدین عرف والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت شیخ الشیوخ سیدنا خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ باوجود کمالات صوری و معنوی (ظاہری و باطنی) کے حضرات خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کے رسالوں (کتب) کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ کیونکہ ان کے کلمات قدسیہ کا ہمیشہ ساتھ رکھنا اور ان کا مطالعہ کرنا ضروری ہے شیخ

الاسلام ابو اسماعیل عبداللہ انصاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو وصیت کی کہ ہر ایک پیر کا کوئی کلام یاد کرلو۔ اگر ایسا نہ کرسکو تو ان کا نام یاد رکھو تا کہ اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

آنی تو کہ از نام تو مے بارد عشق	وز نامہ و پیغام تو مے بارد عشق
عاشق گردد ہر کہ او بکویت گزرد	آرے در و بام تو مے بارد عشق

حضرت سیدنا بادشاہ ولایت مولوی عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ مفلسی و بدکرداری کے سبب سے ناامید ہو جائے گا۔ حق سبحانہ تعالیٰ کہے گا اے میرے بندے کیا تو فلاں محلہ میں فلاں دانشمند یا فلاں عارف کو پہچانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھ کو اس کے طفیل بخش دیا۔ جب محض شناخت ولی وسیلہ نجات ہو تو اولیاء اللہ کی دوستی ومحبت اور ان کی سیرت کا اتباع بطریق اولیٰ ہوگا۔

صحیح بخاری ومسلم میں ہے کہ ایک شخص نے سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اس شخص کی نسبت کیا فرماتے ہیں جس نے ایک قوم کو دوست رکھا مگر ان کی ملاقات سے مشرف نہ ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ یعنی قیامت کے دن انسان اس کے ساتھ ہوگا جس کو وہ دوست رکھتا ہے۔ اولیاء اللہ وہ مبارک ہستیاں ہیں کہ جہاں ان کا ذکر ہوتا ہے وہاں تَنْزِلُ رَحْمَۃَ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ. رحمتِ الٰہی نازل ہوتی ہے ان ہی کے قدموں کی برکت سے آسمان سے مینہ برستا ہے اور زمین سے نباتات اگتی ہیں۔

تاجدار ولایت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ شرح آداب المریدین صفحہ نمبر 111 پر لکھا ہے کہ حدیث شریف میں ہے درویشوں کے ساتھ بہت زیادہ دوستی کرو ان کی قربت اختیار کرو ان کے ساتھ احسان کرو ان کی خدمت کرو یہ سب اس لئے کہ وہ صاحب دولت ہیں لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس کون سی دولت ہے؟ ارشاد (عالی) ہوا کہ جب قیامت قائم ہوگی تو ان درویشوں کو خداوند رب العزت کا حکم ہوگا کہ دیکھو ان کو جنہوں نے تمہیں ایک روٹی کا ٹکڑا دیا ہے یا ایک گلاس پانی پلایا ہے یا کوئی

کپڑا پہنایا ہے ان لوگوں کا ہاتھ پکڑو اور بہشت میں لے جاؤ۔ (سبحان اللہ)

از عمل خویش ندارم امید	بر کرم تست مرا اعتماد

مجھے اپنے اعمال سے کوئی توقع اور امید نجات نہیں ہے
تو میں صرف تیرے کرم پر اعتماد و بھروسہ رکھتا ہوں۔

(سفینۃ الاولیاء ص25)

ہجوم نفس و ہوا کند سپاہ شیطانند	چو زور بر دل مرد خدا پرست آرد
بجز جنود حکایات رہنمایاں را	چہ تاب آنکہ براں رہزناں شکست آرد

حکایات مشائخ کا کمترین فائدہ یہ ہے کہ جب مطالعہ کرنے والا دیکھتا ہے کہ میرے افعال و اقوال و احوال ان بزرگوں جیسے نہیں تو دید قصور اس پر غالب آ جاتی ہے اور وہ عجب و ریا و استحسان سے بچ جاتا ہے۔

مرید صادق کو چاہئے کہ مناجات کے وقت حضور قلبی اور نہایت عاجزی سے اپنے سلسلہ کے بزرگوں کو نام بنام یاد کرے اور ہر ایک کو ظاہری و باطنی مشکل میں اپنا شفیع بنائے اور ان کے وسیلہ واسطہ سے دعا مانگے تاکہ جلدی قبول ہو جائے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص15)

حضرت شیخ المشائخ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لائق فرزند وہ ہے جو کچھ اپنے پیر کی زبان سے سنے تو ہوش کے کانوں سے سنے اس پر پہرہ دے اور اسے بجالائے۔

حضرت شیخ المشائخ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لائق فرزند وہ ہے کہ جو کچھ پیر کی زبان سے سنے اپنے شجرہ میں لکھ لے خود استفادہ کرے اور خلقت کو بھی اس سے محروم نہ رکھے تاکہ قیامت کو شرمسار نہ ہو۔

(ہشت بہشت، ص،55)

حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب رسول کریم ﷺ صبح کی نماز ادا کرتے۔ تو اوراد سے فارغ ہو کر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کی حکایات بیان کرتے اور فرماتے جو شخص انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کی حکایات بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ دوزخ اس پر

حرام کر دیتا ہے۔ اور اس کا حشر قیامت کے دن انھیں کے ساتھ ہوگا۔ انھیں کے ہمراہ بہشت میں داخل ہوگا۔

(ہشت بہشت، ص، 627)

حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہیں چاہیے کہ ہمیشہ طاعت و عبادت میں مشغول رہو نیز اوراد اور دعاؤں کو پڑھنے میں محنت کرو۔ تمہیں مشائخ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے میں مشغول رہنا چاہیے اور بیکار نہ رہو۔

(ہشت بہشت، ص، 718)

حضرت شیخ المشائخ ابوالحسین بن سمعون رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے کہا۔ کہ لوگوں کو زہد اور ترک دنیا کی طرف بلاتے ہو۔ اور خود عمدہ عمدہ کپڑے پہنتے ہو۔ اور عمدہ کھانے کھاتے ہو... یہ کیا بات ہے۔ آپ نے کہا۔ جب تیرا حال خدا کے ساتھ ایسا ہو جائے جیسا کہ چاہیے ۔ تو نرم کپڑے اور عمدہ کھانا نقصان نہیں دیتا۔

(نفحات الانس، ص، 259)

حضرت شیخ المشائخ محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ رات کو نوافل پڑھتے تھے مگر ان کی والدہ ان کو پاؤں دبانے کے لیے بلاتیں تو صبح تک پاؤں دباتے اور اس کو نماز سے افضل سمجھتے اور ایسا ہی بزرگوں نے مرید کے لئے پیر کے حق میں بیان کیا ہے (یعنی اگر پیر (مرید) کو اپنی خدمت کے لیے بلائے۔ تو نفل عبادت کو چھوڑ دینا چاہیے۔

(احوال الصادقین، ص، 143)

ایک عابد (اللہ کے ولی کو) پانی پلانے سے جنت مل گئی

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو شخص صحراء میں چل رہے تھے ان میں سے ایک عابد (اللہ کا ولی) تھا دوسرا گناہ گار بدی کو چھپانے والا عابد کو ایسی پیاس غالب آئی کہ وہ (بے ہوش ہو کر) گر گیا اور اس کا ساتھی (گناہ گار) اس کو بے ہوشی کی حالت میں دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا (گناہ گار) اگر یہ نیک

www.maktaban.org

بندہ (اللہ کا ولی) پیاس سے مر گیا جب کہ میرے پاس پانی بھی موجود ہے میں کبھی بھی اللہ (عزوجل) کی طرف سے خیر حاصل نہیں کر سکوں گا۔ لیکن اگر میں اس کو اپنا پانی پلا دوں تو یقیناً میں بھی مر جاؤں گا مگر اس نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور پانی پلانے کا پکا ارادہ کر لیا پھر اپنے پانی سے کچھ تو اس پر چھڑکا اور باقی اس کو پلا دیا اور بے ہوش کھڑا ہو گیا پھر اس نے صحراء کو عبور کیا اس گناہ گار کو (قیامت کے دن) حساب کیلئے کھڑا کیا جائیگا اور دوزخ میں داخل کرنے کا حکم دیا جائیگا جب اس کو فرشتے لے کر جا رہے ہوں گے تو اس کی اس عابد پر نگاہ پڑے گی وہ (پکار کر) کہے گا اے فلاں (عابد اللہ کے ولی) کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے عابد (اللہ کا ولی) پوچھے گا تم کون ہو؟ وہ کہے گا میں وہی شخص ہوں جس نے صحراء میں اپنی بجائے آپ کو ترجیح دی تھی تو عابد کہے گا ہاں میں تمہیں پہچان گیا ہوں پھر وہ فرشتوں سے کہے گا ٹھہر جاؤ تو وہ ٹھہر جائیں گی پھر یہ حاضر ہو کر (اللہ تعالیٰ کے سامنے) کھڑا ہو گا۔ اللہ رب العزت سے عرض کرے گا۔ یارب ﷻ آپ اس کے احسان کو جانتے ہیں اس نے اپنی بجائے کس طرح سے مجھ پر ایثار کیا تھا۔ یارب ﷻ یہ مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ فرمائینگے یہ آپ کا ہے چنانچہ وہ عابد (اللہ کا دوست) واپس آکر اس (گناہ گار ساتھی) بھائی کو ہاتھ سے پکڑ کر اس کو جنت میں لے جائیگا۔

(الطبرانی، البیہقی۔ بحوالہ رحمت کے خزانے، ص، 249)

زاہد پرہیزگار آدمی کو پانی پلانا

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور احمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن جنتیوں میں سے ایک شخص دوزخیوں کو جھانک کر دیکھے گا تو اس کو دوزخ میں سے ایک شخص پکار کر کہے گا کہ فلاں (زاہد پرہیزگار شخص) کیا تو مجھے پہچانتا ہے وہ کہے گا نہیں اللہ ﷻ کی قسم میں تمہیں نہیں پہچان سکا تو کون ہے؟ وہ کہے گا میں وہ شخص ہوں کہ ایک مرتبہ دنیا میں آپ میرے پاس سے گذرے تھے اور پانی کا ایک گلاس طلب کیا تھا اور میں نے آپ کو پانی پلایا تھا وہ کہے گا میں پہچان گیا تو دوزخی کہے گا پھر اس احسان کے بدلے میں آپ پروردگار کے پاس میرے لئے سفارش کرے، حضور اقدس ﷺ

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ (اس نیک آدمی سے) اس دوزخی کا حال پوچھیں گے تو وہ عرض کرے گا میں نے جب دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو دوزخیوں میں سے ایک شخص نے مجھے پکار کر کہا کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ میں نے کہا اللہ ﷻ کی قسم میں تو آپ کو نہیں پہچانتا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں وہ شخص ہوں کہ آپ دنیا میں (میرے پاس سے) گذرے تھے اور پانی کا ایک گلاس طلب کیا تھا اور میں نے آپ کو پانی پلایا تھا اس لئے آپ رب ﷻ کے سامنے میرے لئے سفارش کرے لہٰذا آپ اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کی سفارش قبول فرمائیں گے اور اس کو دوزخ سے نکال دیا جائے گا۔

(بیہقی وابن ماجہ بحوالہ رحمت کے خزانے، ص، 250 تا 251)

مشائخ نقشبند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں: کہ ہمارے طریقہ کی نسبت مرتے وقت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے۔ کہ جس قدر اس دنیا سے روگردانی کی جاتی ہے اسی قدر وہ نسبت زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔

ان نقلیات سے غرض یہ ہے تاکہ مطالعہ کرنے والوں کو اس کے ملاحظہ سے اس گروہ کا یقین ہو جائے۔ اور اس گروہ کی ہزلیات جو سالکوں کے احوال کی نفی کرتا ہے۔ ان پر اثر نہ کریں اور ان لوگوں کے وسوسوں کی مصیبت سے محفوظ رہیں۔ اے پروردگار! ہمیں ہمارے نفسوں کے شر اور ہمارے برے اعمال کے وبال سے بچا۔

سالک کو چاہیئے کہ اس بڑی نعمت یعنی صحبت اہل اللہ کی قدر کو پہنچانے اگر ایسی صحبت میسر آجائے تو چند لمحات گوش دل (دل کے کان) کو اہل اللہ کی باتیں سننے کیلئے وقف کردے اور اس کی اللہ تبارک وتعالیٰ سے توفیق طلب کرے تاکہ اس کو اسی صحبت میں تقویت وتربیت حاصل ہو۔

أُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِي صَالِحًا

میں صالحین سے محبت رکھتا ہوں اگرچہ میں صالح نہیں شاید کہ (ایک دن) اللہ تعالیٰ مجھے بھی صالح بنادے

آمین یارب العلمین بجاہ النبی الامین

این کتاب ماخوذ
از
کتب مذکوره

ایں کتاب ماخوذ
از
کتب مذکورہ

1	احکام القرآن تصنیف لطیف علامہ ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا عبدالقیوم صاحب ناشر: شریعہ اکیڈمی اسلام آباد
2	تفسیر نبوی تصنیف لطیف حضرت علامہ محمد نبی بخش حلوائی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ناشر: مکتبہ نبویہ لاہور
3	تفسیر احمدیہ تصنیف لطیف مفسر قرآن ملا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مفتی محمد شرف الدین ناشر: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
4	تفسیر یعقوب چرخی تصنیف لطیف عمدۃ المفسرین محمد یعقوب بن عثمان محمود بن محمد الغزنوی ثم الچرخی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: علامہ محمد انور حبیب ناشر: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
5	ضیاء القرآن تصنیف لطیف حضرت علامہ مولانا پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ناشر: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

6	**کمالین اردو شرح جلالین شریفین** مفسر قرآن علامہ جلال الدین محلی و مفسر جلیل علامہ جلال الدین سیوطی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) ترجمہ: مولانا محمد نعیم　　ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان
7	**تفسیر حسینی الموسوم بہ تفسیر سعیدی** تصنیف لطیف مفسر قرآن حضرت علامہ مولانا حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولوی سید عبدالرحمٰن بخاری رحمۃ اللہ علیہ　　ناشر: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
8	**تفسیر روح البیان** تصنیف لطیف حضرت شیخ المشائخ شیخ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی　　ناشر: مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
9	**معارف القرآن** تصنیف مفتی محمد شفیع صاحب　　ناشر: ادارہ المعارف کراچی
10	**تفسیر مظہری** تصنیف لطیف حضرت شیخ علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مولانا سید عبدالدائم الجلالی　　ناشر: دارالاشاعت کراچی
11	**کنزالایمان تفسیر نورالعرفان** اعلیٰحضرت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ، مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: ضیاء القرآن کراچی، لاہور
12	**ریاض الصالحین** تصنیف لطیف امام محی الدین ابی زکریا بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی　　ناشر: دارالاشاعت کراچی

13	**ریاض الصالحین** تصنیف لطیف امام محی الدین ابی زکریا بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مولانا محمد صدیق ہزاروی ناشر: فرید بک سٹال لاہور
14	**اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف** تصنیف لطیف عارف باللہ نقشبندی قادری حضرت علامہ مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: فرید بک سٹال 38 اردو بازار لاہور نمبر 2 پاکستان
15	**انوار غوثیہ شرح شمائل نبویہ المعروف شمائل ترمذی** تصنیف لطیف، محدث جلیل امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ وتشریح سید امیر شاہ قادری گیلانی ناشر: ادارہ تصنیفات امام احمد رضا خان کراچی
16	**فتاویٰ رضویہ** حضرت علامہ مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: جامعہ نظامیہ لاہور
17	**ریاض الفتاویٰ** تصنیف لطیف حضرت علامہ مفتی سید ریاض الحسن جیلانی قادری ناشر: انجمن انوار القادریہ جمشید روڈ نمبر 3 کراچی
18	**قوت القلوب** تصنیف لطیف حضرت شیخ المشائخ شیخ ابو طالب محمد بن عطیہ حارثی المکی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: محمد منظور الوجیدی، ناشر: شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی

19	**عوارف المعارف** تصنیف لطیف حضرت شیخ الشیوخ عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حافظ سید رشید احمد ارشد ایم اے ناشر: غلام علی اینڈ سنز لاہور، کراچی، حیدر آباد
20	**عوارف المعارف** تصنیف لطیف حضرت شیخ الشیوخ عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: شمس بریلوی ناشر: پروگیسو بکس لاہور
21	**رسالہ قشیریہ** تصنیف لطیف حضرت امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب ناشر: ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد
22	**تنبیہ الغافلین** تصنیف لطیف شیخ انصر بن محمد بن ابراہیم ابواللیث السمر قندی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا عبدالمجید انور ناشر: مکتبہ حقانیہ ملتان
23	**تعرف** تصنیف لطیف حضرت امام ابوبکر بن ابواسحاق محمد بن ابراہیم بن یعقوب البخاری الکلاباذی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب ناشر تصوف فاؤنڈیشن لاہور
24	**ذم الھویٰ، عشق مجازی کی تباکاریاں** تصنیف، حضرت عبدالرحمٰن ابوالفرج امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا امداداللہ انور ناشر: دارالمعارف ملتان
25	**صد میدان** تصنیف لطیف حضرت شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حافظ محمد افضل فقیر ناشر: تصوف فاؤنڈیشن

26	نفحات الانس تصنیف لطیف حضرت مقبول یزدانی مولانا نورالدین محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی الاحراری رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا سید احمد علی چشتی نظامی ناشر: اللہ والے کی قومی دکان لاہور
27	رسالہ قدسیہ تصنیف لطیف حضرت شیخ الشیوخ سیدنا خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: پروفیسر علی نواز جتوئی ناشر: مرکزی تحقیقات فارسی ایران وپاکستان راولپنڈی
28	**کشف المحجوب** تصنیف لطیف حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: علامہ فضل الدین گوہر ناشر: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
29	**کشف المحجوب** تصنیف لطیف حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: پروفیسر محمد عبدالمجید یزدانی ایم اے ناشر: قرآن لمیٹڈ لاہور
30	**کشف المحجوب** تصنیف لطیف حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: محمد حسین گوجرانوالہ ناشر: محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب کراچی
31	رسالہ محبوب العارفین تصنیف لطیف حضرت شمس العارفین عزیزاں علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ قدیر محمد قریشی اکبر آبادی ناشر: المصطفیٰ اکادمی حیدر آباد

32	الفتح الربانی تصنیف لطیف غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مفتی محمد ابراہیم بدایونی قادری صاحب ناشر: فرید بک اسٹال کراچی
33	مکتوبات صدی تصنیف لطیف حضرت شہباز طریقت شرف الدین احمد یحیٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: سید شاہ نجم الدین احمد فردوسی ناشر: سعید ایچ ایم کمپنی کراچی
34	زبدۃ المقامات تصنیف لطیف حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: علامہ غلام مصطفیٰ خاں حیدر آباد ناشر: مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ
35	مکتوبات شریف تصنیف لطیف: حضرت امام ربانی الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا نازوار حسین شاہ ناشر: ادارہ مجددیہ کراچی
36	مکتوبات شریف تصنیف لطیف: حضرت امام ربانی الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: سعید احمد نقشبندی ناشر: مدینہ پبلی کیشنز کراچی
37	مکتوبات شریف تصنیف لطیف: حضرت امام ربانی الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: قاضی عالم الدین صاحب ناشر: ادارہ اسلامیات لاہور

38	**مکتوبات شرح ابوالبیان** تصنیف لطیف: حضرت امام ربانی الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: محمد سعید احمد مجددی ناشر: تنظیم الاسلام پبلیکیشنز
39	**مکتوبات شریف** تصنیف لطیف: حضرت امام ربانی الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا محمد ہدایت علی جے پوری ناشر: سعید کمپنی کراچی
40	**مبدأ و معاد** تصنیف لطیف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا زوار حسین شاہ نقشبندی ناشر: ادارہ مجددیہ کراچی
41	**احیاء العلوم** تصنیف لطیف حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب ناشر: شبیر برادرز لاہور
42	**آئینہ تصوف** تصنیف پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی صاحب ناشر: تصوف فاؤنڈیشن لاہور
43	**برکات روحانی طبقات امام شعرانی** تصنیف، حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: علامہ پیر سید محمد محفوظ الحق شاہ صاحب ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور

44	**تذکرۃ الاولیاء** تصنیف لطیف حضرت شیخ الشیوخ شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ ناشر: نذیر سنز پبلشرز لاہور
45	**ہم سے عہد لیا گیا یعنی الدر المنضود** تصنیف لطیف حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ ترجمہ: مولانا ظفر احمد عثمانی ناشر: ادارہ اسلامیات کراچی، لاہور
46	**تبلیغ دین، کتاب اربعین کے تین بابوں کا ترجمہ** تصنیف لطیف: حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ ترجمہ: مولانا عاشق الٰہی میرٹھی ناشر: ادارہ المعارف کراچی
47	**آداب المریدین** تصنیف لطیف حضرت شیخ الشیوخ شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی رحمۃ اللہ ترجمہ: مولانا محمد عبدالباسط ناشر: تصوف فاؤنڈیشن لاہور
48	**حضرات القدس** تصنیف لطیف حضرت شیخ المشائخ کاشف حقائق علامہ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ ناشر مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ
49	**ہشت بہشت** تصنیف لطیف: یہ تصانیف خواجگان چشت کے آٹھ مشائخ کی ہے ترجمہ: عنصر صابری ناشر: پروگریسو بکس لاہور

50	**مکتوبات معصومیہ** تصنیف لطیف: حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا زوار حسین شاہ نقشبندی ناشر: ادارہ مجددیہ کراچی
51	**اخبار الاخیار** تصنیف لطیف: حضرت علامہ مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: محمد منیر رضا قادری ناشر: شبیر برادرز لاہور
52	**مکتوبات مظہری** تصنیف: حضرت شیخ الشیوخ مرزا مظہر جان جاناں نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: خلیق انجم ایم اے ناشر: مکتبہ برہان اردو بازار دہلی
53	**خزینۃ الاصفیاء** تصنیف لطیف حضرت علامہ مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: محمد ظہیر الدین بھٹی ناشر: مکتبہ نبویہ لاہور
54	**مقامات مظہری** تصنیف لطیف حضرت شیخ المشائخ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: علامہ محمد اقبال مجددی ناشر: اردو سائنس بورڈ لاہور
55	**مقام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** تصنیف لطیف شیخ الحدیث علامہ محمد منظور احمد فیضی صاحب ناشر: مکتبہ محمدیہ احمد شرقیہ ضلع بہاولپور

56	**عارف نامہ** تصنیف لطیف حضرت شیخ الشیوخ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ ناشر: غلام مصطفیٰ خاں حیدرآباد
57	**نسیمات القدس** تصنیف لطیف: شیخ المشائخ خواجہ محمد کشمی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: سید محبوب حسن واسطی کراچی ناشر: مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ
58	**مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ** تصنیف لطیف حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد امین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: اللہ والے کی قومی دکان لاہور
59	**المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح رحمت کے خزانے** تصنیف لطیف، محدث جلیل امام شرف الدین عبدالمومن بن خلف ومیاطی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مولانا امداد اللہ انور ناشر: دارالمعارف ملتان شریف
60	**انوار قدسیہ** تصنیف لطیف حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: عثمان پبلیکشنز لاہور
61	**انوار قدسیہ** تصنیف لطیف حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا ظفر احمد عثمانی ناشر: ادارہ اسلامیات کراچی

62	**کتاب حیات باقی** تصنیف لطیف مولانا محمد صادق کابلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا سید محمد تاجر دہلوی لاہور ناشر: اللہ والے کی قومی دوکان لاہور
63	**فقہ و تصوف** تصنیف لطیف مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری ناشر: الممتاز پبلی کیشنز لاہور
64	**معارف لدنیہ** تصنیف لطیف امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا سید زوار حسین صاحب ناشر: ادارہ مجددیہ کراچی
65	**معمولات مظہریہ** تصنیف لطیف حضرت نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: قدیر محمد قریشی اکبر آبادی
66	**حسنات الحرمین** تصنیف لطیف حضرت خواجہ قیوم ثانی محمد معصوم احمدی رحمۃ اللہ علیہ فارسی ترجمہ: محمد شاکرین علامہ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اردو ترجمہ: محمد اقبال مجددی ناشر: مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمد سعیدیہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان
67	**روضۃ القیومیہ (۴ جلد)** تصنیف لطیف حضرت خواجہ محمد احسان مجددی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: مکتبہ نبویہ لاہور

68	ذکر خیر ارشادات خواجہ محبوب عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ ناشر: فاروق پریس سہار پور
69	سر دلبراں تصنیف حضرت شاہ سید محمد ذوقی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: محفل ذوقیہ کراچی
70	سندھ کے صوفیائے نقشبند تصنیف لطیف ڈاکٹر ابوالخیر زبیر رحمۃ اللہ علیہ ناشر: رکن اسلام پبلی کیشنز حیدر آباد
71	جمال ذکر الٰہی تصنیف لطیف مولانا سید غلام دستگیر نقشبندی مجددی ناسر: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
72	مشائخ نقشبند تصنیف لطیف علامہ محمد نور بخش توکلی ایم اے ناشر: فضل نور اکیڈمی گجرات
73	جواہر مجددیہ تصنیف خواجہ احمد حسین صاحب ناشر: ملک اچنین الدین تاجر کتب لاہور
74	مقیاس خلافت تصنیف لطیف ابو عبدالوہاب مناظر اعظم مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: خادم محمد عمر است دار المقیاس اچھرہ لاہور۔

75	فیض نقشبند در المعارف تصنیف حضرت شیخ المشائخ شاہ رؤوف احمد رافت مجددی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری ناشر: نوری کتب خانہ لاہور
76	ارشاد الطالبین تصنیف حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی مجددی مظہری رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا غلام محمد ناشر: مکتبہ اسحاقیہ کراچی
77	ارشاد الطالبین تصنیف حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی مجددی مظہری رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: پیر مولانا محمد عابد حسین سیفی ناشر: مکتبہ شیرازی محمدی سیفی (مکتبہ زاویہ لاہور)
78	فیض الکریم تصنیف لطیف حضرت شیخ المشائخ حافظ عبدالکریم حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: اللہ والے کی قومی دکان لاہور
79	ہدایت الطالبین و مرقاۃ السالکین تصنیف لطیف: حضرت علامہ پیر طریقت ابوسعید فاروقی نقشبندی مجددی ترجمہ: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں ناشر: ادارہ مجددیہ کراچی
80	ہدایت الطالبین و مرقاۃ السالکین تصنیف لطیف: حضرت علامہ پیر طریقت ابوسعید فاروقی نقشبندی مجددی ترجمہ: مولانا نور احمد صاحب ناشر: ادارہ فیوضات مجددیہ

81	**خزینہ معرفت** تصنیف لطیف صوفی محمد ابراہیم قصوری ناشر: پروگریسو بکس لاہور
82	**سیرت مجدد الف ثانی** تصنیف لطیف: مولانا زوار حسین شاہ نقشبندی ناشر: ادارہ مجددیہ کراچی
83	**لوائح** تصنیف لطیف حضرت شیخ الشیوخ مولانا عبد الرحمٰن جامی نقشبندی احراری رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا سید فیض الحسن فیضی ناشر: تصوف فاؤنڈیشن لاہور
84	**ہدایت الانسان الی سبیل العرفان** تصنیف لطیف حضرت شیخ المشائخ حافظ محمد عبد الکریم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: اللہ والے کی قومی دکان
85	**رحمت رحیمیہ** تصنیف لطیف، حضرت علامہ مولانا شاہ عبد الرحیم محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: پروفیسر غلام مصطفیٰ خاں حیدر آباد ناشر: اخوان مصطفائی
86	**تصوف کے حقائق** تصنیف لطیف حضرت شیخ المشائخ شیخ عبد القادر عیسیٰ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: شیخ الحدیث مفتی محمد یوسف شاہ بندیالوی ناشر: مکتبہ رضویہ کراچی احمد حسن قادری
87	**تصوف کے حقائق** تصنیف لطیف حضرت شیخ المشائخ شیخ عبد القادر عیسیٰ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: محمد اکرم الازہری ناشر: زاویہ

88	**ہدایت السالکین** تصنیف لطیف مولانا ضیاء اللہ ارشادت حضرت مبارک مدظلہ العالی ناشر: کرم پبلی کیشنز لاہور
89	**کتاب اللمع فی التصوف** تصنیف لطیف شیخ الشیوخ شیخ ابونصر سراج رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: علامہ سید اسرار بخاری ناشر: تصوف فاؤنڈیشن
90	**تجلیات امام ربانی** تصنیف علامہ محمد عبدالحکیم خان اختر مظہری شاہجہان پوری ناشر: مکتبہ نبویہ لاہور
91	**سلوک اور تصوف کا عملی دستور** تصنیف ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب ناشر: منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور
92	**احوال الصادقین** تصنیف لطیف حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا حبیب الرحمٰن کیرانوی ناشر: کتب خانہ مجیدیہ ملتان
93	**البیان المشید ترجمہ البرہان المؤید** تصنیف لطیف حضرت شیخ المشائخ ابوالعباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفاعی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: مولانا ظفر احمد عثمانی ناشر: ادارہ اسلامیات لاہور کراچی
94	**حضرت مجدد الف ثانی اور ان کے ناقدین** تصنیف لطیف حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی فاضل ازہر ناشر: پروگریسو بکس لاہور

95	عقیدہ ختم نبوت اور مجدد الف ثانی تصنیف لطیف پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد ناشر: گنبد خضرا پبلی کیشنز لاہور
96	مجدد ہزار دوم تصنیف لطیف ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد مجددی مدظلہ ناشر: معارف مجدد الف ثانی کراچی
97	جمال ذکر الٰہی تصنیف لطیف علامہ سید غلام دستگیر نقشبندی مجددی ناشر: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
98	ذکر کی اہمیت تصنیف لطیف: پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب ناشر: منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور
99	ذکر الرحمٰن تصنیف لطیف حضرت علامہ مولانا حبیب الرحمٰن گبول صاحب ناشر: طاہری پبلیکیشن حیدر آباد
100	رسالہ ذکر حقیقی تصنیف لطیف: محمد شہزاد ملک سیفی مجددی ناشر مسجد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لاہور
101	حضور قلب تصنیف پیر عبد اللطیف نقشبندی ناشر: جنگ پبلشرز لاہور

102	**الحجۃ التامۃ فی اثبات العمامہ** تصنیف لطیف حضرت علامہ مولانا شائستہ گل رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مولوی احمد الدین سیفی توگیروی ناشر: ادارہ سیفیہ مرکزی جامع مسجد تالاب والی باغبانپورلاہور
103	**عمامہ سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** تصنیف لطیف فقیہ جلیل وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: ادارہ سیفیہ مرکزی جامع مسجد تالاب والی باغبان پورلاہور
104	**امداد السلوک، اثبات الوجد، انوار اولیاء** از: نثار الحق سیفی ناشر: تبلیغ صوفیا دعوت الی الخیر کراچی
105	**غیر مقلدین کے ننگے سر نماز** تصنیف لطیف، شیخ القرآن علامہ مولانا فیض احمد اویسی ناشر: مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور پاکستان
106	**فضائل عمامہ** تصنیف لطیف حضرت علامہ مولانا ابوصالح فیض احمد اویسی صاحب ناشر: ادارہ تصنیفات امام احمد رضا کراچی
107	**البراہین التامۃ لاثبات سنیۃ العمامۃ** تصنیف لطیف مولانا محمد انور سیفی ناشر: السیف الصارم پبلشرز لاہور

108	تحفۃ الزائرین تصنیف ابوسراج محمد طفیل احمد ناشر: خطیب دربار حضرت سید عبداللہ صحابی باباٹھٹھہ شریف
109	فضائل ذکر تبلیغ نصاب تصنیف علامہ محمد ذکریہ کیہان پور ناشر: عتیق اکیڈمی ملتان

فہرست

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	پیش لفظ	
	پہلا باب علم، عمل اور خشیت الٰہی کا بیان	
1	اگر ہر صدی میں ایک بھی ہو تو اس کی برکت مشرق و مغرب کو پہنچتی ہے	1
2	تاجدارِ مدینہ ﷺ کے اقوال و احوال پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو حصوں میں منقسم (تقسیم) تھے	1
3	یہی تزکیہ و احسان کا نظام، اصطلاحاً ''تصوف'' کہلاتا ہے	2
4	علم کے لئے خشیت لازم نہیں ہے	2
5	''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا'' ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے ڈرتے بس وہی بندے ہیں جو علم والے ہیں	2
6	جو اپنے رب ﷻ سے ڈرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا کہ بہترین مخلوق وہ لوگ ہیں	3
7	جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں	3
8	لیکن وہ زمین کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہشِ نفسانی کی پیروی کرنے لگا	4

9	خشیت ایک قوت ہوتی ہے جو بندے کے اور خدا کی نافرمانی کے درمیان حائل ہو جاتی ہے	4
10	حضرت سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ کثرت روایات کا نام علم نہیں۔ علم تو ایک نور ہے	4
11	(۱) عالم باللہ	4
12	(۲) عالم بامراللہ	4
13	(۳) عالم باللہ و بامراللہ	5
14	جس سے ڈرا جائے اس کو جاننا اور اس کے صفات و افعال کا علم ہونا ضروری ہے	5
15	اہلِ دل کا علم کتب کے ذریعہ سے نہیں ہوتا	5
16	ایسے لوگ علماء نہیں ہوتے وہ کتابی اور روایتی مولوی ہوتے ہیں وہ علمی سندیں تو حاصل کر لیتے ہیں	6
17	عالم اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور جاہل کو اللہ عزوجل کی معرفت کا شعور نہیں ہوتا	6
18	اگر کوئی عالم ربانی مل جائے	6
19	دنیا پرست عالم اور زراندوز مولوی سے دور ہی رہنا چاہیے۔	6
20	شیخ اجل شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے	7
21	حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مراد یہ ہے کہ مجھ سے وہی ڈرتا ہے جس کو میرے قہر غلبہ اور سطوت کا علم ہو	7
22	کیا وجہ ہے کہ کچھ لوگ اس کام سے پرہیز رکھتے ہیں جو میں کرتا ہوں	8
23	عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ آدمی پر	8

24	جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو روتے بہت ہنستے کم	8
25	کامل خشیت انبیاء کرام علیہم السلام کو ہوتا ہے اس کے بعد اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کا درجہ ہے حقیقت شناس یہی ہوتے ہیں اس کے بعد علماء کا نمبر ہے۔ حضرت سیدنا مسروق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: خشیت اللہ عزوجل ہونا ہی بڑا علم ہے اور فریب خوردہ ہونا بڑی جہالت۔ حضرت سیدنا شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: عالم وہی ہے جو اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے	8
26	عالم دین ٹیڑھا ہو تو تمام لوگ فساد کی لپیٹ میں آجاتے ہیں	8
27	حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا	9
28	حضرت سیدنا امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	9
29	حضرت سیدنا ربیع بن انس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے	9
30	حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک قول مروی ہے	9
31	حضرت سیدنا سعد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا	10
32	حضرت سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ارشاد گرامی	10
33	ماں باپ سے استاد و پیر کا درجہ زیادہ ہے کہ جسم ماں باپ سے ملا اور علم و ایمان استاد و پیر سے	11
34	خدا عزوجل کے پیاروں سے عداوت خدا سے عداوت ہے اور خدا عزوجل کے پیاروں کی محبت رب عزوجل کی محبت ہے	11
35	تفسیر معارف القرآن میں علامہ مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں	11
36	حضرت شیخ المشائخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا	12

37	بہت سے علماء کو دیکھا جاتا ہے کہ ان میں خدا عزوجل کا خوف وخشیت نہیں	12
38	صفائے تقویٰ اور دنیا سے کمال درجہ بے رغبتی رکھنے ہی سے بندہ علم میں راسخ ہوتا ہے	13
39	حضرت سیدنا سراج السالکین شیخ فراز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو تمام علوم میں کامل ہیں اور تمام علوم کی معرفت سے بہرہ ور ہیں اس طرح وہ تمام خلائق کی ہمتوں سے آگاہ ہوئے	13
40	(ایک) علم احکام (دوسرا) علم اسرار اور (انبیاء کی) وراثت کا عالم (کہلانے کا مستحق) وہی شخص ہوسکتا ہے جو دونوں قسم کے علم سے بہرہ ور ہو	15
41	(میری امت کے علماء بنی اسرئیل کے انبیاء کے مانند ہیں)	16
42	تب میں اپنا آدھا مال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دوں گا	16
43	تو میں اپنی لڑکی بیاہ دونگا	16
44	حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	17
45	حضرت سیدنا ولیوں کے سرتاج ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا	17
46	حضرت سیدنا شیخ المشائخ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	17
47	حضرت شیخ المشائخ واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خوف اللہ عزوجل	17
48	حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	17
49	حضرت سیدنا شیخ المشائخ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	17
50	جس فقیہ کو صوفیہ کرام کے احوال واصطلاحات کا علم نہ ہو وہ خشک روٹی کی طرح ہے جس کے ساتھ سالن نہ ہو۔	17

51	حضرت مجاہد صحابی ابوذر ؓ سے حدیث مروی ہے کسی علمی مجلس میں حاضر ہونا	18
52	عالم کی نیند عبادت ہے اور اس کا سانس لینا تسبیح ہے	18
53	شیطان پر ایک عالم، ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے	18
54	اگر عابد پر دنیا فراخ ہو جائے تو وہ اپنے رب ﷻ کی عبادت چھوڑ بیٹھے گا	18
55	علمائے کرام خواب میں قدرتِ الٰہی کا مشاہدہ کرتے ہیں، اس لئے عارف کی نیند بھی بیداری ہے، اس لئے اس کا دل زندہ ہے اور غافل کی بیداری بھی نیند ہے، اس لئے اس کا دل مردہ ہے	18
56	اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا حتیٰ کہ تم اکتا نہ جاؤ	19
57	اللہ تعالیٰ نے کسی کو جس عبادت کی عادت ڈال دی، پھر اس نے اکتا کر اسے چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوا	19
58	جس کے دو دن برابر ہیں وہ خسارے میں ہے اور جس کا آج، گزشتہ کل سے بُرا ہے وہ محروم ہے	19
59	مجھے اپنی زندگی کی قسم، مومن شکر گزار ہے	19
60	ایمان برہنہ ہے، اس کا لباس تقویٰ ہے، اس کی زینت حیاء ہے	19
61	حضرت سیدنا شیخ الشیوخ خواجہ شمس الدین امیر کلال ؒ نے فرمایا:	20
62	طلب علم تمام مسلمانوں پر فرض ہے	20
63	علماء زمانوں کے چراغ ہیں	20
64	علماء نہ ہوتے تو لوگ ڈھوروں (چوپایوں) کی طرح ہوتے	20

65	حضرت شیخ المشائخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے	20
66	علم سے زیادہ اُس پر عمل کی ضرورت ہے	21
67	کہ تم میں سے زیادہ معزز خدا عزوجل کی نزدیک وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔ یہ نہیں فرمایا کہ جس کو سب سے زیادہ علم حاصل ہو	21
68	رسولوں علیہم السلام کے بھیجنے سے مقصود خود عمل کرنا ہے اور دوسروں کو نیک عمل کی ترغیب دینا	21
69	مقصود یہ ہے کہ جس مسئلہ کو جاننے کے بعد اس پر عمل نہ کیا جائے گا اس کی بابت سوال ہوگا	22
70	مسائل کا جاننا اور ان کی تقریر کر دینا نہیں بلکہ اصل مقصود عمل ہے	22
71	حضرت شیخ المشائخ شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ علماء کا قاعدہ یہ ہے	22
72	قیامت میں سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا	22
73	عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس کے جاہل عبادت گذار ہوں گے	22
74	علم بہت ہے مگر سارا نافع نہیں	23
75	حضرت مجاہد صوفیاء ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے	23
76	جب کہ علم ہو اور عمل نہ ہو تو وہ علم بندہ پر خدا عزوجل کی حجت ہوتا ہے	23
77	میں (حضرت ابو العباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفاعی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ) تم سے کہہ دینا چاہتا ہوں، کہ دائمی سعادت کی کنجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی ہے	23
78	حضرت شیخ المشائخ شیخ یوسف بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے	24
79	علم کے ذریعے عمل درست ہے اور عمل کے ذریعے حصول حکمت ہوتا ہے	24

80	حضرت شیخ الشیوخ شیخ ابوالحسن النوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	24
81	شرعی آداب ظاہری حالت کا زیور ہیں	24
82	حضرت شیخ المشائخ ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو آداب شریعت کا پابند رہا۔ اللہ ﷻ نے اس کے دل کو نور معرفت سے منور کر دیا	24
83	ان بزرگوں کی اتباع و پیروی کے بغیر نجات ناممکن ہے	24
84	تو اس کی صحبت کو زہر قاتل جاننا چاہیے	25
85	ان کی صحبت سے پرہیز کرنا ضروریات دین میں سے ہے	25
86	کسی شخص نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ آرام سے فارغ بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے سے اپنے ہاتھوں کو روکے ہوئے ہے	25
87	حضرت شیخ المشائخ عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے	25
88	وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ وہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے اس وقت وہ جاہل ہو جاتا ہے	25
89	جہل مرکب ہو گیا اور وہ عالم سے جاہل بن گیا	26
90	حضرت شیخ المشائخ ابراہیم بن جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	26
91	حضرت سیدنا علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	26
92	ہزار سال عبادت کی جائے اور سخت قسم کی ریاضتیں اور مجاہدات کیے جائیں	27
93	تو اس کی قیمت جو کے برابر بھی نہیں	27
94	سنتوں میں سے کسی سنت کو زندہ کرے	27
95	اکثر اہل دنیا خواب وخیال کے ساتھ مطمئن ہو گئے ہیں	28
96	وہ صوفیوں کی (حالت سکر میں کہی ہوئی) باطل باتوں پر دھوکا کھائے ہوئے	28

97	طالب علموں کے مقدم کرنے میں شریعت کو رواج دینا ہے	28
98	کل قیامت کے روز شریعت کی بابت پوچھیں گے تصوف کے متعلق نہیں پوچھیں گے	28
99	پس سب سے بڑی نیکی شریعت کو رواج دینے	28
100	اللہ ﷻ کے راستہ میں کروڑوں روپیہ خرچ کرنا بھی شرعی مسائل میں سے کسی ایک مسئلہ کو رواج دینے کے برابر نہیں ہے	28
101	احکام شریعت کے بجالانے میں نفس کی پوری پوری مخالفت ہوتی ہے	29
102	اموال کا خرچ کرنا اگر شریعت کی تائید اور مذہب کی ترویج کیلیے ہو	29
103	اس کو بہت بڑا درجہ ہے	29
104	کہتے ہیں کہ تین طرح کی نیند اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔	29
105	ایک بڑے صوفی نے حضرت شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	29
106	آخر زمانہ میں قوم کا سرداران کا رذیل ترین انسان ہوگا تو کبھی بھی نکل کر نہ آتا	30
107	مومنِ کامل کی نشانی	30
108	جو شخص ہر ایسی بات کا جواب دیتا ہے جو لوگ اس سے پوچھیں وہ دیوانہ ہے	30
109	حضرت سیدنا قطب الارشاد ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہر عبادت کا ثواب معین ہے	30
110	حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا شیخ المشائخ منصور بن خلف مغربی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا	31
111	وہ اپنا مذہب چھوڑ کر ان لوگوں کے ساتھ مل گیا ہے	31
112	بہت سا مال جمع کرلیا ہے	31

113	پھر صوفی نے کہا ایسا مت کرو اور اسلام کی طرف لوٹ آؤ	31
114	اور مجھے دولت ملی ہوئی ہے	31
115	صوفی نے پیچھا کیا تیر مارا اور اسے مار ڈالا	31
116	جو مالداروں کے پاس بیٹھے گا اس میں دنیا اور دنیا کے سازو سامان کی حرص،	32
117	اور جو عورتوں کے پاس زیادہ بیٹھے گا اس میں جہالت اور شہوت بڑھا دے گا	32
118	اور جو اہل علم کے پاس بیٹھے گا اس میں علم اور احتیاط بڑھا دے گا۔	32
119	غوث صمدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اپنے ساتھیوں کو فقہ کی معتبر کتابوں کے مطالعہ کی ہدایت کرتے	32

حدیث نبوی ﷺ

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبُّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ

ترجمہ: کوئی تم میں سے ایماندار نہیں ہو سکتا۔ حتی کہ وہ چیز جو وہ اپنے لئے پسند رکھتا ہو وہی اپنے بھائی کیلئے پسند رکھے

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ہر کسے را لقب مکن مومن	گرچہ از سعی جان وتن کاہد
تا نخواہد برادر خود را	آنچہ از بہر خویشتن خواہد

ترجمہ: مسلمانو! اسی صورت میں ہو تم اہل ایماں سے
کہ جو الفت ہے اپنے نفس سے ہو اپنے اخواں سے

دوسرا باب

تقویٰ اور پرہیزگاری کا بیان

120	اے عیسیٰ علیہ السلام وہ اولیاء اللہ کون ہیں جنہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے؟	33
121	اولیاء اللہ وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو ان کے دیدار کے سبب اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے	34
122	تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ ایسی قوم ہے جو قبائل سے دور مختلف اطراف کے لوگ ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم ایک دوسرے سے دوستی کرتے ہیں	35
123	اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے شریر وہ ہیں جو چغل خوری کرتے ہیں، دوستوں کے درمیان تفریق پیدا کرتے ہیں اور گناہ سے بری لوگوں کو گناہ کا الزام دیتے ہیں	36
124	تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ ہیں جو بغیر اموال وانساب کے خالصۃً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں انہیں کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی جب لوگ گھبرا رہے ہوں گے اور وہ غمگین نہیں ہوں گے	37
125	تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ دور دراز قبائل کے مسافر اور لوگوں کی اولاد میں سے متفرق لوگ ہیں۔ ان کے درمیان باہم قرابتداری کا کوئی رشتہ موجود نہیں۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے وہ ایک دوسرے کے پاس جمع ہوتے ہیں	38

126	یہ وہ لوگ ہیں جو میری مساجد کو میرے ذکر سے آباد کرتے ہیں، لوگوں کو خیر اور نیکی کی تعلیم دیتے ہیں اور انہیں میری اطاعت و فرمانبرداری کی طرف بلاتے ہیں	39
127	حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں	39
128	حضرت معاذ بن جبل ؓ سے حمص میں ملا تو میں نے کہا: قسم بخدا! بلاشبہ میں تجھ سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کرتا ہوں	39
129	رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم محبت کرنے والوں کے لیے سرخ یاقوت کے ستون ہوں گے اور ستون کے سرے میں ستر ہزار کمرے ہیں۔ ان کا حسن اہل جنت کو اس طرح روشن کر دے گا جس طرح سورج اہل دنیا کو روشن کرتا ہے	40
130	تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہی وہ لوگ ہیں جو بغیر کسی مالی منفعت کے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے، وہ ایک دوسرے کا ساتھ مال کی مہربانی کرتے تھے حالانکہ ان کے درمیان کوئی رشتہ داری نہ تھی۔	41
131	خوب سن لو کہ قیامت کے دن جب سب لوگوں کو مصیبت میں مبتلا ہونے کا خوف ہو گا اللہ ﷻ کے دوستوں کو (عذاب کا) کوئی اندیشہ نہ ہو گا اور نہ وہ (اپنی کسی امید کی ناکامی کے) غم میں مبتلا ہوں گے (یعنی ان کی ہر امید پوری کی جائے گی)	41
132	رگِ جان سے بھی زیادہ ہم بندہ کے قریب ہیں	41

133	حدیث قدسی ہے (اللہ ﷻ نے فرمایا)	42
134	جس پر لفظ ولی کا اطلاق ہو سکتا ہے اس شخص کا ہے جس کا دل اللہ ﷻ کی یاد میں ہر وقت ڈوبا رہتا ہے	42
135	باپ ہو یا بیٹا یا بھائی یا بیوی یا دوسرے کنبہ والے کسی سے اس کو محبت نہیں ہوتی	42
136	اس گروہ کی آپس میں محبت لوجہ اللہ ہوتی ہے صوفیہ کی اصلاح میں اس صفت کو فنائے قلب کہا جاتا ہے	42
137	غرور، کینہ، حسد حرص اور ہوس سے منزہ ہوتا ہے	43
138	تو اس کا شیطان اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے اور فرمانبردار بن جاتا ہے	43
139	اللہ ﷻ کی یاد سے دل میں اطمینان پیدا ہو جائے اللہ ﷻ کے ذکر سے لمحہ بھر بھی غافل نہ ہو کسی دوسرے کی طرف توجہ ہی نہ ہو	43
140	جس نے تجھے پہچان لیا اس کو جان	43
141	حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تقویٰ یہ ہے	43
142	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	43
143	جو بندگانِ خدا ﷻ سے محض اللہ ﷻ کے لیے محبت رکھتے ہیں	44
144	خدا ﷻ کی قسم ان کے چہرے (قیامت کے دن مجسم) نور ہوں	44
145	اور لوگ غم میں مبتلا ہوں گے وہ غمگین نہیں ہوں گے	44
146	آپ کے نائبوں سے محبت اور ان کی ہم نشینی و اطاعت حصول ولایت کے لیے ضروری ہے	44
147	حضرت تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا	45

148	حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہے	45
149	اہل ذکر کی مجلسوں میں حاضری کی پابندی کر	45
150	اللہ عزوجل فلاں شخص سے نفرت کرتا ہے	46
151	میرے اولیاء وہ ہیں جن کی یاد میرے ذکر سے اور میری یاد ان کا ذکر کرنے سے ہوتی ہے	46
152	حضرت سیدہ اسماء بنت یزید (رضی اللہ تعالی عنہا) نے حضرت سیدی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا سنو،	46
153	ان کا ذکر اللہ عزوجل کے ذکر کا موجب (سبب) ہوتا ہے ان کی مثال ایسی ہے	47
154	ان کو دیکھنا اور ان کے ساتھ بیٹھنا اللہ عزوجل کی یاد کا موجب (سبب) ہوتا ہے	47
155	(منکروں کو کوئی فیض حاصل نہیں ہوتا)	47
156	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے	48
157	اللہ تعالیٰ اپنے پرہیزگار بندوں کو جن انعامات سے سرفراز فرماتا ہے	48
158	پرہیزگاروں پر دوسرا انعام یہ کیا جائے گا	48
159	تقویٰ شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	49
160	اگر تم گزشتہ گناہوں کی مغفرت طلب کرو گے اور آئندہ کے لیے اپنی عبادت واطاعت اور توجہ کا قبلہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو بنا لو گے	49
161	دولت کی فراوانی اور قبیلہ کے افراد کی کثرت سے قوت میں بے پناہ اضافہ ہو جائے گا	49
162	شریعتِ اسلامیہ کی پیروکاری کا تصور کرتے ہی غربت وافلاس کے خوفناک سائے ہماری آنکھوں کے سامنے پھیلنے لگتے ہیں	49

163	یعنی ایمان اور تقویٰ کسی قوم کی ترقی کے راستہ میں حائل نہیں ہوتے جیسے عام طور پر سمجھا جاتا ہے	49
164	ہر جانب سے خیر و برکت کی فراوانی ہو جاتی ہے	50
165	اس کے قدموں میں ڈھیر کر دیتی ہے	50
166	برکات آسمان سے مراد بارش ہے	50
167	حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے	50
168	مرنا پسند نہیں کرتا اور میں اس کو ناراض کرنا نہیں چاہتا	50
169	بندہ مومن میری کوئی عبادت ایسی نہیں کرتا	50
170	میں بیمار ہوا مگر تو نے میری عیادت نہیں کی بندہ عرض کرے گا	50
171	میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی	50
172	اے ابن آدم علیہ السلام میں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے مجھے کھانا نہیں دیا	50
173	اولیاء کا وہ وصل ہے جو ہر کیفیت سے پاک ہے جب (عام) اولیاء کی حالت ہے۔ تو ایذاء رسول ﷺ کو ایذاء خدا عزوجل کہنا تو بدرجہ اولیٰ مناسب اور صحیح ہے	51
174	اہل تقویٰ کو ہی اس سے فائدہ پہنچتا ہے	51
175	تلاوت قرآن (مرید کے لیے) فناء نفس کے بعد موجب ترقی درجات ہے	51
176	فناء نفس سے پہلے تلاوت (قرآن اگر مرید کے لیے) اگرچہ نیک کام ہے	51
177	ان سب میں تمام امتوں کو تقویٰ کا ہی حکم دیا گیا ہے	51
178	دل خوف خدا عزوجل سے ہی آشنا نہیں تو پھر زبان سے پارسائی کے ہزاروں دعوے کیے جائیں	51

179	اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لانے کے بعد پرہیزگاری بھی اختیار کرتے ہیں	53
180	اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو ہر وقت ذکر و فکرِ خداوندی میں دیکھے جاتے ہیں	53
181	(میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) کہ وہ لوگ کہ جب دیکھو یادِ خدا عزوجل میں	53
182	ولی کا معنی دوست مددگار کے ہیں	53
183	بحر الحقائق میں ہے کہ ولی وہ شخص کہلا سکتا ہے	54
184	کشف الاسرار میں اولیاء کی تعریف یوں کی گئی ہے	54
185	روح المعانی میں حضرت سیدنا ولی نعمت مفسرِ قرآن علامہ الصوفی محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا	54
186	اہل دنیا مبتلا رہتے ہیں۔ کہ دنیوی مقاصد آرام و راحت عزت و دولت میں ذرا سی کمی ہو جانے پر مرنے لگتے ہیں	54
187	حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں	54
188	یعنی اللہ تعالیٰ کے جمیع احکام کو تہِ دل سے قبول کر کے ان پر عمل کرتے ہیں	55
189	حضرت شیخ طریقت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:	55
190	معمولی گستاخی و بے ادبی ہوئی تو مارے جائیں گے اور خاتمہ خراب ہوگا	55
191	حضرت آفتاب صوفیاء ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:	55
192	اس لئے مخلوق کو مخلوق کی معرفت مشکل ہے	55
193	اس کا باطن انوار فقر میں مشغول ہے۔	55
194	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں ہی ڈرنے کے لائق ہوں،	56
195	تقویٰ میں فرائض کی ادا اور حرام و مشتبہ چیزوں سے پرہیز	56

196	حضرت سیدنا عبداللہ اور سیدنا ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ متقی لوگ وہ ہیں	56
197	حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ متقی وہ لوگ ہیں	56
198	حضرت طلق بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو	56
199	حضرت سیدنا ابوالدردا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کمال تقویٰ یہ ہے	56
200	اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے واضح کر دیا ہے	56
201	نیکی کی کوئی چیز بھی معمولی سمجھ کر نہ چھوڑو اور برائی کی کوئی بھی چیز معمولی سمجھ کر نہ کر ڈالو۔	57
202	حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اہل تقویٰ	57
203	متقی آدمی اس سے زیادہ اپنے نفس سے حساب کتاب کرتا ہے۔	57
204	حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت، اِتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ۔	57
205	آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہی تقویٰ ہے۔	57
206	سرورِ کون و مکاں ﷺ جب کسی کو کسی جنگی مہم کا سردار بنا کر بھیجتے تھے	57
207	(تقویٰ) اور اطاعت و فرماں برداری کی وصیت کرتا ہوں	58
208	ابن حبان میں حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی طویل روایت میں یہ بھی ہے	58
209	ایک روایت میں ہے کہ تقویٰ ہی ہر بھلائی کا مجموعہ ہے	58
210	تقویٰ کو اپنا نصب العین اور اپنے دل کی روشنی بنا لو۔	58
211	نہ اہل تقویٰ کے علاوہ کسی پر رحم کرتا ہے	58
212	سید دو عالم ﷺ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے	59

213	اور جو اللہ عزوجل سے ڈرے اللہ عزوجل اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا	59
214	اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں دیکھ نہیں رہا ہوں تو تم شرک میں مبتلا ہو	59
215	اتنا ڈرو جتنا وہ تم پر قدرت رکھتا ہے	59
216	:اے مسلسل گناہ کرنے والے! کیا تجھے شرم نہیں آتی	59
217	حضرت سیدنا سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آدمی چھپ کر گناہ کرتا ہے	59
218	حضرت شمس العارفین شیخ ابو نصر سراج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے	59
219	تمہارے دین کا سرمایہ ورع ہے	59
220	حضرت سید شمس العلماء علامہ ابن سرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ورع سے بڑھ کر کوئی چیز آسان نہیں	60
221	حضرت شیخ المشائخ ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ نے ورع کے بارے میں فرمایا	60
222	حضرت شیخ کامل حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے	60
223	حضرت سیدنا جعفر خلدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں	60
224	حضرت سیدنا ولی نعمت الصوفی بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے	60
225	حضرت سیدنا شمس العارفین سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حلال کی تعریف پوچھی گئی:	60
226	قلبی اشارے کی طرف رجوع کرنے کی تلقین کی گئی۔	61
227	حضرت امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں	61
228	ہر مشتبہ چیز کو چھوڑ دینا ورع ہے	61

229	حضرت سیدنا عارف باللہ اسحاق بن خلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے گفتار میں پرہیزگاری	62
230	حضرت سیدنا سراج ولایت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ورع زہد کی ابتداء ہے	62
231	حضرت سراج السالکین سیدنا یحیٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ورع کی دو قسمیں ہیں	62
232	حضرت سراج السالکین سیدنا ابن الجلاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	62
233	حضر سیدنا مقبول یزدانی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	62
234	حضرت سیدنا محبوب ربانی معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	62
235	حضرت سیدنا شیخ الشیوخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مکہ میں آئے	62
236	بچے نے جواب دیا طمع میں یہ سن کر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو تعجب ہوا۔	62
237	حضرت شیخ الشیوخ ابوعثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ سے ورع کے متعلق دریافت کیا گیا	62
238	حضرت سیدہ رابعہ بصری (رحمۃ اللہ علیہا) نے	63
239	حضرت محبوب ربانی سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھا	63
240	حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب	63
241	تمہاری دینداری کی اصل دارومدار پرہیزگاری ہے۔	63
242	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو سے بچا ہوا پانی نہر میں ڈال دیا	63
243	حضرت سیدنا امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں	63
244	حضرت سیدنا شیخ المشائخ شیخ خواص رحمۃ اللہ علیہ سے ورع کے بارے میں دریافت کیا گیا	64

245	آل محمد (ﷺ) وہ تمام ہیں جو پرہیزگار اور نیک ہیں۔	64
246	تمہارا باپ ایک ہے	65
247	سرخ کو کالے پر اور نہ ہی کالے کو سرخ پر فضیلت ہے	65
248	بزرگی علم اور ادب سے ہے۔ نہ کہ اصل ونسب سے۔	66
249	ہر نسب وحسب منقطع ہو جائے گا سوائے میرے حسب ونسب کے	66
250	حضور ﷺ کا رشتہ نبی تین قسم ہے	66
251	سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہمارے اہل بیت سے ہے	66
252	قرابت دینیہ کا آخر میں قرابت جسمانیہ (آب وگل) اگر یہ اوپر سب کو جمع کرے تو سبحان اللہ (نور علیٰ نور)	67
253	حضور سیدنا محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں	67
254	ورع کی دو قسمیں ہیں۔	67
255	بلند مرتبہ متقی وہ ہے کہ	70
256	جناب رسالت مآب ﷺ کی سنت پر سختی سے کاربند ہونا ہے۔	70
257	متقی اور صاف باطن شخص کو کھانا کھلایا کرو	71
258	حضرت سلطان حقیقت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے	71
259	وہ موت کی تمنا نہیں کرتا	71
260	پرہیزگار بنو گے تو سب سے زیادہ عبادت گذار ہو جاؤ گے۔	71
261	حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے	71
262	اگرچہ اس کی نماز اس کا روزہ اس کی تلاوت قرآن مجید کم ہو	71

263	اور علماء باعمل کی نشانی یہ ہے کہ وہ ہر وقت کوئی نہ کوئی نیک کام کرتے رہتے ہیں۔	72
264	سالک کو سنت کے چھوٹنے پر بھی توبہ کرنی چاہیے	72
265	میرے مخدوم ومکرم! اور اے شفقت ومکرمت کے نشان والے	73
266	اور تمام گناہوں سے توبہ وورع کی توفیق نصیب ہو جائے۔	73
267	(جو چیز پوری کی پوری نہ حاصل ہو سکے اس کو بالکل ہی ترک نہ کرنا چاہیئے)۔	73
268	اہل سنت وجماعت (کے عقائد) پر استقامت اختیار کرے	74

حدیث شریف

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

ترجمہ: مسلم وہی ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

مسلم آنکس بود بقول رسول ﷺ — گرچہ عامی بود وگر عالم
کہ بہر جا بود مسلمانے — باشد از قول وفعل او سالم

ترجمہ:

ترا قول اور فعل ایذا نہ دیتا ہو جو مسلم کو
تو اے مسلم پہنچ جاتا ہے تو اسلام کی لم کو

تیسرا باب

کا بیان نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اور شریعت مصطفیٰ ﷺ کا مذاق اڑانے

269	حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَہِیُ عَنِ الْمُنْکَرِ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:	75
270	بلکہ ایمان پر امر معروف و نہی از منکر کو بھی زیادہ کیا	76
271	نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔	76
272	جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے	76
273	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ پڑھا	76
274	جو قوم گناہ کرتی ہے	77
275	اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنے پاس سے عذاب بھیجے	77
276	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی	77
277	منع کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر تمہارے اوپر شریروں کو مسلط کر دے	77
278	اس سے پہلے کہ تم دعا مانگو اور تمہاری دعا قبول نہ ہو۔	78
279	جو ظلم سے قتل کیا جائے اس کے پاس تو مت کھڑا ہو	78
280	جو شخص ظلم سے پیٹا جائے اس کے پاس مت کھڑا ہو	78
281	ظالموں اور فاسقوں کے گھر میں جانا درست نہیں	78
282	حاضر شخص پر لعنت برستی ہے تو جو حاضر ہوگا وہ مستحق لعنت ہوگا	78
283	طریقہ صالحین	78

284	(فرشتے علیہم السلام) ان لوگوں سے ملاقات اور مصافحہ کرتے ہیں	79
285	جو شخص کسی معصیت کی جگہ میں حاضر ہوا اور اس کو برا جانا تو وہ ایسا ہے	79
286	اللہ تعالیٰ کی کتاب اور حکم کے مطابق اور اپنے نبی کے طریق (طریقے) کے موافق عمل کرتے رہیں گے	79
287	ممبروں پر بیٹھ کر باتیں کہیں گے جن کو جانتے ہیں اور کام وہ کریں گے	79
288	اور اگر ہاتھ سے نہ ہو سکے تو زبان سے جہاد کرے اور اگر زبان سے بھی نہ ہو سکے تو دل سے جہاد کرے اور اس کے بعد اسلام نہیں۔	79
289	اب ہم اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَہِیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ کی شرعی حیثیت بیان کرتے ہیں:	80
290	نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ''فرض کفایہ'' ہے	80
291	یہ اس بارے میں قرآن کریم کی پہلی آیت ہے	80
292	صاحب مدارک وغیرہ مفسرین نے کہا کہ ''مِنْ'' تبعیض کے لئے ہے	80
293	''کفایہ کا مطلب اس مقام پر قریب الفہم یہ ہے کہ	81
294	یہاں ''کفایہ'' سے مراد نماز جنازہ والا ''فرض کفایہ'' نہیں	81
295	حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے	81
296	ان احادیث مقدسہ سے یہ مفہوم حاصل ہوتا ہے کہ ہر وہ مجلس جس میں خلاف شرع کوئی بات ہو	82
297	لہٰذا اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَہِیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ ''فرض کفایہ'' ہوا	82
298	اس قسم کی ابحاث کی طرف کوئی بھی نامی گرامی مفسر متوجہ نہیں ہوا	82

299	اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَہِیٌ عَنِ الْمُنْکَر کیلئے حضرات علمائے کرام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) نے کچھ شرائط ذکر کی ہیں	82
300	'ہاتھ سے روکنا' امراء اور حاکمان وقت کا کام ہے۔ ''زبان سے روکنا' علمائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ذمہ داری اور ''دل سے برا جاننا'' عوام کیلئے ہے	83
301	اے مومنو جو خود نہیں کرتے اس کا دوسروں کو حکم کیوں دیتے ہو	83
302	اپنے آپ کو اس کے بعد اپنے اہل وعیال کو بچوں کو رشتہ داروں کو اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف کرے	83
303	لیکن حضرت سیدنا علامہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے	84
304	وہ تزکیہ نفس کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہو	84
305	ان تمام باتوں کی صاحب کشاف نے بھی صراحت کی ہے	84
306	لہٰذا واعظ (اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ و نَہِیٌ عَنِ الْمُنْکَر کرنے والا) کو پہلے پہل بڑے آسان اور میٹھے انداز میں سمجھانا چاہیئے	85
307	اگر یہ سب کچھ نفع نہ دے تو اس انداز سے اوپر والا انداز اختیار کرنا چاہیئے	85
308	حضرات مفسرین کرام وعلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس کی تصریح کی ہے	86
309	صاحب الاتقان حضرت سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں عمدہ اور عجیب گفتگو کی ہے	86
310	حضرت امام مفسر زلید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ	86
311	صاحب کشاف نے کہا کہ اس آیت سے مراد اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف کا ترک نہیں	86

312	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس آیت کا وقت ابھی نہیں آیا	87
313	(حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کسی نے کہا:	87
314	تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: ”اَمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ کرتے رہو اور منکر سے منع کرتے رہو۔ حتیٰ کہ تم جب دیکھو کہ لوگ خواہشات کے خوگر ہو گئے اور ہوئی وہوس کے متبع ہو گئے اور دنیا کی رغبت ان کے دل میں گھر کر گئی۔ اور ہر صاحب رائے اپنی رائے کو ہی اچھا سمجھتا ہے تو اس وقت تمہیں اپنی فکر کرنا مقدم ہے اور عوام کو چھوڑ دو	88
315	سو جس نے ان دنوں میں صبر کا دامن نہ چھوڑا گویا اس نے مٹھی میں ملتا انگارا پکڑا۔ اس دور میں کسی ایک شخص کا اچھا عمل پچاس لوگوں کے اچھے عمل کی مثل ہوگا	88
316	جب ظالم کو ظلم کرتے دیکھیں گے پھر وہ آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ نہ روکیں گے، تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی طرف سے عام عذاب میں گرفتار کر لے۔	88
317	لہذا جب تمہارے دل اور خواہشات مختلف ہو جائیں اور تم فرقوں میں بٹ جاؤ کہ تم میں سے بعض بعض کے دشمن بن کر ان کیلئے عذاب بن جائیں	89
318	اتنا یاد رہے کہ امر ونہی نہ تو ہر شخص پر واجب ہے اور جن پر واجب ہے ان پر بھی ہر حال میں واجب نہیں	89
319	اور اَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ ونَہِیُ عَنِ الْمُنْکَر کرنے سے لوگ اس اہم دینی کام کو ہی چھوڑ دیں۔ مثلاً ٹائی باندھے پینٹ ہیٹ ملبوس کئے کوئی نماز ادا کرتا ہے اور وہ اس لباس کو پہننے کا اس قدر خوگر ہے کہ اصرار سے بھی نہیں اتارے گا	89

320	اگر چہ بظاہر اَمۡرٌ بِالۡمَعۡرُوۡفِ اور نَہِیٌ عَنِ الۡمُنۡکَرِ کا ترک ہے	90
321	شریعت کا مذاق اڑانا "کفر" ہے	90
322	مروی ہے کہ منافقین کی ایک سوار جماعت نبی کریم ﷺ کے قریب سے گزری۔ یہ غزوہ تبوک کا واقعہ ہے	90
323	اے منافقو! تم یہ بہانے بنانے میں مشغول نہ ہو۔ کیونکہ یہ ایسے بہانے جن کا جھوٹا ہونا معلوم ہے	91
324	تفسیر حسینی میں ان لوگوں کے نام بھی لکھے گئے جو مذاق اڑانے والے تھے جو	91
325	ہم تو کھیل تماشا اور مذاق کر رہے تھے	92
326	کہ "شرائع" کے ساتھ استہزاء کفر واجب کر دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کفر کو ان لوگوں کے استہزاء پر مرتب فرمایا ہے	92
327	علامہ سعد الملۃ والدین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تفصیل سے بیان کیا ہے	92

حدیث نبوی ﷺ

تَہَادُوۡ اتَحَابُوۡ ا

ترجمہ: باہمی تحفہ تحائف بھیج کر محبت بڑھاؤ

دوستی مغز و پوست دشمنی است	تا کے از مغز سوئے پوست دوید
بہدایا کنید داد و ستد	تا بہم زاں وسیلہ دوست شوید

ترجمہ: محبت ہدیہ و سوغات دیگر بڑھ ہی جاتی ہے

جو سیلاب آئے ندی میں تو آخر چڑھ ہی جاتی ہے

چوتھا باب

تزکیۂ نفس کا بیان

328	حضرت شیخ المشائخ خواجہ ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ حق تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں ہوائے نفس سے بڑھ کر کوئی خبیث چیز جو مخالفت حق تعالیٰ ہے پیدا ہی نہیں فرمائی، اہل طریقت کے نزدیک مرد اس وقت بالغ ہوتا ہے جس وقت وہ ہوائے نفس سے نجات و رہائی پالیتا ہے۔	93
329	مفسرین نے بیان فرمایا ہے کہ دو آیات	93
330	اگر تو عاشق صادق ہے پھر جاں بازی سے دامن نہ بچا اور جو مردار ہوا کرتا ہے اسے تو کوئی ذبح نہیں کرتا۔	94
331	خواجہ محمد علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دنیاوی امور اور عبادات میں ہوائے نفس کو ترک کرنا حق ہے،	94
332	خواجہ بہاؤ الحق والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، جب مجھے آپ (حضرت سیدنا امام الطریقہ خواجہ بہاؤ الحق والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) نے دیکھا تو فرمایا کھانا لایا جائے اور مجھ ضعیف کو فرمایا کہ کھانا کھاؤ	95
333	کھانا ہوائے نفس کو قابو کرنے میں روزہ سے زیادہ اولیٰ ہے اور بہتر و مفید ہے،	95
334	اپنے نفس کو ایک بدکار عورت سے بھی برا خیال کر	95
335	صرف نماز اور روزہ پر کہے تو پھر بھی وہ مکار ہے اس سے زائد تجھے چاہیے	95
336	کہتے ہیں انسانی زندگی دوبارہ ہونی چاہیے	95

337	نفلی عبادت شیخ کامل جو فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہو اس کی اجازت سے ہونی چاہیے، کیونکہ وہ ہوائے نفس سے رہائی و چھٹکارا پاچکے ہوتے ہیں اور خواہشات نفسانی کو رد کر چکے ہوتے ہیں	95
338	پختہ اور شیریں انگور کبھی کچا اور کھٹا یا ترش نہیں بن سکتا اور کوئی میوہ بھی پک کر دوبارہ ابتدائی باکورہ حالت میں نہیں بدل سکتا ہے	95
339	آپ نے فرمایا کہ وہ کثرت سے استغفار پڑھا کرے	96
340	یَا یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ	96
341	حَقَّ تقوٰی کا یہ مطلب ہے کہ اللہ عزوجل کے احکام کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے شکر کیا جائے ناشکری نہ کی جائے	96
342	مراد فناء قلب پر ہے	96
343	کمالات ولایت کو حاصل کرنا واجب ہے	96
344	اسی لئے اللہ عزوجل نے جہاد نفس کو فرض عین اور جہاد کفار کو فرض کفایہ قرار دیا ہے۔	97
345	کامیاب ہوا وہ شخص جس کے نفس کو اللہ عزوجل نے پاک کر دیا	97
346	بے بسی سے سستی سے بزدلی سے زیادہ بڑھاپے سے اور عذاب قبر سے	97
347	جس شخص نے اپنے نفس کو پاک کر لیا اس کو صالح بنا لیا	97
348	ہمارے شیخ اجل حضرت سیدنا بہاء الدین عرف والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	97

349	حضرت سیدنا امام مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بندہ جب تک خواہش نفس میں لگا رہتا ہے بندہ نفس اور مطیع شیطان ہوتا ہے	98
350	اس لئے دعا نہیں کرتا کہ وہ تکلیف سے دل تنگ اور مراد نہ ملنے سے کبیدہ خاطر ہو جاتا ہو	98
351	جو شخص گرم مزاج رکھتا ہو اور غصہ سے مغلوب ہو جاتا ہو	98
352	جو شخص ٹھنڈے مزاج اور کمزور دل والا ہو	98
353	اگر کوئی شخص خواہش ہی کو ختم کر دے تو اس کے پاس آنے کے شیطان کے سب راستے بند ہو جاتے ہیں	98
354	حضرت غوث یزدانی استاد ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ	98
355	اس کے باطن کو مشاہدہ کے ساتھ مزین کر دیں گے	99
356	وہ اس طریقہ (تصوف) میں سے شمہ بھر بھی حاصل نہیں کر سکتا	99
357	حضرت امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے مفردات غریب القرآن میں فرمایا	99
358	اس کی تین قسمیں ہیں	99
359	جنہوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کیا۔	99
360	جہاد یہ ہے کہ آپ نفس کو شرعی مامورات و منہیات کی مطابقت کا پابند بنانے کیلئے	99
361	مجاہد وہ ہے جو اللہ عزوجل (کی راہ) میں اپنے نفس سے مجاہدہ کرے	100
362	تزکیہ نفس فرض عین ہے اور نفس کا تزکیہ مجاہدہ کے بغیر ممکن نہیں	100

363	حضرت عالی محبوب سبحانی سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	100
364	نفس کے ساتھ جہاد کرے اور اس پر غالب آ جائے	100
365	وہ تجھ سے جھگڑتا ہے۔ اور تجھ سے حرام اور حلال خواہشات اور لذتیں طلب کرتا ہے	100
366	حضرت عبد الرحمٰن امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ماہ ناز کتاب ذم الھویٰ میں	100
367	بڑا بہادر کون	100
368	وہ اس شخص سے زیادہ طاقتور ہے جو کسی شہر کو اکیلے فتح کرے	100
369	اصل پہلوان	101
370	بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو اپنے نفس پر غالب آ جائے	101
371	بڑا جہاد کونسا ہے	101
372	انسان کا اپنے نفسانی خواہشات سے جہاد کرنا	101
373	مجاہدہ نفس بڑا جہاد کیوں ہے؟	101
374	نفس محبوب چیز ہے اور یہ جس چیز کی رغبت کرے	101
375	جب یہ کسی محبوب چیز کی طرف بلائے تو پھر محبوب کیوں نہ ہوگی	101
376	طبیعتیں دشمنوں سے برسرِ پیکار ہونے پر تیار ہو جاتی ہیں	101
377	حضرت شیخ المشائخ امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	101
378	اور خدا عزوجل کی راہ میں اس کے واسطے جنگ کرو	102
379	کہ حق جہاد یہ ہے کہ پلک جھپکنے کے برابر بھی نفس کے مجاہدہ سے نہ رکے	102
380	تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے	102

381	فتوحات میں مذکور ہے	102
382	اوراس کافرنعمت نفس امارہ سے بڑا کوئی دشمن نہیں ہے	102
383	اس سے بہت بڑا دشمن ہمارے اندر ہے۔	103
384	حضرت قطب الاقطاب سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے	104
385	نفس منبع شر اور رہبر بدی ہے	104
386	مگر ایک محل شر ہے اور دوسری محل خیر	104
387	نفس کے خلاف چلنا عادتوں سے بالاتر ہے اور اس مجاہدوں کا نقطہ کمال ہے	104
388	باری تعالیٰ نے مخالفت نفس کا حکم دیا ہے نفس کے خلاف چلنے والوں کی تعریف اور موافقت کرنے والوں کو مذمت فرمائی ہے	105
389	حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے کہا	105
390	اے داؤد علیہ السلام اپنے نفس سے عداوت کر۔ میری دوستی اس کی عداوت میں ہے	105
391	جب انسان کو معرفت خداوندی کی طرف گامزن ہونا ہی ہے تو پہلے اس کو اپنی معرفت حاصل ہونی چاہیے	105
392	ایک پیر طریقت نے کہا ہے جو اپنے نفس سے بے خبر ہو وہ ہر چیز سے بے خبر ہے۔	106
393	جس نے اپنے نفس کو فانی جانا اس نے اپنے رب عزوجل کو باقی جانا	106
394	اس کلام میں معرفت نفس سے مراد جبلت انسانی (انسانیت) کی معرفت ہے۔	106

395	مجھے فرمایئے میں اینٹیں اٹھاتا ہوں آپ کیوں تکلیف کر رہے ہیں	106
396	اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! تم دوسری اینٹیں اٹھاؤ راحت دوسری دنیا میں ہے یہاں مشقت ہی مشقت ہے۔	106
397	اپنے نفس سے ابتداء کرو اور اسے ریاضت کی عادت ڈالو	106
398	اگر تو دکھاوا کرنے کے لئے مارا جاتا ہے تیرا حشر دکھاوا کرنے والوں میں ہوگا	106
399	نفس باغی کتا ہے جس کا چمڑہ بغیر دباغت پاک نہیں ہوتا	107
400	حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اے نفس	107
401	کیا تجھ سے سفر کی مصیبتیں اس امید پر برداشت نہیں ہو سکتیں	107
402	پس اگر راستہ کی تکلیف سے اکتاتا ہے تو یاد رکھ	107
403	سرکش گھوڑوں کو لگام کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی تمہارے نفس کو۔	107
404	جس نے ادب کے ذریعہ اپنے نفس کو دبالیا	107
405	مشائخ (طریق) کا ادب کرو	107
406	اور برابر کا ادب یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایثار اور ہمدردی کرو	107
407	عارف باللہ کی صحبت میں موافقت سے رہو	107
408	شیطان کے ساتھ دشمنی وعداوت سے رہو	107
409	حضرت ابو العباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفاعی الحسنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں	108
410	اس میں تو شہادت کے حاصل ہونے کا گمان ہی ہوتا ہے	108
411	موت ارادی ثواب ہی ثواب ہے	108

412	بھیڑ بکریاں انسانوں سے زیادہ باخبر ہوتی ہیں	108
413	انسان اپنی خواہشات کی خاطر احکام الٰہی کی بھی پرواہ نہیں کرتا	108
414	صحبت بد انسان کو نیک لوگوں سے دور کر دیتی ہے	108
415	نفس کے ساتھ ریاضت اور مجاہدہ اس قدر کریں کہ ہمارا ظاہر اور باطن یکساں ہو جائیں	108
416	نیز اس کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ ہم نے لوگوں سے تو شرم اور حیا کی	108
417	حضرت خضر ؑ نے حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز ؒ کو ایک وصیت یہ بھی فرمائی تھی	109
418	حضرت بزرگ سیدنا امام الطریقہ بہاء الحق والدین نقشبند ؒ نے فرمایا	109
419	اپنے قلب سے علائق دنیا کے شجر کو اکھاڑ کر پھینک دو	109
420	حضرت سیدنا عثمان الحیری ؒ نے فرمایا	109
421	جو خود کو ہیچ تصور کرے۔	110
422	عورت کے ہمراہ تو صرف شیطان رہتا ہے	110
423	نوخیز و حسین لڑکے کے ہمراہ اٹھارہ شیطان ہوتے ہیں	110
424	مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے الٹا پاؤں مسجد میں رکھ دیا	110
425	حضرت سیدنا سلطان المشائخ عبد اللہ بن مبارک ؒ نے فرمایا: ہمیں کثیر علم کے بجائے قلیل ادب کی زیادہ احتیاج ہے	110
426	لیکن میرے نزدیک ادب نام ہے نفس شناسی کا۔	110

427	کسی نے آپ حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو نصیحت کرنے کی خواہش کی	110
428	جب تم ارتکاب معصیت کرتے ہو	110
429	ایسی جگہ جا کر گناہ کرو جہاں وہ دیکھ نہ سکے	111
430	میں نے تیس سال جان کھپائی اور ریاضات کیے تب کہیں نفس کی مکاریوں کا تھوڑا سا علم حاصل ہوا	111
431	عزیز من! جو کوئی اپنے نفس سے ہمیشہ احتساب کرتا ہے تو وہ تمام دعوے اور معنی ترک کر دیتا ہے	111
432	مرید کو اس سے بڑھ کر اور کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی	112
433	خلاف نفس میں ہمیشہ برکت ہے	112
434	ایک مرتبہ ایک قدم نفس کی موافقت کی تھی اس پر اس کا تدارک مجھ سے سالہا سال تک نہیں ہو سکا۔	112
435	یعنی عالی ہمت ہو کیونکہ ہمت مردوں کو کمال تک پہنچاتی ہے	112
436	اگر وہ وہی رہیں تو وہ ہرگز وہ نہیں ہیں	112
437	آدمی اس چیز کا دشمن ہوتا ہے جو اس کے نفس کے خلاف ہے	112
438	حضرت سیدنا شیخ المشائخ محمد بن علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	112
439	ایک مرتبہ اپنی تمام تر تصانیف دریا میں پھینک دیں	112
440	آپ نے فرمایا کہ سو بھوکے شیر بکریوں کے ریوڑ میں جتنا نقصان کرتے ہیں	113
441	اس سے کہیں زیادہ نقصان انسان کا نفس ایک ساعت میں کرتا ہے	113

442	افضل ترین کام یہ ہے کہ انسان اپنی خواہشات کو قطع کردے	113
443	اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَهِیْ عَنِ الْمُنْکَرِ کے مقابلہ میں	113
444	راہِ خدا عزوجل میں جہاد کے مقابلہ میں اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَهِیْ عَنِ الْمُنْکَر اس طرح ہے	113
445	نفس کو خواہش سے روکنے کے مجاہدہ کے مقابلہ میں جہاد فی سبیل اللہ اس طرح ہے	113
446	تین چیزوں کی تہذیب کی جاتی ہے:	114
447	تہذیبِ نفس تین چیزوں سے عبارت ہے:	114
448	تہذیبِ عادت سے مراد یہ ہے کہ تو	114
449	تہذیبِ دل تین چیزوں سے عبارت ہے	114
450	تجرید نفس تین چیزوں سے عبارت ہے	114
451	ورع کا مفہوم پرہیزگاری اختیار کرنا	115
452	ناپسندیدہ امور سے پرہیز تین چیزوں کے ساتھ کیا جاسکتا ہے	115
453	کثرتِ دنیا سے پرہیز تین چیزوں کو (پیش نظر رکھ کر) کیا جاسکتا ہے	115
454	دلہائے پراگندہ سے پرہیز تین چیزوں کے ساتھ کیا جاسکتا ہے	115
455	حضرت غوث یزدانی بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	115
456	جو شخص خدا عزوجل کو خدا عزوجل کے ذریعہ شناخت کرتا ہے وہ زندہ جاوید ہوجاتا ہے	115
457	جو اپنے نفس کے ذریعہ خدا عزوجل کو پہچاننے کی سعی کرتا ہے وہ فانی ہے	115
458	جب نفس فرائض کا پابند ہوجائے	116

459	آداب خداوندی کو اپنا لے مثلاً یہ کہ اپنے اعضاء کو لگام ڈالے	116
460	اپنے باطن کو پاک کر سکے یہی علم معرفت کہلاتا ہے	116
461	جس قدر کسی کا دل تقویٰ سے قریب ہوگا۔ اسی قدر اس کو یقین بھی حاصل ہوگا	116
462	جس قدر کسی نے خواہشات نفس کو چھوڑا اسی قدر اس کو یقین حاصل ہوا	116
463	سب سے زیادہ خدا عزوجل کو وہ جوان پسند ہے	116
464	وہ بڈھا پسند ہے جو جوان کو نصیحت کرے	116
465	کیونکہ اس نے اپنے نفس کو نصیحت کی	116
466	یہ دو چیزیں مومن کے خزانہ قلب سے عجیب حکمتیں نکالتی ہیں	116
467	جن کے سامنے علماء کی گردنیں پست ہو جاتی ہیں اور جس سے فقہاء تعجب کرتے ہیں	117
468	ایک تو یہ کہ وہ اس کے وسوسہ کی پرواہ نہ کرے اور دوسرے یہ کہ آدمی خدا عزوجل کی ذات میں خوض چھوڑ دے (آہ)	117
469	ہر وہ فعل جسے انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کے بغیر کرے خواہ وہ عبادت ہو یا معصیت وہ نفس کی زندگی ہے اور ہر وہ فعل جسے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں کرے وہ نفس کیلئے عذاب ہے	117
470	اگر تو اپنے دل کو مار کر خوف کا لباس پہنتا	117
471	نفس کو ذلت کا لباس پہناتا	117
472	مگر تجھ سے یہ بات کیوں کر کہی جائے	117
473	میرا کلاہ اس جماعت جیسا کلاہ ہے	117

474	حالانکہ دل مختلف ہیں	117
475	حضرت شیخ المشائخ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے منقول ہے	117
476	شام ہونے پر اپنے نفس کا محاسبہ کرتے	117
477	اور دنیا میں آپ اپنا محاسبہ کرتے رہتے اور ایک مسلمان کیلئے یہی لائق ہے	118
478	اپنی زبان کی حفاظت رکھنا آخرت کی ندامت سے کہیں زیادہ آسان ہے	118
479	خواہش مطلق (انسان کو) وقتی لذت پر ابھارتی ہے انجام کی پرواہ نہیں ہوتی	118
480	بس اتنی سی بات بھی عقل کی تعریف اور خواہش و عشق کی مذمت میں کافی ہے	118
481	جانوروں پر انسان کی فضیلت کیلئے اتنی سی بات کافی ہے	118
482	ہر حالت میں پرہیزگاری کو اختیار کرے	118
483	اگر ایک چھوٹے دانہ کے برابر بھی اس کا عمل ہو تو اللہ ﷻ اس کا محاسبہ کرے گا	118
484	نفس کو مجاہدات کا خوگر بنائے اور دیکھے کہ	118
485	اپنی حالت کو اپنے شیخ پر ظاہر کرتا ہے اور ہر وقت یہ دیکھتا رہے	118
486	وہ شخص عقل مند نہیں ہے جو اپنی حالت کا اظہار طبیب پر نہ کرے	119
487	حرکات قلب کا عمل زیادہ اشرف و اعلیٰ ہے حرکت اعضاء کے عمل سے	119
488	عقل مند کو چاہئے کہ وہ ان تین امور میں سے کسی نہ کسی میں مشغول رہے	119
489	ایک حصہ نفس کے محاسبہ میں	119
490	ایک حصہ اپنے نفس اور اس کی جائز لذتوں میں	119

491	جواب دیا یہ کیسے ہوسکتا ہے کیوں کہ اوقات گنے چنے ہوتے ہیں	119
492	اور میرے مابین کبھی مخالفت نہیں ہوئی۔ پوچھا گیا	120
493	ہمیشہ اپنے نفس کی مخالفت کر کے ان کی حمایت کرتا رہا۔	120
495	اس سے مراد جہاد بالنفس ہے:	120
496	لیکن اطمینان حاصل ہونے کے بعد مخالفت اور سرکشی کی گنجائش نہیں	120
497	بہت گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے	120
498	ان حضرات کی مقررہ بات کے خلاف ہی پایا	120
499	جب نفس خود کو اپنے مولائے جل سلطانہ پر قربان کر دے تو پھر مخالفت کی کیا گنجائش رہتی ہے	121

حدیث نبوی ﷺ

كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

ترجمہ: انسان کے لئے یہ گناہ کافی ہے کہ وہ ہر ایک سنی بات بیان کر دے

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مرد را بس ہمیں گنہ کے قدم	از مقر اماں نہد بیروں
ہر کہ آید درون روزن گوش	از مر زباں دہد بیروں

ترجمہ:

زباں سے کان کی گر پردہ داری ہو نہیں سکتی
بڑی اس سے کوئی لغزش تمھاری ہو نہیں سکتی

پانچواں باب

تصوف (یعنی سلوک واحسان) کا بیان

500	ایک اجنبی آدمی ہمارے پیارے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا	123
	پھر ایمان کے متعلق پوچھا مدنی تاجدار ﷺ	123
501	پھر سوال کیا کہ یہ فرمایئے احسان کیا ہے؟	123
502	کیونکہ اس کا دیدار دنیا میں عادۃً محال ہے	124
503	کمال ایمان یہ ہے کہ آدمی کی طبیعت شریعت کی تابع ہو جائے	124
504	تین باتیں ہوں گی اس کو ایمان کی مٹھاس ملے گی	124
505	باطنی صفائی کی تحصیل مشائخ کی خدمت کے ذریعہ سے فرض ہے	125
506	مسلمان منزل مقصود تک رسائی حاصل کرتا ہے	125
507	جہاد کو تمام حسنات پر اس وجہ سے فضیلت دی گئی	125
508	اور علوم ظاہرہ اور علوم باطنہ کی تعلیم دینا اس سے بھی افضل ہے	125
509	اور اپنی خواہشات اور نفسانی ملمع کاریوں کو ترک کر دیا	126
510	جو نفس اور عناصر کو فناء کر کے خواہشات سے بالکل الگ ہو چکے ہیں	126
511	(حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتی مجددی رحمہ اللہ فرماتے) یہ اوصاف صوفیہ کے ہیں	126
512	مشائخ کا دامن پکڑ لینا چاہئے ان کے ساتھ بیٹھنے والا بدنصیب نہیں ہوسکتا	126
513	تصوف کیا ہے	126
514	بعض لوگ اس مغالطہ میں مبتلا ہیں کہ تصوف ایک جداگانہ شئے ہے	126

515	تصوف کلیتاً (مکمل طور پر) اسلام ہے اسلام کی روح، اسلام کا حسن وجمال ہے۔ اسلام کا کمال ہے	127
516	صوفی ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے	127
517	ترجمہ: ایمان والے تو صرف وہی لوگ ہوتے ہیں	127
518	یہ لوگ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم	128
519	ان کے رب ﷻ کے پاس اور (ان کیلئے بخشش ہے اور رزق باکرامت	128
520	علم دو ہیں علم برزبان یہ ابن آدم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت ہوگا	128
521	تصوف کیا ہے۔ اور اس کی حقیقت؟	129
522	حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ''بخل اور بد خلقی کسی مسلمان کے اندر جمع نہیں ہوسکتے	131
523	اور تزکیہ نفس کے بغیر کتاب وحکمت کی تعلیم نہیں دی جاسکتی	131
524	یہی صورت حال انسانی قلب کی ہے۔ جہاں سے ایمان کا نور اور تقویٰ کی روشنی پھوٹتی ہے۔	132
525	حضرت سیدنا شیخ المشائخ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علم دو ہیں	132
526	علم کی طرح اجر بھی دو قسم کا ہے۔	132
527	(۱) اجر ممنون (۲) اجر غیر ممنون۔	132
528	اسی طرح معلوم کی طلب بھی فرض عین ہے۔	132
529	ہر شے کے لئے ایک ستون ہوتا ہے۔ اور دین اسلام کا ستون فقہ ہے	133
530	جب یہ علم دل تک پہنچا تو دل کی آنکھ کھل گئی اور اس نے حق وباطل کو دیکھا	133

531	اس وقت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص فقیہ ہوگیا۔	133
532	حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) روایت کرتے ہیں کہ افضل عبادات فقہ دین ہے	133
533	پس جب کہ وہ فقیہ ہوئے تو انہیں علم ہوا اور جب انہیں علم ہوا تو انہوں نے عمل کیا	133
534	جس قدر فقیہ ہوا اس کا نفس اتنا ہی سریع الاجابت بن جاتا ہے	134
535	تصوف میں داخل ہونے کی پہلی برکت یہ ہے	134
536	اس گروہ صوفیہ کا معتقد ہے اور ان کی باتیں قبول کرتا ہے تو اس سے ضرور کہہ دو کہ مجھے دعا میں یاد رکھو	134
537	میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم ایسے شخص کے ساتھ جو گروہ صوفیہ کا دوست ہے بھلائی کرو	134
538	تم مجھے دیکھتے ہو کہ صوفیوں پر انکار کرتا ہوں	134
539	میں صاف طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ صوفیاء کی صفوں میں ایسے لوگ بھی در آئے ہیں	135
540	جو اپنے طبقہ کے لئے ننگ و عار کا باعث ہیں	135
541	صوفیاء و اولیاء کرام کی عظمت پر حرف نہیں آسکتا	135
542	مفسر قرآن شیخ وقت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ عقائد میں لکھا ہے	135
543	حضرت سیدنا شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مریدین کا راستہ صحیح راستہ ہے	135

544	حضرت سیدنا آفتاب ولایت شیخ المشائخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	135
545	حضرت سیدنا امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ طبقات کبریٰ میں لکھتے ہیں	136
546	**ما تقول فی هذا یا صوفی**	136
547	بیٹا! صوفیاء وقت کی صحبت میں رہا کرو کیونکہ وہ اخلاص میں ایسے مقام پر پہنچے ہوئے ہیں	136
548	کیونکہ یہ ان (صوفیہ) میں سے نہیں ہے لوٹے والے نے لوٹا اٹھایا	136
549	کہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں	136
550	فرمایا جو شخص کہ ان کو دوست رکھتا ہے وہ انہیں میں سے ہے	136
551	اس وقت تک ان صوفیوں سے میری صحبت نہ تھی	136
552	ایک فرشتہ آیا اور کہنے لگا کہ کاغذ کو شروع سے لے اور اس کا نام سب سے پہلے لکھ	137
553	اس کے دوستوں تک رسائی کر اگرچہ درجہ میں ان کے برابر نہ ہوگا لیکن وہ تیرے شفیع ہوں گے	137
554	تصوف کا نام کب سے ہے:	137
555	جنھوں نے اپنے انفاس (یعنی سانس) کو اللہ عزوجل کیلئے وقف کر دیا	137
556	ان بزرگوں کیلئے یہ نام دوسری ہجری سے پہلے مشہور ہو چکا تھا	137
557	حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	137
558	پس تصوف تو صرف احکام شریعت پر کسی بندۂ خدا کے عمل کا مکھن ہے	138
559	اس ذوق پر کہ علم تصوف عین شریعت سے ہی نکلتا ہے وہی شخص جھانک سکتا ہے	138
560	سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایک روشن چراغ تھے	138

561	قلوب کے اندھیروں کو دور کر کے ذکر اللہ ﷻ کی شمعیں روشن کیں	138
562	حضرت شیخ المشائخ علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں	139
563	حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا خوف اس کو ہے جو اللہ تعالیٰ کے جبروت اور اس کی عزت اور شان سے باخبر ہے	139
564	عارف کی ایک رکعت نماز غیر عارف عالم ظاہر کی ایک ہزار رکعات سے بہتر ہے	139
565	ان لوگوں کے دلوں میں کینہ کیسے باقی رہ سکتا ہے	140
566	حضرت شیخ المشائخ شیخ زروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	140
567	تصوف کا ستون مادیت کے میل کچیل سے دل کو صاف کرتا ہے	140
568	ظاہری طہارت کا اس وقت فائدہ ہے، جب باطن بھی اخلاص کے ساتھ پاک کیا جائے	140
569	آج جو مسلمان اس قدر انحطاط اور کمزوری و گمراہی کا شکار نظر آتے ہیں	140
570	انہوں نے اسلام کے روح و جوہر کو گم کر دیا ہے	140
571	صوفیاء کی صحبت کے التزام کی نصیحت کرتے ہیں	141
572	انہیں اللہ ﷻ کا یقینی عرفان و معرفت حاصل ہو جائے	141
573	حضرت شیخ المشائخ ابراہیم بن محمد نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	141
574	مشائخ کی تعظیم اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا ان کی خدمت کرنا	141
575	حضرت شیخ المشائخ جریری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے	142
576	جو شخص اتباع سنت کے بغیر خود کو صاحب طریقت کہتا ہے	142

577	شریعت حقیقت کے بغیر، اور حقیقت شریعت کے بغیر بیکار ہے اور عمل کرنے والے ان ہر دو کے بغیر بیکار ہیں	142
578	حضرت سیدنا عارف باللہ شیخ ابو طالب عطیہ حارثی المکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں	142
579	میں خدا عزوجل سے بہت غافل ہوں، نیکیوں کی طرف سست و کاہل ہوں	142
580	بھائی اگر تو اولیاء اللہ سے محبت کر سکے اور ان کا تقرب والفت حاصل کر سکے	142
581	تقویٰ کے ساتھ حلال کھانا۔	143
582	ظاہر و باطن میں ممنوعات سے بچنا۔	143
583	اس گروہ میں جو کھرے اللہ عزوجل کے بندے ہوتے ہیں	143
584	ان کی دامن گیری باعثِ برکت، ان کا اتباع موجب نجات اور ان کی صحبت اکسیر کا حکم رکھتی ہے	143
585	ان بزرگانِ دین کی تربیت سے ہی انسان روحانی مہلک بیماریوں (مثلاً حسد، کبر، عجب وغیرہ) سے شفا پاتا ہے	143
586	چنانچہ انہوں نے ایک خاموش طبع عابد کا ذکر کیا جو کہ کثرتِ علم سے معروف نہ تھا	143
587	مگر اس کے پاس اس قدر تقویٰ ہے کہ جسے وہ نہیں جانتا	143
588	حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم کے بغیر عبادت میں کوئی خیر نہیں	144
589	غور و فکر کے بغیر تلاوت میں خیر نہیں	144
590	حضرت شیخ المشائخ ابو عبد اللہ محمد بن خفیف الضبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	144

591	شریعت پاک میں آقائے دو جہاں ﷺ کی پیروی کرنے کا نام ہے	144
592	اہل ظاہر کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ ہم تو صرف ظاہری طور پر علم شریعت کو جاننے کا اقرار کرتے ہیں	144
593	اعمال ظاہری سے مراد وہ اعمال ہیں جو انسان کے ظاہری اعضاء انجام دیتے ہیں	144
594	جس نے ان کو جان لیا وہ ان کا عالم ٹھہرا اور جس نے ان کو نہ سمجھا وہ ان سے بے خبر رہا	145
595	جب حصول معرفت میں عارف سے ادب کا دامن چھوٹ گیا	145
596	اپنے نفس کو اللہ ﷻ کی مرضی کے مطابق رکھنا ہی تصوف ہے	145
597	پاکیزہ عادات اپنا لینا تصوف ہے	145
598	بندہ ہر وقت عملِ صالح اختیار کرنے کا خواہاں رہے	145
599	صوفیہ وہ ہیں جو اپنی عقلوں اور قلوب کو مصائب و آلام کے باوجود ثابت قدم رکھتے ہیں	146
600	صوفیہ کی صحبت اختیار کرو کیونکہ وہ قبیح چیزوں سے بچنے کے طریقے جانتے ہیں	146
601	محفل بزرگوں کی اختیار کرو	146
602	علماء سے حلال و حرام کے بارے پوچھو	146
603	بزرگان دین کے ساتھ بیٹھو جو ہمہ وقت اللہ تعالیٰ ہی کی باتیں کرتے ہیں	146

604	اس آسمان کے نیچے کوئی علم علمِ تصوف سے بڑھ کر ہوتا	146
605	یہاں کوئی وقت صوفیوں کے اوقات سے بہتر ہوتا تو میں اس کو حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا۔	146
606	برخوردار اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک تمہارے دل میں خدا تعالیٰ کے سوا کسی غیر کا خطرہ بھی آئے تو پھر کبھی ہمارے پاس نہ آنا	147
607	حضرت امام العارفین سیدی سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عابد کسی کو نہیں دیکھا کہ ان کی اٹھانوے سال کی عمر ہوگئی تھی، مگر مرض الموت کے سوا کبھی ان کو لیٹے ہوئے	148
608	ایک دن پانی کے کنارے پر میں طہارت کرتا تھا	148
609	جب میں نے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو خوشی کے مارے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دوڑا	149
610	اس صدیق یعنی سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ کو کیوں نہیں کہتا کہ اس گروہ کی دوستی اور یہ باتیں عین حقیقت ہیں	149
611	سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ سے	149
612	میں نے کوئی گروہ علماء کا ایسا نہیں دیکھا جو گروہ صوفیوں سے زیادہ فضیلت رکھتا ہو	149
613	اگر ہمارا یہ علم (علمِ تصوف) گندگی کے ڈھیر پر پڑی ہوئی کوئی چیز ہوتی	149
614	(یعنی علم تصوف کوئی ایسی عام شے نہیں کہ وہ بے تحاشا اس سے جھولی بھرتا پھرے)	149

615	اولیاء کو فقہاء سے امتیاز عمل ہی کی وجہ سے ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کو (عمل کی برکت سے) حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے علم وفہم میں (ایسی) قوت عطا ہوئی ہے جو دوسروں کو نصیب نہیں	150
616	مگر ہاں جو علماء عارفین باللہ ہیں (وہ صوفیہ سے کم نہیں ہیں	150
617	بعض علوم ایسے ہیں جو بندھے ہوئے راز کی صورت میں ہیں	151
618	کسی چیز کی تلاش میں اپنے آپ کو تھکائے	151
619	باطن کا حق سبحانہ وتعالیٰ سے پیوست ہو جانا	152
620	کیا مرید کا مقام کبھی اپنے پیر سے بھی بلند تر ہو سکتا ہے؟	152
621	ایمان سنگار کے ذریعے نہیں ہوتا اور نہ ہی تمناؤں کے ذریعے ہوتا ہے،	152
622	میرے اولیاء کے لئے کڑوی بن جا	152
623	میرے دشمنوں کیلئے شیریں ہو جا	152
624	صوفیاء کرام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی نسبت یہ کہنا	152
625	صوفیاء کرام اور ظاہری علماء کرام میں فرق:	153
626	صوفیاء کے مسائل کے دلائل دیگر مذاہب کے مقابلہ میں زیادہ واضح ہیں	153
627	دیگر لوگ یا تو نقل روایت کے مالک ہیں یا عقل وفکر کے مالک	153
628	لہٰذا یہ لوگ اہل وصال ٹھہرے اور لوگ اہل استدلال صوفیاء کی مثال تو یہ ہے۔	153
629	ابتداء اسلام سے لیکر آج تک کوئی ایسا زمانہ نہیں گزرا	153

630	بلکہ علماء میں سے ائمہ وقت نے ان کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے اور انہیں باعث برکت سمجھا ہے	153
631	خدا پرست اور نفس پرست میں فرق:	154
632	صوفیاء کرام کی ابتداء عالم (علماء) کی انتہا۔ خدا پرست اور نفس پرست میں فرق	154
633	میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس علم کا کچھ ثمرہ دکھلا دوں جس کو تم (حاصل کرنا) چاہتے ہو اور درویشی کا ثمرہ بھی دکھلا دوں	154
634	امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اپنے درس میں تشریف فرما تھے ، ایک عجیب وغریب شکل کا مالک ایک دیوانہ دروازے سے اندر گھس آیا اور بولا ، اے شیخ	155
635	ایک جذبہ خاص حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ میں پیدا ہو گیا، اور اس درویش کے طالب ہو گئے	155
636	اگر عقل اس کی راہ نما ہوتی تو فخر راز دار دین ہوتے	156
637	پس اس فقیر درویش کے دل میں خیال آتا ہے کہ	156
638	نصیب درویش یہ ہے محبت ذاتیہ کے میدان میں قدم رکھے	157
639	دھیان کر اور دیکھ کہ اولیاء وقت زمانہ کے اسرافیل ہوتے ہیں	157
640	شیخ الاسلام (ابو اسماعیل عبد اللہ انصاری الہروی رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ ولایت فقہ، سے حاصل نہ کی تھی بلکہ اسے پیر کی صحبت سے حاصل ہوئی تھی	158
641	الحمد کوئی جگہ غلط پڑھا۔ میں نے دل میں کہا۔ کہ میری اتنی تکلیف برباد ہو گئی	158

642	راستہ میں شیر سویا پڑا تھا۔ واپس آ گیا۔ ایک اور شیر میرے پیچھے آتا تھا۔ تب تو میں عاجز ہو گیا۔ اور میں چلا اٹھا	158
643	انھوں نے دونوں شیروں کے کان پکڑے اور ملے اور کہا کہ اے خداﷻ کے کتوں کیا میں نے تم کو یہ نہیں کہہ رکھا کہ میرے مہمانوں کو کچھ نہ کہا کرو	158
644	منقول ہے کہ اکابر فقہاء میں سے ایک فقیہ ابو عمران ؒ نام کا حلقہ	158
645	حضرت امام شبلی ؒ کو شرمندہ کرنے کے ارادے سے	158
646	آپ ؒ نے اس مسئلہ میں دس اقوال بتائے ہیں جو میں نے نہ سنے تھے	159
647	ایک مرتبہ حضرت سیدنا احمد بن حنبل اور شیبان راعی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) کا واقعہ ہے	159
648	لہٰذا اب ضروری ہے کہ اسے سزا دی جائے تاکہ دوبارہ ایسی حرکت نہ کرے	159
649	حضرت شیخ المشائخ شیبان ؒ کی ہے جو ایک امی صوفی تھے۔ جب امی کی یہ حالت ہے تو پھر ائمہ صوفیاء کی کیا کیفیت ہوگی۔	159
650	جس شخص کی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز قضا ہو گئی ہو	159
651	حضرت شیخ الشیوخ حبیب عجمی ؒ نے فرمایا کہ سب نمازوں کی قضا کرے	159
652	جس نے اہل تصوف کی آواز سنی اور اسے نہ مانا بارگاہ حق میں وہ غافلوں میں شمار ہوا۔	162

چھٹا باب

تصوف فرض عین کا بیان

653	رذائل نفس کو دور کرنے کے لئے فقراء کے دامن سے وابستہ ہو جائے	163
654	رذائل نفس کو دور کرنے کا ارادہ ہی نہ ہو تو وہ یقیناً دوزخ میں جائے گا	163
655	(تصوف کو اختیار کرنا) اور فقراء کے دامن سے وابستہ ہونا ایسا ہی فرض ہے	163
656	نفس کے تزکیہ کے لئے آل رسول کے دامن سے وابستہ ہونا بھی لازم ہے	164
657	شرف علم باطن وعلمائے باطن	164
658	یہ معرفت اہل باطن کی خدمت میں حاصل ہوسکتی ہے۔	164
659	حضرت سراج السالکین ابوالحسین نوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال	164
660	پہلے بندوں پر کونسا فرض عائد کیا تو فرمایا ''معرفت''	164
661	یعنی عبادت کرنے سے مراد معرفت الٰہی کا حصول ہے	164
662	حضرت شیخ الشیوخ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	164
663	امراض کی معرفت، فرض عین ہے	164
664	حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	165
665	خود بینی کا علم جاننا فرض عین ہے۔	165
666	کیونکہ ان کا ازالہ فرض عین ہے	165
667	کیونکہ جو شر کو جانتا نہ ہو وہ اس میں مبتلا ہو جاتا ہے	165
668	حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	165
669	میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ صوفیاء کے ساتھ طریقت میں داخل ہونا فرض عین ہے	165
670	انسان عیوب سے خالی نہیں اور ان عیوب کا ازالہ صوفیاء کے پاس ممکن ہے۔	165

671	اس طریق حق (تصوف) لازماً اختیار کرو اور سالکین کی قلت کی وجہ سے	165
672	باطل راستے پر لوگوں کی کثرت کے سبب دھوکا نہ کھاؤ	165
673	اپنے سے اوپر والے ساتھی کی طرف دیکھنا	165
674	اور سیر و سلوک میں اگر غیر سالک تم پر آوازیں کسیں	165
674	حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ عہود محمدیہ کے دیباچہ	166
675	ہر شخص پر کسی ایسے شیخ کا دامن پکڑنا واجب ہے	166
676	وہ خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نافرمان ہے	166
677	اگرچہ ہزاروں کتابیں علم کی یاد کرے اس کی ایسی مثال ہوگی	166
678	یہ کبھی مت کہنا کہ طریقہ صوفیاء نہ کتاب اللہ سے ثابت ہے نہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ کیونکہ یہ بات کفر ہے	166
679	امور خدا عزوجل اور اس کی معرفت سے متعلق ہونا چاہئے اور فرض وہ علم ہے	167
680	اصول کا ظاہر قول شہادت اور اس کا باطن تحقیق معرفت ہے	167
681	یہ سب ایک دوسرے کے بغیر قائم نہیں ہو سکتے۔	167
682	ظاہر کے بغیر باطن زندقہ ظاہر شریعت بغیر باطن کے ناقص ہے	167
683	مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی تعلیم تصوف کو فرض عین قرار دیا ہے	167
684	طلب طریقت واجب ہے	167
685	لہٰذا ہر مسلمان پر تقویٰ لازم ہوگیا اور تقویٰ کمال ولایت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا	167
686	شرح اربعین میں حضرت علامہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے	168
687	حصول ہر مسلمان پر فرض عین ہے	168

ساتواں باب

ذکر حقیقی (یعنی ذکر قلبی) کا بیان

688	جس شخص نے غفلت کا پردہ اپنے دل (قلب) سے اٹھا دیا	169
689	اس عظیم دولت کو اپنے قبضہ میں لانا چاہتا ہے۔ تو جلدی سے کسی شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت کرلے	169
690	سنت کا پابند ہونا لازم ہے۔ یہ ولایت کا اعلیٰ وارفع مقام ہے۔	169
691	جس کا دل مردہ ہو گیا ہو حالانکہ دل کا مردہ ہونا	169
692	اہل غفلت کی صحبت کی ممانعت	169
693	ان لوگوں کی صحبت سے دور رکھے جو اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل ہیں	169
694	کہ ہمارے ذکر سے غفلت برتنے والوں کے دل مردہ ہو جاتے ہیں	170
695	کہ تم نہ ان کے پیچھے جاؤ نہ کسی معاملہ میں ان کی پیروی کرو	170
696	جو اللہ عزوجل کے نافرمان ہیں اور اپنے خالق کی محبت سے عاری ہیں	170
697	الغرض صحبت بد سے سختی کے ساتھ اس لئے منع فرمایا جا رہا ہے	170
698	یہ سیاہی اسے دائمی عذاب میں لیجانے کا باعث نہ بنے	170
699	(اور اللہ عزوجل کا ذکر کثرت سے کرو)	170
700	(ذکر کرو مگر ذکر کثیر بہت زیادہ ذکر)	170
701	اس لئے تقاضا ذکر کثیر ذکر دائمی اور ابدی کا ہو رہا ہے۔	170
702	حضرت شیخ الشیوخ خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	170
703	اور بقول حضرت شیخ المشائخ سلطان باہو قادری رحمۃ اللہ علیہ	170

704	یہ بات بذریعہ ذکر زبان ممکن نہیں بلکہ فقط ذکر بالقلب (دل) ہی سے اس پر عمل ممکن ہے۔	170
705	حضرت حافظ عبدالکریم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں	170
706	بعض فقہاء کہتے ہیں۔ کہ ذکر صرف زبان ہی سے ہوتا ہے	171
707	اس کے سوا فقہاء کے نزدیک اور ذکر معتبر نہیں۔	171
708	اور جو ذکر دل سے ہے۔ وہ ان کے نزدیک قلب کا ایک فعل ہے	171
709	نہیں معلوم کہ فقہاء کا اس سے کیا مقصود ہے	171
710	تو ان کا یہ کہنا بھی کتب لغت کے خلاف ہے	171
711	ذکر نسیان کی ضد ہے۔ اور نسیان بھی قلب کا فعل ہے	171
712	پس ذکر کا لفظ فعل قلب اور فعل زبان دونوں کو مشترک ہے	171
713	کیونکہ کلام بھی دو طرح کا ہوتا ہے	172
714	تو یہ قول بھی بے دلیل ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ فعل قلب کا نام ہی ذکر رکھا جائے	172
715	اس میں تو کوئی کلام نہیں	172
716	قلبی اور لسانی۔ ذکر قلبی کا اثر بہت قوی اور زیادہ ہے اور ذکر لسانی سے نہایت ہی افضل ہے	172
717	اور قرأت اور طلاق اور عتاق پر ذکر کا اطلاق کرنا جیسے کہ فقہاء کہتے ہیں۔ قیاس باطل اور فاسد ہے	172
718	مگر ذکر ایسا نہیں ہے شاید فقہاء کا مقصود یہ ہے	172
719	مگر یہ امر کہ دل سے یاد کرنے کو بالکل ذکر اور یاد خدا عزوجل نہ سمجھیں	172
720	زبان سے بھی ہو اور دل سے بھی۔ لیکن دل متمکن اور برقرار نہ ہو	173

721	تمام دنیا اس کو زہر قاتل ہو جائے اور اپنا وجود بھی اس کو اچھا نہ لگے	173
722	اصل ذکر، ذکر قلبی ہے	174
723	ذکر زبانی وہی معتبر ہے جس کے ساتھ دل میں بھی اللہ تعالیٰ کی یاد ہو	174
724	حضرت شیخ المشائخ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق فرمایا ہے	174
725	زبان پر تو تسبیح ہے مگر دل میں گائے گدھے کے خیال ہیں	174
725	قلبی ذکر سے شیطان بھاگ جاتا ہے	175
726	جو انسان کے سینہ میں وسوسہ ڈالتا ہے	175
727	یعنی دلوں میں جب وہ اللہ کے ذکر سے غافل ہوتے ہیں	175
728	عارف باللہ شیخ احمد بن محمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:	175
729	اگرچہ زبان سے ذکر کر رہے ہوں کیونکہ وسوسہ دل میں ہی تو ڈالا جاتا ہے	175
730	پس جو شخص اہل ذکر میں سے ہوگا	175
731	کہ شیطان ابن آدم کے رگوں میں یوں سرایت کرتا ہے	175
732	ابوصالح حضرت سیدنا مفسر قرآن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورۃ الناس کی تفسیر نقل کرتے ہیں	175
733	جب وہ اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہے تو سینے سے نکل جاتا اور واپس ہوجاتا ہے۔	176
734	قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (اے حبیب! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عرض کیجئے! میں پناہ لیتا ہوں	176
735	اسی طرح ہم نے بنا دیے ہیں ہر نبی علیہ السلام کے لئے دشمن جو کہ انسانوں سے اور جنات سے، دیووں اور پریوں سے ہیں	177

736	نصیب درویش صادق یہ ہے کہ یار بد، ہم نشین بد جو منکرِ حال درویشاں ہو، اس کی صحبت وسنگت سے ہمیشہ دور رہے۔ صحبت ہمیشہ برادر طریقت کی رکھ خواہ وہ بیگانہ ہی ہو	177
737	برادوست تو زہریلے سانپ سے بھی خطرناک ہوتا ہے	177
738	صادق مرید و درویش کو ایسے ریاکار اور شہرت پسند صلحاء اور زہاد سے بچنا چاہیے جو جامہ ریاکاری پہنے ہوئے ہوں	177
739	حق تعالیٰ سے محبت صالحین اور اس کے دوستوں اور محبوبوں کی محبت وعقیدت کا سوال کرے بلکہ دامان طلب پھیلا کر بچشم تر طلب کرے	178
740	یہ انسان کے دل پر پھیلا ہوتا ہے	178
741	جب وہ غافل ہوتا ہے تو دل پر پھیل جاتا ہے	178
742	بکثرت دلوں اور زبانوں سے اللہ عزوجل کی یاد کرنے والے مرد اور عورتیں	179
743	جب کھڑے بیٹھے لیٹے ہر وقت اللہ عزوجل کی یاد کرتا ہو	178
744	اسکے بغیر کثیر الذکر بندوں میں سے نہیں ہوتا	179
745	جب فناء قلب حاصل ہو جائے ذکر میں دل ڈوبا رہے	179
746	فرمایا ذکر خدا عزوجل سے زیادہ عذاب الٰہی سے نجات دلانے والی اور کوئی چیز نہیں	179
747	ابو حفص اللہ عزوجل کا ذکر کرنے والے ہر بھلائی کو لے گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک۔	179
748	لیکن ایسا ذکر زبان سے تو ہو نہیں سکتا زبان	180
749	لامحالہ قلبی ذکر مراد ہے حقیقت میں قلبی ذکر ہی ذکر ہے	180

750	دل کی غفلت کی حالت میں نہ کوئی نماز قابل اعتبار ہے نہ تسبیح نہ قرات جو نمازی نماز کی طرف سے غافل ہیں ان کے لئے تباہی ہے	180
751	تفسیر میں ذکر جہر وخفی میں بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں جس ذکر قلبی کے بارے میں	180
752	فرشتے بھی نہیں سن پاتے (ذکر جلی سے) ستر ہزار درجے فضیلت رکھتا ہے	180
753	اس ذکر کا سلسلہ نہیں ٹوٹتا نہ اس میں کوئی سستی آتی ہے	180
754	جھوٹے پیر اور مکار سجادہ نشین ہی درحقیقت اصنام باطلہ ہیں	181
755	جھوٹے پیروں اور مکار سجادہ نشینوں کے مرید ہوتے ہیں یا ان کی اتباع کرتے ہیں بت پرست دراصل یہی لوگ ہیں۔	181
756	‘یہ ظاہری آنکھیں اندھی نہیں ہوتی ہیں	181
757	لیکن نصیحت حاصل کرنے والی نظر سے اندھے ہوئے ہیں	181
758	دل کی آنکھ کھول اور انتظار کئے بغیر دیکھ	181
759	اور دل کی آنکھ ہر چیز کے مغز کو پہنچ گئی	181
760	میں اس کا ہم نشین ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے	182
761	ذکر میں قلب وروح وجمیع قویٰ کا حضور ضروری ہے	182
762	حضور قلب	182
763	خالی ذکر کوئی فائدہ نہ دے گا	182
764	اے اللہ ہمیں اپنی ان کوششوں سے نواز جو تیرے کرم کے لائق ہو۔	184
765	قلب کی بصر کا تھوڑا سا نور خواہشات وشہوات پر غالب ہو جاتا ہے	185

766	قلوب پر ذکر اللہ عزوجل سے جھاڑو دو	185
767	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل مضطرب تھا اور دھڑک رہا تھا اور حرکت کر رہا تھا	185
768	مراد قلب، روح اور عالم امر کے تمام لطائف ہیں	186
769	اب رہا نفس، سو وہ اگر نیک بندوں کا ہے تو لطائف کے قرب و مجاورت	186
770	حضرت امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	187
771	اس کا کوئی معین وقت نہیں بلکہ بندے کو ہر وقت اللہ عزوجل کا ذکر کرنے کا حکم	187
772	ذکر بالقلب عام حالات میں ہمیشہ جاری رکھا جا سکتا ہے	187
773	میں نے حضرت شیخ المشائخ امام ابوبکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے سنا	187
774	وہ ذکر کو ایسا ادا کرتے ہیں جو ادا کرنے کا حق ہے مگر اس کا دعویٰ نہیں کرتے۔	187
775	علم باطن جو دل میں ہے یہی نافع علم ہے	187
776	یعنی جب دل میں نورانیت ڈالی جاتی ہے تو سینہ وسیع ہوتا ہے اور شرح صدر حاصل ہوتا ہے	187
777	ذکر قوی ہو جائے تو یہی مشاہدہ بن جاتا ہے	188
778	آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر فکر کرتے ہیں	188
779	ایک گھڑی کا فکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے	188
780	دعا کرتے وقت دل کو اللہ عزوجل کے سوا ساری کائنات سے خالی کر دے۔ قبولیت دعا کا یقین رکھے	189
781	اپنے بھائیوں کو (دین) کا نفع پہنچائے	189
782	تمام عبادتوں میں سب سے افضل عبادت ذکر اور فکر ہے	189

783	مُردوں کے پاس مت بیٹھو	189
784	فقراء اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے باعث زندہ ہیں، اور اغنیاء دنیا پر مر گئے	189
785	لہٰذا پہلے بیمار کے مرض کا ازالہ کرتے ہیں	189
786	پس انسان جب تک مرض قلبی میں مبتلا ہے	190
787	کوئی عبادت وطاعت اس کے لیے نفع مند نہیں بلکہ مضر (نقصان دہ) ہے	190
788	قلبی امراض کے حکیم (اولیاء کرام، پیر وغیرہ)	190
789	ہر شخص جو کچھ چاہتا ہے اپنی ذات کے لیے چاہتا ہے	190
790	اسی طرح مال ودولت اور سرداری اور مرتبہ کی محبت	190
791	ذکر اللہ تعالیٰ کے ذریعے حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کے ساتھ ایک قسم کی مناسبت حاصل ہو جاتی ہے	191
792	جب محبت غالب ہوگئی تو پھر اطمینان کے سوا کچھ نہیں ہے	191
793	اپنا تمام وقت اس کی یاد میں مستغرق رکھیں	191
794	تم کو اپنے کرم سے یاد کرے جیسا کہ اس نے وعدہ فرمایا ہے	191
795	عرض کو ذہن میں جگہ نہ دیں بلکہ بغیر کسی غرض	191
796	اگر یہ بات پیدا نہ ہو تو وہ اعتبار کے لائق نہیں	191
797	حضرت سیدنا علامہ الصوفی قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا:	192
798	اگر والدین فریضۂ خداوندی کو ترک کرنے یا فعل حرام کا ارتکاب کرنے کا حکم دیں تو ان کا کہا ماننا ناجائز ہے	192
799	والدین کے حکم کو ماننا اس وقت واجب ہے	192

800	میرے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ ایسے حکم کو ماننا واجب نہیں ہے	192
801	صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے اپنا وطن چھوڑا ہجرت کی	193
802	پھر اللہ عزوجل کی راہ میں شیطان اور نفس امارہ سے ماں باپ کے کہنے سے جہاد ترک کردینا	193
803	حضرت سیدنا قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا کہ	193
804	جو لوگ رزائل نفس سے ابتک پاک وصاف نہیں ہوئے ان کو قرآن کی تلاوت سے زیادہ مناسب ذکر کرنا ہے۔	193
805	قرآن کی لذت اسی کو ملے گی جو اس پر ایمان لائے گا۔	193
806	نفس کو فنا کرنے اور بری خصلتوں سے پاک ہوجانے کے بغیر صوفی کو قرآنی برکات حاصل نہیں ہوتیں	193
807	قرب کی طرف ترقی قرأت قرآن سے وابستہ ہے	194
808	حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے روح البیان میں لکھا ہے حضرت امام نے فرمایا کہ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيرًا کی تفسیر میں دو قول ہیں:	194
809	آیت میں ذکر سے، ذکر قلبی مراد ہے	194
810	جب ان کا دل ذکر اللہ عزوجل کے نور سے بھر جاتا ہے	194
811	لیکن ذکر و معرفت میں دل کو لگانے اور اس پر مداومت کرنے پر مجبور ہوئے	194
812	یہ ذکر الٰہی خواہشات نفسانیہ کو مٹاتا ہے	194
813	اس کا دل شیشہ کی طرح صاف وشفاف ہوجاتا ہے	195
814	اگر تمہارے قلب میں یاد الٰہی باقی ہے تو تمہیں	195

815	تمہارے قلب میں خدا عزوجل کی یاد باقی نہیں ہے	195
816	اور زبان سے ذکر کرنا اور دل کا غافل ہونا نافع (فائدہ مند) نہیں	196
817	زبان پر ذکر اور دل فکر خانہ (گھربار) میں مبتلا ہو تو	196
818	کسی شخص کے سامنے ایک غائب کا ذکر کرو اور اس کی خصلتیں بار بار سناؤ	196
819	تو انجام کو کثرت ذکر پر مجبور ہو جاتا ہے	197
820	جو شخص کسی چیز سے محبت رکھتا ہے اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے	197
821	حضرت شیخ المشائخ حسن بن علی دامغانی رحمۃ اللہ علیہ قول خداوندی	197
822	تب کہیں جا کر حجاب اٹھتے ہیں	197
823	ذکر الٰہی پر مداومت ہی کا نام محبت ہے	197
824	انسان دو حال سے خالی نہیں یا سوتا ہوگا یا جاگتا	197
825	جب انسان گندی اور ناپاک جگہ میں ہو تو وہاں بھی ذکر لسانی مکروہ ہے	197
826	کیونکہ دل کا تعلق جناب باری تعالیٰ کے ساتھ سونے اور جاگنے کی حالت میں برابر ہے	197
827	یہ سب کچھ اسی کے واسطے ہے جس کے دل میں ذوق ہے	198
828	حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں	199
829	پہلا پوست صرف زبان سے ذکر کرنا ہے۔	199
830	دوسرا پوست قلب سے ذکر کرنا	199
831	تیسرا پوست یہ ہے کہ ذکر الٰہی قلب میں جگہ کرلے اور ایسا گڑ جائے کہ اس کا چھڑانا دشوار ہو جائے	199
832	سونا اور چاندی خیرات کرنے سے بھی اعلیٰ و افضل ہیں	200

833	تم دشمن سے جہاد میں ملو تم ان کی گردنیں اڑاؤ	200
834	ہر ایک چیز کی صفائی کا اوزار ہوتا ہے	200
835	بندہ قلبی ذکر کرتا ہے اس پر خداوند کریم عاشق ہوتے ہیں	200
836	ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں	200
837	پس اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تیری ایک نیکی میرے پاس موجود ہے	201
838	تجھے اس کا معاوضہ دوں گا اور وہ نیکی ذکر خفی ہے	201
839	اللہ عزوجل سے محبت کی علامت اس کے ذکر سے محبت	201
840	انسانی جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے	201
841	یہاں تک کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں	201
842	یہاں تک منافق لوگ تمھیں ریاکار کہنے لگیں	201
843	غافل کی صحبت ذاکر کیلئے بہت ہی زیادہ نقصان دہ ہے۔	202
844	خدا عزوجل کے دشمنوں کو اپنا دوست سمجھنے پر اور آخرت کی نعمتوں کو فراموش کردینے کی وجہ سے۔	202
845	نام عورت کا کام مردوں کا حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ عنہا نے فرمایا	202
846	بیداری قلب کے بعد اعضاء کی حاجت ہی ختم ہو جاتی ہے	202
847	اور یہی فنافی اللہ کی منزل ہے	202
848	میں نے چالیس سال قلب کی اس طرح نگرانی کی ہے	202
849	حضرت سیدنا شیخ المشائخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے کہا	203
850	اور ایک لحظہ بھی اپنے خدا عزوجل سے غافل نہ رہے	203
851	حضرت سیدنا سراج السالکین خواجہ نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں	203

www.maktaban.org

852	آپکی مجلس اور محفل میں بیٹھنے سے (لطیفہ) قلب جاری ہو جاتا ہے اور دل یاد الٰہی سے روشن ہو جاتا ہے	203
853	حضرات کے قلوب اس طرح جاری ہوئے کہ مرتے دم تک جاری رہے	203
854	جب وہ اللہ عزوجل کو یاد کرتا ہے ہٹ جاتا ہے	204
855	ذکر دو ذکروں کے درمیان ہے اور اسلام دو تلواروں کے درمیان، اور گناہ دو فرضوں کے درمیان	204
856	اللہ عزوجل کا ذکر دل کو چمکاتا ہے	205
857	ہر جمعرات کو مجلس ذکر کا اہتمام کرتے تھے	205
858	دل چار (۴) ہوتے ہیں۔	205
859	ایک وہ دل کہ جس میں چراغ روشن ہوتا ہے	205
860	آخرت کا دروازہ تقویٰ ہے۔ جیسے کہ خواہشات، دنیا کا دروازہ ہے	205
861	مجلس ذکر میں حاضر ہونا ایک ہزار رکعت (نفل) سے افضل	206
862	اور کیا تلاوتِ قرآن، علم کے بغیر بھی نفع دیتی ہے؟	206
863	ایک مجلس ذکر، ستر مجالس لہو (لہب) کا کفارہ بن جاتی ہے۔	206
864	جس بندے کے دل پر مطلع ہو کر میں دیکھ لیتا ہوں	206
865	میں اس کے انتظام کا ذمہ دار ہوں اور اس کا ہم نشین اور ہم کلام اور انیس ہو جاتا ہوں	206
866	ایمانداروں کی نیک مجالس بیس لاکھ بری مجالسوں کا کفارہ ہو جاتی ہے	206
867	آقائے دو جہاں ﷺ کی میراث مسجد میں تقسیم ہو رہی ہے	207
868	اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور قرآن پڑھتے	207

869	جب تم اہل غم کو دیکھو	207
870	ایمان قلب میں ایک سفید نقطے کی مانند ہے	207
871	منافقت دل میں سیاہ نقطے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے	207
872	کاش کہ کوئی اس امانت کو اٹھانے والا مل جاتا	207
873	بلکہ ایسے جلاء تھے جو دلوں سے گناہوں کا زنگ اتار کر انہیں صیقل کر دیتے تھے	208
874	جب کسی بندے کے دل میں نور داخل ہو جاتا ہے	208
875	اس دھوکے کے گھر سے علیحدگی اختیار کرنا اور ہمیشگی کے گھر کی طرف رجوع کرنا	208
876	جب وہ کسی کو نماز میں گردن جھکائے دیکھتے	208
877	کہ تیرا بھلا ہو خشوع دل میں ہے	208
878	تیسرے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا	208
879	صحیح قلب اہل دل حضرات کا ہوتا ہے	209
880	لہٰذا جب تک اعضاء کی حرکات وسکنات حد اعتدال پر نہ ہوں گی	209
881	کیونکہ انسان کا قلب آئینہ کی طرح ہے اور آئینہ، آفتاب کی روشنی سے اس وقت روشن ہو سکتا ہے	209
882	یہ کہ اس میں کجی (یعنی ٹیڑھاپن) بالکل نہ ہو	209
883	ذکر الٰہی سے اس میں صفائی پیدا ہوگی	209
884	افضل ترین یہ (صدقہ) ہے کہ اسے ذکر اللہ عزوجل کا القاء فرمائے	210
885	اللہ عزوجل کے شیدائی۔ ان سے ان کے بوجھ ہلکے کر دیئے گئے	210

886	حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں	211
887	ذاکرین کی مجلس سے اٹھ کر غافلین کی مجلس میں جاتا ہوں	211
888	یوں ہی ذکر اللہ عزوجل شیطان کو نقصان پہنچاتا ہے	211
889	بہت ذاکر اور دوسروں کو ذکر کی نصیحت کرنے والے تھے	211
890	حضرت سیدنا ردیف کمالات مالک بن دینار، حضرت سیدنا ثابت بنانی، حضرت سیدنا ایوب سختیانی، حضرت سیدنا محمد بن واسع فرقد سنجی رحمہم اللہ	211
891	خواطر قلبی، مفسداتِ اعمال اور نفسانی وساوس کا تذکرہ ہوتا	211
892	جس کا قلب زاہد ہے اس کی دو رکعتیں	211
893	ریاضت کرنے والوں کی دائمی اور ابدی عبادت سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ بہتر اور محبوب ہے۔"	211
894	حضرت سیدنا شیخ الشیوخ عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ دفتر دوم	212
895	یہ جماعت اس نماز سے بہت زیادہ حصہ رکھتی ہیں	212
896	قلب کی غفلت اور خطرہ ذاتی اور باطنی مرض ہے	212
897	قلب سے خطرہ دور ہونے کے بعد خطرہ کے وارد ہونے کی جگہ دماغ اور خیال ہے	212
898	حضرت شیخ المشائخ شیخ ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید نہایت ہی گرم اور صاحب وجد تھا	212
899	حضرت ابویزید رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اس مرید پر پڑی تو مرید زمین پر گر پڑا اور تڑپ کر واصل بحق ہوگیا	212

900	میرا ذکر غالب ہوتا ہے تو وہ مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے اور میں اس پر عاشق ہو جاتا ہوں	213
901	اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ کوئی کلام کثرت سے نہ کرو	213
902	کر لے کہ تو نے کوئی بے فائدہ کلام کیا ہے	213
903	زندہ وہ ہے جو مخلوق سے وابستہ رہ کر یادِ الٰہی کرتے ہیں۔	213
904	مخلوق میں رہتے ہوئے خالق سے غافل نہ ہونا۔	213
905	دوسرے قلب و زبان دونوں سے	213
906	تیسرا جس قلب میں تو ذاکر رہے لیکن زبان گنگی ہو جائے	213
907	تو اس کیلئے اپنے ذکر کا دروازہ کھول دیتا ہے	214
908	دل کا ذکر مریدین کیلئے تلوار ہے	214
909	جب بندے کا امتحان آپڑتا ہے	214
910	جسے وہ ناپسند کرتے ہیں فوراً دور ہو جاتی ہے	214
911	کیا ذکر میں زیادہ کمال پایا جاتا ہے یا فکر میں؟	214
912	میرے نزدیک تو ذکر فکر سے زیادہ کامل ہے	214
913	حضرت شیخ المشائخ ابن سالم رحمہ اللہ فرماتے ہیں	216
914	زبانی ذکر، جس میں ایک نیکی کے عوض دس نیکیاں ملتی ہیں	216
915	قلبی ذکر، جس میں ایک نیکی کے بدلے سات سو نیکیاں ملتی ہیں	216
916	جسم کی بیماری تکالیف سے ہوتی ہے اور دلوں کی بیماری گناہوں سے	217
917	گناہوں کی موجودگی میں دل کو عبادت کی لذت نصیب نہیں ہوتی۔	217

918	جو شخص اپنے دل کی غیر اللہ سے حفاظت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے اعضاء کی نگرانی کریں گے	217
919	جب قلب مؤمن کو اللہ تعالیٰ دولت سکون سے نواز دیتا ہے	217
920	دل کا رونا یعنی معصیت سے ندامت پشیمانی آنکھ کے رونے سے بہتر ہے	217
921	بندگیوں سے کوئی بندگی زیادہ نفع دینے والی	218
922	مرد وہ ہے کہ اتنے شغل میں دل کو خدا ﷻ سے لگائے رکھے۔	218
923	بندگی کو بطریق سنت کے لازم کر لینا	218
924	لہٰذا تلاوت، نماز اور ذکر کا ہر وہ عمل جس میں دل و زبان ہم آہنگ نہ ہوں قابل اعتبار نہیں بلکہ ناقص عمل ہے	219
925	فرمایا خدا ﷻ کی اعانت کے بغیر قلب کو اس کی طرف متوجہ کرنا بہت دشوار ہے	219
926	خواہشات دنیا پر وہی شخص غضب ناک ہوتا ہے	219
927	عارفین کا قلب ذکر الٰہی کا مرکز ہے اور دنیا والوں کا حرص و طمع کا مخزن	219
928	ذکر کرنے والے ذکر کیلئے بیٹھتے ہیں جبکہ ان پر پہاڑوں کے مثل گناہ ہوتے ہیں اور جب فارغ ہو کر اٹھتے ہیں تو ان پر ایک گناہ بھی نہیں ہوتا ہے۔	219
929	جب تک انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہتا ہے	220
930	ذکر کی محفلیں دلوں کو چمکانے اور انہیں شفا بخشنے والی ہوتی ہیں۔	220
931	جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وہی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہے	220
932	اگرچہ تسبیح اور تلاوت قرآن کثرت سے کرے	220

933	جس دل میں اپنے ماسواء کی طرف احتیاج دیکھتا ہے اس پر ابلیس کو مسلط کر دیتا ہے۔	220
934	دل سے ذکر کرنے سے منازل قرب حاصل ہوتے ہیں۔	220
935	زندگی سے فائدہ اس شخص کو ہے۔ کہ جس کا دل دنیا سے سرد ہو گیا ہو	221
936	اس کا اندیشہ وفکر خدا عزوجل کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔	221
937	حکایت ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ جب طوس واپس آئے	221
938	جب اس بزرگ نے حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو وہ ان کے پاس آئے	221
939	متوجہ ہوئے اتنے میں ان کے ایک ساتھی نے آکر ان سے گیہوں کے بیج مانگے	221
940	حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کا سبب دریافت کیا تو فرمانے لگے۔ میں حضور قلب اور زبان سے خدا عزوجل کا ذکر کرتے ہوئے تخم پاشی کرتا ہوں	221
941	جو حضور قلب اور زبان سے ذکر کا ورد کیے بغیر تخم پاشی کرے۔	222
942	مبتدی (سفر کرنے والے) کو سفر میں سوائے پریشانی کے اور کچھ حاصل نہیں	222
943	کسی عزیز کی صحبت میں پہنچے تو اسے چاہیے کہ اقامت کر کے اس کی خدمت میں رہے	222
944	ذکر وصال حق کا مقناطیس ہے، قرب کا ذریعہ ہے	222
945	ذکر اللہ صحبت (مشائخ) کی برکت سے دل میں جمتا ہے	222

946	ہماری صحبت آزمایا ہوا تریاق ہے، ہم سے دور رہنا زہر قاتل ہے۔	222
947	انسان کے اندر چھ لطیفے زبردست ہیں	222
948	لطائف کی طاقت اتنی زبردست ہے کہ فرشتے بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے	222
949	مگر انسان بے خبر ہے اور ان طاقتوں کی پرورش نہیں کرتا	222
950	وقت اور قلب کی حفاظت کرو:	223
951	اگر تم نے وقت کو فضول ضائع کیا، اور دل (کی جمعیت) کو برباد کر دیا تو تم فوائد سے محروم رہ گئے،	223
952	گناہ دل کو اندھا اور سیاہ کر دیتے ہیں	223
953	منافق کے دل میں ایک گانے والا رہتا ہے	223
954	عارف کے دل میں ایک جگہ ہے جو کسی وقت اس کو خوش نہیں ہونے دیتی،	223
955	عارف کا بولنا (دلوں کے) زنگ کو دور کرتا ہے	223
956	جب غفلت سے بیج ڈالیں گے۔ تو ممکن نہیں جمعیت خاطر حاصل ہو سکے۔	223
957	حضرت قطب الاقطاب خواجہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دل مردہ بھی ہوتا ہے اور زندہ بھی	224
958	جب دل دنیاوی لذتوں اور شہوتوں سے ماکولات اور مشروبات میں مشغول ہو جاتا ہے	224
959	جب دل سیاہ ہو جاتا ہے گویا وہ مردہ ہو جاتا ہے	224
960	اسی طرح جس دل میں ذکر نہ ہو اس پر دیو پری اور مصائب اور آلائش دنیاوی غالب آجاتے ہیں	224

961	اس وقت وہ ذاکر بنتا ہے ایسا دل نورِ ذکر سے زندہ ہوتا ہے۔	224
962	اے درویش! محبت حق میں صادق وہ شخص ہے۔ جو ہر وقت اس کی یاد میں رہے	224
963	اہل سلوک کہتے ہیں۔ کہ لوگ اکثر اسی چیز کا زیادہ ذکر کرتے ہیں جس سے ان کی محبت ہوتی ہے	224
964	لذت حضور قلبی	225
965	حضرت شیخ المشائخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب لوائح	224
966	اپنے ایک ایک سانس سے بھی حساب لینا پڑیگا کہ کہیں وہ یاد الٰہی سے خالی تو نہیں	225
967	ذکر قلب سے نہ کرے وہ اس کا ذکر کرنے والا ہی نہیں	225
968	قلب بھی عارف کامل ہے جسم کا امین ہے	225
969	دل کی زمین کھودو تو حکمت کا پانی پھوٹ نکلتا ہے	225
970	جب کہ عرش و فرش میں اس کا سمانا ممکن نہیں	225
971	ذکر قلبی بھی آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے	227
972	ہم یہ بات تسلیم نہیں کرتے کہ احدیت صرفہ کی طرف متوجہ رہنا اور نفی و اثبات و مراقبہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھا	227
973	پس تعجب ہے کہ ان امور کے صدر اول میں ہونے کی نفی کس طرح کی گئی ہے۔	227
974	پانچ لطیفے عالم خلق (نفس، آگ، ہوا، پانی، مٹی،) سے اور پانچ عالم امر سے ہیں (قلب، روح، سر، خفی، اخفی،)	227

975	تحریمہ (نماز کی نیت) باندھنے کے وقت گویا کئی ہزار اشخاص تحریمہ باندھتے ہیں۔	228
976	دوسرے لوگ ایک زبان کے ساتھ ذاکر ہیں اور وہ بھی چونکہ نفس امارہ کی انانیت سے پاک نہیں ہے	228
977	حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا	228
978	ان کے ثواب میں رائی اور پہاڑ جتنا بڑا فرق ہوتا ہے	228
979	کسی کی نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہو جاتی ہے کسی کو صرف ایک نماز کا ثواب ساٹھ نمازوں کے ادا کرنے کے بعد ملتا ہے۔	228
980	ایک علم اور ایک قدرت کی وجہ سے	229
981	حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	229
982	حتیٰ کہ لوح محفوظ بھی اس میں نظر آ سکتا ہے	229
983	قلب سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مناسبت نہیں	229
984	دل کی نگرانی کا لحاظ ہر حالت میں رکھے	230
985	خدا تعالیٰ سے غافل نہ رہے تاکہ مقصود حاصل ہو۔	230
986	ظاہری و باطنی گناہ ترک کر دو	230
987	اور اس نے اپنی ظاہری و باطنی نعمتوں کو تم پر پورا کر دیا	230
988	جو دل کے غیر اللہ عزوجل کا گرفتار ہے اس سے خیر (بھلائی) کی کیا توقع ہے	230
989	اہل اللہ کے نزدیک دل کی سلامتی اہم امور میں سے ہے	230
990	ایک دل میں دو محبتیں جمع نہیں ہوتیں۔	231
991	ذکر تصفیۂ دل اور انجلائے دل کیلئے ہوتا ہے	231

992	جب اس پر زنگ بیٹھ جاتا ہے تو اسے صیقل کرنا چاہیئے	231
993	کیونکہ دل لوہا نہیں ہوتا کہ اس پر شدید ضربوں کی ضرورت ہو۔	231
994	آقائے دوجہاں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے میں مشغول رہا	231
995	اس کام میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوگی دیکھیں کیا ظاہر ہوتا ہے	231
996	اس وقت ذکر کرنا درود بھیجنے سے زیادہ بہتر ہے	231
997	ذکر سے اصلی مقصود حق سبحانہ وتعالیٰ کی یاد ہے	232
998	اور درود میں اصلی مقصود طلب حاجت ہیں	232
999	قبولیت کے لائق ہے وہی اس فضیلت کے ساتھ مخصوص ہے	232
1000	لیکن جو ذکر طالب کسی کامل مکمل شیخ سے اخذ کرے اور طریقے کے شرائط وآداب کو مدنظر رکھ	233
1001	مبتدی کیلئے ذکر کرنے کے علاوہ اور کچھ تجویز نہیں کیا ہے اور اس کے حق میں صرف فرائض وسنت کو کافی سمجھا ہے اور نفلی امور سے منع کیا ہے۔	233
1002	یہ کچھ ضروری نہیں ہے کہ ذکر میں لذت تمام پیدا ہو	233
1003	ذکر میں جسقدر بھی مشقت ہو بہتر ہے	233
1004	ذکر سے لذت حاصل کرنے کے پیچھے نہ پڑیں۔	233
1005	کہ کام کا دارومدار دل پر ہے اگر دل حق سبحانہ وتعالیٰ کے غیر کے ساتھ پھنسا ہوا ہے تو خراب اور ابتر ہے	233
1006	یہ دونوں امور ضروری ہیں بدنی اعمال صالحہ کے بجالانے	233
1007	اسی طرح بدنی نیک اعمال کے بغیر دل کے احوال کا حاصل ہونا محال ہے	233
1008	اس زمانے میں اس قسم کے دعوے کرتے ہیں	233

1009	اس کو قلبی مواقف کے ساتھ ہمیشہ زبان ذکر سے قلبی ذکر کی طرف ترقی بخشتا ہے	234
1010	امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں فرمایا ہے حق سبحانہ کا ذکر دو قسم پر ہیں	234
1011	ذکر قلبی کی دو قسمیں ہیں	234
1012	ذکر قلبی و ذکر لسانی قلبی ذکر کا اثر بڑا قوی اور بڑا عظیم اور بہت زیادہ ہے	234
1013	اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا ہر چیز کو مکمل طور پر فراموش کر دینا ہے	234
1014	ذکر الٰہی ان احکام سے الگ ایک چیز ہے۔	234
1015	حضرت غوث یزدانی شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے	235
1016	ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی یاد و ذکر تمام دین و دنیا کے سرمایوں کا مغز ہے	235
1017	یعنی اس کے ذریعہ روحانی سکون و ترقیات حاصل ہوتی ہیں۔	235
1018	تو اپنی بزرگی کا خیال ایک لحہ کیلئے بھی نہ کر	235
1019	ایک ولی صاحب تلقین و تصرف کے ذریعہ ذکر حقیقی کا بیج بویا جائے	235
1020	مراقبات کے ذریعے باطنی نسبت میں قوت پیدا ہوتی ہے	235
1021	تجھے 72 ہزار ظاہری قرآنوں کا ثواب بھی ملے گا	236
1022	دل ایک گھنٹہ میں چھ ہزار دفعہ اللہ عزوجل اللہ عزوجل کرتا ہے	236
1023	اسم اللہ عزوجل کا کنبہ نہیں جانتے وہ معرفت سے محروم رہتے ہیں۔	236
1024	دیکھو مگر دل کو ذکر اللہ عزوجل میں مشغول رکھو	236
1025	حضرت سلطان المشائخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	236
1026	قلب جو قدیم (یعنی اللہ عزوجل) کو سمالے بھلا حادث کو اپنے اندر کیسے معلوم پائے گا	236

1027	اگر ہر سانس میں ذکر (پاس انفاس) کیا جائے	236
1028	ذاکر مذکور کا مشاہدہ حاصل کر لیتا ہے۔	236
1029	جو دیکھنا چاہو گے دل میں نظر آئے گا	236
1030	عارف کی ایک رکعت نماز غیر عارف عالم	
1031	ایک دفعہ (قلب سے) اللہ عزوجل اللہ عزوجل کرے گا تجھے ساڑھے تین کروڑ اللہ عزوجل اللہ عزوجل کرنے کا ثواب ملے	237
1032	عرض کی کہ ذکر جہر ایسا ہے جیسا کہ سوئی سے زمین کھودنا	237
1033	ذکر خفی اس طرح ہے۔ کہ جس طرح کنوئیں کے وقت رسہ (یعنی چرم) کا لگا دینا ہے	237
1034	کہ قلب کی غفلت کے ساتھ زبان سے نیت کرنا غیر معتبر ہے	237
1035	ذکر بالسان کا کوئی اعتبار نہیں اگرچہ وہ قلب کے خلاف ہو	237
1036	ایک ذکر لسانی جس میں آگاہی قلب کی ضرورت نہیں	237
1037	دوسرے ذکر قلبی ہے یعنی جس میں زبان نہ ہلے اصلاح (صوفیہ) میں اسے ذکر خفی کہتے ہیں	237
1038	اور شریعت کا التزام کریں مشائخ کی محبت	238
1039	نااہل لوگ اور نامناسب کاموں سے احتراز لازمی سمجھیں	238
1040	دین شرع کی خدمت کو غنیمت سمجھیں	238
1041	یہ تو بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک راز ہے	238
1042	اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی دعا قبول نہیں فرماتا جو غافل دل سے دعا کر رہا ہو	238

1043	مرید نے چاہا کہ وہ غذا کی مقدار کم کردے	238
1044	سلوک کی بنیاد، وقوف قلبی کے دوام اور صحبت شیخ پر رکھی ہے	238
1045	ہمارا مقصد تو دائمی ذکر اور توجہ الی اللہ عزوجل ہے۔ اتباع سنت ہے اور کثرت انوار و برکات ہے۔	238
1046	اعلیٰ حضرت فضیلت مآب شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	239
1047	رنگا رنگ تجلیات حق ہر شخص اس کا ادراک نہیں کرسکتا جس کو یہ سب کچھ نہ ملے ہو۔	238
1048	ذکر اللہ میں پانچ چیزیں پسندیدہ اور محمود ہیں	238
1049	کوئی کرامت دوام ذکر قلبی	238
1050	اپنے دل کی توجہ ذات الٰہی کی طرف کر جس کا مبارک نام اللہ عزوجل ہے	240
1051	دل اور زبان سے اللہ عزوجل کی یاد پروانہ ولایت ہے	240
1052	تو جسم ان قلوب کیلئے قبور بن جائیں	240
1053	ذکر کی اتنی کثرت کی جائے کہ وہ قلوب میں رچ جائے	240
1054	ذکر قلبی یہ ہے کہ دل ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جائے	240
1055	اللہ عزوجل ہمیشہ دل سے کہے زبان سے نہیں	240
1056	جب ایسا ہو تو اگرچہ بیدار ہو تو دل کا دریچہ ملکوت کی طرف کھل جاتا ہے	240
1057	اور پیغمبران علیہم السلام کو دیکھنے لگتا ہے اور ان سے فائدے حاصل کرتا ہے ان سے مدد پاتا ہے	241

1058	وہ ایسے عظیم کام دیکھتا ہے جو تعریف سے باہر ہیں۔ لیکن ابتداء میں مجاہدے کی تکلیف اور ریاضتیں ضروری ہیں۔	241
1059	بیٹھیں اور ایک دوسرے میں فانی ہوں تاکہ صحبت کا اثر ظاہر ہو۔	241
1060	حضرت محبوب الٰہی خواجہ سید نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور ایک عالم دین	241
1061	حضرات بڑے وقار اور شان وشوکت کی زندگی بسر کر رہے	241
1062	اس عیش وعشرت کی زندگی میں فقر وولایت کے بلند وبانگ دعوے چہ معنی دارد وہ	241
1063	جس کے کپڑے پھٹے پرانے ہوں لنگوٹا کسا ہوا ہو ہاتھ میں صرف لوٹا اور مصلیٰ ہو اور کھانے پینے کے لئے	241
1064	حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اسکی باطنی حالات سے بخوبی آگاہ تھے	242
1065	(حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ) نے نماز عشاء ادا فرمائی اور حسب معمول کچھ وظائف پڑھے اور بستر میں جا کر آرام فرما ہو گئے رات بھر محو استراحت رہے۔ پچھلی رات اٹھے نماز تہجد ادا فرمائی۔ اللہ عزوجل کو یاد کیا اور دوبارہ اپنے بستر پر لیٹ گئے۔ نماز فجر کے وقت پھر بستر سے اٹھے اور نماز ادا فرمائی	242
1066	سوچنے لگا کہ یہ عجیب اللہ عزوجل کا ولی ہے۔ ولایت میں اس کی شہرت کا کیا عالم ہے اور اس کی ذاتی زندگی کا کیا حال	242
1067	تو ہم لوگ بہتر ہیں جو اگرچہ شہرت اس قدر نہیں رکھتے مگر ان سے عبادت وریاضت میں کہیں بڑھ کر ہیں۔	242
1068	اسے دونوں عبادتوں کا فرق بھی سمجھا دیا جائے	242

1069	عالم دین کی یاد الٰہی عبادت و بندگی چراغ سحری کی طرح ٹمٹما رہی تھی	243
1070	خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت کا نور زمین سے لے کر آسمان اور عرش معلیٰ تک ایک روشن ستون کی صورت میں	243
1071	حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے معافی مانگی۔	243
1072	بندہ جب تک مرد نہیں ہوتا اس کا سونا جاگنا جدا نوعیت کا ہوتا ہے مگر بندہ جب خداوند تعالیٰ کے ذکر اور اس کی محبت میں غرق ہو کر اپنا آپ کو فنا کر دے تو مرد بن جاتا ہے	243
1073	جاگنے والا زبان سے اللہ جل جلالہ کا ذکر کر رہا ہو مگر اس کا دل اس کے ذکر سے غافل ہو	243
1074	اس بنیاد پر کسی کو متقی یا غافل قرار نہیں دینا چاہیے کہ فلاں ساری رات عبادت کرتا ہے	243
1075	صرف فرض نماز پڑھنے والا اپنے خلوص کی وجہ سے اس عبادت گزار سے ہزاروں درجے بہتر ہو	243
1076	بچہ جس کی نہ اپنی رائے ہوتی ہے اور نہ ارادہ وہ جاگتا ہو تب بھی ماں کو پیارا لگتا ہے	243
1077	کہ اب اس شخص کا اپنا ارادہ اور اختیار غالب ہوتا ہے	244
1078	اس حالت میں اس کا چلنا پھرنا کھانا پینا بھوکا پیاسا رہنا سونا جاگنا رونا اس کا کلام و سکوت	244

1079	حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالقادر عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کتاب تصوف کے حقائق میں	244
1080	بعض کم فہم اعتراض کرتے ہیں کہ صرف ”لفظ اللہ ﷻ“ کے ساتھ ذکر کرنا درست نہیں	244
1081	قرآن وحدیث میں اسم ذات ”اللہ ﷻ“ کے ذکر کا جواز موجود ہے	244
1082	یہاں مخلوق کے ساتھ خطاب نہیں ہے بلکہ اللہ ﷻ کا ذکر کیا جارہا ہے	244
1083	اسم ذات ”اللہ ﷻ“ کا ذکر کرنا جائز ہے۔	244
1084	مردے کو زندہ کردے تو یہ اتنی بڑی کرامت اور خرق العادت بات نہیں	244
1085	کہ کوئی شخص مردہ دل اور لطائف (قلب، روح، سر، خفی، اخفی، نفسی، قالب) کو اللہ ﷻ کے ذکر سے زندہ کرکے کدورات معنویہ (باطنی بیماری) سے صاف کرے	244
1086	کوئی مستدرج (جادوگر) آدمی کسی کو حیات قلبی نہیں دے سکتا	245
1087	فاسق فاجر اور کافر لوگوں کیلئے اس میں سے کوئی حصہ نہیں ہوتا	245
1088	اس کا دل ایک لحظہ کیلئے بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے خالی نہیں رہتا	245
1089	اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے بے حد بے قرار ہوتا ہے	245
1090	یہی انسان کی معراج ہے۔ سالک دنیا کو ترک نہ کرے بلکہ دنیا میں رہ کر اس کو دل سے ترک کرے	245
1091	یہ مرتبہ کامل ولی اللہ میں فنا ہونے سے بھی حاصل ہوتا ہے۔	245
1092	وہ ظاہر میں تو بشر ہوتا ہے۔ مگر باطن میں اللہ تعالیٰ میں گم ہوتا ہے۔	245

1093	ان کی زبان حالت بیداری میں دنیوی امور کی انجام دہی کے وقت شاید اللہ تعالیٰ کے ذکر سے رک جائے	246
1094	دیگر لوگ اگر کاروبار کریں تجارتی لین دین کریں۔ دنیوی معاملات نبٹائیں تو ان کا دل ودماغ ان کی سوچ اور جسم سب دنیاداری میں محو ہوجاتے ہیں۔	246
1095	اوران کا ایمان پختہ ہوجاتا ہے ان کا جسم اگر معاملات دنیا میں مصروف رہتا ہے	246
1096	جب انسان کسی کامل مکمل کے ہاتھ بیعت ہوجائے۔	246
1097	مبتدی فرائض وسنن کو مختصر (اکتفا) کرے اور باقی اوقات کو ذکر الٰہی میں گزارے۔	246
1098	ذکر کی حالت میں رو رہے تھے۔ یاروں نے عرض کی	246
1099	میرے اس ذکر کی کچھ قدر بھی ہوگی یا نہ یا دل کی غفلت سے مجھے رونا آتا ہے	246
1100	ہلاکت ہے اس آدمی کیلئے جس کی زبان تو ذکر کرے اور دل غافل ہے	247
1101	محبوں اور عاشقوں کا ذکر قرب اور خوشی پیدا کرتا ہے آدمی کو لازم ہے	247

آٹھواں باب
فضائل نقشبندیہ کا بیان

1102	ہمارا طریقہ سب طریقوں سے زیادہ قریب ہے لیکن سنت کو لازم پکڑنا بہت مشکل کام ہے طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں وصول لازم ہے	251
1103	طریقہ عالیہ (نقشبندیہ مجددیہ) میں بوڑھے (عمر ۶۰ سال کا) اور جوان (۲۵ یا ۳۰ سال کا) اور عورتیں اور بچے (۲ سال سے ۱۰ سال تک) وصول (حاصل کرنے) میں برابر (کے شریک) ہیں بلکہ مردے بھی اس دولت فیضان سے امیدوار ہیں	251
1104	ہمارا مقصود دوستوں کو شوق دلانا ہے	252
1105	اس بحث سے خارج ہیں۔	252
1106	منکروں کو انکار کی زیادتی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا لیکن مقصود طالبوں کو فائدہ پہنچانا ہے	253
1107	اس طریقہ عالیہ کی تمام خوبیاں	253
1108	تو مبارک ہیں وہ لوگ کہ جنہوں نے ان (نقشبندیوں) کے ساتھ وسیلہ پکڑا اور ان کی ہدایت کا راستہ اختیار کیا	254
1109	تو وہ اس سبب سے ہوگا کہ ہوا و بدعت کی ظلمت نے ان کے ظاہر و باطن کو گھیر لیا ہے حسد اور تعصب کی آلائش کے غبار نے ان کی بصیرت کی آنکھوں کو اندھا کر رکھا ہے اس لئے ہدایت کے انوار ولایت کے آثار ان کو نظر نہیں آتے	254
1110	حضرت سیدنا سراج السالکین خواجہ محمد بن سلیمان بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے طریقہ نقشبندیہ اور اس کے پیروکار کی ایک جامع تعریف کی ہے	255

1111	میرے طریقہ (نقشبندیہ) سے جو کوئی روگردانی کرے اس کا ایمان خطرہ میں ہے	256
1112	محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا انجذاب اور محبت الٰہی کا طریقہ مقصود تک پہنچانے والا ہے۔ اور اس کا رُخ سوائے ذات حق سبحانہ کے اور کسی طرف کو نہیں ہے۔ بخلاف دوسرے طریقوں کے کہ ان کا رُخ انوار کی طرف بھی ہے	256
1113	وہ شخص بہت ہی بدقسمت ہے جو اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) میں داخل ہو اور استقامت اختیار نہ کرے	257
1114	آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین ۔ طعنہ زند بردہ! سخرہ کند بر چلہ	257
1115	نقشبندیوں کیلئے تین چیزوں کا ہونا لازمی	258
1116	نقشبندی کیلئے اہلسنت (سنی) ہونا لازم ہے	259
1117	سالکوں کو بھاری نفلی ریاضتوں سے نجات مل گئی	260
1118	ہمارا طریقہ عروۃ الوثقیٰ ہے یعنی مضبوط کڑا	261
1119	بیشک اعتقاد ارادت محبت کا رشتہ جو فقیر کو خواجگان (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہم کے خاندان کے ساتھ ہے وہ ان کی نظر مبارک کی برکت سے ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ خدا عزوجل کے احسان وکرم سے اسی تعلق کی برکت سے ان حضرات کے دوستوں مخلصوں کے زمرہ میں اٹھایا جاؤں	261
1120	فنا فی اللہ اور بقا باللہ اور ولایت خاصہ	261
1121	بیشک اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ستر ہزار (70000) پردے ہیں نور اور ظلمت کے	261
1122	مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کچھ سطر آگے جا کر تحریر فرماتے ہیں	262

1123	تو سوچنا چاہیے کہ جس گروہ کی ابتداء میں دوسروں کی نہایت درج ہے ان کی نہایت کیسی ہوگی اور دوسروں کے علم میں ان کی نہایت کیسے آسکتی ہے۔	262
1124	نقشبندیوں کا طریقہ نہایت بدایت میں درج ہے	263
1125	حضرت امیر معاویہ ؓ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ کئی مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ سے افضل و بہتر ہے	263
1126	(گروہِ صوفیاء نقشبند) جسے آغاز ہی میں کمالِ فضل سے حصہ عطا کر دیا گیا ہو ان کے کمالات کی حقیقت پر دوسروں کا مطلع (باخبر) اور آگاہ ہونا بہت ہی مشکل ہے	263
1127	فرمایا بلکہ ایسے شخص کو اسی جہاں میں سکرات موت کے وقت اس دولت (فیضان) سے مشرف کر دیتے ہیں	264
1128	ہم کو کبھی تم نے خواب میں دیکھا ہے اس نے کہا ہاں فرمایا کہ یہی کافی ہے۔ اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو تھوڑا سا تعلق بھی ان بزرگوں (خواجگان نقشبند) سے ہو، امید ہے	264
1129	جو شخص جائز مراد دل میں رکھتا ہے لیکن تکمیل سے پہلے فوت ہو جائے تو اسے وہ مراد ضرور ملے گی	265
1130	صاحب روح البیان ؒ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ (پیر و مرشد) سے سنا ہے	265
1131	طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں رفعت التزام سنت اور بدعت سے اجتناب	265
1132	ان کی نسبت دوسروں کی نسبتوں سے فائق و اعلیٰ ہے ان کا کلام امراض قلبیہ کیلئے دوا اور ان کی نظر علل معنویہ سے شفاء بخشتی ہے	266
1133	نقشبندی سلسلہ میں زبان سے ذکر کرنا بدعت فی الطریقہ	266
1134	فضیلت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور پیر ہدایت علی ؒ	266

1357	قطب الارشاد مولوی عبدالرحمان جامی رحمۃ اللہ علیہ نے نفحات میں لکھا کہ	367
1358	صورت کا تصور رکھتا ہے اور اسی کو یاد رکھتا ہے	367
1359	اس بزرگ سے تلقین ذکر ہوئی ہو	367

حدیث نبوی ﷺ

طُوْ بیٰ لِمَنْ شَغَلَه‘ عَیْبُه‘ عَنْ عُیُوْبِ النَّاسِ

ترجمہ: اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کو اپنا عیب لوگوں کے عیوب سے روک دے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

اے خوش آنکو بعیب بینئی خویش — پیشوائے ہنروان گردد
عیب او پیش دیدۂ دل او — پردۂ عیب دیگران گردد

ترجمہ:

مبارک وہ ہیں جو عیب اپنے رکھتے ہیں نگاہوں میں
نظر جنکی نہیں الجھی ہے غیروں کے گناہوں میں

گیارہواں باب
پیر طریقت کا بیان

1360	صاحب زبدۃ المقامات تحریر فرماتے ہیں حضرت قبلہ درویشاں الشیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکتوب میں فرمایا کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْن	369
1361	اگرچہ نیک اعمال لاکھ ہی ہوں	369
1362	مرشد وہ شخص ہو جو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سختی سے کاربند ہو	369
1363	وہ لگا ہوا ہے اپنی نفسانی خواہش کے پیچھے	369
1364	وہ تو خود نفس امارہ کے پیچھے لگا ہوا ہے	369
1365	صاحب بصیرت ہو اس کی راہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے	369
1366	کسی بزرگ کی صحبت میں رہ کر کسب فیضان کیا ہو	370
1367	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتا ہوا مرشد کریم تک پہنچتا ہے	370
1368	فتاویٰ حدیثیہ میں حضرت علامہ شیخ احمد شہاب الدین ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	370
1369	جو شریعت اور طریقت کا جامع ہو ایسا شیخ طبیب اعظم ہے	370
1370	حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں فرمایا	371
1371	شیخ کی رہنمائی کے بغیر مرید کی ہدایت و مکاشفہ کے مقام تک رسائی نہیں ہوسکتی	371
1372	ناقص کیلئے ایسے کامل کی ضرورت ہے	371
1373	جس کے عقل کے نور سے ناقص کی عقل قوی ہوجائے	371
1374	ہمارے لئے کون سا ہم نشیں بہتر ہے	371

1375	صحبت شیخ کے بارے میں صوفیاء کرام نے جو اس قدر تاکید فرمائی ہے	371
1376	شیخ کی ذاتی توجہ کی بھی مرید کو ضرورت ہوتی ہے	371
1377	میرے ساتھ وعدہ فرمایا کہ جو اس کلمے پر پکارے گا	371
1378	تمھیں خوشخبری ہو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمھیں بخش دیا	372
1379	حضرت سیدنا شیخ حسینی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر حسینی میں فرماتے ہیں:	372
1380	جس کو دست عنایت الٰہی کی مدد ہوئی اس نے روز اول سے رہبر حاصل کر لیا	372
1381	وہ خود رائی کے گڑھے میں پھنسا اس کا تالہ سالوں تک نہ کھلے گا۔	372
1382	اے سلیم القلب یہ کام بہت دشوار ہے یہ نہ سمجھنا کہ یہ کوئی خیالی بات ہے	372
1383	سالک پر لازم ہے کہ وہ مرشد کا دامن تھامے	372
1384	صرف علم فرمان کا حصول نجات نہیں بخشتا	372
1385	سب سے بدبخت وہ شخص ہوگا جس کی زندگی پر قیامت قائم ہوگی	373
1386	ان پڑھ ولی اللہ نہیں ہوسکتا یہ ان کی غلط فہمی ہے	373
1387	حضور سرور دو عالم ﷺ جب امام الانبیاء ہو کر نبی امی ہو سکتے ہیں تو ان کا امتی (ان پڑھ) بھی ولی ہوسکتا ہے	373
1388	اللہ تعالیٰ کسی جاہل کو ولی نہیں بناتا اگر اللہ تعالیٰ کا اسے ولی بنانا ہوتا تو اسے عالم بناتا	373
1389	امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور نہ ہی اس کا کہیں ثبوت ملتا ہے۔ سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء الٰہی کی شرح کرتے ہوئے لفظ حکیم پر لکھا ہے	373
1390	الحاصل یعنی علوم رسمیہ کا ہونا ولی اللہ کی ولایت کے لیے شرط نہیں ہے	373

1391	اور ہم نکال دینگے جو کچھ ان کے سینوں میں کینہ (وغیرہ) تھا	374
1392	دنیا میں دو نیک آدمی بھی بعض غلط فہمیوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے کھچے کھچے رہ سکتے ہیں	374
1393	حسد اور منافرت بھی پیدا ہو جاتی ہے	374
1394	حسد و بغض کی آلائشوں سے پاک کر دیا جائے گا	374
1395	سیدنا شیخ المشائخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی حج کے راستہ میں سواری گم ہو گئی	374
1396	اے شیخ کھاؤ اور پہنو جو مرضی میں آئے لیکن حلال کے مال سے	374
1397	میں اس نے کہا کسی پر ظلم نہ کرو۔ پھر جہاں مرضی آئے گزارو	374
1398	اس پر وہ ہنس پڑا اور کہا آپ تو بڑے غافل ہیں	374
1399	دین کی بات آئی تو میرے کلام سے نفرت کر رہے ہیں	374
1400	نصیحت کو کان میں جگہ دو اگر وہ دیوار پر لکھی ہو	375
1401	بزرگی ایک اور شے ہے بزرگی بڑی عمر کا نام نہیں	375
1402	حضرت سیدنا عارف کامل ابوتراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	375
1403	حضور سیدنا ولی نعمت عارف شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	375
1404	کہ جب تم اولیاء اللہ کے گھروں میں داخل ہو تو اعتقاد صحیح لے کر ان کی تعظیم و تکریم بجا لاؤ	375
1405	میں صوفی ہوں اور صوفیہ کا معتقد ہوں	375
1406	رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ تجھے ایک نماز مقبول نصیب ہوئی	376

1407	راہِ طریقت پر وہ چلتا ہے جو احکامِ شریعت کی پابندی کرتا ہے	376
1408	کامل مرشد کی بیعت توڑنے کی سزا	378
1409	حضرت سیدنا سلطان الاولیاء سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	378
1410	صدیق کا مرتبہ پا کر اور کوئی ہزار سال اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے لیکن بدقسمتی سے صرف ایک گھڑی روگردانی کرے	378
1411	ہزار سالہ عبادت وریاضت ضائع	378
1412	طریقت کے مرتد کی دنیوی سزا یہ ہے	378
1413	حق کے دروازے سے ہٹا دیا جائے گا	378
1414	معنوی ذلت وخواری میں مبتلا کیا جائے گا	378
1415	اس کے اخلاص کو ریاء اور حرص علی الدنیا اور جاہ وجلال اور حشمت و وجاہت کی طلب میں تبدیل کیا جائے گا	378
1416	جو بدبختوں کے قلوب کو جھلس دے گی۔	378
1417	جو شیخ کامل ولی اللہ کی ولایت کا مردود ہے اس کا دنیا میں کوئی حامی ومددگار نہیں	378
1418	اولیاء کرام اس کے لئے سفارش کریں اور اپنے شیخ سے مردود ہو چکا ہے	378
1419	بے شمار اولیاء کرام کی خدمت کرے	378
1420	نہ ہی اسے کوئی کامل اس بدبختی سے نکال سکے گا	379
1421	مولانا سیدنا شیخ المشائخ سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں	379
1422	گروہ کے طریقہ میں جائز ہے تو میں ایسا ہی کروں گا	379

1423	جب رات آئی میں نے استخارہ کیا تو دیکھا کہ خواجگان کا ایک گروہ ایک پیر کی زیارت گاہ پر کہ جہاں شیخ مولانا زین الدین اس وقت موجود تھے آتے تھے درختوں کو اکھیڑتے ہیں۔ دیواروں کو گراتے ہیں اور ان پر غضب وقہر کے آثار ظاہر ہیں	379
1424	جب صبح کے وقت شیخ کی مجلس میں آیا تو بغیر اس کے کہ میں اپنا واقعہ	379
1425	حضرت سیدنا لقمان علی نبینا علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا	380
1426	اگر تو جاہل ہے تجھے وہ تعلیم دیں گے	380
1427	صحبت سے جہل اور گمراہی میں اضافہ ہوگا	380
1428	حکایت کے حاشیہ پر فیض احمد اویسی مدظلہ العالی صاحب تحریر فرماتے ہیں	380
1429	ہم اہلسنت بدمذاہب کی یاری دوستی سے عوام بلکہ خواص کو سختی سے روکتے ہیں	380
1430	اگر بیمار ہوں تو ان کی طبع پرسی نہ کرو اگر مر جائیں ان کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کرو	381
1431	رسول ﷺ کے مخالفوں دشمنوں کے ساتھ بائیکاٹ کرتے رہے	381
1432	یار بد بدتر زمار بد	381
1433	اپنے نفس سے مخلوق کے حقوق کا مطالبہ کرے	381
1434	مریدوں میں سے اگر کوئی شخص اس کی مجلس میں آنا کم کردے اور پاس آنا اور بار بار آمد ورفت کرنا چھوڑ دے تو اس سے مکدر (رنجیدہ) نہ ہو، کیونکہ دو حال سے خالی نہیں	381
1435	(خلاصہ یہ کہ وہ حضرات محض شفقت کی وجہ سے رنجیدہ ہوتے تھے	382

1436	مرید صادق برے لوگوں کی صحبت سے زیادہ نیک لوگوں کی صحبت میں رہ کر خراب ہو جاتا ہے	382
1437	حضرت شیخ المشائخ شفیق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ	382
1438	کہ لوگ مجھے نیک اور صالح کہتے ہیں	382
1439	اپنے باطن کو صلحاء کے پاس ظاہر کرو وہ پسند کریں تو سمجھ لینا کہ تو نیک ہے	382
1440	موت کو اپنے نفس پر پیش کر اگر وہ اسے چاہنے لگے تو جان لے کہ تو نیک ہے	382
1441	تیرے عمل میں ریا نہ گھس آئے اور تیرے اعمال کو غارت کر دے	382
1442	جس شخص کو اولیاء اور مشائخ کی صحبت مہذب نہ بنائے	383
1443	بلند ہو کر تواضع کرنا، قدرت مال کی رکھ کر زہد اختیار کرنا قوت ہوتے ہوئے انصاف کرنا	383
1445	کہ مریدوں کیلئے زیادہ فائدہ مند نیک بختوں کی صحبت ہے	383
1446	دوستان خدا کی قبروں کی زیارت کرنا۔ اور یاروں اور فقیروں کی خدمت بجالانا۔	383
1447	وہ صوفیہ کا معتقد ہے اور ان کی باتیں قبول کرتا ہے	383
1448	جو شخص بزرگوں کی صحبت بطریق عزت نہیں کرتا	383
1449	ان کے فائدے اور برکتیں حرام ہو جاتی ہیں	383
1450	حضرت شیخ المشائخ ابو عبد اللہ رودباری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے	383
1451	تکلف کو چھوڑنا اور پاکیزگی کا برتاؤ۔ اور بڑائی کا دور کرنا	384
1452	حضرت شیخ الشیوخ ابوالفضل محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے بیٹا	384
1453	کہ سردار کے بچہ کو ملک کا تاج دے تو پہلے اس کو توبہ دیتا ہے	384

1454	تا کہ خدمت اس کی بزرگی کا سبب بن جائے	384
1455	حضرت شیخ المشائخ محمد جلال الدین محمد البلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صحبت پیاری شے ہے	384
1456	کہ مرید مقبول کی علامت یہ ہے۔ کہ ہرگز بیگانہ مردوں کی صحبت میں نہ جا سکے	384
1457	بیگانہ صحبت میں جا پھنسے تو ایسا بیٹھے جیسا منافق مسجد میں جا بیٹھتا ہے۔ اور بچہ مکتب۔ قیدی قید خانہ	384
1458	اور مجھے یاد کرنا۔ تا کہ میں تمہارا مددگار معاون بنوں	384
1459	جو شخص ابتداء میں استاد و مرشد کی اتباع نہیں کرتا	384
1460	اس وقت تک طریقت سے محروم رہتا ہے	384
1461	مرشد کی مخالفت مرشد کے تعلق کو منقطع کر دیتی ہے	384
1462	اپنے مرشد کے قول و فعل پر معترض ہوتا ہے	384
1463	مرشد کی صحبت بے سود ہے۔ اور مرشد کی نافرمانی کرنے والے کی توبہ کبھی قبول نہیں ہوتی	384
1464	بے ادبی ایک ایسا شجر ہے جس کا ثمر مردود ہوتا ہے	384
1465	ایک شخص اولیاء کرام کو خبطی تصور کرتا تھا	385
1466	بھٹیارے نے کہا کہ اس کی قیمت تو زیادہ مانگتا ہے	385
1467	جب سنار کے یہاں پہنچا تو اس نے ایک ہزار دینار قیمت لگائی	385
1468	جس طرح بھٹیارہ انگشتری کی قیمت سے آشنا نہیں اسی طرح تم بھی مراتب اولیاء سے نا آشنا ہو۔	385
1469	اس گروہ کی بڑی نسبت پیروں کا دیدار ہے	385

1470	پیروں کا دیدار اس گروہ کے نزدیک فرض ہے	385
1471	میں بیمار ہوا تھا تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی تھی۔	385
1472	اور جب تک تجھ کو نہ دیکھا ان کو نہیں پہچانا۔	385
1473	حضرت سیدنا مقبول یزدانی داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے جاہل صوفی وہ ہوتا ہے جو صحبت پیر سے محروم ہو	385
1474	بغیر زمانہ کی سختی برداشت کیے سبز پوش بن گیا ہو اپنی کور چشمی سے وہ اہل تصوف کی مجلس میں سما جاتا ہے	385
1475	اے گروہ درویشان لوگ تمہیں باخدا سمجھتے ہیں	386
1476	یعنی جب خلقت تمہیں درویش سمجھتی ہے	386
1477	اگر لوگ تمہیں تمہارے دعویٰ کے خلاف کسی اور نام سے پکاریں تو تمہیں برا نہیں ماننا چاہئے	386
1478	کمترین درجہ کا آدمی وہ ہے جسے لوگ سچا درویش تصور کریں اور وہ درویش نہ ہو۔	386
1479	مسند مشیخت وارشاد کے لئے اس وقت تک تیار نہ ہو جب تک اپنے خاص مریدوں کو نہ پہچان لے	386
1480	اور ناقصین کو اس تنگ گیری میں یہ بات ڈالتی ہے کہ وہ اپنے کو صاحب کمال اور عارف کامل سمجھ لیتے ہیں	387
1481	مریدوں کی قسمت میں دوسرے مشائخ سے ملاقات (لکھی) ہوتی تو اس کا وقوع ضرور ہوتا	387

1482	اور ہمارے (مرشد کریم) شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر درویش عمر نوح میں ریگستان عالج کے ریت کی شمار کے برابر صوفیہ کے کتابوں کا مطالعہ کرے جب بھی وہ محض مطالعہ سے صوفی نہیں ہو سکتا	389
1483	مشائخ متقدمین کی کتابوں اور رسالوں کا اختصار کر کے (تصوف میں دو چار کتابیں لکھ مارتے اور) ان کو اپنی طرف منسوب کر لیتے ہیں	389
1484	حالانکہ یہ سب باتیں وہی ہیں جو ان ناقص مشائخ نے رسالہ قشیریہ یا عوارف المعارف وغیرہ (کے مطالعہ) سے یاد کر لی ہیں	390
1485	پس یہ حضرات ہر شخص کو اس کے مناسب حصہ دیتے ہیں (سب کو ایک لاٹھی سے نہیں ہانکتے)	391
1486	(اور جلدی سے کمال کا دعویٰ نہ کرو) کیونکہ کاملین کی یہ شان ہوتی ہے جو ہم نے ابھی بیان کی ہے)	391
1487	حضرت سید مقبول یزدانی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے	392
1488	ہے کوئی شخص اپنے امراض کا علاج ماہر و تجربہ کار شیخ کے بغیر نہیں کر سکتا	392
1489	اخلاق و وعظ کی ہزاروں کتابیں یاد ہوں	392
1490	اگر کوئی تدریس کرتے سنے گا تو سمجھے گا کہ بڑا طبیب ہے	392
1491	کہے گا کہ بڑا جاہل ہے	392
1492	حضرت سیدنا محبوب سبحانی غوثِ صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا دستور	392
1493	آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی آمد کی اطلاع دی جاتی تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ تھوڑا سا دروازہ کھول کر خلوت خانے سے نکلتے تھے اور اسے مصافحہ اور سلام کر کے سیدھے اپنے خلوت کدہ میں واپس آجاتے تھے	392

1494	تو اس وقت آپ خلوت خانے سے نکل کر اس کے پاس بیٹھتے تھے	392
1495	آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ درویش اور فقیر کے ساتھ ہمارا ربط اور قلبی تعلق ہے	392
1496	لیکن جو فقراء میں سے نہیں ہے تو اس کے ساتھ ظاہری رسوم وطرز معاشرت کے ساتھ پیش آیا جاتا ہے	393
1497	پس ایک طالب حقیقت کا یہ فرض ہے کہ شیخ کے ساتھ حدود ادب کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے ظاہر و باطن کو آراستہ کرے	393
1498	حضرت سیدنا شیخ کبیر سلطان الاولیاء خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	393
1499	پیر وہ ہے کہ جس کام میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی نہیں اس سے وہ جاتی رہے	393
1500	وہ ایسا آئینہ ہو جائے کہ اخلاق واوصاف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اس میں کچھ نہ ہو	393
1501	خلافت (یا ارشاد خط) ملنے کے بعد مطمئن نہ ہو جائے	393
1502	اور جو لوگ اجازت (وخلافت) کے صحیح ہونے یا نہ ہونے میں جھگڑا کرتے ہوں یہ ان کے نزاع سے مکدر نہ ہوگا	394
1503	حضرت سیدنا شیخ المشائخ خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا صحبت سنت موکدہ ہے ہر روز یا ہر دوسرے روز اولیاء اللہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہئے	394
1504	اگر ظاہری دوری کا اتفاق ہو تو ہر مہینے یا ہر دوسرے مہینے اپنے ظاہری و باطنی حالات کو خطوط کے ذریعہ	394
1505	اپنے مکان میں ان کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھنا چاہئے تا کہ غیبت کلی واقع نہ ہو	394

1506	اگر کوئی مکمل علوم پر دسترس حاصل کر کے اولیاء کرام کی صحبت میں رہے پھر بھی اس وقت تک اس کو اولیاء کرام کا رتبہ حاصل نہیں ہو سکتا	394
1507	فریب نفس وخود بینی پر اس کو تنبیہ کی جاتی ہے	395
1508	ادب ہی سے ناواقف ہو اس سے ادب طلب کرنا مہمل اور بے معنی ہے	395
1509	مرشد کا ادب نہیں کرتا وہ مرشد کے فیوض وبرکات سے محروم رہتا ہے۔	395
1510	جس طرح پیغمبروں علیہم السلام پر آیات اور معجزات کا اظہار فرض ہے	395
1511	حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء شیخ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صحبت مرشد کا اجر ایک سو رکعت نفل سے بھی فزوں تر ہے	395
1512	جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی کے لئے میری خدمت کرے وہ مخلوق میں بزرگ ہوگا۔	395
1513	وہ امی تھے الحمد للہ وہ اچھی طرح پڑھ نہ سکتے تھے لیکن وہ سردار اور زمانہ کے غوث تھے۔	395
1514	درویشوں کے پاس آگ بھی ہے اور پانی بھی (یعنی رحم بھی اور قہر بھی)	395
1515	مریدوں کو جو نعمت حاصل ہوتی ہے وہ سب پیر کی برکت سے	396
1516	جو کچھ پیر سے سنے ہمہ تن گوش ہو کر سنے اور اس پر عمل کرے۔ تاکہ نعمت اس سے ضائع نہ ہو جائے	396
1517	خدا رسیدہ لوگوں کی حیات وممات دونوں مساوی ہوتی ہیں	396
1518	میں ندامت محسوس کرتا ہوں کہ مرنے کے بعد بھی میں آپ سے اتنی ہی حیا رکھتا ہوں جتنی حیات میں تھی	396
1519	اتباع سنت کیلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ضروری	396

1520	خادم بن کر اولیائے کرام کی تعظیم کرنی لازمی ہے	396
1521	اقوال صوفیاء پر عمل پیرا ہونے سے نور حاصل ہوتا ہے	396
1522	نفس کی برائیوں سے وہی واقف ہوسکتا ہے جو خود کو ہیچ تصور کرلے	396
1523	لیکن اولیاء کرام کی عبادت کا ثواب نہ مقرر ہے نہ ظاہر	396
1524	جس عبادت کا اجر خدا کے دین پر موقوف ہو اس کے برابر کونسی عبادت ہوسکتی ہے	396
1525	خداﷻ کے محبوب بن کر ہر وقت اس کی عبادت میں مشغول رہیں۔	396
1526	مومن کی زیارت کا ثواب ایک سو حج کے مساوی اور ہزار دینار صدقہ دینے سے بھی افضل ہے	396
1527	مرید مرشد کا آئینہ دار ہوا کرتا ہے اور اس آئینہ میں اسی طرح دیکھا جاسکتا ہے	397
1528	انسان کیلئے خداﷻ کی صحبت اختیار کرنا بہت ضروری ہے	397
1529	ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو خدا دوست ہوں	397
1530	ان کی صحبت (یعنی اللہ والوں) اختیار کرو، کیونکہ ان کی صحبت بڑا مجرب تریاق ہے	397
1531	دین کی چوٹی ان ہی کے پاس ہے	397
1532	یہ باتیں کتابیں پڑھنے پڑھانے اور مجلس جمانے سے نہیں	397
1533	صرف، شیخ (کامل) عارف کی صحبت سے حاصل ہوتی ہیں	397
1534	ستر سال تک لوہار کا کام کرتے رہے۔ ہر روز ایک دینار اور دس درہم کماتے	397
1535	سب درویشوں پر خرچ کردیتے	397
1536	حجۃ الاسلام امام محمد غزالی ؒ فرماتے ہیں کہ اپنے دین کو ذریعہ کسب نہ بناؤ	398

1537	صلحاء وفقراء کی سی صورت اس نیت سے نہ بناؤ	398
1538	حالانکہ تم بالکل کورے ہو اور تمہارا دل گندگی سے آلودہ ہے	398
1539	دوسرے کا دیا ہوا مال تمہیں اس وقت حلال ہے	398
1540	صورت بزرگوں سی بنائی اور تمہارے دل میں خواہشاتِ نفسانی کا ہجوم ہے	398
1541	اس کو تمہاری باطنی گندگی کی بالکل خبر نہیں	398
1542	علمائے شریعت، جو ظاہری انتظام کے متکفل (ذمہ دار) ہیں، اس مال کو حلال بتائیں گے، مگر صاحبِ بصیرت، ضرور حرام کہے گا	398
1543	نہ کسی سے سوال کرے اور نہ کسی کا ہدیہ بلاوجہ رد کرے	398
1544	حضرت سیدی امام الصوفیہ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ مجھے ڈھول اور بانسری بجا کر دنیا کمانا زیادہ پسند ہے اس سے کہ دین کے ذریعہ دنیا حاصل کروں	398
1546	یا اس سے کورا ہو، اس کا تو کھانا، پہننا سب حرام اور سخت حرام ہے۔ اس کو خوب سمجھ جاؤ	398
1547	مریدوں کے مال سے اپنا خیال اٹھالے	399
1548	اور درویش کو اپنے مال دار مریدوں کے سامنے تعریض وکنایہ کے طور پر بھی اپنے حاجت ظاہر کرنے سے احتیاط لازم ہے	399
1549	علماء اور صالحین کی ملاقات حاصل ہو، ان کی زیارت کرکے برکت اور ادب حاصل کریں	399
1550	جب اہلِ عمل اور سالکین ناپید ہوجائیں تو پھر جہاں دین کی سلامتی، اصلاحِ قلب اور سکونِ نفس دیکھے، وہیں اقامت کرلے	400

1551	کوئی کامل اسی وقت مرتبہ کمال کو پہنچتا ہے جبکہ اس کا کلام ظاہر شریعت کو داغدار نہ کرے	401
1552	ان کیلئے ضروری ہے کہ وہ ستائے جائیں	401
1553	ان کے متعلق جھوٹ بہتان کی باتیں کی جائے	401
1554	اپنے شیخ سے نفع نہیں لے سکتا مگر جبکہ اس کے متعلق تیرا عقیدہ ہر اعتقاد سے اوپر ہوگا	401
1555	اور اپنے غائب ہونے پر تیری حفاظت فرمائیگا	401
1556	اپنے انوار سے تیرے باطن کو منور فرمائیگا	401
1557	تیرے باطن کی ظلمت تجھ پر عکس ڈالے گی	401
1558	نفع نہیں پائیگا۔ اگرچہ اولیاء میں اس کا اعلیٰ مقام ہو	401
1559	تو جب مریض حکیم (ڈاکٹر) کے کہے پر عمل نہیں کرتا تو اسے شفا نہیں ملتی	401
1560	کہ تیرے استاد (شیخ) کی خدمت تیرے باپ کی خدمت پر مقدم ہے	402
1561	تیرے باپ نے تجھے نیچے کیا جبکہ تیرے استاد نے تجھے اونچا کیا	402
1562	ان ذاکرین سے جو میرے پاس رہتے تھے نفرت ہوگئی	402
1563	اپنے لوگوں کی صحبت پر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے صبر کئے رہو اور اچھی نصیحت سے ان کی ہر وقت خبر گیری کرتے رہو	402
1564	ہو کر ان کو جنگل میں بھیڑیئے کے واسطے چھوڑ آیا	402
1565	مریدوں کی کثرت سے کوئی بزرگ یا شیخ نہیں بن جاتا	402

1566	میرے بازدوستوں نے ایک بازی گر کے حلقہ کی شمار کی تو اس میں تین سو سے زیادہ آدمی موجود تھے کے اتنی مقدار کوئی شیخ بھی اپنی مجلس ذکر میں جمع نہیں کرسکتا	402
1567	طریقت میراث نہیں ہے، بلکہ عمل سے حاصل ہوتی ہے	403
1568	تیرے دادا سے سلسلہ بسلسلہ چلی آرہی ہے	403
1569	کہ اونی لباس ہو، ایک کلاہ ہو، ایک لاٹھی ہو، ایک گدڑی اور بڑا سا عمامہ ہو، بزرگوں کی سی شان وصورت ہو	403
1570	وہ تو تیرے دل کو دیکھتا ہے	403
1571	یہ عقل کس کام کی جو نور معرفت سے کوری ہے؟	403
1572	اے مسکین! تو نے اس جماعت جیسے کام تو کیے نہیں	403
1573	خدا عزوجل کی قسم خدا عزوجل (کو ڈھونڈھنے) کیلئے ہمارے پاس آتا	403
1574	اپنے جھوٹ اور عجب وغرور کے ساتھ چل رہا ہے، انانیت (اور تکبر) کی ناپاکی لادے ہوئے ہے	404
1575	تواضع کا علم سیکھ! حیرت کا سبق پڑھ	404
1576	تو تکبر کا علم حاصل کیا، اور بڑائی کا سبق پڑھا ہے	404
1577	تیری مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی گندگی کو گندی چیز کے عوض خرید رہا ہو	404
1578	آپ ہی اپنے کو کیونکر دھوکہ دے رہا ہے؟ اور اپنے متعلق اور اپنے ہم جنسوں کے متعلق کس طرح جھوٹی باتیں کرتا ہے؟	404
1579	انسان کو اس زمانے میں اپنی طرف سے ارشاد وتلقین کا کام نہیں کرنا چاہیے	404

1580	اس زمانہ میں مشیخت اور ارشاد و تلقین کا دروازہ کھولنا مناسب نہیں کیونکہ تمام حضرات عارفین اس دروازہ کو بہت عرصہ سے بند کر چکے ہیں	405
1581	آج کل درجۂ ولایت کی تحصیل سے یہ امر مانع نہیں ہے۔ کہ کوئی شیخ سلوک و تربیت کا اہل ہی نہیں	409
1582	عاشق اپنے محبوب کے پاس اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا	410
1583	اب سن لے دنیا خدا تعالیٰ کی دشمن ہے	410
1584	تو کم از کم اتنا تو ہو کہ حرام طریقہ سے دنیا نہ کمائے۔ مریدوں کے مال پر نظر رکھنا	410
1585	جس کو توکل کامل حاصل نہ ہو اس کو اپنے ہاتھ سے مزدوری کر کے غذا حاصل کرنی چاہیئے	410
1586	مرد وہ ہے جو اپنے حال سے (مریدوں کی) تربیت کرے	411
1587	اپنے بھائیوں کی زیارت کرتے رہا کریں	411
1588	سب بھائیوں کی خواہ وہ مخلص ہو یا مخلص نہ ہو زیارت کرتے رہا کریں	411
1589	کیونکہ محبت رکھنے والا اپنے دوستوں کی زیارت بکثرت کیا کرتا ہے	411
1590	مجنوں لیلیٰ سے کہتا ہے	412
1591	اگر دشمن میرا پیر کاٹ ڈالیں گے تو لاٹھی کے سہارے چلوں گا۔ اور اگر دوسرا بھی کاٹ ڈالیں تو گھسیٹتا ہوا پہنچوں گا	412
1592	مسلمان بھائیوں کی زیارت و ملاقات بالکل ترک کر دی	412
1593	ہم کو کہیں آنے جانے اور مخلوق سے ملنے اور ملانے کی عادت نہیں	412
1594	مگر دوستوں کی ملاقات چھوڑنے کیلئے یہ عذر کچھ بھی نہیں	412

1595	یہ عذر بیان کیا کہ میں نے ملنا، ملانا صرف اس وجہ سے چھوڑ دیا	412
1596	مرتبہ میں بڑھا ہوا نہ ہوتا تو یہ خود اس کی زیارت کو کیوں جاتے	412
1597	پھر اس خیال کے بعد میری صحبت سے فائدہ نہ پہنچ سکے گا	412
1598	عذر بارد ہے شرعی سنتیں ایسے بہانوں سے چھوڑی نہیں جا سکتیں	412
1599	فائدہ صوفی: اے کاش تمام سالکین اور خلفاء حضرات امام شعرانی کے بیان سے عبرت	412
1600	ایسے شخص کی صحبت اختیار کرتے ہیں جن سے بھلائی پہنچ سکے	413
1601	اور ایسے شخص کی صحبت اختیار نہ کرے جو اس کے مذہب کا مخالف ہو اگرچہ اس کا قرابتدار ہی کیوں نہ ہو	413
1602	وہ آپ کے اہل وعیال میں سے نہیں ہے	413
1603	وہ اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ کے مخالف کو دوست رکھیں گے	413
1604	اے اللہ ﷻ کسی بدکار کو مجھ پر احسان کرنے کا موقع نہ دے	413
1605	جب تم کسی انسان کی صحبت اختیار کرو تو	413
1606	ایسے شخص کی صحبت اختیار نہ کرو جس کی ہمت اور توجہ دنیا، نفس اور خواہشات میں لگی ہے	414
1607	استاذ کی رضامندی کے اور اجازت کے بغیر سفر نہ کیا جائے	414
1608	اس صورت میں وہ عاق (نافرمان) ہوگا اور سفر کی برکتوں سے محروم رہے گا	414
1609	(فقراء) صوفیہ کو چاہیے کہ تواضع اختیار کریں	414
1610	اگر ماں ہوتی ہے تو وہ ان کی مدد کرتی ہے	415
1611	اکثر ان کو فضائل علمیہ وعملیہ حاصل کرنے کی رغبت نہیں ہوتی	415

1612	لہٰذا اب ہمیں کسی محنت ومشقت کی ضرورت نہیں	415
1613	بخلاف عام آدمیوں خاص کر کسانوں کی اولاد کے کہ وہ آنکھ کھول کر حکام اور ان کے سپاہیوں کی طرف سے مار پیٹ	415
1614	اور اس وقت وہ کوئی ایسا چارہ کار سوچتے ہیں	415
1615	تعلیم میں مصروف ہو جاتے ہیں	415
1616	جس قدر لوگ ان کی تعظیم کرتے ہیں اسی قدر علم اور مجاہدہ کی طرف ان کی رغبت زیادہ ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ پڑھتے پڑھتے شیخ الاسلام یا شیخ طریق ہو جاتے ہیں	415
1617	بیٹا اگر معاملہ میرے قبضہ میں ہوتا تو میں معرفت طریق میں کسی کو بھی تجھ پر مقدم نہ کرتا	415
1618	اپنی بد خلقی سے پیروں کو بدنام نہیں کرنا چاہیے اگر کوئی تمہارے طریقہ کی طرف آئے	416
1619	خود اس کی خدمت کرو	416
1620	وہ محبت کے غلبہ سے خود تمہاری خدمت کرے تو دوسری بات ہے	416
1621	شدید ریاضتوں سے بھی وہ بات میسر نہیں آتی جو بزرگوں کی صحبت سے مل جاتی ہے	416
1622	ولایت خاصہ تک منازل کا طے کرنا اعمال شریعت (محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ وابستہ ہے	416
1623	اور راہ بین و راہ نما (راستے کا جاننے والا اور راستہ دکھانے والا) پیر و مرشد کی تلاش بھی جو وسیلہ ہو سکے مامور شرعی ہے	416

1624	ولایت ونبوت کے تمام کمالات کی اصل وبنیاد ''احکام شرعیہ'' ہیں	417
1625	جو شیخ سنت کو نہ اپنا سکا اس کی تابعداری درست نہیں خواہ وہ ہزار کرامتیں دکھائے	417
1626	اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب بات کی تو یہ بھی فرمایا	417
1627	جس نے میرے کسی ولی کی بے عزتی کی یا اُسے ڈرایا	417
1628	میرے لئے سب سے زیادہ تیزی میں حرکت میں لانے والی چیز میرے اولیاء کی مدد ہے جو	417
1629	جو مجھ سے دشمنی کرتا ہے کیا وہ یہ سمجھتا ہے	417
1630	یا جو مجھے للکارتا ہے کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ میرے ہاتھ سے نکل جائے گا؟	417
1631	اور ان کی مدد اپنے علاوہ کسی اور کے ذمے نہیں سونپتا	417
1632	تمام گناہ اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنے کے مترادف ہیں	417
1633	میرے ساتھیوں کے بارے میں خبردار رہنا	417
1634	جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی	417
1635	اولوالامر کی اطاعت واجب ہے	418
1636	حضرت سیدنا امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں	418
1637	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس غلام کو اس بات کی اجازت دے رہے ہیں	419
1638	اسی مضمون کو صاحب حسینی نے اسباب النزول کے حوالہ سے نقل کیا ہے	419
1639	خلاصہ یہ کہ حاکم وامیر کی اطاعت لازم ہے	419
1640	ان لوگوں (امراء، خلفاء، فوجی حکمران) کی اطاعت واجب ہے	420
1641	جب یہ لوگ عادل رہیں اور حق پر ہوں	420

1642	حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق" اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں	420
1643	حکایت: مسلمہ بن عبدالملک بن مروان نے ابو حازم کو کہا	420
1644	اعتراض: اگر کہا جائے کہ یہ بات تمہارے موقف کے خلاف ہے	420
1645	جواب: میں کہتا ہوں کہ یہ بات اس وقت صحیح ہوتی ہے	421
1646	حضرات صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے حضرت امیر معاویہ ؓ کی تقلید کی	421
1647	لیکن ان کے مسلک کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے	421
1648	شرح عقائد میں اس کی تصریح کی گئی ہے	421
1649	صاحب کشاف کا مذہب "اعتزال" ہے	421
1650	ایک قول یہ بھی ہے۔ کہ اُولِی الْاَمْرِ سے مراد شریعت مطہرہ کے علماء ہیں	421
1651	علماء کو حکم ہے کہ وہ مجتہدین کی اطاعت کریں	422
1652	مختصر یہ کہ منکرین قیاس نے اس آیت سے اس بات پر استدلال کیا ہے	422
1653	حق بات یہ ہے کہ کہ اُولِی الْاَمْرِ سے مراد ہر حکمران ہے۔ خواہ وہ بشکل امام ہو یا امیر و سلطان، حاکم ہو یا عالم، مجتہد ہو یا قاضی، مفتی ہو یا کوئی صاحب مرتبہ۔ ہر تابع کو اپنے متبوع کی اطاعت کرنی ضروری ہے	423
1654	یہاں ایک بات خاص طور پر جاننا ضروری ہے	423
1655	اور اولی الامر کی اطاعت اس آیت کریمہ سے واجب ثابت ہوتی ہے، جو مطلق ہے	423
1656	امیر اور غریب کے پیر میں فرق	423
1657	اگر ہمارے حکم کی خلاف ورزی کی جائے تو مکدر نہ ہونا چاہئے	424

بارہواں باب
مریدین کی اصلاح کا بیان

1658	مرید کا بیان	427
1659	مگر صوفیاء کی اصطلاح میں مرید وہ ہے جس کا اپنا کوئی ارادہ نہ ہو	427
1660	وہ مرید نہیں کہلا سکتا	427
1661	حقیقت مرید	427
1662	''مرید'' اس شخص کو کہتے ہیں	427
1663	وہ کسی ماہر فن استاد کی طرف رجوع کرتا ہے	427
1664	جب دنیاوی امور میں بغیر راہنما کے کامیابی کا حصول ممکن نہیں	427
1665	مرید کے دل میں شیخ کی جس قدر محبت زیادہ ہوگی اسی قدر فیض کی زیادتی ہوگی۔	428
1666	حضرت خضر علیہ السلام ایسے کام کرتے تھے جنہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نا پسند کرتے تھے	428
1667	وہ مرید کو اجازت دے سکتا ہے کہ وہ تمام مال صرف کردے	428
1668	ہدیہ دینا سنت نبوی ﷺ ہے	428
1669	اعتراض سے بچنا	428
1670	شیخ اپنے علم وخبر اور تجربہ کی بناء پر مجتہد کے مقام پر فائز ہوتا ہے	429
1671	حضرت علامہ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	429
1672	جس نے مشائخ کیلئے تاویل وتوجیح کا دروازہ کھولا	429
1673	ہوا ایسا مرید بہت جلد مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔	429

1674	بہت سے لوگ جنہیں توفیق نصیب نہیں ہوتی، وہ تربیت میں سختی دیکھ کر شیخ میں نقائص وعیوب نکالنا شروع کر دیتے ہیں	429
1675	نفس تو آدمی کی ہلاکت کے درپے	429
1676	مرید کیلئے سخت ترین چیز مخالفین سے میل جول ہے	429
1677	حضرت شیخ المشائخ یوسف بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے	429
1678	تو اس سے (طریقت میں) کچھ بن نہ سکے گا	429
1679	مرید کو اس کا علم چلاتا ہے اور مراد کی نگہبانی حق سبحانہ کرتا ہے	430
1680	مشائخ کی خدمت مال وجان وتن سے کرو	430
1681	کہ ان کا منکر ہرگز خلاصی نہ پائے گا	430
1682	مرید کے لئے تنہائی ہلاکت کا باعث ہوتی ہے	430
1683	المختصر مرید کے لئے تنہائی سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں	430
1684	ایک مرید کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ وہ درجہ کمال کو پہنچ چکا ہے	430
1685	جماعت مشائخ سے روگرداں ہوگیا	430
1686	ایک اونٹ لایا جاتا اور اسے کہا جاتا چلو بہشت جانا ہے۔ وہ اونٹ پر سوار ہوتے اور پر فضا مقام پر پہنچ جاتے	430
1687	رفتہ رفتہ انسانی غرور اس کے دل ودماغ پر مسلط ہوگیا	430
1688	حضرت سیدنا شیخ کبیر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آج رات اس مقام پر جانا تو وہاں پہنچ کر تین بار پڑھنا	431
1689	از راہ آزمائش تین بار لاحول پڑھا۔ جملہ حاضرین میں ایک خروش اٹھا اور سب کے سب چلے گئے	431

1690	اور اس کے گرد مردار جانوروں کی ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں	431
1691	بزرگانِ دین (اولیاء اللہ) پر اعتراض کرنے کا نقصان	431
1692	ایسے آدمی کے علم سے خدا تعالیٰ کسی کو نفع نہیں پہنچاتے بخلاف ان لوگوں کے جو صوفیہ سے اعتقاد رکھتے ہیں	431
1693	اگر حضرات صوفیہ اسرار شریعت کو علماء شریعت سے زیادہ سمجھنے والے نہ ہوتے تو شیخ الاسلام محی الدین امام نووی رحمۃ اللہ علیہ جلالت وصحت اعتقاد اور بزرگی کے باوجود (جو ان کو خود حاصل تھی) اپنے مرشد کریم آفتاب ولایت شیخ مراکشی رحمۃ اللہ علیہ سے احکام کے بارے میں رجوع نہ کرتے	431
1694	دوستوں صحبت مرشد ساری عمر ضروری ہے	432
1695	پھر طریقہ نقشبندیہ میں صحبت سنت موکدہ ہے	432
1696	حضرت سیدنا امام طریقہ خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا طریقہ سب ادب ہی ادب ہے	432
1697	ایک ادب حق سبحانہ کی نسبت ہے اور ایک ادب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ہے۔ اور ایک ادب مشائخ طریقت کی نسبت ہے	432
1698	اے شہر مکہ! تو محض ایک وادی ہی ہے	432
1699	کسی شیخ کامل کے زیر عاطفت یا امر استاد میں اگرچہ تو مستعد اور قابل ہے باوجود کہ تو کاہلی اور سستی سے لاف زنی کرے گا اور مسخ ہو جائے گا	433
1700	شیخ کامل اگر زہر خوری بھی کرے تو وہ شہد بن جاتا ہے۔ تو اگر شہد بھی کھائے تو وہ زہر کا اثر رکھتا ہے	433
1701	مروت یہ ہے کہ بھائیوں کی لغزش سے غفلت کی جائے	433

1702	مروت یہ ہے کہ اپنا مرتبہ و مال دنیا میں بھائیوں پر صرف کردے	433
1703	کہ ولی وہ ہے کہ جو اولیاء اللہ کا دوست ہو اور خدا عزوجل کے دشمنوں کا دشمن ہو	433
1704	اس کا مال بڑھاتا ہے تو وہ سخاوت میں بڑھ جاتا ہے۔	433
1705	کہ مریدوں کے لئے زیادہ فائدہ مند نیک بختوں کی صحبت ہے	434
1706	دوستانِ خدا عزوجل کی قبروں کی زیارت کرنا اور یاروں اور فقیروں (پیر بھائیوں) کی خدمت بجالانا۔	434
1707	مرید کا ادب یہ ہے کہ مشائخ کی عزت اور بھائیوں کی خدمت	434
1708	اے بھائی! ایک دروازہ کو مضبوطی سے پکڑلو	434
1709	ایک آقا کے ہو کر رہو تا کہ تمام آقا تیرے آگے گردن جھکائیں۔	434
1710	مرید وہ ہے کہ ارادت کی آگ کی تاثیر سے اس کی ضروریات جل جائیں	434
1711	پیر کی غلامی اور خدمت میں آزادی سے فارغ ہو گیا ہو۔ نیاز کا سر پیر کے آستانہ کے بغیر اور کہیں نہ رکھے	434
1712	مرید کو کوئی فلاح نہیں جو استاد و پیر کی طرف سے خواری نہ اٹھائے	435
1713	بے پدر (بغیر باپ کے) تو حرامزادہ ہوتا ہے اور بے پیر اور بے استاد لایفلح ہوتا ہے یعنی خلاصی نہیں پاتا۔	435
1714	اپنے خواجہ کے دروازہ سے کسی حال میں جدا نہ ہو جائے	435
1715	اس آستانہ سے دور جا پڑا۔ اس کو نہ کوئی قرار ہے نہ اس کا کوئی مقام ہے	435
1716	اکابر کی مخالفت سے پرہیز کرو اور طاعت و عبادت کی ان سے اجازت لو	435
1717	ایک دن مبتدع (گمراہ بدعتی) کو نظر شفقت سے دیکھا تھا	435
1718	اللہ تعالیٰ کے دشمن کو ایک دین کے مخالف کو نظر عنایت سے کیوں دیکھا	435

1719	مخلص ترین دوست ہیں جو اولیاء اللہ ہیں، ان کو دکھ نہ دے تا کہ تو کہیں ہلاک و برباد نہ ہو جائے	436
1720	ظاہری صورت نے کئی لوگوں کو گمراہ کیا۔ انہوں نے ظاہری صورت حال پر رویہ دکھایا مگر انجانے میں وہ اللہ عزوجل کے مقابل و مخالف ہو گئے	436
1721	اے کریم انسان! تو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے حق کا سبق پڑھ	436
1722	عاشق یقین مرتبت تو دل پر چلتا ہے یعنی اس کی حکمرانی دلوں پر ہوتی ہے	436
1723	جب تیرا حال خدا عزوجل کے ساتھ ایسا ہو جائے جیسا کہ چاہئے تو نرم کپڑے اور عمدہ کھانا نقصان نہیں دیتا	437
1724	مرید کے لئے مرشد کی خدمت اور اپنے بھائیوں کا ادب ضروری ہے	437
1725	مرید اپنے مرشد کی جس قدر خدمت کرتا ہے اس قدر اس کے مراتب بڑھتے چلے جاتے ہیں۔	437
1726	طریق سلوک میں شیخ کی اتباع بہت ہی ضروری ہے	437
1727	مرید کو چاہئے کہ شیخ کی مجلس میں بالکل خاموش بیٹھے	438
1728	اسی طرح گوش بر آواز رہے اور کلام شیخ کے ذریعے اپنے روحانی رزق کا انتظار کرتا رہے	438
1729	شیخ کے حضور میں مکمل خاموشی اختیار کرے	439
1730	حضرت سیدنا شیخ الشیوخ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	439

1731	میں ایک نسبت حاصل ہو جائے اس کے بعد تم کسی دوسرے بزرگ کی خدمت میں چلے جاؤ اور اس کی صحبت میں بھی وہی نسبت پھر حاصل ہو جائے تو تم کیا کرو گے۔ کیا خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ دو گے پھر آپ ہی نے فرمایا کہ کسی دوسری جگہ سے اگر تمہیں وہی نسبت حاصل ہو تمہیں چاہئے کہ ان کو حضرت سیدنا خواجہ بہاء الدین سے سمجھو	439
1732	وہ نہایت بھوکا تھا۔ ان نے اپنے پیر کے گاؤں کی طرف منہ کر کے کہا شیئاً للہ قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جو اس کا حال معلوم ہوا تو اپنے خادم کو حکم دیا وہ کھانا اس کے پاس لے گیا	439
1732	پھر اپنے پیر کے گاؤں کی طرف منہ کر کے کہا شکر اللہ قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ۔ کہ آپ نے ہم کو کسی جگہ نہیں چھوڑا	439
1733	خادم نے عرض کیا کہ وہ مہمل شخص ہے۔ کھانا تو آپ کا کھاتا ہے مگر شکر قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کا کرتا ہے	439
1734	فرمایا کہ مریدی اس سے سیکھنی چاہئے کہ ظاہری و باطنی فائدہ جس جگہ پائے اسے اپنے پیر کی برکت سے سمجھے	440
1735	حضرت سیدنا شیخ المشائخ خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	440
1736	حضرت سیدنا شیخ المشائخ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پیر کے سامنے غیر کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہئے	440
1737	حضرت سیدنا سلطان العلماء شیخ عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ مذہب صوفیہ کے صحیح ہونے کی دلیل تمہارے سامنے یہ ہے کہ ان سے کرامات بکثرت ظاہر ہوتی ہیں	441
1738	میں سے ہم نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس کے ہاتھ پر ایک کرامت بھی ظاہر ہوئی	441

1739	حضرت سیدنا شیخ المشائخ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:	441
1740	مزارات کی زیارت سے جمیعت کا فیض طلب کرو۔ اور مشائخ کرام کی ارواح طیبہ کو فاتحہ اور درود کے ثواب کا تحفہ پہنچا کر بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بناؤ	441
1741	مگر مبتدیوں کے لئے بغیر تصفیہ قلبی کے اولیاء کی قبروں سے فیض حاصل ہونا مشکل ہے	442
1742	حق سبحانہ کا مجاور ہونا قبروں کے مجاور ہونے سے بہتر ہے	442
1743	جاہلوں سے بچو۔ اور جان مال سے مشائخ کی خدمت کرو۔ ان کی پیروی کرو	442
1744	اگر تم مشائخ کا انکار کرو گے تو کبھی کامیاب نہ ہو گے	442
1745	یہ آپ کے جوتے (مبارک) ہیں جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو عطا کیے ہیں پوچھا ان کو فروخت کرتا ہے کہا ہاں پانچ لاکھ روپیہ جو سلطان محمد نے قصیدے کے صلہ میں خسرو کو دیئے تھے وہ سب آپ نے ان جوتوں کے عوض اس درویش کو دے دیئے	442
1746	سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا خسرو! سستے خرید لئے	443
1747	حضرت سیدنا نور محمد کنڈائی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں، جب بھی اپنے مرشد کریم خان حضرت قاضی احمد رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوتے تو مرشد کے لئے پھل فروٹ سبزی ترکاری الغرض کوئی نہ کوئی تحفہ ضرور لے کر حاضر ہوتے تھے	443
1748	اس فقیر عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا	443
1749	آپ رحمۃ اللہ علیہ میں بدرجہ کمال موجود تھے مشائخ پیروں) کی صحبت میں رہ کر اور کیا چیز حاصل کی۔ شیخ المشائخ شیخ عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا: جو کچھ مجھے ملا ہے وہ مشائخ کی صحبت بابرکت کا فیض ہے پھر تھوڑی دیر بعد کہا میرا مذہب اور میری اسلامی شریعت کی بقاء وقیام کا انحصار ہی ان بزرگوں کی برکات پر ہے	443

1750	میں کہتا اللہ ہی جانتا ہے میرا کیا حشر ہوگا اور کس جنگل میں حیران و پریشان پھروں گا	443
1751	میرا طریقہ دین اسلام مستحکم و مضبوط ہوا اور اصلی کام یہی ہے	443
1752	ایک مرتبہ حضرت سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھے	443
1753	امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب تم مکمل ہو چکے لہذا بسطام واپس چلے جاؤ	444
1754	حضرت سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	444
1755	مشائخ کے اقوال پر اعتماد کرے اور کامل طور پر	444
1756	اگرچہ میں اس مسئلہ میں اختلاف رکھتا ہو	444
1757	میں شروع ہی سے پیر و مرشد کے کہے کو بے چون و چرا (کیوں؟ کیا؟ کیسے؟ کے بغیر) مانتا رہے	444
1758	پیر کے حقوق مرید پر شمار سے افزوں ہیں	444
1759	اپنے حق میں تمام اولیائے زمانہ سے بہتر سمجھے	445
1760	مال اولاد جان سب اس پر تصدق کرنے کو تیار رہے	445
1761	نہ دل میں بدگمانی کو جگہ دے بلکہ یقین جانے کہ میری سمجھ کی غلطی ہے	445
1762	اس کے حضور بات نہ کرے ہنسنا تو بڑی چیز ہے، اس کے سامنے آنکھ کان دل ہمہ تن اُسی کی طرف مصروف رکھے	445
1763	اس کی اولاد اس کے مکان، اس کے محلہ، اس کے شہر کی تعظیم کرے	445
1764	روزانہ اگر وہ زندہ ہے اس کی سلامت و عافیت کی دعا بکثرت کرتا رہے	445
1765	اس کے نام پر فاتحہ و درود کا ثواب پہنچائے	445

1766	اس کے دشمن کا دشمن رہے	445
1767	میری جان۔ مرید کیلئے تنہا رہنے سے صحبت بہتر ہے۔ کیونکہ تنہائی میں آفات ہیں	446
1768	پیر کی ایک ساعت کی صحبت خلوت سے کئی درجہ بہتر ہے	446
1769	اگر مرید اس مرتبہ تک نہ پہنچے اور خلوت کا طالب ہو جائے	446
1770	میں خلوت اس کیلئے موجب آفت ہے	446
1771	پیر کی صحبت نماز پنجگانہ و روزہ رمضان کی طرح فرض جاننی چاہیئے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے	446
1772	مرید کو لازم ہے کہ شیخ کے کلام میں جدال نہ کرے	446
1773	جدال ایک قسم کا اعتراض ہے۔ اور اعتراض شیخ سے حرام ہے۔ اور جدال کرنے والا مرید مسخرہ شیطان ہوتا ہے۔ اور ہوائے نفس میں غرق ہے	446
1774	علماء کے اقوال پر حجت لانا مرید کی بدبختی کی علامت ہے	446
1775	حضرت خواجہ خواجگان زبدۃ الواصلین معین الدین چشتی رحمۃ اللہ نے فرمایا جس نے کچھ پایا وہ خدمت پیر سے پایا	446
1776	فرمان پیر سے سر مو (بال کے برابر) بھی انحراف نہ کرے	446
1777	نماز تسبیح اور اوراد کی جو تلقین کرے اس پر عمل کرے پیر مرید کو سنوارنے کیلئے	446
1778	جب کوئی مرید ہونے کو آئے	446
1779	اپنے مرید کے دل کا زنگ اپنے نور معرفت سے صاف کردے اگر یہ قوت نہیں ہے تو مرید نہ بنائے	446

1780	فرمایا جو شخص سات دن والدین مشائخ اور پیروں کی خدمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نامہ میں سات سو سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور جو قدم اٹھاتا ہے اس کے بدلے حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔	447
1781	اپنے پیر کی خدمت کرنا بے صدق کی ہزار سالہ خدمت کرنے سے بہتر ہے۔	447
1782	اے درویش! جب تک تو درویشوں کی خدمت نہ کرے گا کبھی بھی کسی مقام پر نہ پہنچے گا۔	447
1783	اپنے پیر کے خواب کے کپڑے سر پر بیس سال اٹھائے رکھے حج میں ہمراہ لے گئے پھر جا کر انھیں یہ نعمت نصیب ہوئی۔	447
1784	حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا	447
1785	تو ان میں سے مرتبے میں کون افضل ہے؟ فرمایا جو پیر کا محب اور معتقد ہے۔ اس کا مرتبہ دوسرے سے افضل ہے۔	447
1786	حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	447
1787	مرید کو اپنے مرشد سے راہِ طریقت معلوم کرنے کی وجہ سے محبت ہے،	447
1788	اسی طرح اپنے خادم اور محسن کے ساتھ اسی نیت سے محبت ہوتی ہے	448
1789	پس یہ سب اللہ عزوجل ہی کے واسطے محبت ہے کیونکہ کوئی دنیاوی غرض اس محبت سے مقصود نہیں ہے مگر پھر بھی چونکہ خاص اللہ عزوجل کی ذات مطلوب نہیں ہے	448
1790	کسی اللہ عزوجل کے پیارے اور نیک بندے سے بغیر کسی دینی غرض کے صرف اس وجہ سے محبت ہو	448
1791	معشوق کے کوچے کا کتا بھی دوسرے کتوں سے ممتاز ہوتا ہے،	448

1792	رفتہ رفتہ یہ تعلق یہاں تک قوی ہو جاتا ہے	448
1793	اپنے نفس پر بھی ان کو ترجیح ہوتی ہے	448
1794	حضرت عارف باللہ سیدی ابراہیم الدسوقی القرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید اپنے شیخ کی بارگاہ میں میت کی صورت میں ہوتا ہے۔ کوئی حرکت نہ کوئی کلام اس کے حضور اجازت کے بغیر گفتگو نہیں کر سکتا اور شادی سفر باہر جانا اندر آنا خلوت جلوت علم یا قرآن کریم یا ذکر یا خانقاہ میں خدمت میں مصروف ہونا وغیرہ سب کام شیخ طریقت کی اجازت کے بغیر نہیں کرنا	448
1795	سب کا والد ہے اور اولاد پر واجب ہے کہ اپنے والد کی نافرمانی نہ کرے اور نہ فرمانی کیلئے ہم کوئی ضابطہ نہیں	448
1796	اے بیٹے اپنے والد کی اطاعت کو لازم کر اپنے جسم کے والد سے مقدم سمجھ کیونکہ باطن کا والد ظاہر کے والد سے زیادہ نفع بخش ہے۔ کیونکہ وہ بیٹے کو ایک منجمد لوہے کے ٹکڑے کی صورت میں پکڑتا ہے اسے پگھلاتا ہے قطرات میں بدلتا ہے	449
1797	اے بیٹے! اسے سن تجھے فائدہ ہوگا۔ کئی فقراء نے اپنے مشائخ کی صحبت اختیار کی حتیٰ کہ فوت ہو گئے مگر ادب نہ ہونے کی وجہ سے کچھ فائدہ نہ ہوا	449
1798	ہائے افسوس مردوں کے روگردانی غیر موافق لوگوں کی صحبت اور مرید کے محالات پر کان دھرنے سے۔	449

1799	حضرت شیخ المشائخ الشیخ محمد ابوالمواہب الشاذلی رحمۃ اللہ نے فرمایا کئی مرتبہ مرید سے مزید نعمتیں صرف اس لئے روک لی جاتی ہے۔ کہ اس نے اپنے شیخ کے قول اور فعل پر کیوں، کس لئے، کہدیا کیونکہ یہ اہل طریقت کے نزدیک گناہ ہے	449
1800	حضرت شیخ المشائخ الشیخ علی نورالدین المرصفی رحمۃ اللہ نے فرمایا	449
1801	مرید کیلئے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ اس کے شیخ کا کلام علماء کی کلام کے یا ان کے دلیل کے خلاف ہے	449
1802	اپنے شیخ کے کلام کی طرف رجوع کرنا لازم ہے۔ اور اَولیٰ ہے جبکہ راسخین فی العلم سے ہو۔	449
1803	جب مرید اپنے شیخ کے حکم سے باہر ہو جاتا ہے اس کی مجلس سے تعلق توڑ لیتا ہے	449
1804	جو کسی لغزش میں اس کے گرنے یا کسی کوتاہی میں پڑنے کی وجہ سے تو وہ طلاق رجعی کی طرح ہے	449
1805	شیخ کی حرمت اس مرید کے نفس میں باقی رہی ہے	450
1806	پس شیخ کو چاہیئے کہ اس مرید پر نرمی کرے سختی نہ کرے۔ اور چھوڑے نہیں	450
1807	مرید کو حق نہیں پہنچتا کہ اپنے شیخ سے اس کی ناراضگی اور اسے چھوڑ دینے کی وجہ پوچھے	450
1808	اہل طریقت کے نزدیک مرید کیلئے جائز نہیں	450
1809	شیخ نے اسے کسی گناہ میں ملوث قرار دیا ہو	450
1810	جو مرید کو نظر نہیں آتا کیونکہ وہ طبیب ہے۔	450

1811	حضرت شیخ المشائخ الشیخ محمد بن ابی جمرہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں	450
1812	شیخ کا بیٹا، اس کی بیوی، اس کا خادم۔	450
1813	تو اس کا نفس بڑا ہو جاتا ہے اور بچپنے سے ہی سرداری کی محبت میں پلتا ہے	450
1814	اگر باصلاحیت ہو کر آتا تو اپنے والد سے بڑھ جاتا	450
1815	رہی اس کی بیوی تو شیخ کو شوہر کی نظر سے دیکھتی ہے	450
1816	یہ خواہش میں اس کا محتاج ہے	451
1817	اسے ولایت کی نظر سے دیکھتی تو ہر کسی سے پہلے اس سے نفع پاتی	451
1818	اور خادم اس لئے محروم رہتا ہے	451
1819	اسی لئے صوفیاء کرام نے فرمایا ہے	451
1820	خاص ضرورت کے بغیر اپنے مرید کے ساتھ مل کر کھانا پینا اور بیٹھنا نہیں چاہیے	451
1821	پس اس کا دل برکت سے محروم ہو جائے	451
1822	صحبت کی برکت سے محروم رہے۔ اگر خادم اپنے شیخ کو تعظیم سے دیکھے تو دوسروں کی نسبت اسے زیادہ نفع اور کامیابی حاصل ہو	451
1823	دو رکعت نفل کی ادیگی میرے لئے تمھارے ساتھ بیٹھنے سے افضل ہے تو میں تمھارے پاس نہ بیٹھتا	451
1824	جب شیخ کی طرف سے کسی مرید کے ساتھ مسلسل بے توجہی اور بے التفاتی رہے	451
1825	کوئی دوسرا مرشد ایسے شخص کو بیعت کر کے تربیت معنوی کر سکتا ہے	451
1826	وہ اپنے آپ کو کسی دوسرے بزرگ کی طرف مائل پاتا ہے	451
1827	وہ اس دوسرے بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کر سکتا ہے	451

	تیراہوں باب آداب مریدین کا بیان	
1828	مفسر قرآن حضرت علامہ حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو	453
1829	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے امر و نہی میں جلدی نہ کرو یا کتاب وسنت کی تاویل بیان کرنے میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سبقت نہ لے جاؤ	453
1830	اے ایمان والو! لَا تَرْفَعُوْٓا اونچی نہ کرو اَصْوَاتَكُمْ اپنی آوازوں کو	453
1831	بعضوں نے کہا ہے کہ حضور (آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نام اور کنیت سے نہ بلایا کرو بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ کے خطاب کرو	453
1832	جس نے ادب کو چھوڑ دیا رد کیا گیا دروازے سے۔ ابلیس کی نو لاکھ سالہ عبادت ایک بے ادبی میں ضائع ہوگئی۔	454
1833	یہ انتظار اس وقت تک رہنا چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باہر تشریف آوری تمہارے لئے ہی ہو	454
1834	خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری طرف متوجہ ہوجائے	454
1835	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث پڑھنے اور سننے کے وقت بھی نیز قبر شریف کے پاس حاضری کے وقت بھی آداب نبوی ملحوظ رہنے چاہئیں	454
1836	تاہم فرق مراتب نہ کرنے سے بہت سے مفاسد اور فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے	454
1837	شیخ المشائخ ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اکابر اولیاء بزرگوں کی مجالس کا ادب۔ بہت بڑے اور اونچے مراتب تک پہنچاتا ہے	455

1838	محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ علماء دین اور دینی مقتداؤں کے ساتھ بھی یہی ادب ملحوظ رکھنا چاہئیے	455
1839	تم ایسے شخص کے آگے چلتے ہو۔ جو دنیا اور آخرت میں تم سے بہتر ہے	455
1840	دنیا میں آفتاب کا طلوع و غروب کسی ایسے شخص پر نہیں ہوا جو انبیاء علیہم السلام کے بعد ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے بہتر اور افضل ہو	455
1841	علماء نے فرمایا کہ اپنے استاد اور مرشد کے ساتھ بھی یہی ادب ملحوظ رکھنا چاہئیے	455
1842	دینی مقتدا استاد یا مرشد کی ایذا رسانی ایسی ہی معصیت ہے	456
1843	توفیق سلب ہو جائے۔ اور یہ خذلان آخر کار کفر تک پہنچا دے جس سے تمام اعمال صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں	456
1844	قصد ایذا کا ارادہ نہ کیا تھا اس لئے اس کو اس کی خبر بھی نہ ہو گی۔ کہ اس ابتلاء کفر اور حبط اعمال کا اصل سبب کیا تھا	456
1845	اگر کسی صالح بزرگ کو کسی نے اپنا مرشد بنایا ہو تو اس کے ساتھ بھی گستاخی و بے ادبی کا بھی یہی حال ہے	456
1846	حضرت سیدنا علامہ ابن جریر رحمہ اللہ لکھتے ہیں	456
1847	حضرت سیدنا علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس جملہ کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کی ہے	456
1848	حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کے بعد کسی کو یہ حق ہی نہیں پہنچتا	456
1849	جب انسان اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا ہے	456

1850	آج کے بعد اس کی خواہش اس کی مرضی اس کی مصلحت خدا ﷻ اور اس کے رسول کے حکم پر بلا مل (چوں چرا) قربان کردی جائے گی۔ **''لاتقدموا بین یدی اللہ و رسولہ''**	456
1851	اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے رشاد سے انحراف ممنوع ہے	457
1852	حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ مجددی مظہری پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسئلہ: آداب شیخ کی بجا آوری میں کوتاہی حرام ہے	457
1853	چونکہ پیر نائب پیغمبر ﷺ ہے لہٰذا وہی آداب اس کے ساتھ بھی ملحوظ رکھے	457
1854	اسی طرح پیر کی محبت بھی فرض ہے کہ وہ پیغمبر ﷺ کا نائب ہونے کی وجہ سے	457
1855	حضرت شیخ المشائخ ابو عبد الرحمن السلمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	457
1856	حضرت سیدنا شیخ المشائخ امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا!	458
1857	فرمایا کوئی نیک دوست ہو جس سے یہ مشورہ حاصل کرتا ہے	458
1858	طویل خاموشی اختیار کرلے	458
1859	فرمایا اس وقت اس کو موت آجانا چاہیے	458
1860	اگر آدمی اپنے لڑکے کو ادب سکھائے تو یہ اس سے بہتر ہے	458
1861	اور فرمایا ایک والد اپنے بیٹے کو ادب سے بہتر تحفہ نہیں دے سکتا	458
1862	وہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کی اچھی طرح ادب و تربیت کرے	458
1863	بے ادب نہ شریعت میں مقام حاصل کرسکتا ہے اور نہ طریقت سے فیضیاب ہوسکتا ہے	458

1864	ابولہب اور ابوجہل نے بارگاہِ سرورِ کونین ﷺ میں بے ادبی دکھائی تو ہمیشہ ہمیشہ کیلیے ہلاکت و بربادی ان کا مقدر بن گئی	458
1864	والدین کی نافرمانی اور بے ادبی کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے اسی طرح مرشد و مربی کا بے ادب اور نافرمان رسول اللہ ﷺ کے فیض رحمت سے محروم رہ جاتا ہے	458
1865	حضرت غوث یزدانی یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب عارف باللہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کا لحاظ نہ رکھے	459
1866	حضرت شیخ المشائخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا	459
1867	دین کی سمجھ حاصل کرنا اور دنیا سے بے رغبت ہونا	459
1868	حضرت امام عبدالکریم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	459
1869	فقیہ کے لئے جائز ہے کہ اپنے استاد پر اعتراض کرے	459
1870	مگر صوفی کی شرط یہ ہے کہ وہ اپنے شیخ طریقت پر کبھی اعتراض نہ کرے	459
1871	حضرت علامہ امام شمس الآئمہ حلوائی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار اپنے شہر سے دوسرے شہر کو جانے لگے تو سب لوگ حاضر ہوئے	459
1872	ماں کی خدمت کر رہے تھے۔ اس لئے استاد کی زیارت سے محروم رہے	459
1873	فرمایا کہ ماں کی خدمت کو استاد کی ملاقات پر ترجیح دی	459
1874	جیسا کہ استاد نے کہا تھا ویسے ہی ہوا	459
1875	حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے آداب کلام کی پابندی فرمائی	460

1876	حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے اس موقع پر یہ نہیں کہا کہ تو مجھ پر رحم فرما۔ بلکہ یہ کہا کہ تو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے	460
1877	عمل میں ادب کا لحاظ رکھنا قبول عمل کی دلیل ہے حضرت سیدنا سرور کون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کا کیا حال تھا	460
1878	مجھے زمین کے مشرق ومغرب کے حصے دکھائے گئے	460
1879	باری تعالیٰ کے حضور میں پاس ادب کے باعث آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے مشارق ومغرب کو دیکھا	460
1880	حضرت امیر صوفیاء سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب مرید حد ادب سے باہر نکل جاتا ہے تو یقیناً وہ اسی طرف لوٹتا ہے جس طرف سے وہ آیا تھا	460
1881	حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ ایک جماعت نے جب حقوق آداب پر اس طرح عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ان کا حال (ادب) ظاہر کر کے ان کی اس طرح تعریف کی	461
1882	یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کا اللہ تعالیٰ نے (تقویٰ میں) امتحان لے لیا ہے	461
1883	جیسا سونے کو آگ سے پگھلا کر کندن کر دیا جاتا ہے	461
1884	دل کو مودب رکھنے کے لئے الفاظ کی شائستگی ضروری ہے	461
1885	مرید کو شیخ کے ساتھ حسن ادب برقرار رکھنا چاہئے	461
1886	حضرت شیخ الشیوخ شیخ عمر بن شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	461
1887	اگر مرید اپنے شیخ سے کوئی دینی یا دنیوی بات کہنا چاہے تو اس بات کے کہنے یا شیخ سے گفتگو کرنے میں عجلت نہ کرے	461

1888	جس طرح دعا کے لئے اوقات مقرر ہیں	461
1889	شیخ طریقت سے بھی گفتگو کے آداب وطریقے ہیں	461
1890	حضرت سیدنا شیخ المشائخ شیخ جلال بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	462
1891	جس میں توحید نہیں اس میں ایمان نہیں	462
1892	جہاں شریعت نہیں وہاں نہ ایمان ہے نہ توحید ہے	462
1893	جہاں ادب نہیں وہاں نہ شریعت ہے نہ ایمان ہے نہ توحید ہے	462
1894	حضرت سیدنا برہان حقیقت مرزا مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں شاہ عالم کی حاضری	462
1895	بادشاہ نے پانی پی کر کٹورہ رکھ دیا لیکن وہ کچھ ٹیڑھا رکھا گیا	462
1896	کٹورہ رکھنے کی بھی تمیز نہیں بادشاہی کیا کرو گے	462
1897	ہر چیز چھن جائے تو کم از کم شرعی اعمال اس سے نہ چھوٹیں	462
1898	حضرت ابو العباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفائی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	462
1899	تم شریعت کے پابند ہو جاؤ، پھر حاسد جو کچھ بھی تمہارے اوپر جھوٹی تہمت لگائے	462
1900	حضرت شیخ المشائخ شیخ ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے	463
1901	نفس اپنی روش کے مطابق مخالفت کے میدان میں دوڑتا ہے	463
1902	جو اس کی مدد کرے وہ اس کا شریک ہے	463
1903	حضرت شیخ الشیوخ ابو علی الدقاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے	463
1904	اپنی اطاعت میں ادب اختیار کر کے خدا جل جلالہ تک پہنچتا ہے	463
1905	حضرت قطب العارفین ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول	463

1906	اس کی نیکی خود اس کے قلب کو ادب سکھاتی ہے	463
1907	بعض مریدوں پر اپنے شیخ کا اس قدر ادب اور رعب طاری رہتا ہے	463
1908	حضرت شیخ المشائخ شیخ ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	463
1909	بڑے بڑے اولیاء کرام کا ادب کرنا انسان کو اعلیٰ مراتب تک پہنچانا	463
1910	ایک طالب حقیقت کا فرض ہے	464
1911	بلکہ میں نے ان کی خدمت کی تھی	464
1912	صحبت کا اطلاق روحانی بھائیوں اور ساتھیوں کے ساتھ ہوتا ہے	464
1913	حضرت شیخ المشائخ شیخ ابراہیم بن شعبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	464
1914	جب کبھی ہم سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی تھی	464
1915	تو ہم اس بوڑھے شخص کے ذریعے شیخ سے سفارش کراتے تھے۔	464
1916	(شیخ الشیوخ عمر بن محمد شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا)	464
1917	مرید اپنے روحانی واقعات اور کشف پر شیخ سے رجوع کیے بغیر اعتماد نہ کرے کیوں کہ شیخ کا علم اس سے زیادہ وسیع ہے	464
1918	اگر مرید پر خدا عزوجل کی جانب سے روحانی واردات نازل ہوں	464
1919	کوئی شک وشبہ ہو۔ تو شیخ کے ذریعے اس کا ازالہ ہو سکتا ہے	464
1920	روحانی واقعہ کے سلسلے میں مرید کے اندر کوئی نفسانی ارادہ پوشیدہ ہو	464
1921	مرید اس پوشیدہ نفسانی جذبے کی خود بخود بیخ کنی نہیں کر سکتا	464
1922	مرید کی پوشیدہ نفسانی خواہش کو بھی معلوم کر لیتا ہے	465
1923	مرید کا باطن صاف ہو جائے گا اس کا بوجھ شیخ اٹھالے گا	465
1924	لہٰذا شیخ سے کلام کرنے سے پہلے	465

1925	حضرت شیخ المشائخ عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''جو ادب میں سستی کرتا ہے۔ اسے یہ سزا ملتی ہے کہ وہ سنتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور جو سنتوں میں غفلت کرتا ہے وہ خدا عزوجل کی معرفت سے محرومی کی سزا پاتا ہے''۔	465
1926	حضرت غوث صمدانی ابوعلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے	465
1927	جو محفل کے فرش پر بے ادبی کرتا ہے۔ اسے دروازے کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔	465
1928	جو دروازے پر بے ادبی کرتا ہے۔ اسے جانوروں کی طرح سزا ملتی ہے	465
1929	حضرت شیخ المشائخ ممشاد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	465
1930	اپنے شیخ کا احترام کرے۔ بھائیوں کی خدمت کرے	465
1931	اپنی ذات میں آداب شریعت کو محفوظ رکھے	465
1932	حضرت خواجہ خواجگان زبدۃ الواصلین معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بیٹھے سلوک کی باتیں کر رہے تھے	465
1933	آپ کس کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوتے ہیں	466
1934	جب سب لوگ چلے گئے تو ایک واقف حال بیٹھا رہا	466
1935	اپنے پیر کی قبر تصور میں دیکھ کر تعظیم کیلئے ایسا کرتا تھا	466
1936	مرید کو اپنے پیر کی موجودگی اور غیر موجودگی میں یکساں خدمت کرنی چاہیے پیر کے مرنے کے بعد بھی مرید پر لازم آتا ہے کہ خدمت بجا لائے۔	466
1937	وہ کتاب وسنت سے بھی متادب نہیں ہو سکتا	466
1938	تم نے اپنے اصحاب کو سلاطین کا ادب سکھایا ہے؟	466

1939	اگر ظاہر میں حسن ادب ہو تو وہ باطن کے حسن ادب کا عنوان ہوتا ہے	466
1940	ادب عقل کا ترجمان ہے ادب کی نگہداشت صوفیہ کے درمیان دوسری باتوں پر مقدم ہے	466
1941	لوگ ہیں جن کے دلوں کے امتحان تقویٰ کے لیے کیا جاتا ہے	466
1942	اے بیٹے اپنے عمل کو نمک اور ادب کو آٹا بناؤ	466
1943	ہر حالت کے لیے ادب ہے اور ہر مقام کے لیے ادب ہے	467
1944	(بے ادب) مردود ہوا اگرچہ اپنے آپ کو مقبول سمجھتا ہو	467
1945	جو شخص ادب سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا	467
1946	نفس کا ادب یہ کہ تم اپنے نفس کو بھلائی سکھاؤ	467
1947	ادب فقراء کی مسند اور مالداروں کی زینت ہے	467
1948	اہل دین کا ادب علوم کو جمع کرنا اور نفس کی ریاضت اور اعضاء کی تادیب اور طبیعت کی تہذیب	467
1949	مرید باہم عمل کی وجہ سے ایک دوسرے سے فضیلت رکھتے ہیں اور متوسط ادب سے اور عارف (منتہی) ہمت کی وجہ سے	467
1950	حضرت شیخ المشائخ ابوبکر کنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	467
1951	صوفیوں کے اخلاق میں حلم، تواضع، نصیحت، شفقت، برداشت،	467
1952	مسلمانوں کے لیے اور جو اس پر زیادتی کرے اس کے لیے دعا کرنا، ان کی تعریف کرنا،	468
1953	اپنے نفس کو چھوٹا سمجھنا، بھائیوں کی توقیر کرنا	468
1954	جو کچھ کسی کو دے اگرچہ بہت ہو اس کو کم سمجھنا	468

1955	مرید ابتدائی حالت میں کن آداب کو ملحوظ رکھے	468
1956	مرید کو چاہئے اپنے آپ کو اسکے حوالے کر دے	468
1957	اسکی مخالفت کو ترک کرے اور اپنی حالت کو سچائی پر مبنی رکھے	468
1958	طبیب کے معالجہ پر صبر کو ترک کر دے	468
1959	مرید کو دیکھو کہ وہ اپنی شہوات پر جما ہوا ہے اور خواہشاتِ نفسانی کا جو یا ہے تو جان لو کہ وہ جھوٹا ہے	468
1960	حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دریا کے کنارے وضو فرما رہے تھے	468
1961	خدا تعالیٰ نے محض اس تعظیم کی وجہ سے جو میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی وضو کرتے وقت کی تھی مغفرت فرما دی	468
1962	حضرت شیخ المشائخ ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	468
1963	خواہش نفس اور عبادت کے صلہ کی تمنا بندے کو خدا عزوجل کا دشمن بنا دیتی ہیں	469
1964	لیکن بے ادب ہمیشہ حرماں نصیب رہتا ہے	469
1965	حضرت مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ادب کے متعلق ایک مکتوب نمبر 292 ج 1 بنام شیخ عبدالحمید بنگالی رحمۃ اللہ علیہ میں تحریر فرماتے ہیں	469
1966	اگر مراد ہیں تو انھیں مبارک ہو	469
1967	ہر ادب جو بھی درکار ہو گا وہ توسط سے یا بلا توسط ان کو سکھا دیں گے	469
1968	اگر ظاہری پیر کی ضرورت ہوگی	469

1969	اگر مریدوں میں سے ہیں تو ان کا کام پیر کامل و مکمل کے توسط کے بغیر دشوار ہے بلکہ (ان کیلئے) ایسا پیر ہونا چاہیئے جو ’’دولت جذبہ وسلوک‘‘ سے مشرف کیا گیا ہو اور ’’فنا وبقا‘‘ کی سعادت سے بھی بہرہ مند ہو چکا ہو نیز ’’سیر الی اللہ سیر فی اللہ سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی الاشیا باللہ کے تمام مرحلوں کو طے کر چکا ہو	469
1970	تو وہ (مرشد) کبریت احمر (سرخ گندھک یعنی اکسیر) کی مانند ہے اس کا کلام دوا ہے اور اس کی نظر شفا ہے مردہ دلوں کو زندہ کرنا اس کی توجہ شریف پر وابستہ ہے اور پژمردہ جانوں کی تازگی اس کے التفات لطیف سے مربوط ہے	470
1971	سالک مجذوب بھی غنیمت ہے	470
1972	اس کے توسط سے فنا وبقا کی دولت تک پہنچ جاتے ہیں	470
1973	طالب کو ایسے پیر کامل و مکمل کی طرف رہنمائی نصیب ہو جائے تو اس کے وجود شریف کو غنیمت جانے	470
1974	اس کی مرضیات میں اپنی سعادت سمجھے اور اس کی خلاف مرضیات کو اپنی شقاوت و بدنصیبی جانے	470
1975	(آداب کی رعایت کے بغیر) صحبت سے کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوگا	470
1976	طالب کو چاہیئے کہ اپنے ’’چہرۂ دل‘‘ کو تمام اطراف وجوانب سے ہٹا کر اپنے مرشد (گرامی) کی طرف متوجہ کرے	470
1977	جب تک وہ حکم نہ کرے ذکر میں بھی مشغول نہ ہو	471
1978	خدمت میں رہتے ہوئے نماز فرض (واجب) وسنت کے علاوہ کچھ ادا نہ کرے	471

1979	بادشاہ نے نہایت عتاب آمیز لہجہ میں کہا کہ "میں اس بات کو برداشت نہیں کرسکتا کہ میرا وزیر میرے حضور میں اپنے کپڑے کے بند کی طرف توجہ کرے"	471
1980	جب کمینی دنیا کے وسائل (مثلاً بادشاہ) کیلئے چھوٹے آداب ضروری ہیں	471
1981	جہاں تک ممکن ہو سکے ایسی جگہ کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑوں یا سایہ پر پڑے اور اس کے مصلے پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے وضو کی جگہ پر وضو نہ کرے اور اس کے خاص برتنوں کو استعمال نہ کرے اور اس کے حضور میں پانی نہ پیے کھانا نہ کھائے اور نہ کسی سے گفتگو کرے بلکہ کسی دوسرے کی طرف متوجہ بھی نہ ہو اور پیر کی غیبت (غیر موجودگی) میں جہاں پیر رہتا ہے اس جگہ کی طرف پاؤں نہ پھیلائے اور نہ اس کی طرف تھوکے اور جو کچھ پیر سے صادر ہو اس کو صواب (درست) جانے اگرچہ بظاہر درست معلوم نہ ہو وہ جو کچھ کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے کرتا ہے لہٰذا اس صورت میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں	471
1982	مرید کو اپنے پیر سے محبت پیدا ہو چکی ہے اس لئے جو کچھ محبوب (پیر) سے صادر ہوتا ہے	471
1983	پینے پہننے سونے اور طاعت کرنے کے ہر چھوٹے بڑے کاموں میں پیر کی اقتدا کرنی چاہیئے نماز کو بھی اسی کی طرز پر ادا کرنا چاہیئے اور فقہ کو بھی اسی کے عمل سے اخذ کرنا چاہیئے	471

1984	(پیر) کی حرکات وسکنات پر کسی قسم کے اعتراض کو دخل نہ دے اگر چہ وہ اعتراض رائی کے دانے کی برابر ہو کیونکہ اعتراض سے سوائے محرومی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ بد بخت وہ شخص ہے جو اس بزرگ گروہ (مشائخ) کا عیب میں ہے (عیب دیکھنے والا) اللہ تعالیٰ ہم کو اس بلائے عظیم سے بچائے	472
1985	مومن نے اپنے پیغمبر سے معجزہ طلب کیا ہے (یعنی ایسا کبھی نہیں ہوا) معجزہ طلب کرنے والے کافر اور منکر لوگ ہوتے ہیں	472
1986	جو واقعہ بھی ظاہر ہو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے اور واقعات کی تعبیر اسی سے دریافت کرے اور جو تعبیر خود طالب پر منکشف ہو وہ بھی عرض کردے	472
1987	اپنے کشفوں پر ہرگز بھروسہ نہ کرے	472
1988	بے ضروریات اور بلا اجازت اس سے جدا نہ ہو	472
1989	اپنی آواز کو اس کی آواز سے بلند نہ کرے اور بلند آواز سے اس کے ساتھ گفتگو نہ کرے کہ بے ادبی میں داخل ہے اور ظاہر و باطن میں جو فیض و فتوح اس کو پہنچے اس کو اپنے پیر ہی کے ذریعے سمجھے اور اگر واقعہ میں دیکھے کہ فیض دوسرے مشائخ (پیروں) سے پہنچا ہے اس کو بھی اپنے پیر ہی سے جانے اور یہ سمجھے کہ چونکہ پیر تمام کمالات کے وفیوض کا جامع ہے اس لئے پیر کا خاص فیض مرید کی خاص استعداد کے مناسب اس شیخ کے کمال کے موافق جس سے یہ صورت افاضہ ظاہر ہوئی ہے مرید کو پہنچا ہے اور وہ پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے	472
1990	یہ بڑا بھاری مغالطہ (غلطی) ہے حق سبحانہ وتعالیٰ اس لغزش سے محفوظ رکھے	473

1991	اپنے آپ کو قصوروار بھی نہ جانے تو وہ ان بزرگوں کی برکات سے محروم رہتا ہے	473
1992	ہاں اگر کوئی مرید اپنے پیر کی توجہ کی برکت سے فنا وبقا کے مرتبہ پر پہنچ جائے	473
1993	مرید کیلئے جائز ہے کہ وہ بعض الہامی امور میں اپنے پیر کے خلاف کرے	473
1994	اگرچہ پیر کے نزدیک اس کے خلاف ہی متحقق ہو چکا ہو	473
1995	مرید اس وقت پیر کی تقلید کے حلقہ سے باہر نکل آیا ہے	473
1996	مرتبہ کمال پر پہنچنے کے بعد مرید کو پیر سے اختلاف کرنا جائز ہے	474
1997	حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کیلئے مرتبہ اجتہاد پر پہنچنے کے بعد	474
1998	امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کرنا خطا ہے بلکہ اپنی رائے کی متابعت صواب ہے	474
1999	امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ مسئلہ خلق قرآن میں چھ مہینے تک جھگڑتا رہا'' آپ نے سنا ہوگا	474
2000	''اَلشَّیخُ یُحیِی وَیُمِیتُ'' (شیخ زندگی بھی دے سکتا ہے اور مار بھی سکتا ہے)	474
2001	اس ''احیا'' سے مراد احیائے روحی ہے نہ کہ جسمی اور اسی طرح ''اماتت'' سے مراد بھی روحانی موت ہے نہ جسمانی اور حیات وموت سے مراد فنا وبقا ہے جو مقام ولایت وکمال کو پہنچاتا ہے	474
2002	(یعنی باقی رکھنا اور فنا کرنا) جسمانی احیاء اماتت کو منصب شیخی سے کوئی سروکار نہیں ہے	475
2003	جس کو اس سے مناسبت ہوگی وہ خس وخاشاک کی طرح اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اپنا حصہ اس کے ذریعے حاصل کر لیتا ہے	475

2004	باطنی مریدین تو معنوی طور پر مناسبت سے اس کی جانب کھنچے چلے آتے ہیں	475
2005	اگرچہ وہ ہزار معجزے اور خوارق وکرامات دیکھے ابوجہل اور ابولہب کا حال اس معنی اور مطلب کے لئے شاہد ہے	475
2006	آپ سے جھگڑا کریں گے اور کافر لوگ کہیں گے کہ یہ تو پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں	475
2007	جاننا چاہیئے کہ اس جماعت کا انکار زہر قاتل ہے اور ان بزرگوں کے اقوال وافعال پر اعتراض کرنا افعی سانپ کا زہر ہے جو ابدی موت کو پہنچا دیتا ہے اور دائمی طور پر ہلاک کردیتا ہے خاص طور پر جبکہ یہ انکار اور اعتراض اپنے پیر پر کیا جائے	475
2008	ان پر اعتراض کرنے والا ہمیشہ بے بہرہ اور نقصان میں رہنے والا ہے	475
2009	اگر کچھ کمال حاصل بھی کرلے تو وہ استدراج ہے کہ اس کا انجام خرابی ورسوائی ہے	476
2010	پیر کی کمال محبت واخلاص کے باوجود اگر اپنے آپ میں بال برابر بھی پیر پر اعتراض کی گنجائش پائے تو اس کو اپنی خرابی کے علاوہ کچھ نہیں سمجھنا چاہیئے	476
2011	خلاف شریعت صادر ہوجائے تو مرید کو چاہیئے کہ اس امر میں پیر کی تقلید نہ کرے	476
2012	اگر مرید کو پیر کے حق میں کسی امر مباح کے ارتکاب میں شبہ پیدا ہوجائے تو اس شبہ کا کچھ اعتبار نہ کرے	476
2013	بعض جگہ اولیٰ کام کے بجالانے سے اس کا ترک کرنا بہتر ہوتا ہے	476

2014	جس طرح عزیمت کا بجالانا پسند کرتا ہے اسی طرح رخصت پر عمل کرنا بھی پسند کرتا ہے)	476
2015	علم باطن جس کے ساتھ حضرات صوفیہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) امتیاز رکھتے ہیں علم ظاہر سے افضل ہوگا	476
2016	پیر کے آداب کی رعایت کہ جس سے علم باطن کو حاصل کرتے ہیں اس استاد کے آداب کی رعایت سے کئی گنا زیادہ ہوگی	477
2017	فقہ کا استاد علم نحو وصرف کے استاد سے زیادہ اولیٰ	477
2018	صرف کا استاد علوم فلسفہ کے استاد سے زیادہ اولیٰ ہے	477
2019	پیر کے حقوق تمام حقوق والوں کے حقوق سے اوپر ہوتے ہیں بلکہ پیر کے حقوق کو دوسروں کے حقوق سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے	477
2020	رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کے احسانات کے بعد پیر کے حقوق کا درجہ ہے	477
2021	معنوی پیدائش پیر ہی کے ساتھ مخصوص ہے	477
2022	پیر ہی تو ہے جو اپنے قلب وروح سے معنوی گندگیوں کی صفائی کرتا ہے	477
2023	ان توجہات میں جو کہ بعض مریدوں کی نسبت واقع ہوتی ہیں محسوس ہوتا ہے	477
2024	خود صاحب توجہ تک سرایت کر جاتا ہے اور اسے ایک عرصے تک مکدر (گدلا) رکھتا ہے پیر ہی ہے	477
2025	پیر ہی ہے جس کے وسیلے سے نفس امارہ جو اپنی ذات کے اعتبار سے خبیث واقع ہوا ہے	478
2026	امارگی سے اطمینان کے مقام تک پہنچتا ہے	478

2027	پیر کسی مرید کو قبول کرے تو اسے یہ اپنی سعادت سمجھنی چاہیئے	478
2028	وہ کسی مرید کو رد کردے تو اسے اپنی بدبختی شمار کرنی چاہیئے	478
2029	حق سبحانہ کی رضا کو پیر کی رضا کے پس پردہ رکھا گیا ہے	478
2030	مرید اپنے آپ کو پیر کی رضامندیوں میں گم نہ کردے حق سبحانہ کی رضامندیوں تک نہیں پہنچ سکتا	478
2031	سب سے بڑی آفت پیر کو آزار دینے میں ہے ہر لغزش جو اس کے بعد ہو اس کا تدارک کرلینا ممکن ہے	478
2032	آزار پیر مرید کیلئے شقاوت اور بدبختی کی بنیاد۔ ہے	478
2033	اعتقادات اسلامیہ میں بڑا خلل اور احکام شرعیہ کی بجا آوری میں بڑا فتور اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہوتا ہے	478
2034	پیر کی آزار رسانی کے احوال کا کوئی اثر باقی رہ جائے تو اسے استدراج (اور مہلت) میں سے شمار کرنا چاہیئے	478
2035	جس میں تقلید کی فطرت اور پیروی کی عادت سب سے زیادہ ہے یہاں تو کام کا دارومدار صرف تقلید پر	478
2036	اصفیا کی پیروی بڑی بڑی معراجوں تک لیجاتی ہے	478
2037	ابوجہل لعین چونکہ تقلید اور پیروی کی استعداد سب سے کم تر رکھتا تھا	479
2038	مرید جس کمال کو بھی حاصل کرتا ہے وہ اپنے پیر کی تقلید ہی سے	479
2039	پیر کی غلطی بھی مرید کے صواب (درست) سے بہتر ہے	479
2040	بلال (رضی اللہ عنہ) کا سین خدائے تعالیٰ کے نزدیک شین ہے	479
2041	اور خدائے جل وعلا کے نزدیک ان کا اسھد کہنا اشھد ہی تھا	479

2042	بعض دعاؤں میں کوئی غلطی کردی ہے اور اسے محرّف کرکے (بگاڑ کر) پڑھ دیا ہے	479
2043	وہ دعائیں تاثیر بخشتی ہیں اور اگر انھیں درست کرکے پڑھتے ہیں تو	479
2044	ادب لازم ہے جب تک ہے دم میں دم طلب لازم ہے	480
2045	مرشد کے حق باپ کے حق سے زائد ہیں	480
2046	باپ مٹی کے جسم کا باپ ہے اور پیر روح کا باپ ہے اور فرمایا ہے	480
2047	اس کی اولاد کی تعظیم فرض ہے اگرچہ بے جا حال پر ہوں	481
2048	اس کی چوکھٹ کی تعظیم فرض ہے	481
2049	پیر کو نہ چاہئے کہ بلا ضرورتِ شرعی مریدوں کو مالی تکلیف دے	481
2050	مرید کا اپنے پیر کے افضل اور اکمل ہونے	481
2051	یہ ضروری ہے کہ آدمی اپنے پیر کو ان حضرات پر فضیلت نہ دے جن کی بزرگی اور عظمت شریعت میں مقرر ہو چکی ہے	481
2052	فرقہ شیعہ کی خرابی اہل بیت کے ساتھ اسی افراط محبت کی وجہ سے ہے اور نصاریٰ نے بھی اسی افراط محبت کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا عزوجل کا بیٹا بنا دیا ہے	481
2053	دوسرے لوگوں پر (اپنے شیخ کو) فضیلت دے تو یہ جائز ہے بلکہ طریقت میں واجب ہے	481
2054	مرید صاحب استعداد ہے تو بے اختیار اس میں یہ اعتقاد پیدا ہو جاتا ہے	481
2055	حضرت شیخ المشائخ شاہ غلام علی نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا میری مجلس سے چلے جاؤ میرے روبرو میرے پیر (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کی اس درجہ بے ادبی کرتے ہو	482

چودہواں باب
اہل علم، مرشدین اور والدین کی تعظیم وتکریم کے لئے ہاتھ چومنا قیام کرنے کا بیان

2056	ہاتھ چومنے کے بارے میں لوگ کثرت سے سوال کرتے ہیں	483
2057	اس موضوع پر احادیث (نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے افعال اور علماء (وصوفیاء) کے اقوال	483
2058	علماء صالحین اور والدین کے ہاتھوں پر بوسہ دینا نہ صرف شرعاً جائز ہے	483
2059	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ نو (۹) نشانیاں دریافت کیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھیں	483
2060	حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک اور پائے مبارک پر بوسہ دیا	483
2061	ہم نے اپنی سواریاں باندھنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک اور قدم مبارک کے بوسے لیے	483
2062	سردار منذر الاشج رضی اللہ عنہ آیا اور اس نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک کو تھاما پھر اسے بوسہ دیا	483
2063	حضرت سیدنا امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی شرح میں فرماتے ہیں	484
2064	حضرت سیدنا ابولبابہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی توبہ قبول ہوئی	484
2065	ایک مرتبہ حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کسی کی نماز جنازہ سے فارغ ہوئے	484
2066	حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہمیں حکم ہے کہ علماء (کرام) اور بزرگوں کا اسی طرح احترام کریں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو چوم کر فرمایا	484

2067	حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن زرین ؓ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع ؓ نے اپنا دستِ مبارک ہمارے سامنے نکالا جو کہ بڑا اور سخت تھا، تو ہم نے احترام سے کھڑے ہو کر ان کے ہاتھ پر بوسہ دیا	484
2068	حضرت سیدنا ثابت ؓ نے حضرت سیدنا انس ؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا	484
2069	حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی المرتضیٰ ؓ نے حضرت سیدنا عباس ؓ کے ہاتھ اور قدم کو بوسہ دیا	484
2070	حضرت سیدنا ابو مالک اشجعی ؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت سیدنا ابن ابواوفہ ؓ سے کہا مجھے اپنا وہ ہاتھ دو	484
2071	حضرت سیدنا ابوعبیدہ ؓ نے حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر بن خطاب ؓ کے ہاتھ چومنے کا اِرادہ کیا	485
2072	حضرت سیدنا علامہ محمد سفارینی حنبلی ؒ فرماتے ہیں	485
2073	دینداری، تعظیم اور تکریم کی بناء پر گلے ملنا، ہاتھ چومنا اور سر چومنا جائز ہے	485
2074	حافظ ابن جوزی ”مناقب اصحاب الحدیث“ میں فرماتے ہیں	485
2075	طالب کو چاہیے کہ شیخ کی تکریم کو اپنائے اور اس کے ہاتھوں کو بوسہ دے	485
2076	تاجدار مدینہ ﷺ نے ان کا استقبال کیا اور ان کو چمٹا لیا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان چوما	485
2077	حضرت سیدنا رکا کا ابو الفقر لسبتی ؒ کے حالات میں	485
2078	جمعہ کے دن باپ مجھ کو پیروں کی خدمت میں لے جایا کرتے تھے	485

2079	حضرت سیدنا شیخ المشائخ سفیان بن عینہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سیدنا غوث صمدانی فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا شیخ المشائخ حسین بن علی جعفی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا	485
2080	ہدایہ شریف کی شرح میں حضرت سیدنا علامہ ابو معالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کسی عالم یا سید کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے مگر دولت مندوں کا ان کی دولت کے سبب ہاتھ چومنا جائز نہیں۔	486
2081	چنانچہ روایت میں ہے کہ جو اُمراء (امیروں، مالداروں) کی، ان کی دولت کے سبب تعظیم کرے، اس کا دو تہائی دین تباہ ہو جاتا ہے	486
2082	حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے	486
2083	آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک کو بوسے دیئے	486
2084	حضرت سیدنا وازع بن عامر رضی اللہ عنہ صحابی ہیں جو وازع العبدی کے لقب سے مشہور ہیں ان سے مروی ہے	486
2085	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پیر پکڑ لئے اور چومنے لگے	486
2086	جب ہم مدینہ پہنچے تو اپنی سواریوں سے جلدی جلدی اترنے لگے چنانچہ ہم نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا	486
2087	جن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ہاتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس سے مَس ہوتے دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان کے ہاتھ چومتے اور ان کیلئے احتراماً قیام فرماتے تھے	486
2088	حضرت سیدنا علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ شامی میں فرماتے ہیں	487

2089	حضرت سیدنا شرنبلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم اور پرہیزگار کے ہاتھوں کو چومنا سنت اور مستحب ہے	487
2090	مراقی الفلاح پر علامہ طحاوی کے حاشیہ میں ہے	487
2091	حضرت سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	487
2092	حضرت شیخ الاسلام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	487
2093	حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	487
2094	حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شیخ ابوطالب محمد بن عطیہ حارثی المکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں	487
2095	حضرت شیخ المشائخ علی بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت شیخ المشائخ سفیان رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا	488
2096	فتوحات میں یہ بھی مذکور ہے	488
2097	لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تم اپنے نفس میں اس کا کچھ اثر پاتے ہو۔ کہا حجر اسود اپنے اندر کچھ اثر پاتا ہے	488
2098	انبیاء اور رسول علیہم السلام اور اولیاء کرام بوسہ دیتے رہے ہیں	488
2099	حضرت قطب الاقطاب خواجہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	488
2100	ہاتھ چومنا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے	488
2101	درویش اور مشائخ ایک دوسرے کا ہاتھ اس واسطے چومتے ہیں	488
2102	ہاتھ کو بوسہ دینے میں دین و دنیا کی خیر و برکت ہے	489
2103	دمشق کی جامع مسجد میں خواجہ (خواجۂ خواجگان معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ) کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا	489

2104	قیامت کے دن کئی گنہگار صرف ہاتھ چومنے کی وجہ سے بخشے جائیں گے	489
2105	فرمایا یوسف حجاج سے وفات کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا	489
2106	فلاں مجلس میں تو نے خواجہ سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک کو عزت سے بوسہ دیا تھا	489
2107	ایک بزرگ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی بزرگ یا شیخ کے ہاتھ کو بوسہ دیگا	489
2108	اس واسطے کہ مشائخ کا ہاتھ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک ہے	489
2109	اور بنی اسرائیل کا جو بزرگ آتا۔ خود مسند سے اٹھ کر اس کا ہاتھ چومتے	490
2110	علماء، مشائخ صالحین اور والدین کے لیے کھڑے ہونے کا حکم	490
211	اہل فضل کیلئے کھڑے ہونا جائز اور اسلامی آداب میں سے ہے	490
211	اہل فضل اور اہل شرافت کیلئے کھڑے ہونا سنت ہے	490
211	حضرت شیخ الاسلام محی الدین ابو ذکریا بن شرالنووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر	490
211	رضاعی بھائی آیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کیلئے کھڑے ہو گئے اور اسے اپنے سامنے بٹھایا	490
211	جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھا تو اس کی طرف یکدم کھڑے ہو گئے اور اس پر چادر ڈال دی	490
211	حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ جب حبشہ میں تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کیلئے کھڑے ہو گئے	491
211	حضرت سیدنا زید بن حارث رضی اللہ عنہ نے دستک دی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کیلئے کھڑے ہو گئے اسے گلے لگایا	491

2118	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان سے جانے کیلئے کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے اور جب تک حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آتے ہم دیکھتے رہتے۔	491
2119	حضرت فقیہ محقق علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ شامی میں فرماتے ہیں	491
2120	آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا مستحب ہے۔ مسجد میں بیٹھا ہوا شخص بھی اگر کسی آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جائے، تب بھی جائز ہے، بشرطیکہ وہ شرعی طور پر تعظیم کا مستحق ہو۔ اسی طرح قرآن پڑھنے والے کا، آنے والے کی تعظیم کیلئے کھڑے ہونا	491
2121	ابن وھبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں قیام مستحب ہونا چاہیئے	491
2122	تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا "قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ" یعنی اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ	491
2123	حضرت سیدنا امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اگر کوئی اپنے ساتھی کو یا سیدی کہہ کر پکارے تو جائز ہے	491
2124	صاحبِ فضل ہو، فاسق و فاجر کو یا سیدی کہنا منع ہے	492
2125	اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو تکبر و بڑائی کے سبب لوگوں کو حکم دیں یا ان پر لازم ٹھہرائیں	492
2126	جس نے مصافحہ میں ابتداء کی ہے اور ایک حصہ دوسرے کو ملتا ہے	492
2127	حضرت سیدنا امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	492
2128	اہل فضل (علماء حق و مشائخ عظام) کو دیکھ کر کھڑے ہو جایا کریں اگرچہ ان کو ہمارا کھڑا ہونا ناگوار ہو	492

2129	ہمارے ذمہ ان کی تعظیم ضروری ہے اور ان کو اپنی تعظیم سے نفرت لازم ہے۔ یہ کھڑا ہونا ہر حال میں مستحب ہے	492
2130	حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کھڑے نہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی کہ کیا تم اپنے باپ کی تعظیم کیلئے کھڑے ہونے کو گراں سمجھتے ہوں	492
2131	حضرت سیدنا ابوذر ؓ کا بیان ہے	493
2132	سرکار دو عالم ﷺ تخت پر تشریف فرما تھے مجھے چمٹا لیا اور یہ معانقہ بہت ہی عمدہ اور اعلیٰ تھا	493
2133	حضرت سیدنا عطاء خراسانی ؒ کی روایت ہے	493
2134	باہم مصافحہ کرو کینہ دور ہوگا۔ ایک دوسرے کو ہدیہ دو آپس میں محبت ہوگی	493
2135	حضرت سیدنا براء بن عازب ؓ کا بیان ہے	493
2136	دونوں کے درمیان جو گناہ ہوتا ہے جھڑ جاتا ہے باقی نہیں رہتا	493
2137	حضرت سیدنا سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے	493
2138	ان دونوں کے گناہ اس طرح سے جھڑتے ہیں جس طرح سے تیز آندھی کے اس خشک درخت سے پتے جھڑتے ہیں	493
2139	دونوں کے درمیان ایک سو نعمتیں نازل کرتے ہیں ننانوے رحمتیں آپس میں ایک دوسرے سے خندہ پیشانی، عمدہ اور نیک طریقہ حال پوچھنے پر ملتی ہے	493
2140	مسئلہ: سلام کی تکمیل مصافحہ اور معانقہ ہے	493

پندرھواں باب
عمامہ شریف کا بیان

2141	حضرت سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عمامہ (شریف) کی ابتداء سبب	495
2142	حضرت سیدنا ذوالقرنین علیہ السلام تھے جب ان کے سر پر قرن نکل آئے تھے	495
2143	تفسیر خازن ومدارک میں اس آیت مبارکہ کے ذیل لکھا ہے	495
2144	اور آل موسیٰ علیہ السلام وآل ہارون علیہ السلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں	495
2145	حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا عصا مصلّٰی اور حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام کا عصا اور عمامہ تھا	495
2146	فطرت اسلامی پر قائم رہے گی جب تک کہ وہ ٹوپیوں پر عمامیں باندھیں گے	495
2147	فرمایا تم پر پگڑی لازمی ہے	495
2148	عمامہ (شریف) عرب کے تاج ہیں	495
2149	عمامے عرب کے تاج ہیں جب وہ عمامے چھوڑیں گے تو اپنی عزت اتروادیں گے	496
2150	اے مسلمانوں کے تاج ہیں	496
2151	اللہ عزوجل نے اس امت کو عماموں سے مکرم فرمایا	496
2152	بیشک عمامہ کفر وایمان کے درمیان فرق ہے	496
2153	حضرت علامہ مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں	496
2154	معجم کبیر طبرانی میں مذکور ہے	496

2155	جمعہ کے دن عمامہ والوں پر بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں	496
2156	عمامہ باندھنے میں سنت یہ ہے کہ سفید ہو جس میں کسی دوسرے رنگ کی آمیزش نہ	497
2157	آپ ﷺ کے سر مبارک پر عمامہ زرد تھا	497
2158	آپ ﷺ کی چادر اور عمامہ دونوں زعفران سے رنگے ہوئے تھے	497
2159	پانچ ہزار فرشتوں سے جو نشان والے ہیں	498
2160	شیخ التفسیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر نعیمی میں فرماتے ہیں	498
2161	حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء علامہ اسمٰعیل حقی البروسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں	498
2162	اس دن ملائکہ کے سروں پر سفید پگڑیاں تھیں	498
2163	حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے	498
2164	صرف ٹوپی رکھنا کفار کی علامت ہے اور خلاف سنت ہے کیونکہ حدیث رکانہ (رضی اللہ عنہ) میں بھی صرف ٹوپی کو علامت کفار فرمایا ہے	498
2165	مطلق سنت کا لفظ بولتے ہیں تو وہ سنت نبوی ﷺ مراد لیتے ہیں	498
2166	نبی امی علیہ السلام صاحب جمل۔ مدرعہ اور صاحب عمامہ کی تصدیق کرو	498
2167	آپ علیہ السلام ظاہر ہونگے تو عمامہ استعمال کریں گے	498
2168	صاحب تفسیر عزیزی فرماتے ہیں۔ عمامہ شریف سنت ہے	499
2169	حضرت فقیہ بے بدل علامہ اجل ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ شریف کی شرح میں فرماتے ہیں	499
2170	ان سب سے عمامہ کی فضیلت مطلقاً ثابت ہوئی	499
2171	فتح الباری میں مذکور ہے	499

2172	عمامہ باندھا کرو اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے	499
2173	عمامہ باندھا کرو کہ اسلام کا نشان ہے اور مسلمان اور کافر میں فرق کرنے والا ہے	499
2174	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	499
2175	پگڑی کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرنا بغیر پگڑی کے ستر (70) رکعت نماز ادا کرنے سے بہتر ہے	499
2176	فقیہ جلیل مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ	499
2177	عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے	499
2178	حضرت سیدنا علامہ الہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پگڑی کا باندھنا سنت ہے	499
2179	حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عمامہ باندھنا سنت ہے	500
2180	حضرت علامہ مولانا یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	500
2181	مظاہر حق جلد اول، صفحہ، 470 پر تحریر فرماتے ہیں کہا حضرت علامہ مولانا طیبی رحمۃ اللہ علیہ	500
2182	حضرت شیخ المشائخ شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں سر پر پگڑی باندھنا سنت ہے	500
2183	حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم	500
2184	اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ، 146، میں ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب لکھتے ہیں	500
2185	حضرت شیخ الشیوخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ دعامہ میں تحریر فرماتے ہیں	500
2186	سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نماز کیلئے ایک مخصوص لباس تیار کروایا تھا	501

2187	شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام رسول رضوی صاحب تفہیم البخاری	501
2188	چنانچہ سیدنا علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ بحرالرئق	501
2189	لہٰذا قدرت (طاقت) واستطاعت کے باوجود بلا عمامہ (شریف) نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے	501
2190	حضرت سیدنا علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ تیسر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں	501
2191	صاحب شرح شمائل باجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	502
2192	قاضی حبیب اللہ صاحب موضع پرمولی ضلع صوابی نے ایک فتویٰ جاری کیا تھا	502
2193	اس فتویٰ پر صوبہ سرحد کے چونسٹھ علماء کرام کے دستخط موجود ہیں	502
2194	ریاض الفتاویٰ، ج، 3، ص، 249 میں مذکور ہے مفتی سید ریاض الحسن جیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں	502
2195	اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ	502
2196	نماز میں سر پر پگڑی باندھنے کی حدیثیں ایسی ہیں کہ جن میں شک صرف ضدی کرے گا	503
2197	حضرت علامہ مولانا فیض احمد اویسی مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں	503
2198	نتیجہ علامہ اویسی صاحب تحریر فرماتے ہیں	503
2199	کسی مذہب والے کو اختلاف بھی نہیں ہے	503
2200	جب دلائل سے اپنی جگہ ثابت ہے	503
2201	حدیث ضعیف کہنا ان کا ایسا حربہ ہے	504
2202	اس محبوب سیرت کا انکار کیوں	504

2203	علماء ومشائخ تک پگڑی جیسی مقدس سنت کو خیر باد فرما کر	504
2204	ادھر مغربیت کے مسحور حضرات پگڑی کی مذاقیں اڑاتے ہیں	504
2205	اپنے حلقہ احباب کو سختی سے اس کا کاربند بنانا اپنی زندگی کا سرمایہ سمجھیں تاکہ کل قیامت میں حضور سرور کائنات ﷺ کا قرب نصیب ہو	504
2206	جو شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ اس سے ہے	504
2207	مسئلہ عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اسے اتار کر زمین پر پھینک نہ دے	505
2208	حضور اقدس ﷺ کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ بارہ ہاتھ کا تھا	505
2209	جو شخص بیٹھ کر عمامہ (شریف) باندھے یا کھڑے ہو کر پاجامہ پہنے اللہ تعالیٰ اس کو ایسی بلا میں مبتلا کرے گا جس کا دفعیہ نہ ہو سکے گا اور اگر معذور ہو تو جائز ہے	505
2210	معتبر کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ کوئی آدمی اپنے آپ کو اکثر اوقات سیاہ، سبز لباس میں	505
2211	دنیا میں شہرت کا کپڑا پہنا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کا کپڑا پہنائے گا	506
2212	رسول کریم ﷺ جس وقت کوئی نیا کپڑا پہنتے اس کا نام لیتے مثلاً پگڑی یا قمیص یا چادر	506
2213	اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے پناہ پکڑتا ہوں جس کیلئے بنایا گیا ہے	506

سولہواں باب تہبند (شلوار ٹخنوں سے نیچے) کا بیان

2214	جو شخص اترانے کی غرض سے اپنی ازار کو کھینچتا چلے تو قیامت کے دن اللہ پاک اس کی طرف نظر نہ کرے گا	507
2215	ٹخنوں کے مابین جو کچھ ہو اس پر مضائقہ نہیں اور جو اس سے نیچی ہے وہ آگ میں ہے	507
2216	ایک آدمی ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اسے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جا پھر وضو کر	507
2217	فرمایا پھر حضور انور ﷺ خاموش ہو گئے بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص اپنے ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ ازار لٹکا کر نماز پڑھنے والے کی نماز قبول نہیں فرماتا	507
2218	منافق کی علامت اپنے پاجامے کو لمبا کرنا ہے	508
2219	اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تو اس کیلئے دوزخ ہے	508
2220	اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف نہ دیکھے گا جس نے تکبر سے اپنا کپڑا زمین پر کھینچا	508
2221	نصف شعبان کی رات ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہنم سے آزاد کردہ لوگ قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر ہوتے ہیں	508
2222	(تہبند، شلوار وغیرہ کو) ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے کی طرف اور نہ والدین کے نافرمان کی طرف	508
2223	ایک شخص تکبر کرتے ہوئے اپنی چادر گھسیٹ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا وہ قیامت تک زمین میں چلا جا رہا ہے۔	509

2224	حضرت سیدنا ابوذر غفاری ؓ کہنے لگے یہ لوگ تو تباہ و برباد ہو گئے کون ہیں وہ لوگ یا رسول ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا	510
2225	تکبر سے کپڑا لٹکانے والا	510
2226	اپنا تہبند نصف پنڈلی تک اونچا رکھنا اگر یہ اچھا نہ لگے تو پھر ٹخنوں تک کر لو اور دیکھو تہبند گھسیٹنے کی حد تک نہ لٹکانا کہ یہ متکبروں کا طریقہ ہے	510
2227	میں ہمیشہ تہبند اونچا ہی باندھتا رہا کسی نے آپ ﷺ سے پوچھا کتنا اونچا؟ تو فرمایا نصف پنڈلی تک	511
2228	اکڑ اکڑ کر چل رہا تھا کہ اچانک اسے زمین میں دھنسا دیا گیا	511
2229	یہ وعید اور دھمکی صرف تہبند سے مخصوص نہیں بلکہ سلوار، کپڑا، جبہ قباء اور اچکن نما کوئی بھی کپڑا تکبر سے ٹخنوں سے نیچے کیا جائے گا وہ ان تمام احادیث کی زد میں ہوگا	511
2230	البتہ میں اس کا خیال کرتا رہتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا تم ان لوگوں میں سے نہیں جو یہ کام تکبر سے کرتے ہیں	512

حدیث نبوی ﷺ

مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ لَا یَرْحَمُهُ اللّٰهُ

ترجمہ: جو آدمیوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا

ستروان باب

تذکرہ صالحین (یعنی صلحاء کرام کے حالات) کا بیان

2231	حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے	513
2232	انبیاء علیہم السلام اور رسولوں علیہم السلام کا ذکر کرنا ان کے فضائل بیان کرنا ان کی تعریف کرنا اللہ تعالی کی عبادت ہے	513
2233	(اللہ کے ولیوں کا) ذکر کرنا (ان کے فضائل وحالات بیان کرنا ان کی تعریف کرنا) گناہوں کا کفارہ ہے	513
2234	حکایتیں خدا عزوجل کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے	513
2235	حکایت کا مریدوں کو کیا فائدہ ہے جواب فرمایا	513
2236	جب تم کو تکلیف اور رنج پیش آئے۔ اور اس کا غلبہ ہو تو ان کے اخبار وحالات سنو اور سوچو پھر جان لوگے	514
2237	اور اس میں وہ صبر اور بردباری کو کام میں لائے ہیں	514
2238	بزرگوں کی باتوں اور پیروں کی حکایت اور ان کے حالات سے مریدوں کے دل کو تربیت ہوتی ہے	514
2239	اور بلا (مصیبت) اور امتحان اور ناکامی میں اس کے پاؤں درویشی پر جم جاتے ہیں	514
2240	دوستان خدا عزوجل کی باتوں سے ان کی دوستی پیدا ہوتی ہے۔ اور ان کی دوستی سے ایک نسبت قرابت متحقق ہوتی ہے	514
2241	یہ قوم ایسے سچے بھائی ہیں۔ ان میں دوستی کی ایسی نسب ہے	514
2242	آدمی اسی کے ساتھ ہوگا۔ جس کو وہ دوست رکھتا ہے	514

2243	حق سبحانہ تعالیٰ کہے گا۔ کہ کیا تو فلاں دانا کو کہ جو فلاں محلہ میں رہتا تھا جانتا تھا اور فلاں سے مراد عارف ہے	514
2244	جا تجھ کو اس کی وجہ سے بخش دیتا ہوں۔ پھر جب صرف کسی بزرگ کا پہنچانا نجات کا سبب ہو سکتا ہے	515
2245	اور نیکی میں ان کے پیچھے چلنا بطریق اولیٰ نجات کا باعث ہوگا	515
2246	شیخ المشائخ خواجہ محمد عارف ریوگری رحمہ اللہ فرماتے ہیں	515
2247	بعد مشائخ (اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم) کے کلام کا سننا توفیق (زیادتی۔ شوق) کا موجب قلب کی رقت و نرمی کا سبب ماسوٰی اللہ سے نفرت دلانے کا باعث	515
2248	نسیمات القدس صفحہ نمبر 28 پر تحریر فرماتے ہیں کہ	515
2249	ہم بلندی پر جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور لوگوں کے اونٹ شمار کرتے ہیں	515
2250	ان بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) کی منقبت بیان کرتے کرتے ان کی محبت میں سرگرداں رہتے رہتے اور انکے جھنڈوں کے سایہ تلے ہم خاک سے اٹھیں	515
2251	(اے اللہ عزوجل مجھے اپنی محبت عنایت فرما جو تجھ سے محبت کرے اس کی محبت عنایت فرما اور جو عمل تیری محبت سے قریب کرے اس عمل کی محبت عنایت فرما)	515
2252	کہ بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) کی یہ ایک محبت دو دوسری محبتوں کا ذریعہ بنتی ہے۔ خدا عزوجل کی محبت کا بھی اور نیک عمل کی محبت کا بھی	515
2253	ایک دن اپنے مریدوں سے فرمایا کہ کل روز قیامت	516
2254	ہرگز جواب دینے کی کوشش نہ کرنا	516

2255	فرمایا تم یہ کہنا کہ ہم تو دنیا میں بہت ہی کمتر و حقیر تھے۔ البتہ ان بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) کا دامن پکڑا تھا	516
2256	جب تم معاملہ ہم پر چھوڑ دو گے تو تم انشاء اللہ بخیر و خوبی عہدہ برا ہو گا	516
2257	حضرت شیخ المشائخ شیخ ابو علی شبولی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا	516
2258	ان بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) اور انکے ساتھ نشست و برخاست کرنے والوں سے فیض حاصل کر	516
2259	جب تو ان بزرگوں کی باتیں سنے تو اگرچہ تیری سمجھ میں نہ آئیں	516
2260	اگرچہ تو حقیقی مجرم ہی ہو اس سبب سے اللہ تعالیٰ سے تیری رہائی ہو جائے	516
2261	شیخ المشائخ شیخ مجد الدین بغدادی شہید رحمۃ اللہ علیہ دعا کرتے تھے	516
2262	مجھے ان لوگوں میں سے بنا، یا ان لوگوں کو دیکھنے والوں میں سے بنا	516
2263	میں اس بات پر دل سے خوش ہوں کہ میں نے روحانی نفوس کا قصہ بیان کیا ہے	517
2264	حضرت شیخ المشائخ امام ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا	517
2265	(ان کے حالات سنو اور پڑھو) سے کچھ ہر روز پڑھا کریں	517
2266	ایک صدیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کوئی ان کی باتیں پڑھے تاکہ میں سنوں یا میں پڑھوں اور وہ سنیں	517
2267	(اولیاء اللہ) کے وجد و حال و کیفیت سے جذب فیض حاصل کر سکتے ہیں	517
2268	حضرت شیخ المشائخ خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	517
2269	عمدہ افسانے صوفیوں کے افسانے ہیں	517
2270	یہی نسبت نجات کا موجب ہو گی	517

2271	حضرت خواجہ خواجگان غوث صمدانی محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ رسالہ محبوبہ میں لکھتے ہیں کہ	517
2272	دوستان خدا عزوجل کی دوستی کو اپنے دل میں جگہ دے	517
2273	اگر تو خدا عزوجل کے دوستوں کے دلوں میں اپنا مقام بنائے گا تو چونکہ وہاں پر ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ (360) نظر رحمت ہوتی ہے	518
2274	شیخ الاسلام ابو اسماعیل انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نیک بختی کی علامت یہ ہے	518
2275	دوستان حق کی دوستی باہمی ایک نسبت پیدا کرتی ہے۔ جس سے پھر حق تعالیٰ سے نسبت پیدا ہوتی ہے۔ جس کے سبب انسان ولی اللہ ہو جاتا ہے	518
2276	ایک عارف سے لوگوں نے پوچھا	518
2277	پھر ان کی کتابیں پڑھنے سے کیا فائدہ	518
2278	اگر جاہل ہے تو عالم ہو جائے گا اور عالم ہے، تو عارف ہو جائے گا	518
2279	اور اس گروہ کی حکایات (تذکرہ) سننے کا یہ فائدہ ہے۔ کہ جب ان کے اقوال، افعال اور احوال اپنے آپ میں نہ پائے گا۔ تو اس کے دل سے تکبر اور غرور دور ہو جائیں گے	518
2280	جو شخص اولیاء اللہ کی کرامات کا منکر ہے۔ وہ گویا ایک طرح سے انبیاء علیہم السلام کے معجزوں کا منکر ہے۔ سو اسے اس کی گمراہی ہی کافی ہے	518
2281	حضرت شیخ الشیوخ شیخ ابو طالب محمد بن عطیہ حارثی المکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب قوت القلوب	518
2282	ولی کے کسی مقام یا عارف (باللہ) کے کسی حال کا منکر ہو	518
2283	اس کا عذاب بدنصیبی اور نقصان ہے	518
2284	اول تو پیروں کی باتیں سنو۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم نام ضرور یاد رکھو	519

2285	حضرت آفتاب ولایت شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	519
2286	اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے روگردان ہو جاتا ہے	519
2287	حضرت شیخ المشائخ احمد اعرابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	519
2288	بلکہ محض اس شوق اور حال کی وجہ سے جو مجھے ہے۔ اور عرفان، قرب اور شوق کے سبب سے جو انھیں حاصل ہے	519
2289	حضرت شیخ المشائخ شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	519
2290	ہر ایک نادان اس زمانے میں صوفیوں کے احوال کے مشاہدہ اور ان کے افعال واقوال کا مطالعہ نہیں کرسکتا	519
2291	مدعیوں کی اچھی طرح تعظیم کرو! کیونکہ وہ وجود کو محقق کرتے ہیں اور ان کے ہاتھ چومنے چاہئیں	519
2292	حضرت شیخ فرید عصر ابوبکر جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	519
2293	ان کے علوم، معارف، کلمات اور نقلیات سے صحبت رکھو اور اگر یہ بھی نہیں کرسکتے	519
2294	حضرت شیخ المشائخ شہباز لامکانی مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	520
2295	وہ خود ان اسرار سے واقف نہیں ہوتے	520
2296	عوام کے روبرو رسوا نہ ہوں	520
2297	خواص کے نزدیک ان کی سخت رسوائی ہوتی ہے	520
2298	حضرت شیخ المشائخ شیخ صمدون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جس میں تو کوئی نیک صفت دیکھے اس سے جدا نہ ہو	520
2299	حضرت شیخ المشائخ ابوالعباس عطا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	520
2300	کیونکہ ان کے دوستوں کی دوستی گویا انھیں کی دوستی ہے	520
2301	اے ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) تم جانتے ہو کہ اسلام کا کونسا کڑا مضبوط ہے	520

2302	حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا عزوجل کیلئے دوستی اور دشمنی اسی کیلئے	520
2303	ہر بڑے بوڑھے کی بات یاد رکھو۔ اور اگر یاد نہ رکھ سکو تو اس کا نام یاد رکھو	520
2304	مشائخ کی باتیں سن کر خوش ہو جائے اور دل سے ان کا میلان ہو۔ اور انکار نہ کرے	520
2305	اس کو قبول نہ کرے بلکہ حقیر سمجھے تو یہ گناہ ان سب گناہوں سے بدتر ہے	520
2306	مشائخ کا دیدار اس گروہ کی نسبت ہے۔ اس قوم کا بڑا مرتبہ یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ فلاں پیر کو دیکھا ہے	521
2307	آپ فرماتے ہیں کہ مشائخ کے دیدار کو غنیمت سمجھنا چاہیئے	522
2308	حضرت سیدنا عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اقوال صوفیاء پر عمل پیرا ہونے سے نور حاصل ہوتا ہے	522
2309	خادم بن کر اولیاء کرام کی تعظیم کرنی لازمی ہے	522
2310	حضرت سیدنا شیخ المشائخ شیخ علی بن بندار حسین الصوفی الصیرفی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں	522
2311	ابوالحسن نے فرمایا آگے کیوں جاؤں شیخ ابوعبداللہ نے فرمایا تم نے حضرت سیدنا امام الصوفیاء جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے	522
2312	مشائخ کا دیدار کرنا بڑی نسبت ہے اور اس گروہ مشائخ کو اللہ تعالی نے بڑا درجہ عطا کیا ہے	522
2313	حضرت شیخ المشائخ سیدنا محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے قبل دعا فرمائی کہ اے خدا عزوجل! تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ میں تیری نافرمانی کرتے وقت	522
2314	اس پاک طینت گروہ کی صحبت اور ان تک رسائی سعادت و برکت سمجھنا چاہیے	522

2315	ان کی صحبت سے استفادہ (فائدہ) حاصل کرنا چاہیے	522
2316	حضرت شیخ المشائخ ابوعبداللہ سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	522
2317	اولیاء اللہ کے مزارات مقدسہ کی زیارت اور حاضری	522
2318	حضرت سیدنا سراج السالکین حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اولیاء کی باتوں کو تسلیم کرلے	523
2319	حضرت شیخ الشیوخ سیدنا سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	523
2320	اولیاء اللہ کی صحبت وزیارت سے احتراز کرے	523
2321	خواجہ خواجگان معین الدین اجمیری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ نیکوں کی صحبت میں بیٹھنا نیکی کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور مفید ہے	523
2322	حضرت قدوۃ الاولیاء ابوعبداللہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ درویش مخلوق خدا عزوجل کی رحمت الٰہی ہیں ان کی برکت سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں	523
2323	فرمانِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ یہ گروہِ اولیاء دنیا اور آخرت کے بادشاہ ہیں	523
2324	حضرت شیخ المشائخ سیدنا شیخ ابوالحسن غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	523
2325	آسمان سے بارش اور رحمت ان کے قدموں کی برکت سے نازل ہوتی ہے	523
2326	حضرت سیدنا امام طریقہ خواجہ خواجگان بہاء الدین عرف والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ	523
2327	حضرات خواجگان رحمۃ اللہ علیہم کے رسالوں (کتب) کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ کیونکہ ان کے کلمات قدسیہ کا ہمیشہ ساتھ رکھنا اور ان کا مطالعہ کرنا ضروری ہے	523
2328	حضرت سیدنا بادشاہ ولایت مولوی عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	524

2329	قیامت کے دن ایک بندہ مفلسی وبد کرداری کے سبب سے ناامید ہو جائے گا	524
2330	اے میرے بندے کیا تو فلاں محلہ میں فلاں دانشمند یا فلاں عارف کو پہچانتا تھا	524
2331	ولی وسیلہ نجات ہو تو اولیاء اللہ کی دوستی ومحبت اور ان کی سیرت کا اتباع بطریق اولیٰ ہوگا	524
2332	درویشوں سے ساتھ بہت زیادہ دوستی کرو ان کی قربت اختیار کرو ان کے ساتھ احسان کرو ان کی خدمت کرو	524
2333	جب قیامت قائم ہوگی تو ان درویشوں کو خداوند رب العزت کا حکم ہوگا کہ دیکھو ان کو جنہوں نے تمہیں ایک روٹی کا ٹکڑا دیا ہے یا ایک گلاس پانی پلایا ہے یا کوئی کپڑا پہنایا ہے ان لوگوں کا ہاتھ پکڑو اور بہشت میں لے جاؤ	524
2334	مجھے اپنے اعمال سے کوئی توقع اور امید نجات نہیں ہے	525
2335	حکایات مشائخ کا کمترین فائدہ یہ ہے	525
2336	اپنے سلسلہ کے بزرگوں کو نام بنام یاد کرے اور ہر ایک کو ظاہری و باطنی مشکل میں اپنا شفیع بنائے	525
2337	حضرت شیخ المشائخ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لائق فرزند وہ ہے جو کچھ اپنے پیر کی زبان سے سنے تو ہوش کے کانوں سے سنے	525
2338	کچھ پیر کی زبان سے سنے اپنے شجرہ میں لکھ لے خود استفادہ کرے	525
2339	حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز ادا کرتے۔ تو اوراد سے فارغ ہو کر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کی حکایات بیان کرتے	525

2340	جو شخص انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کی حکایات بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ دوزخ اس پر حرام کر دیتا ہے	525
2341	ہمیشہ طاعت وعبادت میں مشغول رہو	526
2342	مشائخ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے میں مشغول رہنا چاہئیے اور بیکار نہ رہو	526
2342	ان کی والدہ ان کو پاؤں دبانے کے لیے بلاتیں تو صبح تک پاؤں دباتے اور اس کو نماز سے افضل سمجھتے	526
2343	بزرگوں نے مرید کے لئے پیر کے حق میں بیان کیا ہے (یعنی اگر پیر (مرید) کو اپنی خدمت کے لیے بلائے۔ تو نفل عبادت کو چھوڑ دینا چاہئے	526
2344	ایک عابد (اللہ کے ولی کو) پانی پلانے سے جنت مل گئی	526
2345	گناہ گار کو (قیامت کے دن) حساب کیلئے کھڑا کیا جائیگا اور دوزخ میں داخل کرنے کا حکم دیا جائیگا جب اس کو فرشتے لے کر جا رہے ہوں گے	527
2346	چنانچہ وہ عابد (اللہ کا دوست) واپس آ کر اس (گناہ گار ساتھی) بھائی کو ہاتھ سے پکڑ کر اس کو جنت میں لے جائیگا	527
2347	وہ شخص ہوں کہ آپ دنیا میں (میرے پاس سے) گذرے تھے اور پانی کا ایک گلاس طلب کیا تھا اور میں نے آپ کو پانی پلایا تھا	528
2348	اللہ تعالیٰ اس کی سفارش قبول فرمائیں گے اور اس کو دوزخ سے نکال دیا جائے گا۔	528
2349	مشائخ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں: کہ ہمارے طریقہ کی نسبت مرتے وقت ظاہر ہوتی ہے	528
2350	ان نقلیات سے غرض یہ ہے تاکہ مطالعہ کرنے والوں کو	528
2351	اور ان لوگوں کے وسوسوں کی مصیبت سے محفوظ رہیں	528
2352	سالک کو چاہئیے کہ اس بڑی نعمت یعنی صحبت اہل اللہ کی قدر کو پہنچانے	528

انشاء اللہ عنقریب
اشاعت

تذکرہ
نقشبندی مجددی مشائخ
(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم)

اہل سلوک کے لئے مشائخ عظام کے مطالعے کے لئے
جامع اور مفصل کتاب

----تالیف----

پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت نثار الحق نقشبندی سیفی مجددی مدظلہ العالی

----ناشر----

تبلیغ صوفیاء دعوت الی الخیر

انشاء اللہ عنقریب اشاعت

مکتوبات معصومیہ

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور
جانشین حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی مکتوبات
بہترین تحقیقی ترجمہ کے ساتھ

----تالیف----

پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت نثار الحق نقشبندی سیفی مجددی مدظلہ العالی

----ناشر----

تبلیغ صوفیاء دعوت الی الخیر

انشاء اللہ عنقریب اشاعت

انوار و تجلیات مصطفیٰ ﷺ

قرآنی آیات، احادیث نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عمل اور بزرگان دین رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال وافعال سے پیش کی گئی ایک مستند کتاب

نبی کریم ﷺ سے عشق ومحبت رکھنے والوں کیلئے ایک انمول تحفہ

----تالیف----

پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت نثار الحق نقشبندی سیفی مجددی مدظلہ العالی

----ناشر----

تبلیغ صوفیاء دعوت الی الخیر

انشاء اللہ عنقریب اشاعت

مکتوبات
امام ربانی

حضرت امام اعظم امام مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

(بہترین تحقیقی ترجمہ کے ساتھ)

---- تالیف ----

پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت نثار الحق نقشبندی سیفی مجددی مدظلہ العالی

---- ناشر ----

تبلیغ صوفیاء دعوت الی الخیر

دینی علوم کی ممتاز درسگاہ

دار العلوم مجددیہ سیفیہ

طلباء و طالبات کے لئے

درس نظامی
حفظ و ناظرہ مع تجوید
خصوصی تربیتی کورس
اسکول کی تعلیم

طالبات کے لئے عالمہ کورس
مکمل با پردہ اسلامی ماحول

اہل خیر حضرات سے اپیل ہے کہ دار العلوم میں

اپنی صدقات، خیرات، زکوۃ، نفلی صدقات اور قربانی کی کھالوں سے تعاون کریں

منجانب تبلیغ صوفیا دعوت الی الخیر باہتمام مجدد الف ثانی ویلفیئر ٹرسٹ

پلاٹ نمبر 82 اورنگی ٹاؤن سیکٹر 4-F مجاہد کالونی نزد فٹبال گراؤنڈ

رابطہ نمبرز: 021-6740009
0300-2771683, 0322-3154545

انوار اولیاء

ایک انمول ہیرا

پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت نثار الحق نقشبندی سیفی مجددی مدظلہ العالی

راہ نجات

کی تالیف کردہ کتب و رسائل

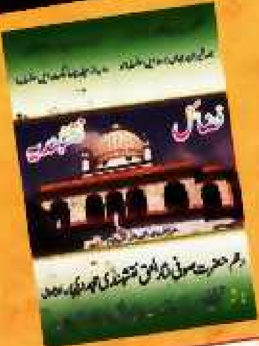

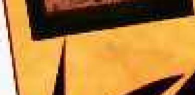

راہ نجات

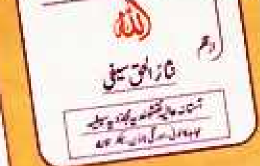

اثباتُ الوُجد

الله

از قلم

نثار الحق سیفی

آدابِ سالکین

نثار الحق سیفی

منجانب سالکین سیفی کراچی

Maktabah Mujaddidiyah

This book has been digitized by
Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org).

Maktabah Mujaddidiyah does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah, 2013

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.